مسائل الشریعہ
ترجمہ
وسائل الشیعہ
تالیف
محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ و تحشیہ
فقیہ اہل بیت آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.
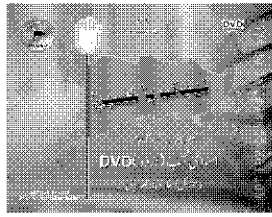
منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

(جلد ہشتم)

مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	ہشتم
تالیف	:	محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ	:	فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ	:	غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر موبائل: 0346-5927378)
طباعت	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ ۔ اکتوبر ۲۰۰۵ء
طبع دوم	:	محرم الحرام ۱۴۳۰ھ۔ جنوری ۲۰۰۹ء
قیمت	:	Rs 250-00
تعداد	:	۵۰۰

ملنے کا پتے

اسلامک بک سینٹر

مکان نمبر 362-C، گلی نمبر 12، G-6/2

اسلام آباد۔ فون: 2870105

معصوم پبلیکیشنز بلتستان

ملتھوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو بلتستان۔

موبائل: 0346-5927378

ای میل: maximahaider@yahoo.com

مکتبۃ السبطین

سیٹلائٹ ٹاؤن، ۲۹۶/۹۔ بی بلاک، سرگودھا

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد ہشتم)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	کتاب الحج	۳۷
	کتاب الحج کے ابواب کی اجمالی فہرست	۳۷
	اضافۂ مفیدہ منجانب مترجم	۳۸
	وجوب حج کے حکم واسرار	۳۸
	حج کی فرضیت واہمیت	۴۲
	حج کے وجوب اور اس کی شرائط کے ابواب (اس سلسلہ میں کل تریسٹھ (۶۳) باب ہیں)	۴۵
۱	ہر صاحب استطاعت مکلف پر حج واجب ہے۔	۴۵
۲	ہر سال لوگوں پر حج کرنا بطور واجب کفائی واجب ہے۔	۵۰
۳	جب شرائط وجوب پائے جائیں تو حج زندگی میں صرف ایک بار واجب ہوتا ہے۔	۵۱
۴	خانۂ کعبہ کو حج کے بغیر بالکل معطل کرنا جائز نہیں ہے۔	۵۲
۵	حاکم پر واجب ہے کہ وہ لوگوں کو حج اور زیارتِ رسول کرنے اور بطور واجب کفائی حرمین میں قیام کرنے پر مجبور کرے اور اگر ان کے پاس اس سفر کیلئے رقم نہ ہو تو بیت المال سے زاد کا اہتمام کرے۔	۵۴
۶	استطاعت کے حاصل ہوتے ہی فوراً حج کرنا واجب ہے اور اسے ترک کرنا اور ٹال مٹول کرنا حرام ہے۔	۵۴
۷	سبک جان کر یا وجوب کا انکار کر کے حج نہ کرنے سے آدمی کافر ومرتد ہو جاتا ہے۔	۵۷
۸	حج کا وجوب استطاعت کے ساتھ مشروط ہے یعنی زادِ سفر ہو، سواری بھی موجود ہو جبکہ اس کی ضرورت ہو۔ راستہ کھلا ہو، سفر کرنے کی طاقت ہو (ان کے علاوہ) اور جن چیزوں پر حج کرنا موقوف ہو وہ بھی مہیا ہوں۔ اور دیگر تمام اسباب سفر کا خریدنا واجب ہے۔	۵۸

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۹	وجوب حج کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ واپس آنے تک اہل و عیال کا نان و نفقہ بھی ہو ورنہ حج واجب نہ ہوگی اور بقدر ضرورت مال کی طرف رجوع کرنے کا حکم؟ اور یہ کہ حج شادی پر مقدم ہے!	۶۰
۱۰	جس شخص کو زادِ سفر اور سواری مفت پیش کی جائے اگرچہ گدھا ہی ہو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے اور اس پیشکش کا قبول کرنا واجب ہے اگرچہ حیا دامن گیر ہو اور یہ حج حجۃ الاسلام سے کافی ہے۔	۶۱
۱۱	جو شخص بغیر کسی زیادہ زحمت و مشقت کے تمام یا کچھ راستہ پیدل چلنے اور بعض سواری پر طے کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس پر حج واجب ہے۔	۶۳
۱۲	حج کا وجوب بلوغت اور عقل کے ساتھ مشروط ہے۔	۶۴
۱۳	جب کوئی بچہ حج کرے یا اسے کرایا جائے تو اس کا یہ حج حجۃ الاسلام سے مجزی نہیں ہوگا بلکہ بلوغت کے بعد اس پر حج واجب ہوگا جبکہ مستطیع ہو۔	۶۴
۱۴	جو شخص حج کئے بغیر مر جائے مگر ہنوز اس کے ذمہ حج مستقر نہیں ہوا تھا تو پھر اس کی طرف سے اس کی قضا واجب نہیں ہے۔	۶۵
۱۵	حج اور عمرہ کا وجوب آزادی کے ساتھ مشروط ہے لہٰذا غلام جب تک آزاد نہ ہو اس پر حج و عمرہ واجب نہیں ہیں ہاں البتہ مالک اجازت دے تو پھر مستحب ضرور ہیں۔	۶۵
۱۶	اگر غلام ایک بار یا کئی بار حج کرے اور بعد ازاں آزاد ہو جائے تو مقررہ شرائط کے ساتھ اس پر حجۃ الاسلام واجب ہوگی۔	۶۶
۱۷	جب غلام اس طرح آزاد ہو کہ وقوف عرفات یا وقوفِ مشعر الحرام میں سے ایک کو آزادی کی حالت میں درک کرے تو اس کا یہ حج حجۃ الاسلام سے مجزی ہے۔	۶۷
۱۸	جب ام الولد کنیز کا آقا مر جائے تو وہ اپنے بیٹے کے حصہ میں سے آزاد ہو جائے گی اور مقررہ شرائط کے ساتھ اس پر حج واجب ہوگا۔	۶۸
۱۹	جو شخص مستطیع نہ ہو اور بہ تکلف حج کرے تو وہ حج حجۃ الاسلام کی طرف سے مجزی نہ ہوگا بلکہ استطاعت کے بعد اس کی ادائیگی واجب ہوگی۔	۶۸

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۲۰	مستحب ہے کہ جب نابالغ بچہ حج کرے یا اسے حج کرایا جائے تو اس کا ولی اسے احرام بندھوائے اگرچہ وہ ماں ہی ہو۔	۶۹
۲۱	جو شخص کسی کی نیابت میں حج کرے تو وہ حج اس کی حجۃ الاسلام سے مجزی نہیں ہے بلکہ جب مستطیع ہوگا تو اس پر حج واجب ہوگا۔	۶۹
۲۲	اگر ایک مستطیع آدمی بطور شتربان یا مزدور مزدوری کیلئے مکہ آئے یا ویسے مکہ سے گزرتے ہوئے یا سفر تجارت کرتے ہوئے حج کرے تو اس کا یہ حج حجۃ الاسلام کی طرف سے مجزی ہے۔ اگرچہ سفر کرتے وقت حج کا قصد نہ ہو یا حج کے ساتھ کوئی اور قصد بھی ہو۔	۷۱
۲۳	جب کوئی غیر شیعہ مسلمان حج کرے اور پھر شیعہ ہو جائے تو اس پر حج کا اعادہ واجب نہیں ہے البتہ مستحب ہے مگر یہ کہ اس نے کوئی رکن ترک کیا ہو تو پھر اعادہ واجب ہے۔	۷۲
۲۴	جب ایک مالدار آدمی بیماری، بڑھاپے یا دشمن یا کسی اور مانع کی وجہ سے حج پر نہ جا سکے تو اس پر واجب ہے کہ اپنا کوئی نائب بنا کر بھیجے۔	۷۳
۲۵	جو شخص حجۃ الاسلام کرانے کی وصیت کر جائے تو اس کا خرچہ اصل ترکہ سے ادا کرنا واجب ہے اور اگر مرنے والے کے ذمہ کچھ قرضہ بھی واجب الاداء ہو اور ترکہ دونوں کاموں کیلئے کافی نہ ہو تو نسبت کے اعتبار سے دونوں کاموں پر ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔	۷۵
۲۶	جس شخص پر حج واجب تھا اور وہ احرام باندھ کر حرم میں داخل ہوا اور پھر مر گیا تو اس کا حج ادا ہو گیا۔ اور اگر اس سے پہلے مر جائے تو پھر اس کے اصل ترکہ سے حجۃ الاسلام کی قضا واجب ہے اور مستحبی حج کی قضا واجب نہیں ہے۔	۷۶
۲۷	جو شخص حج کرنے کی منت مانے (اور پھر ادا بھی کرے) آیا وہ اسکے واجبی حج سے مجزی ہوگا؟ اور جو شخص حج کرنے کی منت مانے مگر کسی اور کا نیابتی حج کرے آیا وہ حج منت سے مجزی ہوگا یا نہ؟	۷۷
۲۸	جو شخص مستطیع ہو اور حج کئے بغیر مر جائے تو اصل مال سے اس کی قضا واجب ہے اگرچہ وصیت نہ بھی کر جائے۔	۷۷

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۲۹	جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس کے ذمہ دو (۲) حج ہوں ایک حجۃ الاسلام اور دوسرا منت والا حج۔ تو حجۃ الاسلام کا خرچہ تو اصل ترکہ سے نکالا جائے گا اور منت والا حج کا ثلث سے۔ اور جو شخص یہ منت مانے کہ وہ اپنی اولاد کو حج کرائے گا تو باپ پر واجب ہے کہ کرائے اور اگر کرائے بغیر مر جائے تو ثلث سے کرایا جائے مگر یہ کہ اولاد خود کرے۔	۷۹
۳۰	جو شخص واجبی حج کرانے، غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے کی وصیت کر جائے تو واجب ہے کہ ابتداء حج کرانے سے کی جائے۔ پس اگر کچھ مال بچ گیا تو غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے پر صرف کیا جائے گا۔	۸۰
۳۱	جس شخص پر حج واجب ہو اور وہ ادا کئے بغیر مر جائے اور کوئی شخص قربۃ الی اللہ اس کی طرف سے حج کرے تو وہ مجزی ہے۔	۸۰
۳۲	سفر حج میں پیادہ چلنے کو سواری پر اور ننگے پاؤں چلنے کو جوتا پہن کر چلنے پر ترجیح دینا مستحب ہے سوائے بعض صورتوں کے۔	۸۱
۳۳	اگر آدمی کو پیدل چلنا دوسری عبادت سے کمزور کرنے کا باعث ہو یا پیدل چلنے سے مقصد صرف خرچہ کا کم کرنا ہو یا مکہ پہنچنے میں تاخیر کا اندیشہ ہو تو پھر سوار ہونے کو پیدل چلنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۸۳
۳۴	جو شخص منت مانے یا قسم کھائے کہ وہ پاپیادہ یا پاؤں ننگے حج کرے گا تو اس پر ایسا کرنا واجب ہے اور اگر اس سے عاجز ہو تو پھر سوار ہو کر حج کرنا مجزی ہے ہاں مستحب ہے کہ ایک ناقہ کو ہانک کر ہمراہ لے جائے اور جو شخص بھی کسی کام کی منت مانے اور پھر اس سے عاجز ہو جائے تو وہ تکلیف اس سے ساقط ہو جاتی ہے۔	۸۴
۳۵	جو شخص پاپیادہ حج کرنے کی منت مانے اس کیلئے جائز ہے کہ رمی جمرات کے بعد سوار ہو جائے اور خانہ خدا کی سوار ہو کر زیارت کرے۔	۸۶
۳۶	آیا باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے فرزند کے مال میں سے حج کے لیے رقم لے لے یا نہ؟	۸۷

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۳۷	جو شخص پیدل چل کر حج کرنے کی منت مانے اور وہ چلتے ہوئے مقام "معبر" سے گزرے تو اس پر وہاں قیام کرنا واجب ہے۔	۸۸
۳۸	اگر حج واجب نہ بھی ہو تو پھر بھی مستحبی حج وعمرہ کرنا مستحب ہے۔	۸۸
۳۹	مؤمنین کو حج کرانا مستحب ہے۔	۹۶
۴۰	حج کی نیت میں اخلاص کا ہونا واجب ہے اور اگر ریاکاری کا قصد کیا جائے تو حج باطل ہو جاتا ہے۔	۹۶
۴۱	چند مستثنیٰ صورتوں کے سوا عام حالات میں مستحبی حج کو دوسری مستحبی عبادات پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۹۷
۴۲	مستحبی حج کرنے کو اور اس کے اخراجات کو صدقہ دینے بلکہ کئی گنا دینے پر ترجیح دینا مستحب ہے اور واجبی حج سے صدقہ دینا مجزی نہیں ہے۔	۹۹
۴۳	غلام آزاد کرنے پر مستحبی حج کرنے کو ترجیح دینا مستحب ہے۔	۱۰۲
۴۴	امام کے علاوہ کسی اور کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پر حج کو ترجیح دینا مستحب ہے۔	۱۰۴
۴۵	بقدر قدرت وطاقت حج وعمرہ کا تکرار کرنا مستحب ہے۔	۱۰۵
۴۶	حج وعمرہ کا ہر سال بجالانا مستحب عینی ہے اور ان پر ہیشگی کرنا اور اگرچہ نیابۃً ہو مستحب ہے۔	۱۰۹
۴۷	مستحبی حج کرنے سے پیچھے رہنا مکروہ ہے اور اسے ترک کرنے کیلئے استخارہ کرنا جائز نہیں ہے۔	۱۱۱
۴۸	حج ترک کرنے اور اسے مؤخر کرنے کے سلسلہ میں کسی سے مشورہ کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ مشورہ لینے والا کمزور ہی کیوں نہ ہو۔	۱۱۲
۴۹	مالدار آدمی کے لیے ہر پانچ سال میں بلکہ ہر چار سال میں ایک بار حج کی طرف عود کرنا مستحب مؤکد ہے اور اس سے زائد عرصہ تک ترک کرنا مکروہ ہے۔	۱۱۲
۵۰	مستحب ہے کہ قرضہ لے کر بھی سنتی حج کیا جائے بشرطیکہ آدمی قرضہ ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور جس پر قرضہ ہو اس پر حج واجب نہیں ہے مگر یہ کہ قرضہ سے اس قدر مال بچ جائے جو حج کرنے کے لیے کافی ہے۔	۱۱۳
۵۱	کاروباری آدمی کے لیے مستحب ہے کہ جب بھی اسے کچھ نفع حاصل ہو تو وہ اس میں سے کچھ مال حج کے لیے الگ کرکے رکھ دے۔	۱۱۵

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۵۲	حج وعمرہ واجب ہو یا مستحب اس کے خرچہ کا بہر حال حلال ہونا واجب ہے ہاں البتہ ایک ظالم آدمی کے لیے انعامات سے حج کرنا جائز ہے جب تک بعینہٖ اس مال کے حرام ہونے کا علم نہ ہو۔	۱۱۵
۵۳	حج کے اخراجات میں کمی کر کے حج کو آسان بنانا مستحب ہے۔	۱۱۷
۵۴	حج کے ہدیہ کا حکم؟	۱۱۸
۵۵	حج میں دل کھول کر خرچ کرنا مستحب ہے۔	۱۱۹
۵۶	حج کے لیے ہر وقت آمادہ رہنا مستحب ہے۔	۱۱۹
۵۷	مکہ سے نکلتے وقت دوبارہ حج پر آنے کی نیت کرنا مستحب ہے اور لوٹنے کی نیت نہ کرنا مکروہ ہے اور اگر حج کو معمولی سمجھ کر ایسا کیا جائے تو پھر حرام ہے۔	۱۱۹
۵۸	عورت پر حج کے واجب ہونے میں محرم کا ہمراہ ہونا شرط نہیں ہے۔ ہاں البتہ اپنی جان کی امان ہونی چاہیئے اور اگر حج واجب ہو تو ولی کے لیے اسے روکنا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ عورت کے لیے مستحب ہے کہ حتی الامکان کسی محرم کو ہمراہ لے جائے۔	۱۲۰
۵۹	اگر عورت واجبی حج کرنے کے لیے جانا چاہے تو اس میں شوہر کی اجازت شرط نہیں ہے۔ ہاں البتہ مستحبی حج میں اس کی اجازت شرط ہے اور اولاد کے لیے مستحبی حج میں والدین سے اجازت لینا مستحب ہے۔	۱۲۲
۶۰	مطلقہ عورت اپنی عدت کے اندر واجبی حج کر سکتی ہے اور طلاق رجعی میں شوہر کی اجازت کے بغیر مستحبی حج نہیں کر سکتی۔	۱۲۳
۶۱	وفات کی عدت میں عورت حج کر سکتی ہے۔	۱۲۴
۶۲	مشاعر مقدسہ اور ان پہاڑیوں میں دعا کرنا مستحب ہے۔	۱۲۴
۶۳	جو شخص چاہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اسے حج نصیب کرے اس کے لیے مستحب ہے کہ ہر تین دن میں ایک بار سورۂ حج اور سورۂ عم یتسائلون روزانہ ایک بار پڑھا کرے یا "ماشاء اللّٰہ" ایک ہزار پڑھے۔	۱۲۵

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	نیابتی حج کے ابواب	۱۲۶
	(اس سلسلہ میں کل چھتیس (۳۶) باب ہیں)	

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱	نائب کے لیے بذات خود حج کرنا مستحب ہے اور مستحب یہ ہے کہ آگے (کسی رکن میں) کسی اور کو نائب بنانے کی بجائے خود بجالائے۔	۱۲۶
۲	جو شخص اپنے ذمہ حجۃ الاسلام کے مستقر ہونے کے بعد اس کی ادائیگی کی وصیت کر جائے تو واجب ہے کہ اس کے شہر سے حج کرایا جائے اور اگر ترکہ کافی نہ ہو تو پھر وہاں سے کرایا جائے جہاں سے کافی ہو اگرچہ میقات سے ہو اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب وصیت کرنے والا ایک مخصوص مقدار کی وصیت کر جائے اور وہ حج بلدی کے لیے کافی نہ ہو اور حج بھی مستحبی ہو۔	۱۲۸
۳	جو شخص وصیت کر جائے کہ اس کی طرف سے ہر سال حج کرایا جائے اور وہ ہر سال کیلئے مال مختص کر جائے مگر وہ کافی نہ ہو تو پھر دو سال کے مال سے ایک حج کرایا جائے گا۔	۱۲۹
۴	جو شخص وصیت کرے کہ اس کی طرف سے حج کرایا جائے اور اس کی وصیت سے حج کا تکرار سمجھا جاتا ہو تو بقدر ثلث مال حج کرائے جائیں گے۔	۱۳۰
۵	نیابتی حج کرنے والے شخص میں شرط ہے کہ خود اس پر حج واجب نہ ہو۔ اور اس شخص کا حکم جو اپنے اوپر حج واجب ہونے کے باوجود نیابتی حج کرے؟	۱۳۱
۶	جب صرورہ پر اپنا حج واجب نہ ہو تو پھر اس کے لیے دوسرے کا نائب بننا جائز ہے۔	۱۳۱
۷	اس شخص کا حج جو اپنے حج میں ایک جماعت کو شریک کرے!	۱۳۳
۸	عورت مرد کی نائب بن کر اور مرد عورت کا نائب بن کر حج کر سکتا ہے اور نائب بننے پر اپنے مال سے حج کرنے کو ترجیح دینا مستحب ہے۔	۱۳۳
۹	صرورہ عورت کی حج میں نیابت مکروہ ہے۔	۱۳۴
۱۰	جو شخص کسی کو حج کے لیے رقم دے اور اس سے کچھ رقم بچ جائے تو اس کا واپس لوٹانا واجب نہیں ہے اور جب وہ حج کرنے کا ضامن بن چکا ہے تو اس زائد رقم کو اپنے دوسرے ضروریات پر صرف کر سکتا ہے۔	۱۳۵

صفحہ نمبر	خلاصہ	باب نمبر
۱۳۶	جو شخص کسی کو رقم دے کہ وہ فلاں شہر سے حج کرے مگر وہ کسی اور شہر سے کرے تو مجزی ہے۔	۱۱
۱۳۶	جو شخص کسی کو رقم دے تا کہ وہ حج افراد بجالائے اور وہ حج تمتع بجالائے تو کافی ہے مگر یہ کہ اس پر حج افراد واجب عینی ہو۔ یا حج افراد و قرآن میں سے واجب تخییری ہو۔	۱۲
۱۳۷	جو شخص کسی کے پاس بطور امانت اپنا مال رکھے اور فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ حجۃ الاسلام ہو۔ اور امین کو اندیشہ ہو کہ مرحوم کے وارث اس کا حج ادا نہیں کریں گے تو اس پر لازم ہے کہ اس کی طرف سے حج کرے (یا کرائے) اور اگر کچھ مال بچ جائے تو اسے وارثوں کو لوٹائے۔	۱۳
۱۳۷	جس کو حج کرنے کے لیے کچھ روپیہ دیا جائے وہ آگے کسی اور کو دے کر حج کرا سکتا ہے یا نہ؟	۱۴
۱۳۸	جب کوئی نائب احرام باندھنے اور حرم میں داخل ہونے کے بعد مر جائے تو منوب عنہ کی طرف سے حج مجزی ہے اور اگر کسی وجہ سے حج باطل کر بیٹھے تو میت کی طرف سے تو مجزی ہے مگر نائب پر اپنے مال سے اس حج کا اعادہ واجب ہے۔ اور اس صورت کا حکم کہ جب نائب احرام باندھنے اور حرم میں داخل ہونے سے پہلے مر جائے۔	۱۵
۱۳۹	حج کے تمام مقامات پر نائب کے لیے مستحب ہے کہ اپنے منوب عنہ (جس کا نائب ہے) اس کا نام لے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرے مگر ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔	۱۶
۱۴۰	جو شخص کسی کی طرف سے حج کر رہا ہے اس کے لیے ایک ہی قربانی کافی ہے۔	۱۷
۱۴۱	جو شخص مکہ میں حاضر ہو اس کی نیابت میں (بلا عذر) طواف کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں جو وہاں سے غائب ہے اگر دس میل کے فاصلہ پر ہو تو اس کی نیابت میں جائز ہے۔	۱۸
۱۴۱	ایک نائب کے لیے ایک ہی سال میں دو واجبی حجیں لینا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ ایک حج اس کی (ضرورت) کے لیے کافی نہ ہو۔	۱۹
۱۴۲	ناصبی کی جانب سے نیابتی حج کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ نائب کا باپ ہو۔ اور نہ ہی اس کے ہمراہ حج کرنا جائز ہے۔	۲۰
۱۴۳	جب نائب نیابتی حج سے فارغ ہو جائے تو پھر اپنے لیے اور دوسروں کے لیے طواف کر سکتا ہے۔	۲۱

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۲۲	اس شخص کا حکم جسے کچھ مال دیا جائے تاکہ وہ کسی آدمی کی طرف سے نیابتی حج کرے مگر وہ اس سے اپنے لیے حج کرے؟	۱۴۳
۲۳	جب کوئی نائب نیابتی حج کرنے سے پہلے مر جائے اور کچھ رقم نہ چھوڑ جائے یا حج کی رقم خرچ کر کے فقیر و نادار ہو جائے تو اس کا حکم؟	۱۴۴
۲۴	اگر کسی شخص کو کچھ مال دیا جائے اور پھر اسے اختیار دیا جائے کہ چاہے تو اس سے حج کرے اور چاہے تو اسے (اپنی دوسری ضروریات پر) صرف کرے تو اس پر حج کرنا لازم نہیں ہے۔	۱۴۵
۲۵	زندہ اور مردہ مؤمنین بالخصوص اپنے اقرباء اور زندہ و فوت شدہ معصومین علیہم السلام کی جانب سے مستحبی حج و عمرہ کرنا اور غلام آزاد کرنا مستحب ہے۔	۱۴۵
۲۶	زندہ اور وفات یافتہ معصومین علیہم السلام کی جانب سے طواف کرنا مستحب ہے۔	۱۴۸
۲۷	اگر انسان عمرۂ تمتع بجالاتے وقت اپنی طرف سے اور حج تمتع ادا کرتے وقت اپنے باپ کی طرف سے نیت کرے تو جائز ہے۔	۱۴۹
۲۸	ایک مستحبی حج میں نہ صرف دو آدمیوں کو بلکہ ایک کثیر جماعت کو شریک کرنا جائز ہے۔	۱۴۹
۲۹	حج سے فارغ ہو کر اس کا ثواب کسی شخص کو ہدیہ کرنا جائز ہے۔	۱۵۰
۳۰	مستحب ہے کہ تمام مؤمنین کرام کی طرف سے ایک (مستحبی طواف اور اس کی دو رکعت نماز اور ایک زیارت پڑھ دے پھر اس کے لیے جائز ہے کہ ہر ایک مؤمن سے کہے کہ اس نے اس کی طرف سے طواف کیا ہے۔	۱۵۱
۳۱	جب بیٹے کو شک ہو کہ اس کے باپ نے حج کیا تھا یا نہ؟ تو اس کے لیے مستحب ہے کہ اس کی طرف سے حج کرے۔	۱۵۲
۳۲	ایک غیر مستطیع شخص کو حج کرنے کے لیے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔	۱۵۲
۳۳	جو شخص حج کرنے کی وصیت کر جائے مگر مرنے والے کا وصی اس رقم کو کسی غلام آزاد کرنے میں صرف کر دے تو اس پر واجب ہوگا کہ وصیت کے مطابق اپنے مال سے مرنے والے کا حج کرائے۔	۱۵۲

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۳۴	زندہ آدمی کے لیے جائز ہے کہ باوجود خود قدرت رکھنے کے مستحبی حج میں کسی کو نائب بنائے۔ اور اس مقصد کے لیے ایک ہی سال میں متعدد افراد کو نائب بنایا جا سکتا ہے۔	۱۵۳
۳۵	جب نائب قریب بمرگ ہو اور ہنوز نیابتی حج نہ کیا ہو تو اس پر واجب ہے کہ اپنے مال سے حج کرانے کی وصیت کرے۔	۱۵۴
۳۶	اگر کوئی شخص کسی کو حج کرانے کی وصیت کر جائے تو یہ وصی خود نائب بن سکتا ہے۔	۱۵۴
	حج کے اقسام وانواع کے مختلف ابواب	۱۵۵
	(اس سلسلہ میں بائیس (۲۲) باب ہیں)	
۱	حج کے تین اقسام ہیں: (۱) تمتع، (۲) قرآن، اور (۳) اِفراد۔ انکے علاوہ کوئی حج درست نہیں ہے۔	۱۵۵
۲	حج کے مختلف انواع واقسام کی کیفیت اور ان کے جملہ احکام کا بیان	۱۵۵
۳	جس شخص کے اہل وعیال مسجد الحرام (حرم) کے اندر نہ رہتے ہوں اس پر حج تمتع واجب عینی ہے۔	۱۷۳
۴	جب تک حج افراد یا قرآن (کسی وجہ سے) واجب عینی نہ ہو تب تک حج تمتع کو ترجیح دینا مستحب ہے اگرچہ کوئی ہزار ہا حج کرلے۔ اور اگرچہ رجب یا ماہ رمضان میں عمرہ بھی کر چکا ہو اور اگرچہ مکی ہو یا کئی سالوں سے وہاں مجاور ہو ہاں البتہ جب (کسی وجہ سے) تمتع جائز نہ ہو تو پھر قرآن کو اِفراد پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۱۷۶
۵	جو شخص قربانی کا جانور ہانک کر ہمراہ نہ لائے اور اس پر کسی وجہ سے حج افراد بھی واجب عینی نہ ہو اور طواف کے بعد تلبیہ بھی نہ کر چکا ہو تو اس کیلئے مستحب ہے کہ اپنے حج کو حج تمتع سے بدل دے۔	۱۸۰
۶	جو لوگ مکہ کے اندر اور جو مکہ سے باہر مگر اڑتالیس (۴۸) میل کے اندر رہتے ہیں ان پر حج افراد یا قرآن واجب (عینی ہے) اور ان کے واجبی حج سے حج تمتع مجزی نہیں ہے۔	۱۸۳
۷	جب مکہ کا رہنے والا کہیں دور گیا ہوا ہو اور واپسی پر کسی میقات سے گزرے تو اس کے لیے حج تمتع کرنا جائز ہے۔	۱۸۴

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۸	(مکہ کے) مجاور کے لیے حج تمتع جائز ہے اور دوسرے حج کے تعین سے پہلے واجبی حج میں حج تمتع ہی واجب ہے۔	۱۸۵
۹	اس شخص کا حکم؟ جو دو سال تک مکہ میں قیام پذیر رہے۔ پھر مستطیع ہو جائے۔ تو اس کا فریضۂ حج افراد و قرآن کی طرف کب منتقل ہوتا ہے؟ اور وہ حج و عمرہ کا احرام کہاں سے باندھے؟ اور اس شخص کا حکم جس کے دو مکان ہوں ایک مکہ کے قریب اور دوسرا اس سے بعید؟	۱۸۶
۱۰	عمرۂ تمتع کے احرام کا اشہر حج میں ہونا واجب ہے۔ اور قربانی کا وجوب حج تمتع والے سے مخصوص ہے۔	۱۸۹
۱۱	اشہر حج (حج کے مہینے) شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ ہیں، عمرۂ تمتع اور حج کا احرام ان کے سوا کسی اور مہینہ میں جائز نہیں ہے۔	۱۹۰
۱۲	اشعار اور تقلید کا استحباب اور ان کے بعض احکام کا بیان؟	۱۹۲
۱۳	حج تمتع کرنے والا اگر کسی وجہ سے مضطر ہو تو وقوفِ عرفات سے پہلے حج کا طواف اور اس کی سعی کر سکتا ہے۔	۱۹۴
۱۴	حج قرآن و افراد کرنے والے وقوفِ عرفہ و مزدلفہ سے پہلے طوافِ حج اور سعی کر سکتے ہیں ہاں البتہ سخت ضرورت کے سوا طواف النساء کا مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔	۱۹۵
۱۵	جو شخص اشہر حج میں عمرہ بجالائے پھر حج کے وقت تک وہیں قیام کرے وہ اس کو عمرۂ تمتع بنا سکتا ہے۔	۱۹۶
۱۶	مستحبی حج قرآن اور افراد کرنے والا شخص احرام کے بعد اور وقوف سے پہلے طواف کر سکتا ہے اور ہر طواف کے بعد تلبیہ کی تجدید کرنا مستحب ہے۔	۱۹۷
۱۷	بچوں کے حج کرنے اور ان کو حج کرانے کی کیفیت اور ان کے چند احکام کا بیان؟	۱۹۸
۱۸	حج (قرآن) میں حج و عمرہ کی اکٹھی نیت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو اس کیلئے حج تمتع کی طرف عدول کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ قربانی کا جانور ہانک کر ہمراہ نہ لے گیا ہو۔	۱۹۹
۱۹	حج افراد کرنے والا اپنے حج کو حج تمتع سے بدل سکتا ہے بشرطیکہ طواف و سعی کے بعد اور تقصیر سے پہلے تلبیہ نہ کہا ہو۔	۲۰۰

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۲۰	مستحب یہ ہے کہ حج تمتع کرنے والا شخص ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کے دن احرام باندھے۔ ویسے اس کے علاوہ بھی وہ کسی ایسی تاریخ کو احرام باندھ سکتا ہے جس سے مناسک حج ادا کر سکے۔	۲۰۰
۲۱	اضطرار کی حالت میں حج تمتع والے کے لیے حج افراد کی طرف عدول کرنا واجب ہے جیسے وقت کی تنگی، حیض کا آجانا یا اس عدول کی وجہ سے قربانی کا ساقط ہو جانا۔	۲۰۳
۲۲	عمرۂ تمتع اور حج تمتع کا ایک ہی سال میں بجالانا واجب ہے (عمرہ سے فراغت کے بعد) حج کا احرام باندھنے سے پہلے مکہ سے باہر جانا جائز نہیں ہے اور اگر نکلے اور ایک ماہ کے بعد واپس آجائے تو پھر عمرے کا اعادہ کرے۔	۲۰۶
	مواقیت کے ابواب **(اس سلسلہ میں کل بائیس (۲۲) باب ہیں)**	۲۰۹
۱	ان میقاتوں کی تعیین و تشخیص جن سے احرام باندھنا واجب ہے۔	۲۰۹
۲	مقام عقیق کے وہ حدود جن سے احرام باندھنا جائز ہے۔	۲۱۱
۳	عقیق کے ابتدائی حصہ سے احرام باندھنا مستحب ہے۔	۲۱۲
۴	مسجد الشجرہ کی حد کیا ہے؟	۲۱۳
۵	جب میقات کا علم نہ ہو کہ کہاں ہے تو اس کے متعلق عام لوگوں سے پوچھنا اور ان کے قول پر عمل کرنا جائز ہے۔	۲۱۳
۶	مدینہ والوں میں سے یا جو شخص وہاں سے گزرے اگر اسے کوئی تکلیف ہو تو جحفہ کے مقام تک احرام کو موخر کر سکتا ہے۔	۲۱۳
۷	(اہل مدینہ میں سے) جو شخص مسجد شجرہ کے راستہ سے نہ گزرے تو اس پر واجب ہے کہ (مدینہ سے) چھٹے میل کے فاصلہ پر جب مسجد شجرہ کے محاذات (برابر) سے گزرنے لگے تو وہاں سے احرام باندھے۔	۲۱۴
۸	جو شخص مدینہ کے راستہ سے گزرے تو اختیاری حالت میں اس کے لئے مسجد شجرہ سے احرام ترک کر کے عقیق وغیرہ سے باندھنا جائز نہیں ہے۔	۲۱۵

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۹	میقات سے پہلے بعض مستثنیٰ صورتوں کے سوا احرام منعقد نہیں ہوتا لہٰذا اگر کوئی باندھے تو اس پر محرم کے تروک حرام نہیں ہوں گے اگرچہ تلبیہ کہے اور قربانی کے جانور کو اشعار و تقلید بھی کرے اور اس کے لیے لوٹنا بھی جائز ہے اور جو اشہر حج کے علاوہ احرام باندھے اس کا حکم بھی یہی ہے۔	۲۱۵
۱۰	جو شخص میقات سے پہلے احرام باندھے پھر عورتوں سے مباشرت کرے یا شکار کرے اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہے۔	۲۱۷
۱۱	میقات سے پہلے احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ جس شخص نے اس سے پہلے احرام باندھنے کی منت مانی ہو یا جس نے رجب کا عمرہ کرنا ہو جس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ اس کیلئے جائز ہے۔	۲۱۷
۱۲	جو شخص رجب میں عمرہ ادا کرنا چاہے اور اس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو وہ میقات سے پہلے احرام باندھ سکتا ہے۔	۲۱۹
۱۳	جس شخص نے میقات سے پہلے احرام باندھنے کی منت مانی ہو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے ہاں البتہ اگر حج کا احرام باندھنا ہے تو اس کا اشہر حج میں ہونا واجب ہے۔	۲۲۰
۱۴	جو شخص بھول چوک یا جہل و نادانی سے احرام باندھنا ترک کر دے اس پر واجب ہے کہ واپس میقات پر جائے اور وہاں سے احرام باندھے۔ اور اگر ایسا کرنا متعذر ہو یا وقت تنگ ہو تو پھر ادنیٰ الحل سے (وہ قریب ترین جگہ جہاں سے حرم کی حد ختم ہوتی ہے اور حل کی حد شروع ہوتی ہے) اور اگر اس سے قدرے آگے جا سکے تو جائے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو جہاں موجود ہے وہیں سے باندھے۔	۲۲۰
۱۵	جو شخص کسی بھی میقات سے گزرے اس پر واجب ہے کہ وہیں سے احرام باندھے۔ اگرچہ (دراصل) اس میقات والوں سے نہ ہو۔	۲۲۲
۱۶	کسی عذر شرعی کے بغیر میقات سے بغیر احرام گزرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر جان کا خطرہ ہو تو پھر حدود حرم تک اسے مؤخر کیا جا سکتا ہے۔	۲۲۳
۱۷	جس شخص کا گھر بہ نسبت میقات کے مکہ سے زیادہ قریب ہو۔ وہ اپنے گھر سے احرام باندھے گا۔	۲۲۳

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۸	جن بچوں کو ان کے ولی نے (میقات سے) احرام بندھوایا ہو مقام فخ سے اس کی تجدید مستحب ہے۔	۲۲۴
۱۹	جو شخص مکہ میں قیام پذیر ہو اور اس پر (کسی وجہ سے) حج تمتع لازم ہو تو اس پر واجب ہے کہ کسی میقات پر جائے اور وہاں سے احرام باندھے اور اگر ایسا کرنا متعذر ہو تو پھر ادنی الحل تک جائے۔	۲۲۵
۲۰	اس شخص کا حکم جو جہالت یا نسیان کی وجہ سے احرام باندھنا یا تلبیہ کہنا بھول جائے اور پھر یاد نہ آئے یہاں تک کہ اسی حالت میں تمام مناسکِ حج ادا کر بیٹھے یا میقات پر بے ہوش ہو جائے۔	۲۲۵
۲۱	حج تمتع کا احرام مکہ سے باندھنا واجب ہے اور افضل مسجد الحرام ہے اور اس میں سے بھی افضل مقام ابراہیمؑ یا تحت المیزاب ہے۔	۲۲۶
۲۲	جو شخص مکہ میں ہو اور وہ عمرہ (مفردہ) کرنا چاہے تو وہ (حرم سے باہر) حل پر جائے اور جعرانہ یا حدیبیہ یا اس جیسے کسی مقام سے احرام باندھے۔	۲۲۷
	❖ سفر حج وغیرہ کے آداب کے ابواب ❖ (اس سلسلہ میں کل اڑسٹھ (۶۸) باب ہیں)	۲۲۸
۱	اطاعات اور مباحات کے علاوہ کوئی سفر جائز نہیں ہے اور سیاحت اور رہبانیت جائز نہیں ہے۔	۲۲۸
۲	اطاعات اور مہم مباحات کے لیے سفر کرنا مستحب ہے جبکہ وہ (اطاعات وغیرہ) واجب نہ ہوں (ورنہ سفر واجب ہوگا)۔	۲۲۹
۳	سفر کرنے کے لیے سنیچر کا دن اختیار کرنا چاہیئے نہ کہ جمعہ اور اتوار کا دن۔	۲۳۱
۴	سفر اور طلب حاجات کے لیے سوموار کو منتخب کرنا مکروہ ہے مگر یہ کہ اس کی نماز صبح میں سورۂ ھل اتی پڑھے اور اس کام کے لیے منگل کو منتخب کرنا مستحب ہے۔	۲۳۲
۵	سفر کرنے اور حاجات طلب کرنے کے لیے بدھ کا انتخاب کرنا بالخصوص مہینہ کے آخر میں مکروہ ہے۔	۲۳۳
۶	مختلف حوائج کے لیے ہفتہ کا کون سا دن منتخب کرنا چاہیئے؟	۲۳۵

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۷	سفر کے لیے خمیس، شب جمعہ یا نماز جمعہ کے بعد جمعہ کا دن منتخب کرنا مستحب ہے۔	۲۳۶
۸	خدا پر توکل اور بھروسہ کر کے اور شگونِ بد کو نظر انداز کرتے ہوئے اور شگون بد والوں کی مخالفت کرتے ہوئے بدھ وغیرہ (منحوس) دنوں میں سفر کرنا مستحب ہے۔	۲۳۷
۹	جو شخص شگون بد لے اور جس پر نحوست کی کوئی علامت ظاہر ہو تو اسے کیا کہنا چاہیئے؟	۲۳۸
۱۰	رات کے آخری حصہ میں یا صبح یا شام کے وقت چلنا مستحب ہے مگر رات کے ابتدائی حصہ میں مکروہ ہے۔	۲۳۹
۱۱	قمر در عقرب میں سفر کرنا مکروہ ہے۔	۲۴۰
۱۲	کسی چیز (زمین یا پالان وغیرہ) کو پکڑے بغیر سواری سے گرنا مکروہ ہے۔	۲۴۱
۱۳	جو شخص سفر پر جاتا ہے اس کے لیے وصیت کرنا، غسل اور دعا کرنا مستحب ہے۔	۲۴۱
۱۴	علم نجوم پر عمل کرنا اور اس کا پڑھنا حرام ہے سوائے اتنی مقدار کے جس سے خشکی یا تری میں رہنمائی حاصل کی جائے۔	۲۴۲
۱۵	صدقہ سے سفر کا آغاز کرنا مستحب ہے اور اس کے بعد مکروہ اوقات میں بھی سفر کرنا جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ رکاب میں (یا کار وغیرہ میں) پاؤں رکھتے وقت دیا جائے۔	۲۴۵
۱۶	سفر میں تلخ بادام کی چھڑی ہمراہ رکھنا مستحب ہے اور اس وقت کن دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے؟	۲۴۶
۱۷	سفر وحضر اور صغر و کبر سنی میں چھڑی کا ہاتھ میں رکھنا مستحب ہے۔	۲۴۷
۱۸	جب سفر کا ارادہ ہو اس وقت دو رکعت نماز پڑھنا اور اہل وعیال کو جمع کر کے منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔	۲۴۷
۱۹	مستحب ہے کہ سفر کرنے والا اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑا ہو کر پہلے سورۂ الحمد اپنے آگے اور دائیں بائیں پڑھے بعد ازاں اسی طرح آیۃ الکرسی پڑھے اس کے بعد معوذتین اور سورۂ قل ھو اللہ احد اسی طرح (تین تین) بار پڑھے اور سب کے آخر میں منقولہ دعائیں پڑھے۔	۲۴۸
۲۰	مؤمن کے لیے مستحب ہے کہ سوار ہوتے وقت بسم اللہ اور منقولہ دعا پڑھے اور سواریوں کی نعمت خدا وندی کو یاد کرے اور رکابوں کا سہارا لے۔	۲۵۲

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۲۱	سفر میں ذکر خدا، اس کی تسبیح وتہلیل کرنا اور نشیبی جگہ پر اترتے وقت تسبیح اور فرازی جگہ پر چڑھتے وقت تکبیر کہنا اور ہر ٹیلے پر تہلیل وتکبیر کہنا مستحب ہے۔	۲۵۴
۲۲	سفر میں چلتے وقت منقولہ دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے۔	۲۵۵
۲۳	خوفناک مقامات پر ذکر خدا، دعا اور آیت الکرسی کی تلاوت کرکے ان سے پناہ مانگنا مستحب ہے۔	۲۵۶
۲۴	ہر پُل کے پاس بسم اللہ پڑھنا اور اس پر چڑھتے وقت شیطان سے پناہ مانگنا، اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کرنا اور چلتے وقت، سوار ہوتے اور سفر کرتے وقت سورۂ انا انزلناہ کی تلاوت کرنا مستحب ہے۔	۲۵۷
۲۵	جو شخص تنہا سفر کرے یا تنہا سوئے اس کیلئے منقولہ دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے اور خوابگاہ میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر داخل کرے اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکالے۔	۲۵۷
۲۶	امیر الحاج کے لیے ٹھہرنا مکروہ ہے۔ بالخصوص عرفات سے لوٹنے کے بعد اور امیر الحاج کا مکی ہونا بھی مکروہ ہے۔	۲۵۸
۲۷	مہینہ کے کون سے دن کا سفر اور طلب حوائج کیلئے منتخب کرنا مستحب ہے اور کون سے دن مکروہ ہیں۔	۲۵۸
۲۸	مسافر کی مشایعت اور اسے الوداع کرنا مستحب ہے۔	۲۶۳
۲۹	مسافر کو الوداع کرتے وقت اس کیلئے دعا کرنا مستحب ہے۔	۲۶۴
۳۰	تنہا سفر کرنا مکروہ ہے اور ایک یا ضرورت کے وقت دو یا دو سے زائد ساتھی ہمراہ رکھنا مستحب ہے۔	۲۶۵
۳۱	مسافر کے لیے سفر میں ایسے شخص کی رفاقت مستحب ہے جو اس کے لیے باعث زینت ہو۔ جو اس سے نرمی برتے اور جو اس کے حق کو پہچانے۔	۲۶۶
۳۲	سفر کے رفیقوں کے لیے زادِ سفر اکٹھا کرکے اکٹھا خرچ کرنا مستحب ہے۔	۲۶۶
۳۳	مسافر کے لیے مستحب ہے کہ سفر میں اس شخص کی رفاقت اختیار کرے جو زادِ سفر خرچ کرنے میں اس کی مانند ہو۔ اور اس کی رفاقت مکروہ ہے جو اس سلسلہ میں اس سے اونچا یا نیچا ہو۔ اور یہ بھی مکروہ ہے کہ مؤمن اپنی تذلیل کرے اور اگر اس کا نفس اس پر آمادہ ہو تو پھر جائز ہے۔	۲۶۷
۳۴	مستحب ہے کہ رفقاءِ سفر چار ہوں اور اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو سات سے زائد مکروہ ہیں اور چلتے وقت ایک ساتھی کا اپنے ہمراہیوں سے اتنا آگے نکل جانا مکروہ ہے کہ نظر نہ آئے۔	۲۶۸

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۳۵	حج وعمرہ کے اخراجات میں اسراف کرنا حرام نہیں ہے۔	۲۶۹
۳۶	حیض والی عورت جب تک پاک ہوکر اپنے مناسک حج ادا نہ کرے تب تک اس کے شتربان اور رفقاءِ سفر کے لیے اسے تنہا چھوڑ کر واپس لوٹنا جائز نہیں ہے۔	۲۶۹
۳۷	حدی خوانی اور شعر خوانی کر کے سفر پر اعانت حاصل کرنا مستحب ہے بشرطیکہ اس میں غنا اور خنا (فحش گوئی) نہ ہو۔	۲۷۰
۳۸	مسافر کیلئے اپنے زادِ سفر کی حفاظت کرنا اور اس کا اپنی کوکھ کے ساتھ باندھنا مستحب ہے اگرچہ محرم ہو۔	۲۷۰
۳۹	گم شدہ چیز کے واپس لوٹانے کے لیے دو رکعت نماز پڑھ کر منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔	۲۷۱
۴۰	سفر میں عمدہ دسترخوان بنانا جس کے کنڈے لوہے کے ہوں نہ کہ پیتل کے، مستحب ہے۔	۲۷۱
۴۱	حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے سفر میں عمدہ زادِ سفر جیسے گوشت اور حلوا وغیرہ ہمراہ لے جانا مکروہ ہے اور اس سفر میں سادہ غذا جیسے روٹی اور دودھ وغیرہ پر اکتفا کرنا مستحب ہے۔	۲۷۲
۴۲	سوائے سفر زیارت امام حسین علیہ السلام کے باقی حج وعمرہ کے سفر میں بہترین زادِ سفر جیسے بادام، کھانڈ وغیرہ اور بکثرت پانی ہمراہ لے جانا مستحب ہے۔	۲۷۲
۴۳	مسافر کے لیے وہ سب چیزیں جن کی اسے ضرورت ہے ہمراہ لے جانا مستحب ہے۔ از قسم اسلحہ، آلات اور دوائیں بالخصوص تلوار، ڈھال اور نیزہ اور عربی نہ فارسی کمان اور چور و ڈاکو کا دفاع جائز ہے اگرچہ اس کے قتل تک نوبت پہنچ جائے۔	۲۷۳
۴۴	تربت حسینیہؑ (خاکِ شفا) کا سفر میں ہمراہ رکھنا، اسے چومنا اور آنکھوں پر رکھ کر منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔	۲۷۴
۴۵	سفر میں عقیق اور فیروزہ کی انگوٹھی ہمراہ رکھنا مستحب ہے۔	۲۷۵
۴۶	مؤمن مسافر کی اعانت کرنا اور اپنے ساتھی کی خدمت کرنا مستحب ہے۔	۲۷۶
۴۷	حج وعمرہ کے لیے جانے والے آدمی کے لیے مستحب ہے کہ اپنے اہل وعیال اور مال ومنال میں کسی اچھے آدمی کو جانشین بنا جائے۔	۲۷۷

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۴۸	آخر شب میں راستہ کے اوپر سونا، وادیوں کے اندر اترنا اور جائے قیام کے سلسلہ میں باہم اختلاف کرنا مکروہ ہے۔	۲۷۷
۴۹	مروت ومردانگی کی چند صفات کا تذکرہ اور سفر وحضر میں ان کو لازم پکڑنے کا استحباب۔	۲۷۸
۵۰	جب کسی درندہ کا خوف دامن گیر ہو تو خدا سے پناہ مانگنا اور منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔	۲۸۰
۵۱	چلنے میں تیز رفتاری سے کام لینا مستحب ہے۔	۲۸۱
۵۲	ان چند آداب کا بیان جو مسافر کے لیے مستحب ہیں۔	۲۸۲
۵۳	جو شخص راستہ بھول جائے اس کے لیے قدرے دائیں طرف چلنا مستحب ہے اور یہ کہ (خشکی میں) پکارے: ﴿یا صالح ارشدونا﴾ اور سمندر میں پکارے: ﴿یا حمزہ﴾۔	۲۸۳
۵۴	منزل کو چھوڑتے وقت یا اترتے وقت منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہے۔	۲۸۴
۵۵	جب حج وعمرہ کرنے والے آئیں تو ان پر سلام کرنے میں جلدی کرنا اور ان کی تعظیم وتکریم کرنا، ان سے مصافحہ کرنا، معانقہ کرنا، ان کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ دینا اور ان کے مونہوں اور آنکھوں پر بوسہ دینا اور ان کو مبارکباد پیش کرنا اور ان کے حق میں دعا کرنا مستحب ہے۔	۲۸۵
۵۶	آدمی کے لیے مستحب ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرے تو اپنے برادرانِ ایمانی کو اطلاع دے اور پیشگی اطلاع کے بغیر مسافر کے لیے (اچانک) رات کے وقت اپنے اہل وعیال کے پاس آنا مکروہ ہے۔	۲۸۶
۵۷	جلالہ (فضلہ خور) اونٹ پر سوار ہو کر حج وعمرہ کرنا مکروہ ہے۔	۲۸۷
۵۸	(جب مقصد سفر پورا ہو جائے تو) مسافر کے لیے جلدی واپس آنا مستحب ہے۔ اور حاجیوں سے سبقت لے جانا اور دو دو منزلوں کو ایک منزل بنانا مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ زمین قحط زدہ ہو۔	۲۸۷
۵۹	سفر پر نکلتے وقت عمامہ باندھنا اور اس کی تحت الحنک رکھنا مستحب ہے۔	۲۸۸
۶۰	جب سمندر طغیانی کی حالت میں ہو تو اس کا سفر مکروہ ہے۔ ہاں کاروبار کی غرض سے اس کا سفر کرنا جائز ہے۔	۲۸۹
۶۱	جو شخص سمندر کا سفر کرے اس کے لیے منقولہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔	۲۸۹

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۶۲	آدمی کا اپنے مہمان کے کوچ کرنے میں اس کی مدد کرنا مکروہ ہے۔	۲۹۰
۶۳	(زیادہ تیز) چلنا اور چلتے وقت ہاتھ پھیلا کر متکبرانہ چال چلنا مکروہ ہے۔	۲۹۰
۶۴	(اگر کوئی شخص سفر میں بیمار ہو جائے تو اس کے) رفیقوں کے لیے تین دن تک اس کے پاس قیام کرنا مستحب ہے۔	۲۹۱
۶۵	آدمی جس راستہ سے جائے مستحب یہ ہے کہ واپسی پر دوسرے راستہ سے آئے۔ خصوصاً عرفات سے منٰی جاتے وقت۔	۲۹۱
۶۶	سوار کا پا پیادہ سے یہ کہنا کہ راستہ؟ (دے) کا کیا حکم ہے؟	۲۹۲
۶۷	مسافر جب واپس آئے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ کوئی تحفہ اپنے گھر والوں کے لیے لائے۔	۲۹۲
۶۸	سیر و تفریح اور شکار کے لیے باہر نکلنا۔	۲۹۳
	سفر وغیرہ میں (سواری اور بار برداری کے) حیوانات کے ابواب **(اس سلسلہ میں کل ترپن (۵۳) باب ہیں)**	۲۹۴
۱	نصرتِ حق اور قضاء حوائج کے لیے حیوانات رکھنا، اور (گھر میں) باندھنا مستحب ہے اور ان کے خرچہ کے خوف سے ان کا نہ رکھنا مکروہ ہے۔	۲۹۴
۲	گھوڑوں کا رکھنا اور ان کا اکرام کرنا۔	۲۹۵
۳	گھوڑوں پر کھلا خرچ کرنا مستحب ہے۔	۲۹۶
۴	عتیق اور ہجین اور برذون گھوڑا باندھنا اور پہلی قسم کو دوسری پر اور دوسری کو تیسری پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۲۹۷
۵	جانوروں کو موٹا تازہ اور عمدہ رکھنا اور غلام کا خوبرو ہونا اور گھوڑے کا عمدہ ہونا مستحب ہے۔	۲۹۷
۶	برذون گھوڑے اور خچر کو گدھے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۲۹۸
۷	گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے کون سے رنگ مستحب اور کون سے رنگ مکروہ ہیں؟	۲۹۸
۸	اچھی سواری کا اختیار کرنا مستحب ہے اور بری سواری پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔	۳۰۱

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۹	سواری کے جانور کے مستحبی اور واجبی حقوق؟	۳۰۱
۱۰	جانور کو اس کے منہ وغیرہ پر مارنا اور اس پر لعنت کرنا مکروہ ہے۔	۳۰۲
۱۱	مویشی کے کان وغیرہ میں داغ دینا جائز ہے ہاں البتہ منہ پر داغ دینا مکروہ ہے۔	۳۰۴
۱۲	جب جانور کا قدم پھسلے تو اس سے یہ کہنا مکروہ ہے کہ تو "ہلاک ہو جائے"۔	۳۰۵
۱۳	جب سواری کا جانور باوجود چلنے پر قدرت رکھنے کے چلنے میں کوتاہی کرے تو اس کو مارنا پیٹنا جائز ہے اور پھسلنے یا اڑیل ہونے کے وقت مارنے کا حکم؟ اور پھسلنے کے وقت منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔	۳۰۵
۱۴	(سوار ہو کر) تواضع و فروتنی کرنا اور جب سواری اکڑ کر چلے تو سر کا قربوس (زین کے کوہان کے حصے) پر رکھنا مستحب ہے۔	۳۰۶
۱۵	جب سواری سختی کرے یا بدکنے لگے یا جب اسے لگام دینا چاہے تو اس وقت کیا پڑھنا مستحب ہے۔	۳۰۶
۱۶	تواضع اور فروتنی کی خاطر گدھے پر سوار ہونا مستحب ہے۔	۳۰۷
۱۷	گھوڑوں اور سواری کے تمام جانوروں کو شائستہ بنانا اور صحیح عقلائی غرض کیلئے ان کا دوڑانا اور مقررہ شرائط کے تحت سبقت لے جانے والوں کو انعام دینا مستحب ہے۔	۳۰۸
۱۸	بغیر ضرورت سوار کے ہمراہ پیدل چلنا اور بلا ضرورت کسی کی ایڑی کے پیچھے جوتے چڑانا (الغرض کسی کے پیچھے چلنا) مکروہ ہے۔	۳۰۹
۱۹	سواری پر سوار ہو کر ایک دوسرے کے پیچھے چلنا جائز ہے۔ اسی طرح سواری پر دو آدمیوں کا آگے پیچھے بیٹھنا بھی جائز ہے۔ ہاں البتہ تین آدمیوں کا اکٹھا سوار ہونا مکروہ ہے۔	۳۰۹
۲۰	عورتوں کا زینوں پر سوار ہونا مکروہ ہے۔	۳۱۰
۲۱	اس زین اور لگام کا استعمال جائز ہے جس میں ملاوٹ والی چاندی ہو۔ اور کوئی اور حلقہ دار چیز جیسے کنگھی بالی، پازیب اور کنگن کا چاندی سے بنانا جائز ہے۔ نیز درندوں کے چمڑے سے بنی ہوئی زین پر نیز سرخ رنگ کی چادر پر سوار ہونا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔	۳۱۰
۲۲	سواری کے اس جانور پر سوار ہونا جائز نہیں ہے جس پر ایسے گھونگرو بندھے ہوئے ہوں جن سے آواز نکلے اور اگر ان میں آواز نہ ہو تو پھر اس پر سوار ہونا جائز ہے۔	۳۱۱

صفحہ نمبر	خلاصہ	باب نمبر
۳۱۱	اونٹوں اور سواریوں کے جانوروں کی قیمتیں بہت زیادہ مقرر کرنا مکروہ ہے۔	۲۳
۳۱۲	ضرورت اور زینت کے مطابق اونٹ خریدنا مستحب ہے اور بہت زیادہ اکٹھے کرنا مکروہ ہے۔	۲۴
۳۱۳	اونٹنی کو اونٹ پر ترجیح دینا اور دنبی کو بکری پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۲۵
۳۱۱	اونٹوں کو حقیر سمجھنا اور رام کرنا اور ان پر ذکر خدا کرنا مستحب ہے۔	۲۶
۳۱۴	اونٹوں کی قطار کے درمیان سے گزرنا اور فضلہ خور اونٹ پر سوار ہو کر حج وعمرہ کرنا مکروہ ہے۔ اور استبراء سے پہلے فضلہ خور شتر پر سوار ہونا جائز نہیں ہے۔	۲۷
۳۱۵	بیماری کی تعدی سے خوفزدہ ہونا مکروہ ہے اور جانور وغیرہ کے لیے سیٹی بجانا مکروہ ہے۔	۲۸
۳۱۶	بھیڑ بکریاں رکھنا اور ان کا احترام کرنا اور ان کو اونٹ پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۲۹
۳۱۷	زیادہ دودھ دینے والی ایک یا دو بکریاں یا ایک گائے گھر میں رکھنا مستحب ہے۔	۳۰
۳۱۸	گھر میں کبوتر رکھنا مستحب ہے۔	۳۱
۳۲۰	کبوتر، گائے اور بکری کا احترام کرنا مستحب ہے۔	۳۲
۳۲۰	گھر میں راعبی کبوتر رکھنا مستحب مؤکد ہے اور اس کے طعام کے ٹکڑے کرنا۔	۳۳
۳۲۱	گھر میں رکھنے کے لیے سبز وسرخ کبوتر رکھنا مستحب ہے اور جو شخص غصہ میں آ کر کبوتر کو مارے اس پر ہر کبوتر کے عوض ایک دینار کفارہ دینا مستحب ہے۔	۳۴
۳۲۲	پرندوں اور حیوانات کا اپنی بیٹی اور ماں (بہن) سے جفت کرنا جائز ہے۔ ہاں البتہ جفتی کے وقت ادھر سے منہ موڑ لینا مستحب ہے۔	۳۵
۳۲۳	چوپاؤں کو خصی کرنا جائز ہے۔ اور ان کو ایک دوسرے کے خلاف (مقابلہ بازی کے لیے) اکسانا مکروہ ہے سوائے کتوں کے۔	۳۶
۳۲۳	مرغ اور مرغی کا گھر میں رکھنا مستحب ہے۔	۳۷
۳۲۴	خطاف (لمبے بازوؤں اور چھوٹے پاؤں والا سیاہ رنگ کا ایک پرندہ) کا اکرام کرنا مستحب ہے۔	۳۸
۳۲۴	شاخ در شاخ کلغی والا سفید رنگ کا مرغ رکھنا مستحب مؤکد ہے اور اس کو مور پر ترجیح دینا اور مختلف رنگ والے کبوتر کو ان دونوں پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۳۹

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۴۰	قمری کا اور دیگر پالتو اور مانوس پرندوں کا گھر میں رکھنا مستحب ہے۔	۳۲۵
۴۱	فاختہ گھر میں رکھنا مکروہ ہے۔ اور اس کا ذبح کرنا یا باہر نکال دینا مستحب ہے۔	۳۲۶
۴۲	صلصل نامی پرندہ کا گھر میں رکھنا مکروہ ہے اور اگر ہو تو اس کا گھر سے نکالنا مستحب ہے۔	۳۲۶
۴۳	شکاری یا مال مویشوں کی حفاظت کرنے والے یا سخت ضرورت کے تحت رکھے ہوئے کتے کے سوا ہر قسم کا کتا گھر میں رکھنا مکروہ ہے مگر یہ کہ بند دروازہ کے اندر ہو۔	۳۲۷
۴۴	سیاہ، سرخ، ابلق (سیاہ وسفید داغوں والا) اور سفید کتا رکھنا مؤکد مکروہ ہے۔	۳۲۷
۴۵	کتے کی موجودگی میں کچھ کھانا مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ اسے بھی کھلایا جائے یا اسے دور بھگا دیا جائے۔	۳۲۸
۴۶	لڑاکے کتوں کا قتل کرنا جائز ہے۔	۳۲۸
۴۷	سانپ، بڑی، چھوٹی چیونٹی اور تمام موذی چیزوں کا مارنا جائز ہے۔ ہاں البتہ گھروں کے سانپ کا مارنا مکروہ ہے جبکہ ان کی ایذا رسانی کا کوئی خطرہ نہ ہو۔	۳۲۹
۴۸	مستحب یہ ہے کہ زراعت کو پیشہ بنایا جائے۔ اس کے بعد بکریوں کا کام کیا جائے۔ اس کے بعد گائے کا۔ اس کے بعد کھجور لگانے کا اور ان سب کو اونٹ رکھنے پر ترجیح دینا چاہیئے۔ اور اسی ترتیب کے ساتھ کام کرنا چاہیئے۔	۳۳۱
۴۹	اس طرح اونٹ کا گھٹنا باندھنا کہ اس کا پالان اس کے اوپر ہو مکروہ ہے۔	۳۳۲
۵۰	بار برداری کے جانور پر وسط میں بوجھ لادنا اور پچھلی طرف لادنا مستحب ہے اور اس کا ایک طرف جھکانا مکروہ ہے۔	۳۳۲
۵۱	جس جانور پر سوار ہو کر کئی بار حج کیا گیا ہو۔ جب وہ مر جائے تو اس کو دفن کرنا مستحب ہے اور اس کو مارنا مکروہ ہے۔	۳۳۳
۵۲	اگر سواری کا جانور (بوقت جہاد) دشمن کی سرزمین میں اڑیل ہو جائے تو اس کی کوچیں کاٹنا مکروہ ہے بلکہ اسے ذبح کر دیا جائے۔ اور گدھے کا اعلیٰ نسل کی گھوڑی سے جفتی کرانا مکروہ ہے۔	۳۳۴
۵۳	بلی اور درندہ و پرندہ کے علاوہ بھی کسی جانور کا قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ سوائے مستثنیات کے۔	۳۳۴

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	سفر وحضر میں معاشرت کے احکام کے ابواب	۳۳۵
	(اس سلسلہ میں کل ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) باب ہیں)	
۱	تمام لوگوں سے حتیٰ کہ مخالفین کے ساتھ اداءِ امانت، ادائیگی شہادت اور صداقت کے ساتھ معاشرت کرنا واجب ہے۔ بیماروں کی مزاج پرسی، جنازوں میں شرکت کرنا، پڑوسیوں سے اچھا برتاؤ کرنا اور مسجدوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔	۳۳۵
۲	لوگوں سے احسن طریقہ پر معاشرت، مجاورت اور مرافقت کرنی چاہیئے۔	۳۳۸
۳	مختلف بھائیوں کے ساتھ رہنے سہنے کے طریقے؟	۳۳۹
۴	مجلس (نشست گاہ) کو وسعت دینا بالخصوص گرمیوں کے موسم میں اور ہر دو شخص کے درمیان بقدر ایک بازو کے فاصلہ رکھنا اور محتاج وکمزور کی اعانت کرنا مستحب ہے۔	۳۴۰
۵	حضر میں آدمی کو اس کی کنیت سے اور سفر میں نام سے یاد کرنا اور اپنے ساتھیوں کی تعظیم کرنا اور ان کو نصیحت کرنا مستحب ہے۔	۳۴۰
۶	لوگوں سے دور دور رہنا مکروہ ہے۔	۳۴۱
۷	بھائی اور دوست بنانا اور ان سے پیار ومحبت کرنا اور ان کا گلہ شکوہ قبول کرنا مستحب ہے۔	۳۴۱
۸	عقلمند اور سخی سے رفاقت کرنا اور احمق اور کمینہ کی رفاقت سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔	۳۴۳
۹	عقلمند سے مشورہ کرنا مستحب ہے۔	۳۴۳
۱۰	برادرانِ ایمانی کا باہم جمع ہونا اور آپس میں گفتگو کرنا مستحب ہے۔	۳۴۳
۱۱	اچھے لوگوں اور قدیمی دوستوں کی صحبت اختیار کرنا اور بُروں کی صحبت سے اجتناب کرنا اور ان کے قابل اعتماد سے بھی ڈرتے رہنا مستحب ہے۔	۳۴۵
۱۲	نصیحت کا قبول کرنا اور اس شخص سے رفاقت کرنا مستحب ہے جو انسان کو اس کا عیب بتائے نہ اس سے جو دھوکہ بازی سے عیب چھپائے۔	۳۴۶
۱۳	اس شخص سے دوستی کرنا جو اپنے دوست کی حفاظت کرے اور اسے نصیحت کرے اور (مشکل کے وقت) چھوڑ نہ جائے، مستحب ہے۔	۳۴۶

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۴	بھائیوں کا آپس میں مواسات وہمدردی کا اظہار کرنا مستحب ہے۔	۳۴۷
۱۵	فاسق وفاجر، احمق وکم عقل اور کذاب سے بھائی چارہ کرنا مکروہ ہے۔	۳۴۸
۱۶	غلاموں، پست لوگوں اور فاسقوں فاجروں کو معاملات میں شریک کرنا مکروہ ہے۔	۳۴۹
۱۷	کذاب، فاسق، بخیل، احمق اور قطع رحمی کرنے والے شخص سے ہمنشینی کرنا اور ان سے گفتگو کرنا اور ان سے رفاقت کرنا۔ ضرورت یا تقیہ کے بغیر حرام ہے۔	۳۵۱
۱۸	رذیل اور مالدار لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور عورتوں کے ساتھ باتیں کرنا مکروہ ہے۔	۳۵۲
۱۹	تہمت کے مقام پر جانا مکروہ ہے۔	۳۵۳
۲۰	مؤمن کی فراست ودوربینی سے بچنا مستحب ہے۔	۳۵۳
۲۱	صاحبانِ رائے سے مشورہ کرنا مستحب ہے۔	۳۵۴
۲۲	عقلمند پرہیزگار، نیکوکار اور ناصح دوست سے مشورہ کرنا اور پھر اس کی اطاعت واتباع کرنا مستحب ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنا مکروہ ہے۔	۳۵۵
۲۳	مشورہ طلب کرنے والے کو نصیحت کرنا واجب ہے۔	۳۵۶
۲۴	انسان کا (علم وعقل میں) اپنے سے کمتر آدمی سے مشورہ کرنا جائز ہے۔	۳۵۷
۲۵	عورتوں سے مشورہ کرنا مکروہ ہے سوائے اس مشورہ کے جو بقصد مخالفت کیا جائے۔ اور مردوں سے مشورہ کرنا مستحب ہے۔	۳۵۸
۲۶	بزدل، بخیل، حریص، غلام، رذیل اور فاسق وفاجر سے مشورہ کرنا مکروہ ہے۔	۳۵۸
۲۷	بدعتی لوگوں کے پاس بیٹھنا اور ان سے بات چیت کرنا حرام ہے۔	۳۵۹
۲۸	وہ چند لوگ جن کے ساتھ میل جول رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیئے اور جن کو سلام نہیں کرنا چاہیئے۔	۳۵۹
۲۹	لوگوں کی نگاہوں میں محبوب بننے کی کوشش کرنا مستحب ہے۔	۳۶۱
۳۰	لوگوں سے خوش معاملگی کرنا اور ان سے خندہ پیشانی سے ملنا اور ان کا احترام کرنا اور ان سے کف ید کرنا (ایذا رسانی نہ کرنا) مستحب ہے۔	۳۶۱
۳۱	جو شخص کسی مؤمن سے محبت کرتا ہو اسے اپنی محبت کی خبر دینا مستحب ہے۔	۳۶۲

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۳۲	(عند الملاقات) کلام کرنے سے پہلے سلام کرنا مستحب ہے۔ اور اس کا الٹا کرنا (پہلے کلام اور پھر سلام) مکروہ ہے اور جو اس طرح کرے اس کی بات کا جواب نہیں دینا چاہیئے اور جو سلام نہ کرے اس کو دعوتِ طعام نہیں دینی چاہئیں۔	۳۶۳
۳۳	سلام کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے اور مستحب یہ ہے کہ جواب دینے کی بجائے سلام کرنے میں پہل کی جائے۔	۳۶۴
۳۴	سلام عام کرنا اور کلام کو پاکیزہ بنانا مستحب ہے۔	۳۶۴
۳۵	بچوں کو سلام کرنا مستحب ہے۔	۳۳۶
۳۶	غریب مسلمان اور امیر مسلمان کو سلام کرنے کی کیفیت میں فرق کرنا حرام ہے بلکہ اس سلسلہ میں برابری واجب ہے۔	۳۶۷
۳۷	جب کسی کافر یا گرفتار بلا شخص پر نظر پڑے تو آہستگی سے اسلام و عافیت پر خدا کی حمد و ثنا کرنا مستحب ہے۔	۳۶۷
۳۸	سلام کرنا اور اس کا جواب دینا اس قدر بلند آواز سے ہو کہ مخاطب سن لے۔	۳۶۸
۳۹	سلام کرنے کی کیفیت اور کون سا صیغہ اختیار کرنا چاہیئے۔	۳۶۸
۴۰	جب سلام کا جواب یا (داخلہ کا) اذن نہ ملے تو تین بار سلام کرنا مستحب ہے۔ ہاں مخاطب کے لیے ایک بار جواب دینا کافی ہے۔	۳۶۹
۴۱	سلام یا چھینک وغیرہ کے وقت ایک مؤمن کو دعا دیتے ہوئے جمع کے صیغے استعمال کرنا مستحب ہیں اور اس سے اس کے ساتھ موجود فرشتوں کا قصد کرنا چاہیئے!	۳۷۰
۴۲	جنازہ کے ہمراہ جانے والے، نماز جمعہ کی طرف جانے والے اور حمام کے اندر بغیر ازار کے نہانے والے پر سلام کرنا مستحب نہیں ہے۔	۳۷۰
۴۳	حاضر اور غائب کے سلام کا جواب دینے کی کیفیت کا بیان۔	۳۷۱
۴۴	جب مقیم اور مسافر کو سلام کیا جائے تو مقیم سے مصافحہ اور مسافر سے معانقہ کرنا مستحب ہے۔	۳۷۲

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۴۵	مستحب یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو، تھوڑے زیادہ کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو، سوار پیادہ کو، خچر کا سوار گدھے پر سوار کو اور گھڑ سوار خچر سوار کو سلام کرے۔	۳۷۳
۴۶	جب ایک جماعت میں سے ایک شخص سلام کر دے تو دوسروں سے کافی ہے اور جب کسی جماعت میں سے کوئی ایک شخص جواب دے دے تو باقیوں سے مجزی ہے۔	۳۷۳
۴۷	مؤمن کو سلام نہ کرنا اگرچہ تقیہ کی حالت بھی ہو، مکروہ ہے۔	۳۷۴
۴۸	مرد کا عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے۔ البتہ جوان عورت کو سلام کرنا مکروہ ہے اور ان کا جواب دینا بھی جائز ہے۔	۳۷۴
۴۹	کافروں اور گانے بجانے اور دیگر بے ہودہ کام کرنے والوں کو مجبوری کے سوا سلام کرنا مکروہ ہے۔ اور (اگر وہ سلام کریں) تو ان کے جواب دینے کی کیفیت؟	۳۷۵
۵۰	اذن حاصل کئے بغیر، بتلائے بغیر اور سلام کئے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونا مکروہ ہے۔ اور اگر گھر میں کوئی شخص نہ ہو تو اپنے آپ پر سلام کرنا مستحب ہے۔	۳۷۶
۵۱	کن لوگوں کے دروازوں پر آمد و رفت رکھنی چاہیئے؟	۳۷۷
۵۲	مجلس سے اٹھتے وقت سلام کرنا مستحب ہے۔	۳۷۷
۵۳	ضرورت کے وقت (کافر) ذمی پر سلام کرنا اور اس کے حق میں دعاءِ خیر کرنا جائز ہے۔	۳۷۸
۵۴	مسلمان کے لیے ضرورت کے وقت اہل ذمہ سے خط و کتابت کرنا اور ان کے ناموں سے ابتداء کرنا اور خط میں سلام کرنا جائز ہے۔	۳۷۸
۵۵	جناب خضر علیہ السلام کا جب ذکر کیا جائے تو ان پر سلام کرنا مستحب ہے۔	۳۷۹
۵۶	برادرانِ ایمانی سے چشم پوشی کرنا اور ان سے انصاف کا تقاضا نہ کرنا مستحب ہے۔	۳۷۹
۵۷	جس مسلمان کو چھینک آئے اسے دعا دینا مستحب ہے اگرچہ دور ہو۔	۳۸۰
۵۸	چھینک والے آدمی کو دعا دینے کی کیفیت اور اس کا جواب دینے کا طریقہ۔	۳۸۱
۵۹	جب عورت کو چھینک آئے تو بچہ اسے دعا دے سکتا ہے۔	۳۸۱
۶۰	چھینک کا لینا مستحب ہے اور بدنما چھینک لینا مکروہ ہے اور جو تین سے زائد ہو۔ (اس کا حکم؟)	۳۸۲

صفحہ نمبر	خلاصہ	باب نمبر
۳۸۲	جب مسلسل چھینک آئے تو تین بار دعا کرنا مستحب ہے۔ اس سے زائد نہیں۔	۶۱
۳۸۳	جسے چھینک آئے یا جو سنے اس کیلئے مستحب ہے کہ خدا کی حمد وثنا کرے اور انگلی ناک پر رکھے۔	۶۲
۳۸۴	جسے چھینک آئے یا جو اس کی آواز سنے اس کیلئے محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا مستحب ہے۔	۶۳
۳۸۵	چھینک، ذبح کرنے اور مباشرت کے وقت سرکار محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔	۶۴
۳۸۵	(کافر) ذمی کو جب چھینک آئے تو اس کے لیے ہدایت ورحمت کی دعا کرنا جائز ہے۔	۶۵
۳۸۶	کسی بات کی صداقت پر اس کے ساتھ متصل چھینک سے استدلال کرنا جائز ہے۔	۶۶
۳۸۶	سفید ریش مؤمن کا اکرام واحترام کرنا مستحب ہے۔	۶۷
۳۸۷	کریم اور شریف کا اکرام واحترام کرنا مستحب ہے۔	۶۸
۳۸۸	جب کسی بزم میں کسی کی تکیہ یا خوشبو وغیرہ پیش کر کے عزت افزائی کی جائے تو اس کا انکار کرنا مکروہ ہے۔	۶۹
۳۸۹	مستحب ہے کہ صاحب خانہ آنے والے کے آتے جاتے وقت اس کے ساتھ چلے اور آنے والا صاحب خانہ کو (اپنا) امیر بنائے۔	۷۰
۳۸۹	جو شخص کسی کے پاس بیٹھے اور وہ اسے کسی بات کا امین بنائے (صرف اسے بتائے) تو اس کی اجازت کے بغیر ثقہ آدمی کے سوا اور کسی کے سامنے اس کا اظہار جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس میں اس کا ذکر خیر ہو یا یہ کہ مقررہ شروط کے ساتھ کسی فعل حرام پر شہادت دینی ہو۔	۷۱
۳۹۰	جب کسی جگہ تین آدمی اکٹھے ہوں تو تیسرے کے بغیر دو کا آپس میں سرگوشی کرنا مکروہ ہے۔	۷۲
۳۹۰	مسلمان کی گفتگو پر اعتراض کرنا مکروہ ہے۔	۷۳
۳۹۰	بیٹھنے کا کون سا طریقہ مستحب ہے اور کون سا مکروہ ہے؟	۷۴
۳۹۱	انسان کا اپنی مناسب حال نشست سے ادنیٰ جگہ پر از راہِ تواضع بیٹھنا اور داخل ہوتے وقت اپنی قریبی نشست پر بیٹھنا مستحب ہے۔	۷۵
۳۹۲	ہر مجلس میں رو بقبلہ ہونا مستحب ہے۔	۷۶

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۷۷	سورج کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے۔	۳۹۲
۷۸	مستحب یہ ہے کہ دوسرے کے گھر میں آدمی وہاں بیٹھے جہاں وہ کہے۔	۳۹۳
۷۹	احتباء (پاؤں پر بیٹھ کر ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے سے باندھ کر سہارا لینا) جائز ہے اگرچہ ایک ہی کپڑا ہو جو شرمگاہ کو چھپالے۔	۳۹۳
۸۰	ہنسی اور مزاح مستحب ہے بشرطیکہ بہت زیادہ نہ ہو اور اس میں فحش کلامی نہ ہو۔	۳۹۴
۸۱	قہقہہ لگانا مکروہ ہے اور اگر لگایا جائے تو خدا کی عدم ناراضگی کی دعا کرنا مستحب ہے ہاں مسکراہٹ مستحب ہے۔	۳۹۵
۸۲	تعجب کے بغیر ہنسنا مکروہ ہے۔	۳۹۵
۸۳	بکثرت مزاح کرنا اور زیادہ ہنسنا مکروہ ہے۔	۳۹۶
۸۴	مؤمن کے سامنے تبسم کرنا مستحب ہے۔	۳۹۸
۸۵	پڑوسی وغیرہ کی اذیت پر صبر کرنا مستحب ہے۔	۳۹۸
۸۶	پڑوسی سے ایذا رسانی کو روکنا واجب ہے۔	۴۰۰
۸۷	پڑوسی سے حسن سلوک کرنا مستحب ہے۔	۴۰۲
۸۸	پڑوسیوں کو کھانا کھلانا مستحب ہے۔ اور اگر ضرورت ہو تو پھر واجب ہے۔	۴۰۳
۸۹	بُرے پڑوسی کے پڑوس میں رہنا مکروہ ہے۔	۴۰۴
۹۰	اس پڑوس کی حد جس کی رو رعایت مستحب ہے وہ ہر چہار طرف سے چالیس چالیس گھر ہے۔	۴۰۴
۹۱	سفر میں ساتھی کے ساتھ نرم روی برتنا اور اگر بیمار ہو جائے تو اس کی خاطر تین دن تک ٹھہرنا اور اگر بہرہ ہو تو اس تک آواز پہنچانا مستحب ہے۔	۴۰۵
۹۲	رفیق سفر کی مشایعت کرنا اور اسکے علیحدہ ہوتے وقت تھوڑا سا اسکے ہمراہ چلنا اگرچہ ذمی ہو مستحب ہے۔	۴۰۶
۹۳	سفر میں باہمی خط و کتابت کرنا مستحب ہے اور خط کا جواب دینا واجب ہے۔	۴۰۶
۹۴	کتابت کی ابتداء بسم اللہ سے کرنا اور اسے بہترین خط سے لکھنا مستحب ہے اور بائے کو زیادہ نہ کھینچو جب تک سین کو اونچا نہ کرو۔	۴۰۷

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۹۵	مستحب یہ ہے کہ خط کی پشت کے عنوان پر منجانب فلاں اور اس کے اندر عنوان پر فلاں کی طرف لکھا جائے اور اس کے برعکس کرنا مکروہ ہے۔	۴۰۷
۹۶	خط کی ابتداء میں مکتوب الیہ کا نام لکھنا مستحب ہے اگر مؤمن ہو۔	۴۰۸
۹۷	خط میں ہر مناسب جگہ انشاء اللہ کہنا مستحب ہے۔	۴۰۸
۹۸	خط کو خاک آلود کرنا (سیاہی خشک کرنے کے لیے) مستحب ہے۔	۴۰۹
۹۹	ضرورت اور خوف کے سوا ان کاغذوں کا آگ سے جلانا جائز نہیں ہے جن پر قرآن یا بسم اللہ لکھی ہوئی ہو۔ ہاں ان کا دھونا اور پھاڑنا اور کسی ضرورت کے تحت پاک چیز سے مٹانا جائز ہے۔ نہ نجس سے اور نہ قدم سے۔ اور تھوک سے مٹانا مکروہ ہے۔	۴۰۹
۱۰۰	انسان کیلئے مستحب ہے کہ اپنے اصحاب میں اپنی التفات و توجہ برابر تقسیم کرے اور انکے درمیان پاؤں نہ پھیلائے اور مصافحہ کرتے وقت اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچے جب تک دوسرا شخص اپنا ہاتھ نہ کھینچے۔	۴۱۰
۱۰۱	(سفر میں) اپنے ساتھی اور ہمنشین سے اس کا نام و نسب اور اس کی کنیت پوچھنا مستحب ہے اور اس سوال کا ترک کرنا مکروہ ہے۔	۴۱۱
۱۰۲	(دینی) بھائیوں کے درمیان اپنی حشمت اور غضب کو بالکل ختم کر دینا اور ان پر اندھا اعتماد کرنا مکروہ ہے۔	۴۱۲
۱۰۳	ان لوگوں سے دوستی کرنا چاہیئے جو نماز کے اوقات فضیلت کی پابندی کرتے ہوں اور اپنے (غریب) بھائیوں سے نیکی کرتے ہوں۔ اور اگر ان میں ان خصائل میں سے کوئی خصلت بھی نہ ہو تو پھر ان سے جدائی کرنی چاہیئے۔	۴۱۴
۱۰۴	لوگوں سے حسن خلق سے پیش آنا مستحب ہے۔	۴۱۴
۱۰۵	لوگوں سے الفت کرنا مستحب ہے۔	۴۱۸
۱۰۶	انسان کا نرم خو ہونا مستحب ہے۔	۴۱۸
۱۰۷	خندہ پیشانی اور خوش روئی مستحب ہے۔	۴۱۹
۱۰۸	صدق و راست گفتاری واجب ہے۔	۴۲۰

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۰۹	وعدہ میں سچائی مستحب ہے اگرچہ ایک سال تک انتظار کرنا پڑے۔	۴۲۲
۱۱۰	شرم وحیاء کرنا مستحب ہے۔	۴۲۳
۱۱۱	احکام دین کے بارے میں شرم وحیا کرنا جائز نہیں ہے۔	۴۲۴
۱۱۲	عفوو درگزر کرنا مستحب ہے۔	۴۲۴
۱۱۳	ظالم سے درگزر کرنا، قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرنا اور برائی کرنے والے سے بھلائی کرنا اور نہ دینے والے کو دینا مستحب ہے۔	۴۲۶
۱۱۴	غصہ کا ضبط کرنا مستحب ہے۔	۴۲۸
۱۱۵	دشمنانِ دین کی حکومت میں غصہ کو ضبط کرنا مستحب ہے۔	۴۳۰
۱۱۶	حاسدوں اور اس قسم کے دوسرے نعمتوں کے دشمن لوگوں (کی شرارتوں پر) صبر کرنا مستحب ہے۔	۴۳۰
۱۱۷	سوائے کلمۂ خیر کہنے کے دیگر عام حالات میں خاموشی مستحب ہے۔	۴۳۱
۱۱۸	جہاں کلام کرنا واجب نہ ہو وہاں بھی اچھی بات کہنے کو خاموشی پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۴۳۴
۱۱۹	ناجائز کلام سے زبان کی حفاظت کرنا واجب ہے۔	۴۳۵
۱۲۰	ذکر خدا کے علاوہ بکثرت کلام کرنا مکروہ ہے۔	۴۳۸
۱۲۱	لوگوں سے لطف ومدارا کرنا مستحب ہے۔	۴۴۰
۱۲۲	مؤمن کے حقوق کا ادا کرنا واجب ہے اور اس کے چند واجبی اور مستحبی حقوق کا تذکرہ۔	۴۴۲
۱۲۳	عالم دین کے مستحب مؤکد حقوق کا بیان؟	۴۴۹
۱۲۴	باہمی رحم وشفقت اور لطف ونرمی اور میل ملاقات کرنا مستحب ہے۔	۴۵۰
۱۲۵	معذرت کا قبول کرنا مستحب ہے۔	۴۵۱
۱۲۶	ملاقات کے وقت سلام اور مصافحہ کرنا اگرچہ حالت جنابت میں ہوں اور علیحدہ ہوتے وقت استغفار کرنا مستحب ہے۔	۴۵۱
۱۲۷	اگرچہ پہلے تازہ ملاقات ہو چکی ہو۔ یعنی کھجور کے درخت کا چکر لگانے کے برابر ہی وقت گزرا ہو، تاہم مصافحہ مستحب ہے۔ اور اس کی کیفیت؟ اور ذمی سے مصافحہ کرنا مکروہ ہے۔	۴۵۴

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۲۸	آنے والے کا استقبال کرنے اور اس کی تشییع کرنے کے آداب	۴۵۶
۱۲۹	اشراف کے بچھونے کو چومنے اور چلتے وقت ان کے سامنے تیز تیز پیدل چلنے کا حکم؟	۴۵۷
۱۳۰	شیعوں کو (ملاقات سے) روکنا حرام ہے۔	۴۵۸
۱۳۱	مؤمن سے معانقہ کرنا (گلو گیر ہونا) اور احوال پرُسی کرنا مستحب ہے۔	۴۵۹
۱۳۲	قربۃً الی اللہ دینی بھائی بنانا مستحب ہے۔	۴۶۰
۱۳۳	مؤمن کا مؤمن کو بوسہ دینا مستحب ہے اور بوسہ دینے کی جگہ کا بیان۔	۴۶۱
۱۳۴	تکفیر (سینہ پر ہاتھ رکھ کر گردن جھکانا) مکروہ ہے حتیٰ کہ امامِ برحق کے لیے بھی۔	۴۶۲
۱۳۵	کج بحثی اور جھگڑا کرنا مکروہ ہے۔	۴۶۲
۱۳۶	لوگوں کی عداوت اور دشمنی اور ان کے بغض وعناد سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔	۴۶۴
۱۳۷	مکروفریب، حسد، دھوکہ اور خیانت کاری حرام ہے۔	۴۶۵
۱۳۸	جھوٹ بولنا حرام ہے۔	۴۶۶
۱۳۹	خدا ورسولؐ اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام پر جھوٹ بولنا حرام ہے۔	۴۶۷
۱۴۰	ہر چھوٹی، بڑی بات میں اور سنجیدگی اور مذاق میں جھوٹ بولنا سوائے مستثنیٰ صورتوں کے حرام ہے۔	۴۶۹
۱۴۱	اصلاح بین الناس کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے جبکہ فساد انگیز سچ بولنا جائز نہیں ہے۔	۴۷۰
۱۴۲	مؤمن کو یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ "تیرا گمان ہے" (کہ اس سے اس کی تحقیر ہوتی ہے) اور ناپسندیدہ لقب اور کنیت کا حکم؟	۴۷۲
۱۴۳	انسان کا دومونہہ اور دوزبانہ (منافق) ہونا حرام ہے۔	۴۷۳
۱۴۴	کسی خاص سبب کے بغیر مؤمن سے قطع تعلق کرنا حرام ہے اور تین دن کے بعد تک مکروہ ہے اور تعلقات جوڑنے کی طرف جلدی کرنا مستحب ہے۔	۴۷۴
۱۴۵	مؤمن کو اذیت پہنچانا حرام ہے۔	۴۷۶
۱۴۶	مؤمن کی توہین کرنا اور اسے تنہا چھوڑنا حرام ہے۔	۴۷۷
۱۴۷	مؤمن کو ذلیل ورسوا کرنا اور اسے حقیر جاننا حرام ہے۔	۴۷۸

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۴۸	مؤمن کو خفیف اور سبک جاننا حرام ہے۔	۴۷۹
۱۴۹	رشتہ داروں سے قطع رحمی کرنا حرام ہے۔	۴۸۰
۱۵۰	کسی مؤمن کی لغزشوں اور عیبوں کو اس لئے شمار کرنا (اور یاد رکھنا) کہ کبھی اس پر ان کے ذریعہ سے طعن و تشنیع کی جا سکے حرام ہے۔	۴۸۱
۱۵۱	مؤمن پر طعن و تشنیع کرنا اور اس کی سرزنش کرنا حرام ہے۔	۴۸۲
۱۵۲	مؤمن کی غیبت (گلہ گوئی) حرام ہے اگرچہ سچ پر مبنی ہو۔	۴۸۲
۱۵۳	مؤمن اور مؤمنہ پر بہتان باندھنا حرام ہے۔	۴۸۷
۱۵۴	وہ مخصوص مقامات جہاں غیبت کرنا جائز ہے۔	۴۸۷
۱۵۵	غیبت کرنے کا کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔ اور وہ یوں ہے کہ اس شخص سے حلال کرائے یا اس کے لیے استغفار کرے۔	۴۸۹
۱۵۶	مؤمن کی غیبت کا دفاع کرنا واجب ہے اور ردّ کئے بغیر اس کا سننا حرام ہے۔	۴۸۹
۱۵۷	مؤمن کے راز کو فاش کرنا اور اس کے بارے میں وہ بات نقل کرنا جو اس کے دامن کو داغدار کرے حرام ہے۔ اور حتی الامکان اس کی تصدیق کرنا جائز نہیں ہے۔	۴۹۱
۱۵۸	مؤمن پر سب و شتم کرنا، اس کی ناموس، اس کا مال اور اس کا خون حرام ہے۔	۴۹۳
۱۵۹	مؤمن پر طعنہ زنی کرنا اور اس کی عیب جوئی کرنا اور اس کے بارے میں بُرا سوچنا حرام ہے۔	۴۹۴
۱۶۰	جو شخص لعنت کا مستحق نہ ہو اس پر لعنت کرنا حرام ہے۔	۴۹۵
۱۶۱	مؤمن پر تہمت لگانا اور اس کے بارے میں بدگمانی کرنا حرام ہے۔	۴۹۵
۱۶۲	مؤمن کو ڈرانا حرام ہے اگرچہ (تیز و تند) نگاہ سے ہی ہو۔	۴۹۶
۱۶۳	مؤمن کے قتل میں اعانت کرنا اگرچہ نصف کلمہ سے ہو حرام ہے۔	۴۹۶
۱۶۴	چغلخوری کرنا اور کسی کی بات کو آگے نقل کرنا حرام ہے۔	۴۹۷
۱۶۵	اولادِ نبیؐ (سادات) کے تمام نیک لوگوں کی طرف نظر کرنا مستحب ہے۔	۵۰۰
۱۶۶	والدین، قرآن حکیم اور عالم دین کی طرف نظر کرنا مستحب ہے۔	۵۰۱

﴿ کتاب الحج ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(کتاب الحج کے ابواب کی اجمالی فہرست)

(۱) ابواب وجوب الحج اور اس کے شرائط کے ابواب۔
(۲) نیابت حج کے ابواب۔
(۳) اقسام حج کے ابواب۔
(۴) مواقیت کے ابواب۔
(۵) آداب سفر کے ابواب۔
(۶) حیوانات کے احکام کے ابواب۔
(۷) اسلامی معاشرت کے ابواب۔
(۸) احرام کے ابواب۔
(۹) تروک الاحرام کے ابواب۔
(۱۰) شکار کرنے کے کفاروں کے ابواب۔
(۱۱) عورتوں سے تمتع کرنے کے کفاروں کے ابواب۔
(۱۲) احرام کے باقی کفاروں کے ابواب۔
(۱۳) حج سے روک دیئے جانے کے ابواب۔
(۱۴) مقدمات طواف کے ابواب۔
(۱۵) طواف کے ابواب۔
(۱۶) سعی کے ابواب۔
(۱۷) تقصیر کے ابواب۔
(۱۸) احرام حج اور وقوف عرفات کے ابواب۔
(۱۹) وقوف مشعر الحرام کے ابواب۔
(۲۰) رمی جمرۂ عقبہ کے ابواب۔
(۲۱) قربانی ذبح کرنے کے ابواب۔
(۲۲) حلق و تقصیر کے ابواب۔
(۲۳) زیارت کعبہ کے ابواب۔
(۲۴) منیٰ کی طرف دوبارہ جانے اور رمی کرنے اور وہاں سے روانگی کے ابواب۔
(۲۵) عمرہ کے ابواب۔
(۲۶) زیارت اور اس کے مناسبات کے ابواب۔

اضافۂ مفیدہ منجانب مترجم

حسب سابق یہاں حج کے سلسلہ میں بھی اس کی فضیلت اور اہمیت پر ایک مختصر مگر جامع مقالہ سپرد قلم کیا جاتا ہے تا کہ جب آدمی اصل کتاب الحج کے سمندر میں غوطہ زنی کرے تو علی وجہ البصیرہ شناوری کر کے لئالی آبدار اور جواہر تابدار نکال سکے۔ واللہ ولی التوفیق۔

باب الحج

﴿وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً﴾

وجوب حج کے حکم واسرار

دیگر اسلامی احکام کی طرح حج کے اندر بھی بیسیوں مصالح و اسرار پوشیدہ ہیں۔ ہم بڑے اختصار کے ساتھ ذیل میں اس کے بعض اسرار و رموز کا تذکرہ کرتے ہیں۔ و علی اللہ التکلان وھو المستعان۔

پہلی حکمت: مقصد خلقت کی تکمیل

خالق حکیم نے ذی عقل باہوش مخلوق کے لئے فرمایا جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے: ﴿کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف﴾۔ ''میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو خلق کیا تا کہ میری معرفت حاصل کی جائے۔''

اور ظاہر ہے کہ یہ معرفت تیرہ و تار قلوب و اذہان میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتی جب تک ان کا تزکیہ نہ کیا جائے اور بغیر عبادت ان کا تزکیہ، ان کی تطہیر ممکن نہیں ہے۔ اور منجملہ عبادات شرعیہ کے ایک عظیم عبادت حج بھی ہے۔ جس کی ادائیگی سے بوجہ احسن مقصد خلقت کی تکمیل ہوتی ہے۔

دوسری حکمت: مال و زر کی محبت کا مداوا

یہ حقیقت کسی دلیل و برہان کی محتاج نہیں ہے کہ انسان پیدائشی طور پر مال و دولت سے محبت کرنے والا واقع ہوا ہے۔ اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ مال و زر کی محبت آدمی کو شقی القلب بنا دیتی ہے اور بیسیوں خرابیوں کو جنم دیتی ہے۔ ارشاد

قدرت ہے: ﴿إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَى أَن رَّآهُ اسْتَغْنَى﴾۔ (انسان جب دیکھتا ہے کہ وہ مالدار بن گیا ہے تو وہ پھر سرکش بن جاتا ہے) اس لئے خالق حکیم نے آدمی پر زکوٰۃ وخمس جیسے عام مالی واجبات کے علاوہ صاحب استطاعت آدمی پر حج واجب کیا تا کہ اس طرح مال کی ایک معتد بہ مقدار اللہ کی راہ میں صرف کر کے مال وزر کی محبت کم کی جا سکے۔ اور اس طرح مال وزر کی خرابیوں سے تا بامکان دامن کو بچایا جا سکے اور اس کے فوائد وعوائد سے دامن مراد پر کیا جا سکے۔

تیسری حکمت: جسم وروح کی بالیدگی

انسان جسم وروح کے مجموعے کا نام ہے جن میں سے ایک مادی چیز ہے اور دوسری غیر مادی۔ ان کے درمیان ایک ایسا گہرا تعلق ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک پر کوئی کیفیت طاری ہو تو دوسرے پر بھی اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ اگرچہ حج عبادات بدنیہ میں سے ایک عبادت ہے مگر خلوص نیت سے ادا کی جائے تو اس کا اثر روح پر بھی ضرور ہوتا ہے بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ حج تو ایک ایسی اعلیٰ بدنی عبادت ہے جس کی ادائیگی کے وقت خداوند کریم کے جلال وجبروت کا تصور اس طرح بندہ پر غالب ہو جاتا ہے کہ اس کے ظاہر و باطن اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ احرام سے پہلے غسل ونماز احرام، پھر احرام کے ان سلے کپڑے زیب تن کرنا جہاں انسان کو اس کی اصلی فطرت کی طرف توجہ دلاتے ہیں وہاں اس کے غسل میت اور کفن کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ گویا جس موت کے بعد انسان کا دنیا سے تعلق بالکل ختم ہو جاتا ہے احرام باندھنے سے جزوی طور پر اس کا دنیا اور اس کے فوائد سے اسی طرح تعلق منقطع ہو جاتا ہے اس لئے ایسے موقع پر تلبیہ (لبیک) کہا جاتا ہے: ﴿لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ﴾ میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں۔ یہ صدا کیا ہے؟ خالق کی خدمت کی ادائیگی کا ترانہ ہے۔ اس کے بعد خانہ خدا کا طواف کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح پروانہ شمع کے اردگرد چکر لگاتے لگاتے آخر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیتا ہے۔ میں بھی اپنی جان و مال نثار کرنے کیلئے تیار ہوں۔ پھر حجر اسود کا بوسہ دینے میں شعائر اللہ کی تعظیم کا اظہار مقصود ہے۔

﴿وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ کیونکہ شعائر اللہ کی تعظیم قلبی تقویٰ اور دلی پرہیز گاری کی علامت ہے۔ صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنے سے جناب ہاجرہؑ کے بے تابانہ دوڑنے اور پھر قدرت خدا سے زمزم کا چشمہ پھوٹنے کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ پھر میدان عرفات کا عظیم اجتماع ووقوف ایک حاجی کی نگاہ میں قیامت کا منظر پیش کرتا ہے۔ اس لئے بندہ وہاں اپنی گذشتہ عمر کی تمام غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگتا ہے اور آئندہ زندگی خدا کے حکم کے مطابق گزارنے کا خدا سے عہد و پیمان کرتا ہے۔

پھر منیٰ میں رمی جمرات، قربانی کر کے اور سر منڈوا کے آدمی جہاں سنت خلیل کو زندہ کرتا ہے وہاں اپنی روحانی قربانی کی تمثیل بھی پیش کرتا ہے۔ و ذالک ھو الفوز المبین۔

چوتھی حکمت: حضرت خلیل علیہ السلام کے کارناموں کی یاد

حج سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عظیم کارنامہ کی یاد تازہ ہوتی ہے اور یہ بات خالق حکیم کو پسند ہے۔ کہ اسلاف کے عظیم کارناموں کو یاد رکھا جائے۔ تاکہ اس طرح اخلاف کو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کا موقع مل سکے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لختِ جگر کو قربان کرنے کا خواب دیکھا تھا اور باپ بیٹے نے اس پر لبیک کہا تھا۔ مگر جس وقت بیٹے کو لٹا کر قربان کرنا چاہا اور چھری چلائی تو دیکھا کہ بیٹا بچ گیا ہے اور دنبہ ذبح ہوگیا ہے۔ تو آواز قدرت آئی: ﴿یٰاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾۔ (الصافات: آیت ۱۰۵) ''اے ابراہیمؑ! تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہے۔ ہم نیکوکاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔'' جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام حکم خدا کی تکمیل میں دور دراز مقام سے یہاں آئے تھے اور یہاں پہنچ کر چند مخصوص عمل بجالائے تھے۔ اسی طرح ہم بھی دور دراز مسافت طے کر کے رحمت و برکت ایزدی کے مہبط خاص پر حاضری دیتے ہیں۔ اور اس عظیم قربانی کی روح کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی دور کی طرح خاص اَن سلے اور سادہ کپڑے پہن کر خدا کے حضور نذر پیش کرنے جاتے ہیں۔ اس لئے ان دنوں میں نہ سر منڈواتے ہیں نہ عیش و عشرت کے قریب جاتے ہیں۔ نہ خوشبو لگاتے ہیں نہ شکار کرتے ہیں اور نہ لذائذ دنیا کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی ﴿لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ﴾ کا ترانہ پڑھتے ہوئے اس مقدس زمین پر قدم رکھتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو روحانی طور پر خدا کی قربان گاہ پر نذر کرنے کی خاطر سات مرتبہ اس کے مقدس گھر کا طواف کرتے ہیں۔ اور دو مقدس پہاڑیوں (صفاء و اور مروہ) کے درمیان سعی کرتے ہیں جہاں جناب خلیلؑ قربانی دینے کیلئے دوڑتے ہوئے گئے تھے۔ (یا جناب ہاجرہؑ پانی کی تلاش میں یہاں دوڑی تھیں) ہم بھی وہاں دوڑتے ہیں اور بخشش گناہ کی دعا مانگتے ہیں اور مقام عرفات میں جہاں جناب خلیل اللہ علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیاء و مرسلین اسی حالت میں یہاں کھڑے ہوئے ہم بھی وہاں کھڑے ہو کر اپنی گزشتہ کوتاہیوں کی معافی مانگتے ہیں اور آئندہ اللہ تعالیٰ کی منشا و رضا کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد و پیمان باندھتے ہیں۔ پھر مزدلفہ میں رات گزار کر منیٰ میں جناب خلیل خدا علیہ السلام کی تقلید و تاسی میں شیطان کو کنکر مارتے ہیں جس نے اس عظیم قربانی میں خلل اندازی کرنا چاہی تھی۔ اور جناب خلیل علیہ السلام نے اسے کنکر مارے تھے اور پھر قربانی کر کے سر منڈواتے ہیں اور یہ اس پرانی رسم کی تجدید ہے کہ نذر دینے والے جب نذر کے ایام پورے کر لیتے تھے تو سر منڈواتے تھے، الغرض بقول بعض علماء ''ان ابراہیمی مراسم کے مجموعہ کا نام اسلام میں ''حج'' ہے۔''

اس تفصیل سے واضح ہے کہ حج کے تمام اعمال عہد قدیم کے طریق عبادت کی یادگار ہیں تاکہ انسانیت کی روحانی ترقی کے دور کا آغاز ہماری آنکھوں کے سامنے جلوہ گر رہے۔ تاکہ ان واقعات کی روشنی میں ہمیں اپنے گناہ معاف کرانے،

شریفانہ زندگی گزارنے اور اپنی اصلاح احوال کرنے کا موقع ملتا رہے۔ حج کے انہیں واقعات و مقامات کو ''شعائر اللہ'' اور ''حرمات اللہ'' کہا گیا ہے۔ اور ان کی تعظیم وتکریم کو ''تقویٰ القلوب'' قرار دیا گیا ہے۔ ﴿وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾۔ (الحج: آیت ۳۲)

پانچویں حکمت: مساوات کا اظہار

اسلامی احکام و اوامر اور حدود و تعزیرات وغیرہ میں مساوات اسلام کا بنیادی نظریہ ہے اس کا بوجہ اتم واکمل مظاہرہ حج کے ذریعے ہوتا ہے۔ اگرچہ نماز بھی اس مساوات کا ایک محدود نمونہ پیش کرتی ہے جہاں شاہ و گدا اور بندہ و بندہ نواز ایک صف میں شانہ بشانہ کھڑے نظر آتے ہیں مگر اس مساوات کا مظہر اتم فریضہ حج کی ادائیگی کے وقت نظر آتا ہے جب پورے عالم کے امیر و فقیر شاہ و گدا اور بندہ و بندہ نواز ایک لباس ایک صورت اور ایک ہی جگہ خدا کی بارگاہ میں حاضری و حضوری دیتے ہیں اور جب ؏

تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں۔

چھٹی حکمت: مسلمانوں کی اجتماعی شوکت و مرکزیت

اتفاق و اتحاد کی برکتیں اور تفرقہ و انتشار کی نحوستیں کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہیں۔ اسی لئے خدائے بزرگ و برتر نے بار بار قرآن میں اتفاق و اتحاد کا حکم دیا ہے اور انتشار و افتراق سے روکا ہے۔ اسلام نے اسی تفرقہ بازی سے بچنے اور وحدت کے دامن کو تھامنے کے لئے شب و روز پنجگانہ نماز کے اجتماع سے ہفتہ وار (جمعہ) کا اجتماع بڑا ہے۔ اور اس سے عیدین کے اجتماع بڑے ہیں مگر پھر بھی محدود ہیں ان کا دائرہ کار محدود ہے اور حلقہ کم۔ مگر حج کے ذریعہ خالق حکیم نے اپنی حکمت بالغہ سے ہر سال (گو ہر صاحب استطاعت کی زندگی میں ایک بار) ایک ایسے عالمی عظیم اجتماع کا انتظام کیا ہے جسے حج کہا جاتا ہے جس کی اقوام عالم میں کوئی نظیر نہیں ملتی اور مسلمانوں کی اس اجتماعی ہیئت سے مسلمانوں کی ہیبت اور اسلام کی شان و شوکت اور حشمت و جلالت کا وہ عدیم المثال مظاہرہ ہوتا ہے جس کی نظیر نہ دنیا کا کوئی مذہب پیش کر سکتا ہے اور نہ کوئی قوم اس کی مثال پیش کر سکتی ہے۔

جغرافیائی طور پر مسلمان گو مختلف ملکوں اور علاقوں میں رہتے ہیں مختلف زبانیں بولتے ہیں مختلف طریقہ کے لباس پہنتے ہیں اور مختلف انداز سے زندگی بسر کرتے ہیں مگر جب وہ خانہ کعبہ کو اپنا روحانی مرکز جانتے ہیں اور اس کا عملی نمونہ ایام حج میں پیش کرتے ہیں جن دنوں میں تمام انسانی اختراعی زنجیریں ٹوٹ جاتی ہیں اور تمام اقوام و افراد عالم ایک کتب، ایک لباس اور ایک وضع میں ایک دوسرے کے دوش بدوش اس طرح نظر آتے ہیں کہ گویا ایک ہی خاندان کے افراد ہیں اور پھر

ایک ہی زبان میں اپنے خالق حقیقی سے باتیں کرتے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ تمام عالم کے اہل اسلام جو اپنے ممالک میں مختلف اقتصادی، سیاسی اور معاشرتی مسائل سے دوچار اور مختلف حالات میں گرفتار ہیں وہ ایک دوسرے کے حالات و واقعات سے واقف و آگاہ ہوں اور پھر سر جوڑ کر بیٹھیں اور باہمی اتفاق و اتحاد سے ان مسائل کا کوئی ٹھوس حل تجویز کریں۔ اسلام و مسلمانوں کی ترقی و رفاہیت کے پروگرام مرتب کریں اور مسلمانوں کی مشکلات اور مصائب کا کوئی ٹھوس اجتماعی حل ڈھونڈیں۔ اگر اسی تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حج اسلام کا صرف مذہبی رکن نہیں بلکہ وہ اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی یعنی قومی و عملی زندگی کے ہر رخ اور پہلو پر حاوی اور مسلمانوں کی عالمگیر بین الاقوامی حیثیت کا سب سے بلند منارہ ہے اور سب سے بڑی عالمی کانفرنس ہے جس سے ان تمام مسائل کا حل وابستہ ہے۔ (سیرۃ النبی) **و ھو الموفق وہو المعین و الحمد للّٰہ رب العالمین۔**

حج کی فرضیت واہمیت

حج اسلام کے ان بنیادی ارکان بلکہ ضروریات میں سے ایک ہے کہ جن کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج متصور ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ﴾۔ (آل عمران: آیت ۹۷) ''اور کل آدمیوں کے ذمہ خدا کے لئے اس بیت اللہ کا حج (واجب) ہے جس کو (بھی) اس تک (پہنچنے کی) راہ میسر ہو جائے (ترجمہ مقبولؒ)۔ اس آیت مبارکہ سے بعبارۃ النص واضح ہوتا ہے کہ مقررہ شرائط کے ساتھ حج کے واجب ہونے کے بعد اسے ادا نہ کرنا خالق اکبر کی نگاہ میں کفر ہے اور اس کی تائید مزید متعدد حدیثوں سے ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر علیہ السلام کو خطاب کر کے فرماتے ہیں: ﴿**یا علی! من وجب علیه الحج و سوف لیموتن علی غیر دینی**﴾۔ ''یا علیؑ! جس بندے پر حج واجب ہو اور وہ برابر ٹال مٹول کرتا رہے حتیٰ کہ اسی حالت میں مر جائے تو میرے دین اسلام پر نہیں مرے گا۔'' (**من لا یحضرہ الفقیه**) دوسری حدیث میں وارد ہے: ﴿**من سوف الحج حتی یموت بعثه اللّٰہ یوم القیامة یھودیا او نصرانیا**﴾۔ ''جو شخص (باوجود مستطیع ہونے کے) حج کو ٹالتا رہے یہاں تک کہ مر جائے بروز محشر خدا اسے یہودی یا نصرانی محشور فرمائے گا۔'' (وسائل الشیعہ) ایک اور حدیث میں وارد ہے: ﴿**من مات وھو صحیح موسر ولم یحج فھو ممن قال اللّٰہ تعالٰی و نحشرہ یوم القیامة اعمی**﴾۔ جو آدمی اس حال میں مر جائے کہ باوجود تندرست و توانا اور مالدار ہونے کے اس نے حج نہ کیا تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ ہم انہیں قیامت کے دن اندھا محشور کریں گے۔ (وسائل الشیعہ) اور درج ذیل حدیث سے بھی اس مطلب کی تائید مزید ہوتی ہے: ﴿**بنی الاسلام علی خمس الصلوۃ و الزکوۃ و الحج و الصوم و الولایة**﴾۔ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر قائم ہے۔

نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور ولایت اہل بیتؑ۔ (فروع کافی) اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان پانچ ارکان میں سے اگر کوئی ایک رکن بھی رہ جائے تو اس سے پورے اسلام کی عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔

فریضہ حج کی ادائگی کا ثواب

احادیث اہل بیت علیہم السلام میں حج کے ثوابہائے بے پایاں مذکور ہیں۔ اہل ایمان کی جلاء ایمانی کی خاطر یہاں دو چار مختصر احادیث مع ترجمہ پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء واجداد طاہرین کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

فرمایا: ﴿الحجة ثوابها الجنة و العمرة كفارة لكل ذنب﴾۔ یعنی حج کا ثواب جنت ہے اور عمرہ کا ثواب ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ (وسائل الشیعہ)

۲۔ نیز یہی بزرگوار اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت فرماتے ہیں: ﴿من امّ هذا البيت حاجا او معتمرا مبئرا من الكبر رجع من ذنوبه كهيئة يوم ولدته امه﴾۔ جو شخص خانہ خدا کا قصد کرے بمقصد حج یا بمقصد عمرہ (مفردہ) بشرطیکہ تکبر سے پاک ہو تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح شکم مادر سے پیدا ہوا تھا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: ﴿و ان الدرهم في الحج افضل من الفي درهم فيما صرفه في سبيل الله﴾۔ حج میں ایک درہم خرچ کرنا دوسرے نیک کاموں میں دو ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ (ایضاً)

۴۔ بعض روایات میں وارد ہے کہ سونے کا ایک مکان راہِ خدا میں خرچ کرنے سے جو ثواب ملتا ہے ایک حج کا ثواب اس سے زیادہ ہے۔ (ایضاً)

۵۔ متعدد روایات میں وارد ہے کہ حاجی جب ارکان حج سے فارغ ہوتا ہے تو اسے ندا آتی ہے ﴿استأنف العمل﴾ نئے سرے سے عمل کر (کیونکہ تیرے تمام سابقہ گناہ معاف ہو گئے ہیں)۔ (ایضاً)

فریضہ حج ادا نہ کرنے کا عقاب

بکثرت آیات و روایات میں ترک حج کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ اس قسم کی احادیث کا ایک شمہ ابھی حج کی فرضیت واہمیت کے عنوان کے ذیل میں بیان ہو چکا ہے۔ ذیل میں ایک دو حدیثیں مزید ذکر کی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت امیر علیہ السلام اپنی وصیت میں فرماتے ہیں: ﴿لا تتركوا حج بيت ربكم فتهلكوا﴾۔ اپنے پروردگار

کے گھر کی حج کو ترک نہ کرنا، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ (وسائل الشیعہ)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث کے ضمن میں مروی ہے فرمایا: ﴿من ترک الحج فقد کفر و کیف لا یکفر و قد ترک شریعة من شرائع الاسلام﴾ کہ جو فریضہ حج کو ترک کرے وہ کافر ہے بھلا کیونکر کافر نہ ہو جبکہ اس نے اسلامی احکام میں سے ایک عظیم حکم کو ترک کر دیا ہے۔ (ایضاً)

(احقر مترجم عفی عنہ)

حج کے وجوب اور اس کی شرائط کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل تریسٹھ (۶۳) باب ہیں)

باب ۱

ہر صاحب استطاعت مکلف پر حج واجب ہے۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی اٹھارہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد خداوندی ﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (خدا کے لیے حج وعمرہ کو مکمل کرو) کے بارے میں فرمایا: یہ دونوں فرض ہیں۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن اُذینہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں چند مسئلے دریافت کئے تھے جن میں سے بعض میں میرا ابن بکیر سے اختلاف تھا اور بعض میں ابوالعباس سے! امام علیہ السلام کا املا کردہ جواب آیا جس میں لکھا تھا کہ تو نے قول خداوندی ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً﴾ کے بارے میں سوال کیا ہے تو اس سے مراد حج وعمرہ دونوں ہیں کیونکہ دونوں فرض ہیں۔ اسی طرح تو نے قول ایزدی ﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ کے بارے میں سوال کیا ہے۔ تو اس اتمام سے مراد ان دونوں کی ادائیگی کرنا ہے۔ اور ان (تروک وممنوعات) سے بچنا ہے جن سے محرم بچتا ہے۔ اور تو نے ارشادِ خداوندی ﴿اَلْحَجِّ الْاَكْبَرِ﴾ کے بارے میں پوچھا ہے کہ حج اکبر سے مراد کیا ہے؟ تو واضح ہو کہ اس سے مراد عرفات میں وقوف اور رمی جمرات کرنا ہے جبکہ حج اصغر عمرہ ہے۔ (الفروع)

۳۔ عقبہ بن بشر (بشیر) امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو حج کرنے کی ندا دیتے ہوئے فرمایا: ایہا الناس! میں ابراہیم خلیل خدا ہوں۔ خدا تمہیں اس گھر کی حج کرنے کا حکم دیتا ہے۔ پس اس کی حج کرو۔ ان کی اس

آواز پر ان تمام لوگوں نے لبیک کہی جو قیامت تک حج کرنے والے تھے۔ اور جس شخص نے سب سے پہلے جواب دیا وہ اہلِ یمن میں سے تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: پھر خود جناب ابراہیم علیہ السلام نے اور ان کے اہل و عیال نے حج کیا تھا۔ (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عمرہ مخلوق پر بمنزلۂ حج واجب کے ہے۔ جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ اور عمرہ کا حکم مدینہ میں نازل ہوا۔ راوی نے عرض کیا کہ جو شخص حج تمتع کرے (جس میں پہلے عمرہ کیا جاتا ہے) تو آیا وہ کافی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۵۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جب جناب آدم علیہ السلام منیٰ سے واپس لوٹے تو راستہ میں ان سے کچھ ملائکہ ملے اور ان سے کہا: اے آدمؑ! آپ کا حج مبرور ہو! ہم نے آپ کے اس حج سے دو ہزار سال پہلے اس گھر کا حج کیا تھا۔ (ایضاً۔ الفقیہ)

۶۔ خالد قلانسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: حج اور عمرہ کرو اس سے تمہارے بدن تندرست ہوں گے اور رزق وسیع ہوگا۔ اور اہل و عیال کے اخراجات سے تمہاری کفایت کی جائے گی اور فرماتے ہیں کہ حاجی بخشا ہوا ہوتا ہے اور اس کے لیے جنت واجب ہوتی ہے۔ اور وہ (حج کے بعد) از سر نو عمل کرتا ہے اور اس کے اہل و عیال اور اس کا مال و منال محفوظ ہوتے ہیں۔ (الفروع)

۷۔ ابو الجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اس ارشاد خداوندی ﴿فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ﴾ (اللہ کی طرف بھاگو۔ میں اس کی جانب سے ڈرانے والا ہوں) کے بارے میں فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حج بیت اللہ کرو۔ (الفروع، معانی الاخبار)

۸۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام (خلیل اللہ) اور جناب اسماعیل علیہ السلام کو بیت اللہ بنانے کا حکم دیا گیا اور پھر جب ان کی عمارت مکمل ہوگئی تو جناب ابراہیم علیہ السلام نے اس کے ایک رکن پر بیٹھ کر ندا دی: ﴿هلم الحج﴾ (حج بیت اللہ کے لیے آیا جائے) اور اگر فرماتے کہ ﴿هلموا الی الحج﴾ (اے لوگو! حج بیت اللہ کی طرف آؤ) تو پھر صرف وہی انسان حج کرتے جو اس وقت موجود ہوتے مگر انہوں نے تو یہ فرمایا کہ "حج کیا جائے" اس لیے ان کی آواز پر ان لوگوں نے بھی جو ہنوز اپنے باپوں کی صلبوں میں تھے کہا: ﴿لبیک داعی الله عز و جل. لبیک داعی الله﴾ ۔ پس جس شخص نے دس (۱۰) بار لبیک کہا وہ دس بار حج کرے گا جس نے پانچ بار لبیک کہا: وہ پانچ بار کرے گا۔ اور

جس نے اس سے زیادہ مرتبہ لبیک کہا وہ زیادہ مرتبہ حج کرے گا اور جس نے صرف ایک بار لبیک کہا وہ صرف ایک بار ہی کرے گا اور جس نے بالکل ہی لبیک نہیں کہا وہ ایک بار بھی حج نہیں کرے گا۔

(الفروع، الفقیہ، علل الشرائع)

۹۔ عیسیٰ بن یونس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: یہ اللہ کا گھر ہے۔ خدا نے اس کے ذریعہ سے اپنی عبادت کرائی ہے تاکہ لوگوں کی آزمائش کرے کہ وہاں آتے ہیں یا نہ؟ اس لیے اس نے لوگوں کو اس کی تعظیم اور اس کی زیارت پر آمادہ کیا۔ اور اسے اپنے انبیاء کا محل بنایا۔ اور نماز گزاروں کا قبلہ قرار دیا اور اسے ایسا راستہ بنایا جو ان کو بخشش گناہ تک پہنچاتا ہے۔ اسے کمال عظمت و جلال کے مقام اجتماع پر نصب کیا گیا ہے۔ خدا نے اسے فرش زمین کے بچھانے سے دو ہزار (۲۰۰۰) سال پہلے بنایا۔ اس لیے خدا زیادہ سے زیادہ اس بات کا حقدار ہے کہ امر و نہی میں اس کی اس طرح اطاعت کی جائے کہ مامور بہ کو بجالایا جائے اور نہی عنہ کو ترک کیا جائے۔ تا آخر حدیث۔ (الفروع، الفقیہ، العلل، الامالی، التوحید)

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ خداوند عالم نے اس عالم میں آدم علیہ السلام سے شروع کر کے تمام اولین و آخرین کو چند پتھروں کے ذریعہ سے آزمایا ہے جو نفع دیتے ہیں اور نہ نقصان۔ اور جو نہ دیکھتے ہیں اور نہ سنتے ہیں پس اسے اپنا بیت الحرام بنایا اور لوگوں کے لیے جائے قیام۔۔۔ پھر جناب آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو حکم دیا کہ اپنے کاندھوں کو اس کی طرف موڑیں پس خانۂ کعبہ ان کے سفروں کی بازگشت کا مقام اور سواریاں بٹھانے کی جگہ بن گیا۔ پھر فرمایا: تاکہ اپنے کاندھوں کو خدا کے سامنے اپنی ذلت و رسوائی کا اظہار کرتے ہوئے ہلائیں اور پراگندہ مو ہو کر اپنے قدموں پر دوڑیں در ایں حالیکہ سروں سے عمامے، بدن سے شلواریں اتاریں (اور صرف احرام کے دو کپڑے پہنے ہوئے ہوں) اور سروں کو پہلے منڈوا چکے ہوں۔ (الفروع، نہج البلاغہ)

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: خدا مجھے آپ پر قربان کرے۔ میں برابر چالیس سال سے آپ سے حج کے مسائل پوچھ رہا ہوں اور آپ مجھے برابر فتویٰ دے رہے ہیں (یعنی کبھی یہ مسائل ختم بھی ہوں گے؟) فرمایا: اے زرارہ! جس گھر کا حج جناب آدم علیہ السلام کی خلقت سے دو ہزار پہلے سے کیا جا رہا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کے مسائل صرف چالیس سال میں ختم ہو جائیں؟ (الفقیہ)

۱۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: حج کرو۔ مالدار ہو جاؤ گے۔ (ایضاً)

۱۳۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حج ہر کمزور آدمی کا جہاد ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں (فلسفۂ حج بیان کرتے ہوئے) فرمایا: لوگوں کو چند وجوہ کی بناء پر حج کرنے کا حکم دیا گیا ہے: (۱) خدا کے مہمان ہوں۔ (۲) اس سے (رزق میں) زیادتی طلب کریں۔ (۳) اب تک جس قدر گناہ کئے ہیں ان سابقہ گناہوں سے توبہ کریں اور آئندہ کے لیے از سر نو عمل کریں۔ (۴) علاوہ بریں اس میں (راہ خدا میں) مال خرچ کیا جاتا ہے۔ (۵) بدن تھکتے ہیں۔ (۶) اور آدمی اہل و عیال سے بالکل غافل ہو جاتا ہے (اور ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے)۔ (۷) نفس پر لذات حرام کر دی جاتی ہیں۔ (۸) سردی ہو یا گرمی بہر حال آدمی کو اس میں برابر کھڑا رہنا پڑتا ہے۔ (۹) اس میں خضوع و خشوع اور ذلت اور عاجزی کا اظہار بھی ہے۔ (۱۰) علاوہ بریں اس میں تمام اہل مشرق و مغرب بلکہ خشکی و تری میں رہنے والے تمام لوگوں کے منافع اور فوائد بھی ہیں۔ ان کے لیے بھی جو حج کرنے آتے ہیں اور ان کے لیے بھی جو حج پر نہیں آتے جن میں کوئی تاجر و کاسب ہے، کوئی بائع ہے اور کوئی مشتری، کوئی فقیر و مسکین ہے اور کوئی کرایہ دار۔ (۱۱) اس طرح تمام اطراف و اکناف کے لوگوں کی حاجت برآریاں ہوتی ہیں اور ایک دوسرے سے میل و ملاقات ہوتی ہے۔ (۱۲) اس طرح لوگوں کو دین کی معرفت حاصل کرنے اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے اخبار و آثار میں مختلف اطراف و اقطار میں نقل کرنے کا بہترین موقع ملتا ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿لَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ وَ لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾ (ہر جماعت میں سے چند لوگ کیوں اٹھ کھڑے نہیں ہوتے تا کہ دین کی معرفت حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈرائیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ڈر جائیں اور اپنے فوائد کی جگہ پر حاضر ہوں)۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

۱۴۔ محمد بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میرے مسائل کے جواب میں جو جو باتیں حضرت امام رضا علیہ السلام نے لکھیں منجملہ ان کے ایک یہ بات بھی تھی کہ خانۂ کعبہ کے وسط زمین میں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مشرق اور مغرب والوں کے لیے اس فرض (کی ادائیگی) برابر ہو۔ (ایضاً)

۱۵۔ ہشام بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ خداوند عالم نے کس وجہ سے بندوں کو حج اور بیت اللہ کا طواف کرنے کی تکلیف دی ہے؟ فرمایا: خدا نے مخلوق کو خلق فرمایا۔۔۔ اور ان کو ان

چیزوں کا حکم دیا جن میں دین کی اطاعت اور دنیا کی مصلحت تھی۔ اور انہی اوامر میں مشرق و مغرب کے لوگوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا بھی داخل ہے: (۱) تاکہ ان کا باہمی تعارف ہو۔ (۲) تاکہ ہر قوم ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف مال تجارت لے جائے۔ (۳) اور اس طرح شتربان اور کرایہ پر سواری دینے والے کا فائدہ ہو۔ (۴) نیز اس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخبار و آثار لوگوں تک پہنچائے جائیں اور (۵) ان کے اخبار کی معرفت حاصل ہو اور ان کا تذکرہ کیا جائے اور ان کو نقل کیا جائے تاکہ وہ بھول نہ جائیں۔ اور اگر تمام قومیں صرف اپنے اپنے شہروں پر کسب و اکتساب میں اکتفا کرتیں تو ہلاک ہو جاتیں اور تمام شہر برباد ہو جاتے اور جلب منفعت اور نفع کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ اور آثار و اخبار پوشیدہ ہو جاتے اور تم ان سے آگاہ نہ ہو سکتے۔ یہ ہے حج کے وجوب کا فلسفہ۔ (علل الشرائع)

۱۶۔ غالب بن عثمان ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب خداوند عالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو حج کرنے کا حکم دیں تو آپؑ مقام (ابراہیمؑ) پر کھڑے ہو گئے اور وہ مقام آپؑ کو لے کر اتنا بلند ہوا کہ آپؑ کوہِ ابوقبیس کے برابر ہو گئے۔ اس وقت لوگوں کو حج کرنے کی ندا دی اور ان لوگوں تک اپنی آواز پہنچائی جو ہنوز اپنے باپوں کی صلبوں اور ماؤں کے رحموں میں تھے اور جو قیامت تک پیدا ہونے والے تھے۔ (ایضاً)

۱۷۔ علی بن اسباط مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ حج و عمرہ ادا کرو اس سے تمہارے بدن تندرست ہوں گے، رزق کشادہ ہوگا، ایمان سلامت ہوں گے اور لوگوں کے اور خود تمہارے اہل و عیال کے بوجھ سے تمہاری کفایت کی جائے گی۔

(ثواب الاعمال)

۱۸۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا: خدا نے تم پر اپنے گھر کا حج فرض قرار دیا ہے جسے اس نے لوگوں کے لیے قبلہ بنایا ہے۔ لوگ اس طرح شوق و ذوق سے وہاں پہنچتے ہیں جس طرح (پیاسے) حیوان گھاٹ پر وارد ہوتے ہیں۔ اور اس طرح والہانہ انداز میں اس کی طرف جاتے ہیں جس طرح کبوتر (اپنے آشیانہ کی طرف) جاتا ہے۔ خدا نے اس کو اپنی عظمت کے سامنے اپنے بندوں کی تواضع و انکساری کی علامت قرار دیا ہے اور اپنی عزت کے اقرار و اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔ خداوند عالم نے اپنی مخلوق میں سے کچھ لوگوں (حاجیوں) کو منتخب کیا ہے جنہوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہی، اس کے کلام کی تصدیق کی۔ اور اس کے انبیاء و مرسلین کے کھڑے ہونے کے مقامات پر کھڑے ہوئے اور اپنے آپ کو اس کے ان فرشتوں کے

مشابہہ بنایا جو اس کے عرش کا طواف کرتے ہیں اور اس طرح وہ اس کی عبادت گاہ سے تجارت گاہ کی طرح منافع حاصل کرتے ہیں اور اس کی مغفرت وبخشش کی وعدہ گاہ سے بڑھ چڑھ کر بخشش حاصل کرتے ہیں۔ خداوند عالم نے اپنے اس گھر کو اسلام کے لیے شان اور پناہ لینے والوں کے لیے حرم بنایا ہے۔ اس کی حج کو فرض اور اس کے حق کو واجب قرار دیا۔ اور تم پر وہاں حاضری دینا فرض قرار دی۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ (خدا کے لیے ان لوگوں پر جو استطاعت رکھتے ہیں حج بیت اللہ واجب ہے اور جو انکار کرے تو خدا ساری کائنات سے بے نیاز ہے)۔

(نہج البلاغہ)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ا باب ا) مقدمۃ العبادات وغیرہ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں اور باب العمرہ اور نفقات وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

ہر سال لوگوں پر حج کرنا بطور واجب کفائی واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: خداوند عالم نے مال وثروت رکھنے والوں پر ہر سال حج کرنا واجب قرار دیا ہے اور یہی ہے خدا کے اس ارشاد کا مطلب ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ میں نے عرض کیا: پس جو شخص ہم میں سے حج نہ کرے وہ کافر ہے؟ فرمایا: نہ۔ ہاں البتہ جو یہ کہے کہ یہ اس طرح نہیں ہے (یعنی حج کے وجوب کا انکار کر دے تو) وہ کافر ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حذیفہ بن منصور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم نے مالداروں پر ہر سال حج کرنا واجب قرار دیا ہے۔ (الفروع، العلل، الفقیہ والاستبصار)

۳۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا حج تونگر و مالدار اور غریب و نادار سب پر ہے؟ فرمایا: حج تمام لوگوں پر ہے خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔ ہاں البتہ جس کا کوئی (معقول) عذر ہو تو خدا اسے معذور سمجھے گا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسد بن یحییٰ سے اور وہ ہمارے اصحاب میں سے ایک بزرگ سے روایت

کرتے ہیں، فرمایا: جوشخص حج پر جا سکتا ہو اس پر ہر سال واجب ہے۔(علل الشرائع)

۵۔ عبداللہ بن حسین میثمی مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: منجملہ ان چیزوں کے جو خداوند عالم نے قرآن مجید میں نازل کی ہیں ایک یہ بھی ہے کہ فرماتا ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ كل عام مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان حدیثوں کو استحباب پر محمول کیا ہے (کہ ہر سال حج پر جانا مستحب ہے)۔ اور فرمایا کہ یہ بھی جائز ہے کہ انہیں وجوب علی سبیل البدل پر محمول کیا جائے یعنی جس شخص پر پہلے سال حج واجب ہو اور وہ نہ کرے تو دوسرے سال کرے اور اگر دوسرے سال بھی نہ کر سکے تو پھر تیسرے سال کرے و ھکذا۔ مگر اقرب یہ ہے کہ یہ وجوب وجوب کفائی پر محمول ہے (نہ وجوب عینی پر) جیسا کہ بعد ازیں (باب ۴ و ۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ خانۂ خدا کو بغیر حج کے خالی چھوڑنا جائز نہیں ہے اور حاکم پر حج کے لیے لوگوں کو مجبور کرنا واجب[1] ہے (تاکہ خانۂ خدا کی عظمت ختم نہ ہو جائے)۔

باب ۳

جب شرائط وجوب پائے جائیں تو حج زندگی میں صرف ایک بار واجب ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: خدا نے بندوں کو صرف اتنی تکلیف دی ہے جتنی وہ طاقت رکھتے ہیں (بلکہ اس سے بھی کم تر)۔ چنانچہ اس نے ان کو شب و روز میں صرف نمازِ پنجگانہ کی تکلیف دی ہے۔ اور ان کو صرف ایک بار (زندگی میں) حج کرنے کی تکلیف دی ہے۔ حالانکہ وہ اس سے زیادہ کی طاقت رکھتے ہیں۔(المحاسن، الخصال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: لوگوں کو صرف ایک بار حج کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ کا نہیں ہے۔ کیونکہ خدائے رحیم نے فرائض کم ترین قوت و طاقت پر فرض کئے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے: ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (وہ

---

[1] سرکار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مرآۃ العقول میں وجوب کفائی اور استحباب والے یہ دونوں قول نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے اور کسی قول کو ترجیح نہیں دی ہے ہاں البتہ جناب محدث فیض کاشانی نے الوافی میں ان حدیثوں کو استحبابِ مؤکد پر محمول کرنے کو ترجیح دی ہے۔ یعنی انہوں نے روایت میں وارد شدہ لفظ "فرض" سے مراد استحباب مؤکد مراد لیا ہے۔ و هو لا يخلو عن قوة و الله العالم۔(احقر مترجم عفی عنہ)

قربانی کرے جو اسے میسر ہو) یعنی ایک بکری جس کی طاقت ور اور کمزور دونوں کے لیے گنجائش ہے اس طرح تمام فرائض ان لوگوں کو مدنظر رکھ کر فرض کیے گئے ہیں جو سب لوگوں سے زیادہ کمزور ہیں۔۔۔ کہ منجملہ ان فرائض کے ایک حج بھی ہے جو صرف ایک بار فرض ہے۔ ہاں البتہ اہل طاقت کو رغبت دلائی گئی ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق (مزید حج) بجالائیں۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار۔ کذا عن محمد بن سنان عن الصادق علیہ السلام)

اس روایت کے بعد حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت اسی طرح وارد ہوئی ہے مگر جس قول پر مجھے اعتماد ہے اور میں اس کے مطابق فتویٰ دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ ثروت مندوں پر ہر سال حج واجب ہے۔ اور پھر انہی حدیثوں کے ساتھ استدلال کیا ہے جو سابقہ باب میں مذکور ہیں۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جو تاویل ہم نے بیان کی ہے اس کی بناء پر ان دونوں قسم کی حدیثوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔ (ہر سال حج واجب ہے یعنی بطور واجب کفائی اور زندگی میں صرف ایک بار واجب ہے۔ یعنی بطور واجب عینی) اور ظاہر یہ ہے کہ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی مراد بھی یہی ہے۔

باب ۴

خانہ کعبہ کو حج کے بغیر بالکل معطل کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین احمسی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر تمام لوگ حج کرنا ترک کر دیں تو ان پر عذاب نازل ہو جائے۔ (الفروع)

۲۔ حماد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے: اے میرے بیٹو! خانہ خدا کا خیال رکھنا، کہیں وہ تم سے خالی نہ ہو جائے۔ ورنہ تمہیں (عذاب سے) مہلت نہیں دی جائے گی۔ (ایضاً)

۳۔ حنان بن سدیر اپنے باپ (سدیر) سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حج کا تذکرہ کیا؟ فرمایا: اگر لوگ اسے صرف ایک سال معطل کر دیں تو ان کو (عذاب سے) مہلت نہیں دی جائے گی۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں یوں وارد ہے کہ ان پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: جب تک کعبہ قائم رہے گا تب تک دین بھی قائم و دائم رہے گا۔ (الفروع، الفقیہ، علل الشرائع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مروی ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیانی زمانہ (فترت) میں کعبہ نے بارگاہِ خداوندی میں شکایت کی کہ اے پروردگار! کیا وجہ ہے کہ میرے زائر اور میری خبر گیری کرنے والے کم ہو گئے ہیں؟ خدا نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ میں ایک نورِ جدید نازل کرنے والا ہوں ایسی قوم کی طرف جو تیری طرف اس طرح مشتاقانہ آئیں گے جس طرح جانور اپنی اولاد کی طرف جاتے ہیں۔ اور وہ اس اہتمام کے ساتھ تیز تیز تیری طرف جائیں گے جس طرح دلہنیں اپنے شوہروں کی طرف بھیجی جاتی ہیں یعنی امت محمدیہؐ۔ (الفقیہ)

۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ آگاہ باشید! کہ اگر تمام لوگ اس بیت اللہ کا حج ترک کر دیں تو ان پر (فوراً) عذاب نازل ہو جائے گا۔ اور پھر ان کو مہلت نہیں دی جائے گی۔ (علل الشرائع)

۸۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ان قصہ گو لوگوں میں سے کچھ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب آدمی ایک بار حج کرے تو پھر (بعد ازاں صرف) صدقہ و خیرات دے اور صلۂ رحمی کرے تو یہ اس کے لیے (دوبارہ حج کرنے سے) بہتر ہے؟ فرمایا: وہ غلط کہتے ہیں۔ (پھر فرمایا) اگر لوگ اس طرح کرنے لگ جائیں تو پھر تو یہ گھر معطل ہو جائے گا حالانکہ خدائے عزوجل نے اس گھر کو لوگوں کے لیے قیام گاہ بنایا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ عبداللہ بن میمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی وصیت میں فرمایا تھا: اپنے پروردگار کے گھر کی حج ترک نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور فرمایا: جو شخص حاجاتِ دنیا میں سے کسی حاجت و ضرورت کی خاطر حج بیت اللہ ترک کرے تو وہ حاجت اس وقت تک پوری نہیں ہو گی جب تک وہ سرمنڈے (حاجیوں) کی طرف نہیں دیکھے گا۔ (یعنی حج نہیں کرے گا)۔ (عقاب الاعمال، المحاسن)

۱۰۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: میں تم دونوں کو تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں .... میں تمہیں تمہارے پروردگار کے گھر کے بارے میں خدا یاد دلاتا ہوں کہ جب تک زندہ رہو اسے خالی نہ چھوڑنا۔ کیونکہ اگر اسے خالی چھوڑا گیا تو پھر تمہیں مہلت نہیں دی جائے گی۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱، باب ۱، از مقدمۂ عبادات میں) گزر چکی ہیں

اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۷ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

حاکم پر واجب ہے کہ وہ لوگوں کو حج اور زیارتِ رسول کرنے اور بطور واجب کفائی حرمین میں قیام کرنے پر مجبور کرے اور اگر ان کے پاس اس سفر کیلئے رقم نہ ہو تو بیت المال سے زاد کا اہتمام کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر لوگ حج کرنا ترک کر دیں تو امامؑ پر واجب ہے کہ وہ ان کو حج کرنے پر مجبور کرے۔ کیونکہ یہ گھر بنایا ہی حج کرنے کے لیے گیا ہے۔ (الفروع، علل الشرائع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حفص بن البختری، ہشام بن سالم اور معاویہ بن عمار وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر لوگ حج کرنا ترک کر دیں تو والی و حاکم (شرع) کا فرض ہے کہ وہ ان کو حج کرنے اور وہاں ٹھہرنے پر مجبور کرے اور اگر لوگ حضرت رسول خداؐ کی زیارت کرنا ترک کر دیں تو والی کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو آپؐ کی زیارت کرنے اور وہاں قیام کرنے پر مجبور کرے اور اگر ان کے پاس زاد نہ ہو تو وہ بیت المال سے اس کا اہتمام کرے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

استطاعت کے حاصل ہوتے ہی فوراً حج کرنا واجب ہے اور اسے ترک کرنا اور ٹال مٹول کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (خدا کے لیے ان لوگوں پر حج کرنا واجب ہے جو استطاعت رکھتے ہیں)۔ فرمایا: یہ ان لوگوں کے لیے ہے جن کے پاس مال بھی ہے اور صحت و تندرستی بھی۔ اگرچہ بازار میں اس کا تجارتی، کاروبار ہو (اور مصروف ہو) تاہم اس کے لئے ترک حج کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور اگر وہ اسی (ترک حج کی) حالت میں مر گیا تو وہ ایسے حال میں مرے گا کہ اسلامی

شریعت کے احکام میں سے ایک بڑے حکم کا تارک ہوگا جبکہ وہ کچھ مال رکھتا ہو جس سے حج کر سکے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس مال ہے مگر اس نے کبھی حج نہیں کیا تو؟ فرمایا: یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿وَ نَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى﴾ (کہ ہم اسے بروزِ قیامت اندھا محشور کریں گے)۔ میں نے عرض کیا: سبحان اللہ! وہ اندھا محشور ہوگا؟ فرمایا: (ہاں) خدا نے اسے (اس کی بدعملی کی وجہ سے) راہِ حق سے اندھا کر دیا ہے۔ (التہذیب، تفسیر قمی، الفقیہ)

مخفی نہ رہے کہ تفسیر قمی میں راہِ جنت اور فقیہہ میں راہِ خیر وارد ہے)۔

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی اس چیز (مال) پر قدرت رکھتا ہو جس سے حج کر سکے مگر وہ اسے رد کرتا رہے (نہ کرے) اور وہ کسی ایسے (ضروری) کام میں بھی مشغول نہ ہو جس کی وجہ سے اسے معذور سمجھا جائے تو پھر اس نے اسلامی قوانین میں سے ایک بڑے قانون کو ترک کیا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، المقنع)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو صباح کنانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کاروباری آدمی ہے اور مال بھی رکھتا ہے مگر وہ ہر سال حج کو (اس کے موسم میں) ٹال دیتا ہے (کہ اگلے سال جاؤں گا) اور اس کو کاروبار کے یا قرضہ کے سوا اور کوئی چیز حج سے باز نہیں رکھتی تو؟ فرمایا: یہ اس کا ایسا عذر نہیں ہے جس کی وجہ سے حج کو ٹال سکے۔ پس اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو اسلامی قوانین میں سے ایک قانون کا تارک متصور ہوگا۔ (الفروع)

۵۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس ارشاد کے بارے میں سوال کیا؟ ﴿وَ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا﴾ (کہ جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اور راہ گم کردہ ہوگا) فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے (جس پر حج واجب ہو) اور پھر حج یعنی حجۃ الاسلام کو ٹال مٹول (اس سال کرتا ہوں، اگلے سال کرتا ہوں) کرتا رہے یہاں تک کہ اسی حالت میں اسے موت آجائے۔ (الفروع، الفقیہ)

۶۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص صحیح و سلامت ہو اور مالدار بھی ہو اور پھر حج کئے بغیر مر جائے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں

خدا فرماتا ہے: ﴿وَ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى﴾۔ (تا آخر مثل حدیث نمبر۲)۔

(الفروع، التہذیب، المعتبر)

۷۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً﴾ کے بارے میں فرمایا: یہ اس شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس مال بھی ہو اور صحت بھی۔ پس اگر وہ کاروبار کی وجہ سے اسے مؤخر کرے تو اس کے لیے اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور اگر وہ حج ادا کئے بغیر مر گیا تو احکام اسلام میں سے ایک بڑے حکم کا تارک سمجھا جائے گا۔ اور اگر (اس کے پاس ذاتی گنجائش تو نہ ہو مگر) کوئی شخص اسے دعوت دے کہ وہ اسے سوار کرے گا (حج کرائے گا) اور یہ شرم وحیا کی وجہ سے ایسا نہ کرے تو اس کے لئے اس کی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ اس پر واجب ہے کہ نکلے اگرچہ ناک اور دم بریدہ گدھے پر بھی کیوں نہ سوار ہونا پڑے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ﴾ فرمایا: جو حج کو ترک کرے اس نے کفر کیا۔ پھر فرمایا: بھلا وہ کیونکر کفر کا مرتکب نہ ہوگا جبکہ اسلامی قوانین میں سے ایک قانون کو ترک کر رہا ہے؟ خدا فرماتا ہے: ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ پس فریضہ کیا ہے لبیک کہنا، قربانی کے جانور پر علامت لگانا۔ اور اس کے گلے میں جوتا ڈالنا ہے۔ ان میں سے جو کام بھی کرے گا حج واجب ہو جائے گا۔ (اور حج فرض نہیں ہوتا۔ مگر انہی مہینوں میں چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ﴾۔ (تفسیر عیاشی)

۸۔ کلیب بیان کرتے ہیں کہ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں سن رہا تھا کہ ایک شخص کے پاس ایک لاکھ (درہم) موجود ہے مگر وہ برابر یہی کہتا ہے کہ اس سال حج کروں گا۔ اس سال حج کروں گا۔ اگر وہ اسی طرح کہتا رہے۔ اور حج کئے بغیر اسے موت آ جائے تو؟ فرمایا: اے ابوبصیر! کیا تو نے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا: ﴿وَ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلاً﴾ یعنی وہ خدا کے فرائض میں سے ایک فریضہ سے اندھا ہے (جسے اس نے ضائع کر دیا ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ میں) بیان کی جائیں گی (اور چونکہ ظاہر امر فوریت پر دلالت کرتا ہے لہٰذا انہی سابقہ اور آئندہ حدیثوں سے اس کی فوریت بھی مستفاد ہوتی ہے)۔

باب ۷

سبک جان کر یا وجوب کا انکار کر کے حج نہ کرنے سے آدمی کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ذریح محاربی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص مر جائے اور حجۃ الاسلام نہ بجا لائے۔ اور اسے کوئی ایسا ضروری کام بھی نہ تھا جس کا ترک کرنا اس کے لیے نقصان کا باعث تھا اور نہ ہی کوئی ایسا مرض تھا جس کی موجودگی میں حج نہ کر سکتا تھا اور کسی جابر حکمران نے اسے روکا بھی نہ تھا تو پھر خواہ وہ یہودی ہو کر مرے اور خواہ نصرانی۔ (وہ خارج از اسلام ہے)۔

(الفروع، المقنعہ، التہذیب، المحاسن، المقنعہ، الفقیہ، عقاب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام اپنی وصیت میں فرمایا: یا علی! اس امت میں سے دس قسم کے لوگوں نے خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ کفر کیا ہے: (۱) چغلخور۔ (۲) جادوگر۔ (۳) دیوث (بے غیرت)۔ (۴) حرام عورت سے وطی فی الدبر کرنے والا۔ (۵) حیوان سے بدفعلی کرنے والا۔ (۶) محارم سے زنا کرنے والا۔ (۷) فتنہ و فساد پھیلانے کی کوشش کرنے والا۔ (۸) کافر حربی کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنے والا۔ (۹) زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا۔ (۱۰) اور باوجود وسعت و استطاعت کے حج کئے بغیر مر جانے والا۔ یا علیؑ! جو شخص باوجود استطاعت کے حج کو ترک کرے وہ کافر ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ﴾ یا علیؑ! جس شخص پر حج واجب ہو اور وہ ٹال مٹول کرتا رہے یہاں تک کہ حج کئے بغیر مر جائے تو خداوند عالم اسے بروزِ قیامت یہودی یا نصرانی محشور کرے گا۔ (الفقیہ، الخصال)

۳۔ جناب شیخ احمد بن علی طبرسیؒ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے خوارج پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا: تمہارا یہ کہنا کہ میں وصی تھا اور میں نے وصیت کو ضائع کر دیا، تم نے کفر کیا اور (غیر کو) مجھ پر مقدم کیا۔ اور مجھ سے میرا حق زائل کیا۔ اوصیاء پر یہ فرض نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلائیں۔ ہاں البتہ خدا انبیاء کو مبعوث کرتا ہے اور وہ لوگوں کو اپنی طرف بلاتے ہیں۔ اور اوصیاء کی طرف تو چونکہ (انبیاء کے ذریعہ سے) راہنمائی کر دی جاتی ہے اس لیے ان کو اپنی طرف بلانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ

الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ﴾ تو اگر لوگ حج کرنا ترک کر دیں تو اس سے خانہ خدا تو کافر نہیں قرار پائے گا ہاں البتہ لوگ ترک حج کر کے کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ خدا نے اس گھر کو تمہارے لیے نشان (ہدایت) بنا کر نصب کیا ہے۔ اسی طرح مجھے بھی نشان (ہدایت) نصب کیا ہے۔ جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: یا علی! تو مجھ سے بمنزلۂ کعبہ کے ہے تیرے پاس آیا جائے گا مگر تو کسی کے پاس نہیں جائے گا۔ (الاحتجاج)

۴۔ جناب محقق حلیؒ حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (باوجود واجب ہونے کے) حج کیے بغیر مر جائے اس کے لیے کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ (المعتبر)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ اور اس سے قبل ج ا باب ۱ و ۲ از مقدمۂ عبادات میں) گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں (اور کچھ اس کے بعد جہاد النفس میں آئیںگی) انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

حج کا وجوب استطاعت کے ساتھ مشروط ہے یعنی زادِ سفر ہو، سواری بھی موجود ہو جبکہ اس کی ضرورت ہو۔ راستہ کھلا ہو، سفر کرنے کی طاقت ہو (ان کے علاوہ) اور جن چیزوں پر حج کرنا موقوف ہو وہ بھی مہیا ہوں۔ اور دیگر تمام اسبابِ سفر کا خریدنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو (۹) کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ارشادِ خداوندی ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ کا مطلب پوچھا؟ (کہ سبیل کیا ہے؟) فرمایا: یہ اس شخص کے لیے ہے جس کے پاس ہر وہ چیز موجود ہو جس سے حج کر سکے (تو اس پر حج واجب ہے)۔ (التہذیب، الاستبصار، التوحید، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی باسناد خود علاء بن رزین سے یہ حدیث نقل کی ہے مگر اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے عرض کیا کہ کسی شخص کو حج کے اخراجات پیش کیے جائیں مگر وہ شرم وحیا کی وجہ سے قبول نہ کرے تو؟ فرمایا: وہ مستطیع ہے۔ (کتاب التوحید)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ خثعمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حفص کناسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ جبکہ میں بھی وہاں موجود تھا۔ فرمایا: جس شخص کا بدن صحیح

ہو، راستہ کھلا ہو، زادِ سفر اور سواری رکھتا ہو وہ مستطیع ہے! حفص کناسی نے عرض کیا: جب اس کا بدن صحیح ہو، راستہ کھلا ہو اور زادِ سفر اور سواری بھی رکھتا ہو اور پھر بھی حج نہ کرے تو اسے مستطیع ہی سمجھا جائے گا؟ فرمایا: ہاں!

(الفروع، التہذیب، الاستبصار، کتاب التوحید)

۴۔ سکونی بیان کرتے ہیں کہ قدریہ میں سے ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا! فرزند رسولؐ! ارشادِ خداوندی ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ کا مطلب کیا ہے؟ کیا خدا نے سب لوگوں کو استطاعت نہیں دی؟ فرمایا: افسوس ہے تجھ پر۔ خدا نے استطاعت سے صرف صحت بدنی مراد نہیں لی۔ بلکہ (صحت بدنی کے ساتھ ساتھ) اس سے زادِ سفر اور سواری بھی مراد لی ہے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب گرامی میں لکھا کہ حج بیت اللہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو استطاعت رکھتا ہو اور استطاعت، زادِ سفر، سواری اور بدنی صحت کا نام ہے۔ (عیون الاخبار، تحف العقول)

۶۔ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: جب حج پر جانے کا ارادہ کرو تو پہلے وہ چیزیں خریدو جو تمہارے لیے سفر میں تقویت کا باعث ہوں۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ ﴿وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً﴾ (کہ اگر یہ لوگ تمہارے لیے سفر کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے کچھ پیشگی تیاری بھی کرتے)۔

(الخصال)

۷۔ مفسر قرآن عیاشیؒ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن سیابہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جس شخص کا بدن تندرست ہو، اور زادِ سفر اور سواری رکھتا ہو وہ صاحب استطاعت ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۸۔ فرماتے ہیں کہ کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس بات پر قادر ہو کہ کچھ راستہ سوار ہو کر اور کچھ پیادہ چل کر طے کرے تو اسے چاہیئے کہ ایسا کرے۔ ارشادِ قدرت ﴿و من کفر﴾ کے بارے میں فرمایا: یعنی ﴿من ترک﴾ جو حج کو ترک کرے۔ (ایضاً)

۹۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ارشادِ الٰہی ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: صحت بدنی، اور قدرتِ مالی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں (باب ۲ و ۶ اور اس سے قبل ج ۱ باب ۱۱ از مقدمۂ

عبادات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹و۱۰وغیرہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

وجوبِ حج کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ واپس آنے تک اہل وعیال کا نان ونفقہ بھی ہو ورنہ حج واجب نہ ہوگی اور بقدر ضرورت مال کی طرف رجوع کرنے کا حکم؟ اور یہ کہ حج شادی پر مقدم ہے!

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الربیع شامی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: عام لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ (وہ تو) اس سے زادِ سفر اور سواری مراد لیتے ہیں! امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس قسم کا سوال کیا گیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ اس طرح تو لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ کیونکہ اگر کسی شخص کے پاس زادِ سفر بھی ہو اور سواری بھی مگر وہ ہو صرف اس قدر کہ جو اس کے اہل وعیال کے نان ونفقہ کے لیے ضروری ہے تو اگر وہ ان سے چھین کر حج پر چلا جائے تو اس طرح تو وہ (بھوک سے) ہلاک ہو جائیں گے۔ عرض کیا گیا: پھر سبیل (استطاعت) کیا ہے؟ فرمایا: اس قدر مالی استطاعت رکھتا ہو کہ اگر کچھ مال سے حج کرے تو کچھ اہل وعیال کے نان ونفقہ کے لیے بھی موجود ہو۔ کیا خدا نے حج صرف اس شخص پر فرض نہیں کیا جو دو سو درہم کا مالک ہو۔؟؟ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، العلل، المقنعہ)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ نے المقنعہ میں اس حدیث کو اسی طرح نقل کیا ہے البتہ اس فقرہ "اگر مال صرف اس قدر ہو کہ جو اس کے اہل وعیال کے نان ونفقہ اور لوگوں سے بے نیازی کے لیے کافی ہو" کے بعد یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے۔ فرمایا: اس حالت میں اگر اس پر واجب ہو کہ اس مال سے حج کرے تو کیا واپس آ کر ہاتھ پھیلا کر لوگوں سے سوال کرے گا اس طرح تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

۳۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسناد خود عبدالرحیم قصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حفص اعور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشادِ خداوندی ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ کے بارے میں سوال کیا؟ جبکہ میں بھی سن رہا تھا......؟ فرمایا: اس سے مالی قوت اور وسعت مراد ہے۔ عرض کیا: اگر کوئی زیادہ مالدار ہو تو وہ زیادہ مستطیع ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (المحاسن)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اعمش سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث شرائع الدین میں فرمایا: حج بیت اللہ صرف مستطیع پر فرض ہے! اور مستطیع وہ ہے جس کے پاس

زادِ سفر اور سواری ہو۔ علاوہ بریں بدنی صحت بھی ہو اور آدمی کے پاس اس قدر مال بھی ہو جسے اپنے اہل و عیال کے خرچ کے لیے چھوڑ جائے اور حج کے بعد جس کی طرف رجوع کرے۔ (الخصال)

۵۔ فاضل طبرسیؒ اپنی تفسیر مجمع البیان میں آیت مبارکہ ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ہمارے ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد زادِ سفر، سواری اور واجب النفقہ لوگوں کا نان و نفقہ اور قدر کفایت کی طرف رجوع کرنا ہے خواہ وہ نقد مال ہو یا جائیداد۔ یا کوئی صنعت و حرفت، علاوہ بریں بدنی صحت بھی ہو اور راستہ بھی کھلا ہو۔ اور دیگر کوئی مانع بھی نہ ہو۔ اور سفر کرنا بھی ممکن ہو۔

(مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بقدر کفایہ کی طرف رجوع کرنا (کہ جب حاجی حج سے واپس آئے تو بقدر ضرورت مال موجود ہو اس شرط کا شیخ مفیدؒ والی روایت سے سمجھنا بعید نہیں ہے۔ گو وہ اس مطلب میں صریح نہیں ہے۔ علاوہ بریں یہ بات احتیاط کے خلاف ہے۔ اور دوسری تمام ان نصوص کے بھی مخالف ہے۔ جن میں اس کا کوئی نام ونشان موجود نہیں ہے۔ اور یہی کیفیت خصال والی روایت کی ہے۔ جو مجمل ہے۔ اور اس میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ جب واپس لوٹے تو آیا گھر میں ایک دن کا خرچہ موجود ہو یا چند دنوں کا؟ واللہ اعلم۔ اور بعد ازیں کتاب النذر والعہد میں وہ حدیثیں آئیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حج شادی پر مقدم ہے۔

باب ۱۰

جس شخص کو زادِ سفر اور سواری مفت پیش کی جائے اگرچہ گدھا ہی ہو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے اور اس پیشکش کا قبول کرنا واجب ہے اگرچہ حیا دامن گیر ہو اور یہ حج حجۃ الاسلام سے کافی ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کسی شخص کو حج کرانے کی پیشکش کی جائے اور وہ شرم کرے تو؟ فرمایا: وہ مستطیع ہے۔ اور ایسا نہ کرے (بھلا وہ حیا کیوں کرتا ہے؟ الفروع) اگرچہ ناک اور دم بریدہ گدھے پر بھی سوار ہونا پڑے۔ اور اگر کچھ سوار ہو کر اور کچھ پیادہ چل کر سفر طے کر سکتا ہے تو ایسا کرے۔

(التہذیب، الاستبصار، کتاب التوحید)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس حج کے لیے مال نہیں تھا مگر کوئی برادرِ ایمانی (اپنے خرچہ سے) اسے حج کراتا ہے۔ آیا اس کا یہ حج حجۃ

الاسلام سے کافی ہے؟ یا یہ حج ناقص ہے؟ فرمایا: بلکہ یہ مکمل حج ہے (اور کافی ہے)۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا: جس شخص کو حج کا خرچہ دیا جائے اور وہ اس کے قبول کرنے میں حیا کرے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جو باوجود استطاعت کے حج ترک کرتے ہیں۔ (المقنعہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضل بن عبدالملک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس حج کرنے کے لیے مال نہیں تھا اس کے کچھ ساتھیوں نے اسے حج کرایا۔ آیا اس سے حجۃ الاسلام ادا ہو گیا؟ فرمایا: ہاں۔ البتہ اگر اس کے بعد وہ مالدار ہو جائے تو پھر اس پر لازم ہے کہ حج کرے! عرض کیا: آیا اس کا یہ حج تمام ہوگا یا ناقص۔ کیونکہ وہ اس کے مال سے نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں یہ حج تمام ہوگا اور اس سے حجۃ الاسلام ادا ہو جائے گا لیکن اگر مالدار ہو جائے تو پھر حج کرے تا آخر حدیث۔
(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہاں دوبارہ حج کرنے کے حکم کو استحباب پر محمول کیا ہے اور اس بات پر اس چیز سے استدلال کیا ہے کہ خود اس حدیث میں دوسری حدیثوں کی طرح صراحت موجود ہے کہ یہ حج حجۃ الاسلام سے مجزی ہے اور یہ استدلال جید ہے۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے کہ جس شخص کو حج کرانے کی پیشکش کی جائے اگرچہ ایسے گدھے پر جس کی ناک اور دم کٹی ہوئی ہو تو وہ شخص مستطیع ہے۔ (الفقیہ، التوحید)

۵۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسنادِ خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس مال تھا مگر وہ تلف ہو گیا۔ پھر اسے حج کرانے کی پیشکش کی گئی مگر اس نے شرم و حیا کی وجہ سے قبول نہ کی تو؟ فرمایا: جس کو حج کی پیشکش کی جائے اگرچہ ناک اور دم بریدہ گدھے پر ہی ہو اور وہ حیا کرے تو وہ مستطیع ہے۔ (المحاسن)

۶۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسنادِ خود ابواسامہ زید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیت شریفہ ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ میں وارد شدہ لفظ ﴿سَبِيْل﴾ (جو راستہ پائے) سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اس کے پاس اس قدر مال ہو کہ جس سے حج کر سکے! عرض کیا اگر (اس کے پاس مال تو نہ ہو مگر) اسے حج کرنے کی پیشکش کی جائے مگر وہ قبول کرنے سے حیا کرے تو؟ فرمایا: وہ ان لوگوں سے ہے جو حج کرنے کی ﴿سَبِيْل﴾ (راستہ) پاتے ہیں۔ پھر فرمایا:

اور اگر وہ کچھ راستہ سواری پر اور کچھ پیادہ چلنے کی طاقت رکھتا ہے تو پھر اس طرح کرے۔ عرض کیا: خدا یہ فرماتا: ﴿ومن کفر﴾ (اور جو کفر کرے) آیا یہ حج کے بارے میں ہے؟ فرمایا: ہاں۔ یہ نعمتوں کا کفر ہے۔ اور فرمایا: مطلب یہ ہے جو ترک کرے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۶ و ۷ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۱

جو شخص بغیر کسی زیادہ زحمت و مشقت کے تمام یا کچھ راستہ پیدل چلنے اور بعض سواری پر طے کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس پر حج واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص پر قرضہ ہے آیا اس پر حج واجب ہے؟ فرمایا: ہاں! مسلمانوں میں سے حجۃ الاسلام ہر اس شخص پر واجب ہے جو پیدل چلنے کی طاقت رکھتا ہے۔ (پھر فرمایا) حضرت رسول خدا ﷺ کے ہمراہ جن لوگوں نے حج کیا ہے ان کی اکثریت پیدل چلنے والوں کی تھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمقام ''کررع الغمیم'' پہنچے تو لوگوں نے اپنی زحمت اور تھکاوٹ کا تذکرہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اپنی تہبندوں کو اپنے پٹوں پر کس کے باندھ لو اور اپنے پیٹ اندر کر لو۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا کیا تو ان کی یہ کلفت رفع ہو گئی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشادِ خداوندی ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ کا مطلب دریافت کیا؟ فرمایا: اگر کسی کے پاس سواری نہیں ہے تو (گھر سے) نکلے اور پیدل چلے! عرض کیا کہ اگر وہ پیدل نہ چل سکتا ہو تو پھر؟ فرمایا: پھر کچھ پیدل چلے اور کچھ سوار ہو! عرض کیا کہ اگر وہ اس پر یعنی پیدل چلنے پر بالکل قادر نہ ہو تو پھر؟ فرمایا: پھر لوگوں کی خدمت کرے اور ان کے ہمراہ نکل کھڑا ہو۔ (امید ہے کہ اس طرح وہ اسے سوار کر لیں گے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸ و ۱۰ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ نیز مخفی نہ رہے کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان دونوں حدیثوں کو استحباب مؤکد پر محمول کیا ہے (کہ ایسے شخص کے لیے مستحب مؤکد ہے کہ حج کرے) مگر یہ بات ظاہر حدیث اور احتیاط کے خلاف ہے۔ بشرطیکہ اس پر استطاعت

صادق آئے۔ اور اس حدیث کی کوئی صریح حدیث معارض نہیں ہے۔ ہاں جن حدیثوں میں زاد و راحلہ کی شرط ذکر کی گئی ہے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ مخصوص ہوگی جن کی استطاعت انہی دو چیزوں پر موقوف ہے جیسا کہ بالعموم اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہوتی ہے۔

باب ۱۲

حج کا وجوب بلوغت اور عقل کے ساتھ مشروط ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا دس برس کا لڑکا حج کرے؟ فرمایا: حجۃ الاسلام لڑکے پر تب واجب ہوتا ہے جب اسے احتلام ہو (بالغ ہو جائے) اور لڑکی پر تب حج ہوتا ہے کہ جب اسے حیض آئے۔

(الفقیہ، کذا عن شہاب عن الصادق علیہ السلام۔ کما فی الفروع والتہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمۃ العبادات (ج ۱ باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

جب کوئی بچہ حج کرے یا اسے کرایا جائے تو اس کا یہ حج حجۃ الاسلام سے مجزی نہیں ہوگا بلکہ بلوغت کے بعد اس پر حج واجب ہوگا جبکہ مستطیع ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن الحکم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کسی بچہ کو حج کرایا جائے تو اس نے بڑا ہونے تک حجۃ الاسلام ادا کر دیا ہے (ہاں البتہ جب بڑا ہوگا تو پھر کرے گا)۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع بن عبدالملک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اگر کوئی بچہ دس حج بھی کرے اور پھر بالغ ہو جائے تو اس پر حجۃ الاسلام واجب ہوگا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جو شخص حج کئے بغیر مر جائے مگر ہنوز اس کے ذمہ حج مستقر نہیں ہوا تھا تو پھر اس کی طرف سے اس کی قضا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن حمزہ غنوی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جو مر گیا تھا اور اس نے ہنوز حجۃ الاسلام نہیں کیا تھا اور اس نے ترکہ میں صرف بقدر ادائیگی حج مال چھوڑا ہے اور اس کے وارث بھی ہیں؟ فرمایا: اس مال کے زیادہ مستحق اس کے وارث ہیں۔ اب ان کی مرضی پر منحصر ہے کہ چاہیں تو وہ مال خود کھائیں اور چاہیں تو اس کی طرف سے حج کرائیں۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸ و ۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۸ میں) ذکر کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جب مرنے والے پر حج مستقر ہو چکی ہو تو پھر اس کی قضا بہر حال واجب ہے۔ اگرچہ ترکہ کم ہو۔ اور خرچہ زیادہ۔

باب ۱۵

حج اور عمرہ کا وجوب آزادی کے ساتھ مشروط ہے لہٰذا غلام جب تک آزاد نہ ہو اس پر حج و عمرہ واجب نہیں ہیں ہاں البتہ مالک اجازت دے تو پھر مستحب ضرور ہیں۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ میں مکہ میں ہوں اور میرے پاس کچھ کنیزیں بھی ہیں تو اگر میں ان کو حکم دوں کہ وہ ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کو احرام باندھیں اور پھر ان کو اپنے ہمراہ لوں اور وہ مناسک حج بجالائیں تو یہ بہتر ہے یا ان کو مکہ ہی چھوڑ جاؤں تو وہ بہتر ہے؟ فرمایا: اگر ان کو ہمراہ لے جاؤ (اور وہ مناسک حج بجالائیں) تو یہ افضل ہے۔ اور اگر انہیں کسی قابل وثوق آدمی کے پاس چھوڑ جاؤ تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ و قرب الاسناد)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن یونس سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غلام جب تک آزاد نہ ہو جائے تب تک اس پر حج و عمرہ واجب نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہمارے ہمراہ ہمارے کچھ غلام بھی ہیں اور انہوں نے ہمیں کچھ رقم دی ہے کہ ہم ان کی طرف سے جانور ذبح کریں تو؟ فرمایا: غلام پر نہ حج واجب ہے اور نہ جہاد۔ اور نہ ہی وہ اپنے مالک کی اجازت کے بغیر سفر کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے ایک عورت نے سوال کیا تھا کہ میری بیٹی مر گئی ہے جبکہ اسے کوئی مضائقہ نہ تھا (یعنی کھاتی پیتی تھی) تو آیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: مگر وہ تو کنیز تھی؟ فرمایا: پھر نہ۔ ہاں اس کے لیے صرف دعا کر۔ کیونکہ یہ دعا اس پر اسی طرح داخل ہوگی جس طرح ہدیہ گھر میں داخل ہوتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (باب ۱۶ و ۱۷ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

اگر غلام ایک بار یا کئی بار حج کرے اور بعد ازاں آزاد ہو جائے تو مقررہ شرائط کے ساتھ اس پر حجۃ الاسلام واجب ہوگی۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی غلام حج کرے اور پھر آزاد ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ حج کافی ہے۔ اور اگر آزاد ہو جائے تو پھر (مقررہ شرائط کے ساتھ) اس پر حج واجب ہوگی۔ (الفقیہ)

۲۔ ابان بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بچہ کو حج کرایا جائے تو گویا اس نے بڑے ہونے تک حجۃ الاسلام ادا کر دیا ہے اسی طرح جب غلام کو حج کرایا جائے تو اس نے اپنے آزاد ہونے تک حجۃ الاسلام ادا کر دیا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب غلام حج کرے اور پھر آزاد ہو جائے تو اس پر حج کا اعادہ کرنا واجب ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ مسمع بن عبدالملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی غلام دس بار بھی حج کرے اور بعد ازاں آزاد ہو جائے تو جب وہ مستطیع ہو جائے گا تو اس پر حجۃ الاسلام کی ادائیگی واجب ہوگی۔ (کتب اربعہ)

۵۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کی

ام الولد کنیز ہے اور وہ اسے حج کراتا ہے آیا یہ حج اس کے حجۃ الاسلام سے مجزی ہے؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا: آیا اس کو اس حج کرنے کا کچھ اجر و ثواب ملے گا؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۶۔ حکم بن حکیم صیرفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس غلام کو اس کا آقا حج کرائے تو اس نے حجۃ الاسلام ادا کر دیا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور بعض دیگر علماء نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب وہ وقوف عرفات یا وقوف مشعر الحرام کو آزادی کی حالت میں درک کرے، نیز اس حدیث کو اس نص پر حمل کرنا بھی صحیح ہے کہ یہ حج ثواب حاصل کرنے کے لیے کافی ہے۔ نیز اس کو اس معنٰی پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے کہ جب تک وہ غلام ہے تب تک اس پر اور حج واجب نہیں ہے وہی حجۃ الاسلام سے کافی ہے۔

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری ب۸ علی بن جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مالدار غلام ہے جسے اس کا آقا حج کرنے کی اجازت دیتا ہے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے اور آیا اس کو اجر و ثواب ملے گا؟ فرمایا: ہاں۔ لیکن اگر آزاد ہو گیا تو حج کا اعادہ کرے گا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۷

جب غلام اس طرح آزاد ہو کہ وقوف عرفات یا وقوف مشعر الحرام میں سے ایک کو آزادی کی حالت میں درک کرے تو اس کا یہ حج حجۃ الاسلام سے مجزی ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود شہاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے شب عرفہ اپنے غلام کو آزاد کر دیا (جو حج کر رہا تھا)۔ فرمایا: غلام کا (جواب آزاد ہو گیا) حجۃ الاسلام ادا ہو جائے گا۔ اور اس کے آقا کو دوہرا ثواب ملے گا۔ ایک غلام آزاد کرنے کا، دوسرا اس کے حج کا۔ (الفقیہ، المحاسن، الفروع)

۲۔ معاویہ بن عمار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک غلام عرفہ

کے دن آزاد ہوا تو؟ فرمایا: جب دو وقوفوں میں سے ایک کو درک کر لے تو اس نے حج کو درک کر لیا۔
(الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

۳۔ جناب محقق حلیؒ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک غلام عرفہ کے دن آزاد ہوا تو؟ فرمایا: جب دو وقوفوں میں سے ایک کو درک کرے تو گویا اس نے حج کو درک کر لیا۔ اور جس سے یہ دونوں وقوف فوت ہو جائیں (اور بعد میں آزاد ہو) تو اس کا حجۃ الاسلام تو فوت ہو گیا۔ البتہ اپنے حج کو تمام کرے اور بعد میں از سر نو حجۃ الاسلام بجالائے۔ (کتاب المعتبر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (وقوف مشعر باب ۲۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

جب ام الولد کنیز کا آقا مر جائے تو وہ اپنے بیٹے کے حصہ میں سے آزاد ہو جائے گی اور مقررہ شرائط کے ساتھ اس پر حج واجب ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ایک عورت کی ماں ام ولد کنیز تھی جو وفات پا گئی۔ اب یہ عورت اس کی طرف سے حج کرنا چاہتی ہے تو؟ فرمایا: آیا وہ اپنے بیٹے (کے حصہ) کی وجہ سے آزاد نہیں ہو گئی تھی؟ (لہٰذا) یہ اس کی طرف سے حج کرے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ وغیرہ) بھی ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

جو شخص مستطیع نہ ہو اور بہ تکلف حج کرے تو وہ حج حجۃ الاسلام کی طرف سے مجزی نہ ہوگا بلکہ استطاعت کے بعد اس کی ادائیگی واجب ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع بن عبدالملک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص دس حج (بہ تکلف) ادا کرے تو جب وہ مستطیع ہو جائے گا تو حجۃ الاسلام کی ادائیگی

اس کے ذمہ واجب ہوگی۔ اور اگر کوئی غلام دس بار بھی حج کرے (تا آخر حدیث جیسا کہ باب ۱۶ نمبر ۴ میں گزر چکی ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

باب ۲۰

مستحب ہے کہ جب نابالغ بچہ حج کرے یا اسے حج کرایا جائے تو اس کا ولی اسے احرام بندھوائے اگرچہ وہ ماں ہی ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا ﷺ حج کی حالت میں مقام روہشہ سے گزرے تو ایک عورت جس کے ہمراہ ایک بچہ تھا وہاں کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آیا اس قسم کے بچہ کی جانب سے بھی حج کیا جائے؟ فرمایا: ہاں۔ اور تجھے اس کا اجر وثواب ملے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ بچہ کو کب احرام بندھوایا جائے؟ فرمایا: جب اس کے دودھ والے دانت گر جائیں۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۷ از اقسام حج میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

جو شخص کسی کی نیابت میں حج کرے تو وہ حج اس کی حجۃ الاسلام سے مجزی نہیں ہے بلکہ جب مستطیع ہوگا تو اس پر حج واجب ہوگا۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود آدم بن علی سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی انسان کی نیابت میں حج کرے اور خود اس کے پاس مال نہ ہو۔ تو اس کا یہ حج اس کی طرف سے (بھی) مجزی ہے۔ جب تک خدا اسے خدا مال ومنال نہ دے۔ اور جب دے تو پھر اس پر اپنا حج واجب ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ''صرورہ'' (پہلی بار حج کرنے

والے) کا حج اس کی جانب سے اور جس کی نیابت میں کر رہا ہے دونوں کی جانب سے مجزی ہے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے اسے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ جب تک خود غریب و نادار رہے لیکن جب مالدار ہو جائے تو پھر اس پر (اپنا) حج واجب ہے۔

۳۔ عمرو بن الیاس بیان کرتے ہیں کہ میرا باپ (الیاس) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ عرض کیا: اصلحک اللہ! میں نے اپنے اس بیٹے کو حج کرایا ہے جو کہ صرورہ تھا (پہلی بار حج کیا)۔ اور اس کی ماں کا انتقال ہو چکا ہے جو کہ صرورہ تھی۔ اس نے خیال ظاہر کیا ہے کہ اپنی حج کو اپنی ماں کے لیے قرار دے تو؟ فرمایا: اس نے بہت اچھا کیا ہے۔ یہ حج اس کی ماں کی جانب سے افضل ہے اور اس کے لیے بھی حج ہے۔ (التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب حج کر چکے تو اس کا ثواب اپنی ماں کو ہدیہ کر دے کہ اس سے صلہ رحمی ہو جائے گی اور اس کا اپنا حج بھی ادا ہو جائے گا۔

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کیا۔ آیا اس کے لیے حجۃ الاسلام سے مجزی ہے؟ فرمایا: ہاں تا آخر حدیث۔ (کتب اربعہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ جب تک نائب مستطیع نہ ہو جائے تب تک یہ حج اس کے لیے بھی مستحبی حج کے طور پر کافی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ "اس کے لیے" کا ضمیر نائب کی طرف عائد نہ ہو بلکہ منوب عنہ (جس کا یہ نائب ہے) کی طرف عائد ہو مطلب یہ ہے کہ سائل نے پوچھا کہ نائب کے حج سے منوب عنہ کا حجۃ الاسلام ادا ہو جائے گا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔

۵۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی غریب و نادار شخص کو کوئی شخص حج کرائے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا۔ ہاں اگر بعد میں مالدار ہو گیا تو پھر اس پر واجب ہوگا۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس اتنا مال نہیں ہے۔ اور وہ کسی کی نیابت میں حج کرتا ہے یا اسے کوئی شخص حج کراتا ہے! پھر اسے مال دستیاب ہو جاتا ہے آیا اس پر حج واجب ہے؟ فرمایا: وہ حج دونوں کی طرف سے مجزی (کافی) ہے۔ (الفقیہ) (چونکہ) یہ حدیث حسب ظاہر تمام سابقہ حدیثوں کے خلاف ہے اس لیے مؤلّف علام اس کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ "مجزی ہے" کی نسبت نائب کی طرف مجازی اور منسوب عنہ کی طرف حقیقی

ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ یہ "دونوں والی ضمیر" ان دو شخصوں کی طرف عائد ہو جن کی نیابت میں اس نے حج کیا اور جس نے کرایا۔ خود نائب کی طرف عائد نہ ہو (بہرحال یہ حدیث اس قابل نہیں ہے کہ ان حدیثوں کو نظر انداز کرکے اس پر عمل کیا جائے)......... نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ابواب وجوب اور استطاعت میں نیز باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

اگر ایک مستطیع آدمی بطور شتربان یا مزدور مزدوری کیلئے مکہ آئے یا ویسے مکہ سے گزرتے ہوئے یا سفر تجارت کرتے ہوئے حج کرے تو اس کا یہ حج حجۃ الاسلام کی طرف سے مجزی ہے۔ اگرچہ سفر کرتے وقت حج کا قصد نہ ہو یا حج کے ساتھ کوئی اور قصد بھی ہو۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا شتربان کا حج کامل ہے یا ناقص؟ فرمایا: کامل ہے؟ پھر عرض کیا کہ مزدور کا حج کامل ہے یا ناقص؟ فرمایا: کامل ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ نیز معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص یمن یا کسی شہر جانے کے ارادہ سے (مکہ سے) گزر رہا تھا اور دیکھا کہ لوگ حج کی ادائیگی کے لیے جا رہے ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا اور تمام مشاہد میں گیا (اور تمام مناسک حج ادا کئے)۔ آیا اس کا یہ حج حجۃ الاسلام سے مجزی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ، الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو شخص دنیا اور آخرت دونوں چاہتا ہے (ہم خرما و ہم ثواب) تو اسے چاہیئے کہ اس گھر (بیت اللہ) کا قصد کرے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کاروبار کے سلسلہ میں مکہ میں داخل ہوتا ہے یا اس کے پاس اونٹ ہیں جن کو کرائے پر دیتا ہے (اور اس طرح مکہ پہنچ کر حج کرتا ہے) آیا اس کا حج کامل ہے یا ناقص؟ فرمایا: کامل ہے۔ (الفروع، الفقیہ)۔ (یا خالصاً حج کی نیت سے سفر کرنا چاہیئے؟ فرمایا: ضروری نہیں ہے وہی کافی ہے)۔ (الفروع)

۵۔ علی بن اسباط اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: جب حج کا موسم ہوتا ہے تو خداوند کریم انسانوں کی شکل میں کچھ فرشتوں کو بھیجتا ہے جو حاجیوں اور تاجروں کا مال ومتاع خریدتے ہیں! اس نے عرض کیا: اور وہ کرتے کیا ہیں؟ فرمایا: سمندر میں ڈال دیتے ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشادِ خداوندی ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِنْ رَّبِّكُمْ﴾ (تم پر کوئی حرج نہیں ہے کہ اپنے پروردگار سے فضل (روزی) طلب کرو) کے بارے میں فرمایا: کہ یہاں فضل سے مراد رزق ہے لہٰذا جب کوئی شخص حج کا احرام کھول چکے اور مناسک حج ادا کر چکے تو بے شک موسم حج میں خرید وفروخت کرے۔ (تفسیر عیاشی)

۷۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ ﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ﴾ کا مطلب پوچھا؟ فرمایا: مطلب یہ ہے کہ خدا نے اس گھر کو ان کے دین اور معاشِ دنیا کی اصلاح کا ذریعہ بنایا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن جعفر سے اور وہ اپنے والد (جعفر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ بادشاہوں کا حج سیر وتفریح کے لیے، مالداروں کا تجارت وکاروبار کے لیے اور غریبوں مسکینوں کا سوال وگداگری کے لیے ہوگا۔ (التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حج کے بطلان یا ایسے اقدام کی مذمت میں صریح نہیں ہے بلکہ صرف آنے والے حالات کی پیشگوئی ہے یا زیادہ سے زیادہ اس سے اس شخص کی مذمت سمجھی جاسکتی ہے جو صرف انہی (دنیوی) مقاصد کے لیے حج کرے۔ یا اس سے کراہت ثابت ہوتی ہے کہ ایسا قصد کرنا مکروہ ہے۔ اگرچہ حج مجزی ہوگا۔

باب ۲۳

جب کوئی غیر شیعہ مسلمان حج کرے اور پھر شیعہ ہو جائے تو اس پر حج کا اعادہ واجب نہیں ہے البتہ مستحب ہے مگر یہ کہ اس نے کوئی رکن ترک کیا ہو تو پھر اعادہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ عجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص حق کی معرفت نہیں رکھتا تھا۔ اس نے حج کیا۔ پھر خدائے تعالیٰ نے اس پر حق کی پہچان کا احسان فرمایا آیا اس پر دوبارہ حجۃ الاسلام لازم ہے یا اس کا فریضہ ادا ہو چکا ہے؟ فرمایا: وہ اپنا فریضہ ادا کر چکا ہے اور اگر (دوبارہ) حج کرے تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ برید کا بیان ہے کہ میں نے پھر

عرض کیا کہ ایک شخص نے جس کا تعلق اہل قبلہ کے ناصبی مگر (حسب ظاہر) متدین قبیلہ سے تھا۔ حج کیا۔ پھر خدائے منان نے اس پر احسان کیا اور اس نے مذہب حق اختیار کیا۔ آیا وہ اپنے حج کی قضا کرے گا؟ فرمایا: اگر کرے تو مجھے زیادہ پسند ہے۔ (التہذیبین، کذا عن ابن اذینہ عن الصادق علیہ السلام کما فی الکتب الاربعۃ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبداللہ خراسانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے (پہلے) اس وقت حج کیا تھا جبکہ میں (حق کا) مخالف تھا۔ اور اب پھر اس وقت حج کیا ہے جبکہ خدا نے آپ کی معرفت عطا کر کے مجھ پر احسان کیا ہے اور مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ میں اس سے پہلے باطل پر تھا۔ تو آپ میری حج کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اس حج کو حجۃ الاسلام تصور کرو اور پہلی حج کو مستحبی حج قرار دو۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اور اسی طرح جب کسی ناصبی کو معرفت (کی دولت) نصیب ہو جائے تو اسے حج کرنا چاہیئے۔ اگرچہ پہلے حج کر چکا ہو۔ (کتب اربعہ)

۴۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن محمد بن عمران نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ میں نے اس وقت پہلی بار حج تمتع کیا تھا جب میں مخالفِ حق تھا (اور اب خدا نے مجھے معرفت حق عطا کی ہے تو؟) امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اپنی حج کا اعادہ کر۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے پہلی دو حدیثوں کے قرینہ سے ان آخری دونوں حدیثوں کو استحباب پر محمول کیا ہے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمۃ العبادات (باب ۳۱ میں) اور زکوٰۃ (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد مطلات حج کے ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

جب ایک مالدار آدمی بیماری، بڑھاپے یا دشمن یا کسی اور مانع کی وجہ سے حج پر نہ جا سکے تو اس پر واجب ہے کہ اپنا کوئی نائب بنا کر بھیجے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک بوڑھے بزرگ کو دیکھا جس نے تاحال حج نہیں کیا تھا اور نہ ہی اپنے بڑھاپے کی وجہ سے اب حج کر سکتا تھا! تو اسے حکم دیا کہ وہ ایک آدمی کو تیار کرے جو اس کی نیابت میں حج

کرے۔(التہذیب، الفروع)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر کوئی شخص مالدار تو ہو مگر بیماری، دشمن یا کسی ایسے عذر کی وجہ سے خدا اسے معذور سمجھے اور وہ حج نہ کر سکے۔ تو اس پر واجب ہے کہ اپنے مال سے (اپنی نیابت میں) کسی ایسے شخص سے حج کرائے جس نے پہلے حج نہ کیا ہو اور نہ ہی اس کے پاس مال ہو۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۳۔ سلمہ ابو حفص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک ایسا شخص حضرت امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے کبھی حج نہیں کیا تھا اور عرض کیا کہ میرے پاس بہت سا مال ومنال تھا مگر میں نے حج کرنے میں کوتاہی کی یہاں تک کہ میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں تو؟ امامؑ نے فرمایا: کیا اب تو حج کرنے کی (بدنی) استطاعت رکھتا ہے؟ عرض کیا کہ نہیں! فرمایا: اگر چاہے تو کسی شخص کو آمادہ کر اور اسے بھیج تا کہ تیری طرف سے حج کرے۔ (التہذیب کذا عن میمون القداح عن الباقر علیہ السلام، الفروع)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن عباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بنی خثعم کی ایک عورت حضرت رسول خداﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے باپ پر اس وقت حج واجب ہوا ہے جب کہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔ اور اپنی سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتا تو؟ فرمایا: تو اس کی طرف سے حج کر۔(المقنعہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص حج کرنے کا ارادہ کرے مگر کسی (دائمی) بیماری یا کمزوری کی وجہ سے نہ جا سکے تو اسے چاہیئے کہ اپنے مال سے کسی شخص کو آمادہ کرے اور اپنی جگہ اسے (حج کرنے کے لیے) بھیجے۔(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حدیث (نمبر ۳ میں) جو لفظ ''اگر چاہے'' مذکور ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس صورت میں نائب بنانا واجب نہیں ہے۔ (وہ تو بہر حال واجب ہے) بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر خود کر سکتا ہے تو خود کرے یا پھر اپنا نائب مقرر کرے۔

باب ۲۵

جو شخص حجۃ الاسلام کرانے کی وصیت کر جائے تو اس کا خرچہ اصل ترکہ سے ادا کرنا واجب ہے اور اگر مرنے والے کے ذمہ کچھ قرضہ بھی واجب الاداء ہو اور ترکہ دونوں کاموں کیلئے کافی نہ ہو تو نسبت کے اعتبار سے دونوں کاموں پر ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے حج کرایا جائے تو؟ فرمایا: اگر اس نے پہلے حج نہیں کیا تھا (اور واجب تھا) تو پھر اصل ترکہ سے ادا کرایا جائے گا اور اگر مستحبی حج ہے تو پھر ایک ثلث سے ادا کرایا جائے گا۔(التہذیب)

۲۔ حلبی نے بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے۔ ہاں البتہ اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ فرمایا: اگر وہ اس نیابتی حج کی ادائیگی کے لیے کسی خاص شخص کو نامزد کر جائے تو پھر چاہیئے کہ وہی شخص حج کرے۔(ایضاً)

۳۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: (مرنے والے) شخص کا حجۃ الاسلام اس کے تمام ترکہ سے ادا کرایا جائے (بعد ازاں باقیماندہ ترکہ وارثوں میں تقسیم کیا جائے)۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے وفات پائی جس نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے حج کرایا جائے تو؟ فرمایا: اگر وہ ''صرورہ'' تھا (پہلے حج نہیں کیا تھا)۔ تو پھر ترکہ سے کرایا جائے گا کیونکہ اس کی ادائیگی قرضہ کی مانند واجب ہے۔ اور اگر پہلے حج کر چکا تھا (اور یہ وصیت مستحبی حج کے بارے میں تھی) تو پھر صرف ایک ثلث سے حج کرایا جائے گا اور فرمایا کہ اگر اس نے حجۃ الاسلام نہیں کیا تھا مگر ترکہ صرف اس قدر چھوڑ کر مرا ہے کہ جو مزدور کی مزدوری کے لیے کافی ہے اور اس کے (ضرورتمند) ورثہ بھی ہیں تو وہ اس ترکہ کے زیادہ حقدار ہیں۔ وہ چاہیں تو خود کھائیں اور چاہیں تو اس کی حج ادا کرائیں۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس مضمون کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۶ و ۲۸ و ۲۹ میں) اور کتاب الوصیۃ (باب ۴۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔ اور اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) بظاہر اس کے خلاف بھی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جبکہ وجہ ہم نے وہاں بیان کر دی ہے۔

باب ۲۶

جس شخص پر حج واجب تھا اور وہ احرام باندھ کر حرم میں داخل ہوا اور پھر مر گیا تو اس کا حج ادا ہو گیا۔ اور اگر اس سے پہلے مر جائے تو پھر اس کے اصل ترکہ سے حجۃ الاسلام کی قضا واجب ہے اور مستحبی حج کی قضا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ضریس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جو حج کرنے کی نیت سے سفر پر روانہ ہوا تھا اور راستہ میں مر گیا؟ فرمایا: اگر حرم میں پہنچ کر مرا ہے تو اس کا حج ادا ہو گیا اور اگر اس سے پہلے مرا ہے تو اس کا ولی اس کی طرف سے حجۃ الاسلام کی قضا کرے۔ (الفروع، الفقیہ، المقنعہ)

۲۔ برید عجلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص حج کرنے کے ارادہ سے گھر سے نکلا اور اس کے ہمراہ اس کا اونٹ اور زادِ سفر بھی تھا مگر راستہ میں وفات پا گیا تو؟ فرمایا: اگر وہ "صرورہ" تھا (پہلے حج نہیں کیا تھا) اور مرا بھی حرم کے اندر۔ تو اس کا حجۃ الاسلام ادا ہو گیا.......... اور اگر احرام باندھنے سے پہلے مرا اور تھا بھی صرورہ تو پھر اس کا اونٹ اور زادِ سفر اس کا حج ادا کرانے میں صرف کیا جائے گا پس اگر اس میں سے کچھ بچ گیا تو وہ اس کے وارثوں کو دیا جائے گا۔ بشرطیکہ اس کے ذمہ کوئی قرضہ نہ ہو (ورنہ پہلے قرضہ ادا کیا جائے گا)۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اس کا یہ حج مستحبی ہو اور وہ احرام باندھنے سے پہلے راستہ میں مر جائے تو اس کا اونٹ اور زادِ سفر کس کو ملے گا؟ فرمایا: وہ جو کچھ چھوڑ کر مرے گا وہ اس کے وارثوں کو ملے گا مگر یہ کہ اس کے ذمہ قرضہ ہو۔ (کہ اس صورت میں تقسیم سے پہلے قرضہ ادا کیا جائے گا)۔ مگر یہ کہ وہ مرنے والا کوئی وصیت کر جائے کہ اس صورت میں وصیت کو ترکہ کے ایک ثلث میں نافذ کیا جائے گا اور وہ مال وصی کو دیا جائے گا۔
(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کو (حج سے) روک دیا جائے تو وہ اپنی قربانی (منیٰ) بھیج دے گا۔ عرض کیا کہ اگر مکہ پہنچنے سے پہلے احرام کی حالت میں مر جائے تو؟ فرمایا: اگر اس پر حجۃ الاسلام واجب تھا تو اسے کرایا جائے گا اور اس کی جانب سے عمرہ بھی کرایا جائے گا۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو اس پر واجب تھی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ وہ احرام باندھ کر ہنوز حرم میں داخل نہیں ہوا تھا کہ لقمۂ اجل

بن گیا (ورنہ اگر اس کے بعد مرتا تو حج ادا متصور ہوتا) نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ابواب النیابہ میں) بیان کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

جو شخص حج کرنے کی منت مانے (اور پھر ادا بھی کرے) آیا وہ اس کے واجبی حج سے مجزی ہوگا؟ اور جو شخص حج کرنے کی منت مانے مگر کسی اور کا نیابتی حج کرے آیا وہ حج منت سے مجزی ہوگا یا نہ؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے منت مانی کہ وہ پیدل چل کر بیت اللہ جائے گا (حج کرے گا) اور پھر گیا بھی سہی۔ آیا اس کا یہ حج حجۃ الاسلام سے مجزی ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، کذا عن رفاعہ بن موسیٰ عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ رفاعہ بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے پیدل چل کر بیت اللہ الحرام جانے کی منت مانی۔ آیا یہ حجۃ الاسلام سے مجزی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: اگر اس نے منت مانی تھی کہ وہ پیدل چل کر حج کرے گا۔ مگر اس کے پاس مال نہیں تھا اس لئے اس نے کسی اور کی نیابت میں (چل کر) حج کیا۔ تو آیا یہ حج اس کے پیدل چلنے سے مجزی ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ علماءِ کرام کی ایک جماعت نے ان حدیثوں کو اس مفہوم پر محمول کیا ہے کہ اس شخص نے منت ہی حجۃ الاسلام (پیدل چل کر) کرنے کی مانی تھی۔ یا جس نے صرف حج کرنے کی منت مانی تھی اگرچہ کسی اور کی طرف سے بھی ہو۔ (ورنہ منت اور حج کے فقہی قواعد وضوابط کی رو سے یہ حج حجۃ الاسلام سے مجزی نہیں ہو سکتا)۔

باب ۲۸

جو شخص مستطیع ہو اور حج کئے بغیر مر جائے تو اصل مال سے اس کی قضا واجب ہے اگرچہ وصیت نہ بھی کر جائے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مال چھوڑ کر مر جاتا ہے مگر اس نے حج نہیں کیا تھا تو؟ فرمایا: واجب

ہے کہ اس کے مال سے اس شخص کو (اس کی نیابت میں) حج پر بھیجا جائے جس کے پاس مال نہ ہو۔ اور جس نے پہلے حج نہ کیا ہو۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا۔ جس نے حجۃ الاسلام نہیں کیا تھا۔ (جبکہ اس پر واجب تھا) آیا اس کی طرف سے حج کرایا جائے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۳۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا جس نے حج نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کی ادائیگی کی وصیت کی۔ حالانکہ وہ سرمایہ دار تھا تو؟ فرمایا: اس کے اصل ترکہ سے حج کرایا جائے اور اس کے علاوہ اور کوئی بات جائز نہیں ہے۔ (ایضاً و الفروع)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مرد اور عورت مر جاتے ہیں جنہوں نے حج نہیں کیا تھا۔ آیا ان کی جانب سے فریضۂ حج کی قضا کی جائے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۵۔ حکم بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص وفات پا گیا اور اس نے حج نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کی وصیت کی تھی اس کے رشتہ داروں نے کسی مرد یا عورت سے حج کرائی۔ تو آیا یہ حج اس کی طرف سے قضا ہو جائے گی اور مجزی ہوگی۔ اور حج کس کی ہوگئی؟ اور جس نے حج کرایا ہے آیا اسے بھی کچھ اجر دیا جائے گا؟ فرمایا: اگر حج کرنے والا صرورہ نہیں ہے تو دونوں کی طرف سے مجزی ہوگی اور جس نے حج کرایا ہے اسے بھی اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبداللہ بن فضل ہاشمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں عیالدار آدمی ہوں اور مجھ پر بہت سا قرضہ بھی ہے اس لیے حج کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ لہٰذا مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمائیں جسے پڑھوں (جس سے یہ مقاصد حاصل ہوں)۔ فرمایا: ہر نماز فریضہ کے بعد یہ دعا پڑھ: ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اقْضِ عَنِّیْ دَیْنَ الدُّنْیَا وَ دَیْنَ الْاٰخِرَةِ﴾۔ راوی نے عرض کیا: دنیا کا قرضہ تو میں جانتا ہوں مگر آخرت کا قرضہ کیا ہے؟ فرمایا: آخرت کا قرضہ حج ہے۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ و ۲۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس کے ذمہ دو (۲) حج ہوں ایک حجۃ الاسلام اور دوسرا منت والا حج۔ تو حجۃ الاسلام کا خرچہ تو اصل ترکہ سے نکالا جائے گا اور منت والا حج کا ثلث سے۔ اور جو شخص یہ منت مانے کہ وہ اپنی اولاد کو حج کرائے گا تو باپ پر واجب ہے کہ کرائے اور اگر کرائے بغیر مر جائے تو ثلث سے کرایا جائے مگر یہ کہ اولاد خود کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ضریس کناسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جس پر حجۃ الاسلام واجب تھا۔ کسی نعمت کے شکرانہ میں منت مانی کہ وہ ایک شخص کو حج کرائے گا مگر وہ شخص اپنا حج اور منت والا حج ادا کرانے سے پہلے وفات پا گیا تو؟ فرمایا: اگر کچھ مال چھوڑ جائے تو اس کے اپنے حج (حجۃ الاسلام) کا خرچہ تو اصل ترکہ سے نکالا جائے گا اور منت والا حج ثلث سے ادا کرایا جائے گا۔ اور اس طرح منت پوری ہو جائے گی اور اگر صرف بقدر ادائیگی حجۃ الاسلام مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس سے اس کا حجۃ الاسلام کرایا جائے گا باقی رہا منت والا حج تو وہ اس کی طرف سے اس کا ولی کرے گا کیونکہ یہ حج بمنزلہ اس قرضہ کے ہے جو مرنے والے کے ذمہ ہو۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے منت مانی کہ اگر خدا نے اس کے بیٹے کو اس درد سے شفا عطا فرمائی تو وہ اسے حج بیت اللہ کرائے گا۔ چنانچہ خدا نے اسے شفا عطا فرمائی مگر باپ ایفاءِ نذر سے پہلے مر گیا تو؟ فرمایا: حج کرانا باپ پر واجب تھا۔ اب چاہیئے کہ اس کی بعض اولاد اس فریضہ کو ادا کرے! راوی نے عرض کیا: آیا حج اس لڑکے پر واجب ہے جس کے بارے میں منت مانی گئی تھی؟ فرمایا: یہ اس لڑکے کے باپ پر اس کے مال کے ثلث سے واجب ہے مگر یہ کہ اس کا بیٹا خود (یہ قربانی دے کہ) اپنے باپ کی طرف سے حج کرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ و ۲۶ و ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

جو شخص واجبی حج کرانے، غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے کی وصیت کر جائے تو واجب ہے کہ ابتداء حج کرانے سے کی جائے۔ پس اگر کچھ مال بچ گیا تو غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے پر صرف کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے وصیت کی کہ اس کا کچھ مال صدقہ دینے، حج کرانے اور غلام آزاد کرانے میں صرف کیا جائے تو؟ فرمایا: حج سے ابتداء کرو کیونکہ وہ واجب ہے پس اگر کچھ بچ جائے تو پھر کچھ حصہ غلام آزاد کرنے اور کچھ حصہ صدقہ دینے میں صرف کرو۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک عورت نے مرتے وقت وصیت کی کہ اس کے مال کی ایک تہائی سے صدقہ بھی دیا جائے، اس کی طرف سے حج بھی کیا جائے اور اس کی جانب سے ایک غلام بھی آزاد کیا جائے مگر وہ مال (ایک تہائی) ان تمام کاموں کی انجام دہی سے قاصر تھا چنانچہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اس صورت میں کیا کیا جائے؟ فرمایا: حج سے ابتداء کرو۔ کیونکہ حج فریضہ ہے۔ اگر اس سے کچھ مال بچ جائے تو اسے نوافل (مستحبی کاموں) میں صرف کرو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶ اور اس سے پہلے ج ا باب ۲۱ از مستحقین زکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ اور باب الوصایا باب ۶۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

جس شخص پر حج واجب ہو اور وہ ادا کئے بغیر مر جائے اور کوئی شخص قربۃً الی اللہ اس کی طرف سے حج کرے تو وہ مجزی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا۔ جس کے پاس (موت کے وقت) مال نہیں تھا۔ اور وہ (اپنا واجبی) حج ادا نہیں کر سکا تھا تو اس کے بعض (دینی) بھائیوں نے اس کی طرف سے حج کرایا۔ (یا دوسرے نسخہ کی بنا

پر حج کیا)۔ تو آیا یہ حج اس کی جانب سے مجزی ہے یا یہ ناقص ہے؟ فرمایا: بلکہ یہ کامل حج ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس صورت پر محمول ہے کہ اس شخص کے پاس مرتے وقت مال و منال نہیں تھا مگر اس سے پہلے اس پر حج واجب ہو چکا تھا۔ (جسے اس نے ہنوز ادا نہیں کیا تھا) اس تاویل کے قرائن بالکل واضح ہیں۔

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عامر بن عمیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص حجۃ الاسلام کیئے بغیر مر جائے اور اس کے بعض عزیز و اقارب اس کی طرف سے حج کریں تو یہ اس کی جانب سے مجزی ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں! میں اپنے والد ماجد پر گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میرا والد وفات پا گیا اور اس نے حج نہیں کیا تھا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا تو پھر تو اس کی طرف سے حج کر کیونکہ یہ اس کی جانب سے کافی ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۶ و ۲۸ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب النیابہ نمبر ۱ و ۵ و ۶ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

سفر حج میں پیادہ چلنے کو سواری پر اور ننگے پاؤں چلنے کو جوتا پہن کر چلنے پر ترجیح دینا مستحب ہے سوائے بعض صورتوں کے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد اللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی کوئی ایسی عبادت نہیں کی گئی ہے جو (حج کے لیے) پیدل چلنے سے زیادہ سخت اور افضل ہو۔ (التہذیب و الاستبصار)

۲۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں اور عنبسہ بن مصعب اور کچھ اور دس آدمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم آپ ؑ پر قربان! (سفر حج میں) کیا چیز افضل ہے پیدل چلنا یا سوار ہونا؟ فرمایا: پیدل چلنے سے بہتر خدا کی کوئی عبادت نہیں ہے الحدیث۔ (التہذیب و الاستبصار)

۳۔ حلبی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (سفر حج میں) پیدل چلنے کی فضیلت کے بارے

میں سوال کیا؟ فرمایا: حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے تین بار اپنا تمام مال راہ خدا میں تقسیم کیا۔ یہاں تک کہ جوتے کے ساتھ جوتا، کپڑے کے ساتھ کپڑا، دینار کے ساتھ دینار دیا اور بیس حج پیدل چل کر کئے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ کبھی کسی بندہ نے پاپیادہ چل کر حج بیت اللہ کرنے سے بہتر کسی عمل سے خدا کا قرب حاصل نہیں کیا (اور پیدل چل کر) ایک حج کرنا عام ستر حجوں کے برابر ہے۔ اور جو شخص اونٹ سے اتر کر پیدل چلے تو خداوند عالم اس کے نامۂ اعمال میں پیدل چلنے اور سوار ہونے کے درمیان والا ثواب لکھتا ہے اور جس شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو خدا اس کے لیے پاؤں ننگے چلنے اور جوتا پہن کر چلنے کے درمیان والا ثواب لکھتا ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ ربیع بن محمد مسلی ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: خاموشی اختیار کرنے اور بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر جانے سے بہتر خدا کی عبادت نہیں کی گئی۔ (ثواب الاعمال، الخصال)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو اسامہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ایک سال پیدل چل کر مکہ تشریف لے گئے۔ جس سے آپ کے پائے مبارک پر ورم آ گیا۔ آپؑ کے بعض غلاموں نے عرض کیا: مولا! اگر آپؑ سوار ہو جائیں تو یہ ورم دور ہو جائے گا! فرمایا: ہرگز نہیں۔ (پھر فرمایا) جب ہم فلاں منزل پر پہنچیں تو تمہیں ایک سیاہ فام شخص ملے گا جس کے پاس تیل ہوگا وہ اس سے خرید لینا اور قیمت کم کرانے کے لیے اس سے جھگڑا نہ کرنا تا آخر حدیث۔ (الاصول من الکافی)

۷۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود ابو المنکدر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ابن عباس نے کہا ہے کہ میں اپنے کسی کام پر اس طرح کبھی پشیمان نہیں ہوا جس طرح پاپیادہ حج نہ کرنے پر ہوا ہوں۔ کیونکہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص پاپیادہ حج کرے خدا اس کے نامۂ اعمال میں سات ہزار نیکیاں اور وہ بھی حرم والی لکھتا ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! حرم کی نیکیاں کیا ہیں فرمایا: حرم کی ایک نیکی عام ہزار در ہزار (ایک لاکھ) نیکی کے برابر ہے۔ اور فرمایا: پیدل چل کر حج کرنے والوں کو عام حاجیوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو چودھویں کے چاند کو عام ستاروں پر ہے۔ فرمایا: اور حضرت امام حسین علیہ السلام بھی پیدل چل کر حج کرتے تھے جبکہ ان کی سواری ان کے پیچھے کھینچی جاتی تھی۔ (المحاسن)

۸۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے زیادہ عابد و زاہد اور افضل تھے۔ چنانچہ جب حج پر تشریف لے جاتے تھے تو پیدل چلتے تھے اور رمی جمرات بھی پیدل چل کر

اور وہ بھی بسا اوقات پاؤں ننگے ہوتے تھے۔ (عدۃ الداعی)

۹۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن علی سے اور وہ اپنے باپ (علی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام پاپیادہ حج پر تشریف لے گئے۔ چنانچہ مدینہ سے مکہ کا سفر بیس دن میں طے کیا۔ (الارشاد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۴۵ وغیرہ) میں بیان کی جائیں گی۔ اور کچھ بظاہر ان کے منافی حدیثیں بھی آئیں گی (باب ۳۳ میں) جن کی ہم توجیہہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

اگر آدمی کو پیدل چلنا دوسری عبادت سے کمزور کرنے کا باعث ہو یا پیدل چلنے سے مقصد صرف خرچہ کا کم کرنا ہو یا مکہ پہنچنے میں تاخیر کا اندیشہ ہو تو پھر سوار ہونے کو پیدل چلنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا (سفر حج میں) سوار ہونا افضل ہے یا پیدل چلنا؟ فرمایا: سوار ہونا افضل ہے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے ہیں۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے مگر اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی ہے کہ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ امام حسن علیہ السلام مکہ سے پیدل چلتے تھے یا مدینہ سے؟ فرمایا: مکہ سے! پھر سوال کیا کہ میں جب خانہ کعبہ کی زیارت کروں تو پیادہ یا سوار ہوکر؟ فرمایا: امام حسن علیہ السلام سوار ہوکر کرتے۔ (الفروع)

۳۔ ہشام بن سالم نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کون سا کام افضل ہے۔ سوار ہوکر جلدی مکہ پہنچ جاؤں اور وہاں پاپیادہ لوگوں کی آمد کا انتظار کروں؟ یا پیدل چل کر (مگر دیر سے) جاؤں؟ فرمایا: سوار ہونا افضل ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ رفاعہ اور ابن بکیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آیا پیدل چل کر حج کرنا افضل ہے یا سوار ہوکر؟ فرمایا: سوار ہوکر کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوار ہوکر حج کیا ہے۔

(التہذیب، الفروع، علل الشرائع)

۵۔ سیف تمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم اس سال

پیدل چل کر حج کر رہے تھے کہ ہمیں اطلاع ملی کہ آپ سواری کے بارے میں کچھ فرماتے ہیں؟ فرمایا: لوگ پاپیادہ بھی حج کرتے ہیں اور سوار ہو کر بھی! میں نے عرض کیا: میں یہ نہیں پوچھنا چاہتا؟ فرمایا: پھر تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ عرض کیا: آپ کو کیا زیادہ پسند ہے۔ ہم پاپیادہ چلیں یا سوار ہوں؟ فرمایا: اگر آپ سوار ہوں تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے کیونکہ ایسا کرنا دعا و عبادت کرنے پر زیادہ قوت کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۶۔ عبداللہ بن بکیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم پاپیادہ حج پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں! فرمایا: پیدل نہ چلو۔ بلکہ سوار ہو! میں نے عرض کیا: اصلحک اللہ! ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے بیس حج پیدل چل کر کیے ہیں؟ فرمایا: ہاں امام حسن علیہ السلام پیادہ چلتے تھے مگر ان کی سواریاں اور محمل ان کے ہمراہ کھینچے جاتے تھے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع، قرب الاسناد)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پاپیادہ چلتے تھے اور ان کی سواریاں اور محمل ہمراہ کھینچے جاتے تھے۔ (الفقیہ)

۸۔ ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ پیدل چلنا افضل ہے یا سوار ہونا؟ فرمایا: جب آدمی مالدار ہو اور پیدل محض اس لیے چلے کہ اس کا خرچہ کم ہو تو پھر اس کے لیے سوار ہونا افضل ہے۔
(الفقیہ، علل الشرائع، الفروع، سرائر ابن ادریس حلیؒ)

باب ۳۴

جو شخص منت مانے یا قسم کھائے کہ وہ پاپیادہ یا پاؤں ننگے حج کرے گا تو اس پر ایسا کرنا واجب ہے اور اگر اس سے عاجز ہو تو پھر سوار ہو کر حج کرنا مجزی ہے ہاں مستحب ہے کہ ایک ناقہ کو ہانک کر ہمراہ لے جائے اور جو شخص بھی کسی کام کی منت مانے اور پھر اس سے عاجز ہو جائے تو وہ تکلیف اس سے ساقط ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے منت مانی کہ وہ پاپیادہ چل کر خانۂ کعبہ کی طرف جائے گا تو؟ فرمایا: پھر وہ پیدل چلے! عرض کیا کہ وہ تھک گیا ہے؟ فرمایا: جب تھک جائے تو سوار ہو جائے۔
(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زریح محاربی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ

پا پیادہ حج کرے گا۔ مگر وہ اس سے عاجز ہے تو؟ فرمایا: سوار ہو جائے مگر قربانی کو ہانک کر ہمراہ لے جائے۔ (ایضاً)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے منت مانی کہ وہ خانۂ خدا کی طرف پیدل چل کر جائے گا مگر اب وہ پیدل چلنے سے عاجز ہے تو؟ فرمایا: سوار ہو جائے اور ایک ناقہ (قربانی کے لیے) اپنے ہمراہ ہانک کر لے جائے! کیونکہ ایسا کرنا مجزی ہے۔ جب خدائے تعالیٰ یہ پہچانے کہ واقعاً اس نے کاوش تو کی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوعبیدہ حذاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے منت مانی کہ وہ پاؤں ننگے چل کر (حج کے لیے) جائے گا تو؟ فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ حج پر تشریف لے جا رہے تھے کہ دیکھا کہ ایک عورت اونٹوں کے (قافلہ کے) درمیان پیدل چل رہی ہے فرمایا: یہ عورت کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یہ عقبہ بن عامر کی بہن ہے۔ اس نے منت مانی تھی کہ پاؤں ننگے پیدل چل کر مکہ جائے گی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ! اپنی بہن کے پاس جا اور اسے حکم دے کہ وہ سوار ہو جائے! کیونکہ خدا اس کے پاؤں ننگے پیدل چلنے سے بے نیاز ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (اصولاً تو وہ ٹھیک کر رہی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کیوں منع کیا؟) شاید اس لیے کہ آپؐ نے محسوس کیا کہ وہ چلنے سے عاجز آ چکی تھی؟ یا یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے یا شاید اس لیے کہ اس کا اس طرح (قافلہ کے درمیان) پیدل چلنا اس کی ستر پوشی کے خلاف تھا۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ جو شخص منت مانے کہ وہ پاؤں ننگے پیدل چل کر خانۂ کعبہ جائے گا تو پھر پیدل چلے۔ ہاں جب تھک جائے تو سوار ہو جائے! فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ وہ مقام (ابراہیمؑ) کے پیچھے پیدل چلے۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب ابن ادریس حلیؒ احمد بن محمد بن ابونصر کی نوادر کے حوالہ سے اور وہ باسناد خود عنبسہ بن مصعب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میرا ایک بیٹا تھا جو بیمار ہو گیا۔ میں نے منت مانی کہ اگر خدا نے اسے شفا عطا فرمائی تو میں پاپیادہ مکہ جاؤں گا۔ چنانچہ (خدا نے اسے شفا دی اور) میں پیدل روانہ ہوا۔ جب عقبہ کے مقام پر پہنچا تو چلنے سے عاجز ہو گیا۔ تو اس رات میں سوار ہو گیا اور جب صبح ہوئی تو پھر پیدل چلنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ تو آیا مجھ پر کچھ (کفارہ وغیرہ) ہے؟ فرمایا: اگر (کفارہ میں کوئی جانور) ذبح کرے تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ عرض کیا: آیا لازم ہے یا لازم نہیں ہے؟ فرمایا: جو شخص کسی کام کی خدا کے لیے منت مانے۔ اور پھر امکان بھر کوشش کرے (مگر عاجز ہو

جائے) تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ خدا سب سے زیادہ بندہ کا عذر قبول کرنے والا ہے (یعنی کفارہ لازم نہیں ہے)۔ (سرائر ابن ادریس حلیؒ)

۷۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو اپنے دو بیٹوں اور دو آدمیوں کے درمیان گرتا پڑتا جا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ عرض کیا گیا کہ اس شخص نے پیدل چل کر حج کرنے کی منت مانی تھی (جسے ادا کر رہا ہے؟) فرمایا: خدا اس سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالے۔ اسے چاہیئے کہ سوار ہو جائے اور قربانی کا جانور ہمراہ لے جائے۔ (امالی شیخ حسن طوسیؒ)

۸۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے (قسم کھا کر یا منت مان کر) اپنے اوپر لازم قرار دیا کہ وہ پاپیادہ حج کرے گا مگر وہ اب اس کی طاقت نہیں رکھتا؟ فرمایا: سوار ہو کر حج کرے۔ (نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰ)

۹۔ حریز بواسطۂ ایک شخص کے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ (سفر حج میں) سوار نہیں ہوگا۔ یا منت مانی کہ وہ سوار نہیں ہوگا تو؟ فرمایا: جب عجز کی حد تک پہنچ جائے تو سوار ہو جائے اور فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ پیدل چلنے والوں کو اونٹنی پر سوار کرتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۷ میں) کتاب النذر (باب ۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۵

جو شخص پاپیادہ حج کرنے کی منت مانے اس کیلئے جائز ہے کہ رمی جمرات کے بعد سوار ہو جائے اور خانۂ خدا کی سوار ہو کر زیارت کرے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ہمام مکی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس پر پیدل چلنا لازم تھا کہ جب رمی جمرات کر چکے تو پھر سوار ہو کر خانۂ خدا کی زیارت کر سکتا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: جب تم پیدل چل کر حج کرو اور رمی جمرات کر چکو تو اب پیدل چلنے کی پابندی ختم ہو جاتی ہے۔

(التہذیب، الفروع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ پیدل چلنے والے پر یہ پیدل چلنے کی پابندی کب ختم ہو جاتی ہے؟ فرمایا: جب جمرۂ عقبہ کی رمی کر چکے اور سر منڈوا لے تو اس سے پیادہ چلنے کی پابندی ختم ہو جاتی ہے اب بے شک سوار ہو کر خانۂ کعبہ کی زیارت کر سکتا ہے۔ (الفروع، السرائر)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ پیادہ چلنے والے سے پیدل چلنے کی پابندی کب ختم ہوتی ہے؟ فرمایا: جب عرفات سے واپس لوٹے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسے اس صورت پر محمول کرنا چاہئے کہ جب عرفات سے لوٹے اور رمی جمرات بھی کر چکے...... یا پھر یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب پیادہ چلنا واجب نہ ہو۔ بلکہ مستحب ہو۔

۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ امامؑ سے پوچھا گیا کہ پیادہ چلنے والے کا پیدل چلنا کب ختم ہوتا ہے؟ فرمایا: جب رمی جمرۂ عقبہ کر چکے تو پھر سوار ہو کر خانۂ خدا کی زیارت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۳ میں) سوار ہونے کی ترجیح کی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۶

آیا باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے فرزند کے مال میں سے حج کے لیے رقم لے لے یا نہ؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا آدمی اپنے صغیر السن بچہ کے مال سے حج کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! اس سے حجۃ الاسلام کر سکتا ہے۔ عرض کیا: اس مال سے خرچ کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ بچہ کا مال اس کے باپ کا مال ہے! چنانچہ ایک شخص اور اس کے والد نے حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں اپنا جھگڑا پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ مال اور بیٹا دونوں باپ کے ہیں! (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب

باپ پہلے مستطیع تھا اور اس کے ذمہ حج مستقر ہو چکا تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے بچہ کا مال بطور قرضہ لیا مگر بعض علماء نے اس حدیث کو اس کے ظاہر پر رکھا ہے۔ اور اس قسم کی بعض حدیثیں کتاب التجارہ (باب ۷۸ میں بھی) آئیگی۔ نیز اس حدیث کو اس صورت پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے کہ باپ کا جس قدر نان ونفقہ بچہ پر واجب تھا حج کا خرچہ اس سے زائد نہ ہو۔ (اس لیے وہ بطور اپنے خرچہ کے لے سکتا ہے) یا اس کو اس صورت پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ بچہ کے لیے مستحب ہے کہ وہ اپنے والد کو اپنا مال لینے دے۔ (واللہ العالم)۔

باب ۳۷

جو شخص پیدل چل کر حج کرنے کی منت مانے اور وہ چلتے ہوئے مقام "معبر" سے گزرے تو اس پر وہاں قیام کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے منت مانی ہے کہ وہ پاپیادہ حج کرے گا۔ چنانچہ اگر وہ پیدل چلتے ہوئے مقام "معبر" سے گزرے تو؟ فرمایا: اس پر لازم ہے کہ وہ وہاں کچھ قیام کرے۔ یہاں تک کہ اس مقام کو عبور کرے۔ (کتب اربعہ)

باب ۳۸

اگر حج واجب نہ بھی ہو تو پھر بھی مستحبی حج وعمرہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل اڑتالیس (۴۸) حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو چھوڑ کر باقی چالیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالاعلیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اس خانۂ خدا کا قصد کرے حج یا عمرہ کرتے ہوئے درانحالیکہ وہ تکبر سے مبرا ہو تو وہ اس طرح گناہوں سے نکل جائے گا جس طرح وہ شکم مادر سے باہر آیا تھا۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلاَ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلاَ اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى﴾ میں نے عرض کیا کہ تکبر کیا ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا تکبر یہ ہے کہ خلق سے غمص اور حق سے سفہ کیا جائے۔ راوی نے عرض کیا کہ غمص خلق اور سفہ حق کیا ہے؟ فرمایا: حق کو نہ پہچانے بلکہ الٹا اہل حق پر طعن وتشنیع کرے تو جو شخص ایسا کرتا ہے تو گویا وہ خدا سے اس کی چادر (کبریائی) چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حاجیوں کی تین قسمیں ہیں: (۱) ایک قسم وہ ہے جو جہنم سے آزاد ہوتی ہے۔ (۲) دوسری قسم وہ ہے جو گناہوں سے اس پر باہر آتی ہے جس طرح شکم مادر سے باہر آئے تھے۔ (۳) تیسری قسم وہ ہے جس کے مال اور عیال کی حفاظت کی جاتی ہے اور یہ کسی حاجی کی کمترین جزاء ہے۔ (الفروع، التہذیب، ثواب الاعمال، کذا عن ہشام بن الحکم عن الصادق علیہ السلام)

۳۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب لوگ بمقام منیٰ اپنی اپنی جگہ قیام پذیر ہوتے ہیں تو ایک منادی (منجانب اللہ) ندا دیتا ہے کہ اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ تم کس ذات کی بارگاہ میں اترے ہو تو تمہیں یقین ہو جاتا ہے کہ وہ مغفرت (گناہ) کے بعد (مال کا) عوض بھی ضرور دے گا۔

(الفروع، الفقیہ)

۴۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ علیہ السلام نے حج اور اس کی سختی کو ترک کر کے حج اور اس کی نرمی کو لازم پکڑ رکھا ہے؟ امام علیہ السلام تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ (یہ بات سن کر) اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! کیا تجھ تک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نہیں پہنچی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام عرفات پر ٹھہرے ہوئے تھے جب سورج ڈوبنے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلالؓ سے فرمایا: اے بلال! لوگوں سے کہو کہ وہ خاموش ہو جائیں۔ پس جب لوگ خاموش ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے آج کے دن تم پر احسان فرمایا ہے اور اس نے تم میں سے نیکوکاروں کو بخش دیا ہے اور ان کو بدکاروں کے حق میں سفارش کرنے کا حق دیا ہے پس تم اس حال میں واپس لوٹو کہ تمہاری مغفرت ہو چکی ہے۔ ابوحمزہ ثمالی کے علاوہ دوسرے راویانِ حدیث نے اس مقام پر یہ تتمہ بھی نقل کیا ہے: (تمہاری مغفرت ہو چکی ہے کے بعد فرمایا) سوائے ان لوگوں کے جن کی گردنوں پر لوگوں کے حقوق ہیں کیونکہ خداوند عالم عادل ہے وہ کمزور کا حق طاقتور سے لے کر رہے گا۔ پس جب مزدلفہ کی رات داخل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رات خدا سے دعا و مناجات کرتے رہے اور حقوق الناس میں گرفتار لوگوں کے لیے دعا و پکار کرتے رہے۔ پس جب وہاں وقوف فرمایا: تو بلالؓ سے فرمایا کہ لوگوں سے کہو کہ خاموش ہو جائیں چنانچہ جب لوگ خاموش ہو گئے تو فرمایا: تمہارے پروردگار نے تم پر اس دن یہ احسان کیا ہے کہ تمہارے نیکوکاروں کو بخش دیا ہے اور ان کو تمہارے بدکاروں کے حق میں سفارش کرنے کا حق دیا ہے۔ تم اس حالت میں واپس لوٹو کہ تمہارے گناہ معاف ہو چکے ہیں اور جن لوگوں کے ذمہ لوگوں کے حق ہیں ان سے بھی اپنی رضامندی کی ضمانت دی ہے۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

۵۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدا نے حج اور عمرہ کرنے والوں کو ضمانت دی ہے کہ اگر انہیں زندہ رکھے گا تو ان کو ان کے اہل و عیال تک پہنچائے گا اور اگر ان کو وفات دے گا تو ان کو جنت میں داخل کرے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج کا ثواب جنت ہے اور عمرہ ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ (الفروع)

۷۔ احمد بن محمد بن ابونصر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مسجد الحرام میں آپؑ سے دریافت کیا کہ سب سے بڑے وزر و وبال والا آدمی کون ہے؟ فرمایا: وہ ہے جو ان دونوں موقفوں یعنی عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کرے اور ان دو پہاڑیوں (صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی کرے۔ اس بیت اللہ کا طواف بھی کرے اور مقام ابراہیمؑ کے پیچھے نماز بھی پڑھے۔ اور پھر دل میں خیال کرے کہ خدا نے اسے نہیں بخشا۔ وہ سب لوگوں سے زیادہ صاحب وزر و وبال ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۸۔ سعد اسکاف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب حاجی حج کی تیاری کرتا ہے تو اس سلسلہ میں وہ جو قدم اٹھاتا ہے۔ خداوند عالم اس کے ہر ہر قدم پر دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں درج فرماتا ہے اور دس دس گناہ محو فرماتا ہے اور دس دس درجے بلند فرماتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنی تیاری سے فارغ ہوتا ہے اور سوار ہو کر گھر سے چل نکلتا ہے۔ تو سواری کے ہر قدم رکھنے اور اٹھانے پر اسی طرح برابر نیکیاں درج کرتا رہتا ہے اور برائیاں مٹاتا رہتا ہے۔ یہاں تک وہ مناسک حج سے فارغ ہو جاتا ہے اور جب مناسک حج سے فارغ ہو جاتا ہے تو خدا اس کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے اور ذی الحجہ، محرم، صفر اور ربیع الاول چار ماہ تک برابر اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیاں نہیں لکھی جاتیں۔[1] مگر یہ کہ وہ کسی ایسے گناہ کا ارتکاب کرے جو (دخول نار) کا موجب ہو۔ ہاں البتہ جب یہ چار ماہ گزر جاتے ہیں تو پھر عام لوگوں کے ساتھ مل جل جاتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۹۔ حسین بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ چار ماہ تک حاجی کے گناہ نہیں لکھے جاتے؟ فرمایا: خداوند عالم نے چار مہینے مشرکوں کے لیے مباح کئے ہیں۔

---

[1] اس سے کوئی کم عقل یہ نہ سمجھے کہ اسے گناہ کرنے کا پرمٹ مل گیا ہے۔ مطلب صرف یہ ہے کہ گناہان صغیرہ کے لکھنے میں قدرے نرمی برتی جاتی ہے اور اسی حدیث کے تتمہ میں وضاحت موجود ہے کہ اگر وہ کوئی ایسا گناہ (کبیرہ) کرے گا جو دخول نار کا موجب ہے تو وہ ضرور لکھا بھی جاتا ہے اور اس کی سزا بھی بھگتنی پڑتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

چنانچہ فرماتا ہے: ﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ﴾ (تم چار ماہ تک زمین میں گھومو پھرو) پھر بیت اللہ کے حجاج کے لیے چار ماہ تک گناہ معاف کر دے۔ (الفروع، الفقیہ، علل الشرائع، عیون الاخبار)

۱۰۔ علاء ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ حاجی جس کا حج (کسی وجہ سے) قبول نہیں ہوتا۔ اسے جو کمترین چیز دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے مال اور اہل وعیال کی حفاظت کی جاتی ہے! عرض کیا گیا کہ کس طرح حفاظت کی جاتی ہے؟ فرمایا: مطلب یہ ہے کہ ان میں وہی واقعہ رونما ہوتا ہے جو اس کی موجودگی میں واقع ہوتا تھا (اس کی عدم موجودگی کی وجہ سے کوئی نیا حادثہ رونما نہیں ہوتا)۔ (الفروع)

۱۱۔ عبدالخالق صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ارشادِ خداوندی ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ (جو اس میں داخل ہو جائے وہ مأمون ہو جاتا ہے) کے بارے مین سوال کیا؟ فرمایا: تو نے مجھ سے ایسی چیز کے متعلق سوال کیا ہے جس کے بارے میں کبھی کسی نے مجھ سے سوال نہیں کیا الامن شاء اللہ پھر فرمایا: جو شخص اس گھر (بیت اللہ) کا قصد کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہی وہ گھر ہے جس (کی زیارت کرنے کا) خدا نے حکم دیا ہے اور ہم اہل بیتؑ رسالت کو بھی اس طرح پہچانتا ہو جس طرح پہچاننے کا حق ہے تو وہ دنیا و آخرت میں امن وامان میں ہوگا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۱۲۔ داؤد بن ابو یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب لوگ مقام منٰی میں اپنی اپنی جگہ قیام پذیر ہو جاتے ہیں تو خداوند عالم کی جانب سے ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اگر تمہارا یہ ارادہ ہے کہ میں تم سے راضی ہو جاؤں؟ تو میں راضی ہوں۔ (الفروع)

۱۳۔ اسی سلسلۂ سند سے داؤد بن ابو یزید ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک حاجی کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اس وقت تک برابر اس پر حج کا نور برقرار رہتا ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۱۴۔ ابراہیم بن صالح ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج و عمرہ کرنے والے خدا کے مہمان ہوتے ہیں جب اس سے سوال کرتے ہیں تو وہ ان کو عطا کرتا ہے، اور جب اسے پکارتے ہیں تو وہ لبیک کہتا ہے۔ اور اگر یہ کسی کی سفارش کرتے ہیں تو وہ قبول کرتا ہے اور اگر خاموش رہتے ہیں تو وہ ابتداء کرتا ہے اور ان کو ایک درہم کے بدلے میں (جو اس سلسلہ میں وہ خرچ کرتے ہیں) ایک ہزار درہم دیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے خدا کی ضمانت میں

ہوتے ہیں۔ اگر حج و عمرہ کی طرف جاتے ہوئے مر جائیں تو خدا ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اگر احرام باندھ کر مر جائیں تو خدا ان کو لبیک کہتے ہوئے محشور کرے گا۔ اور اگر دو حرموں (حرم خدا مکہ۔ حرم رسولؐ مدینہ) میں سے کسی میں مر جائیں تو خدا انہیں اس حال میں محشور فرمائے گا کہ وہ امن و امان میں ہوں گے۔ اور اگر اس سفر سے واپسی پر مر جائیں تو خدا ان کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (الفروع)

۱۶۔ علی بن اسباط بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب لوگ بمقام منیٰ اپنی اپنی جگہ قیام پذیر ہو جاتے ہیں تو ایک منادی ندا دیتا ہے کہ (اے منیٰ) تیرے اہل آ گئے ہیں لہٰذا تو کشادہ ہو جا اور لوگوں کے لیے اپنے دروازے کھول دے۔ اور ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ تم کس کے ہاں اترے ہو تو تمہیں مغفرت کے بعد عوض کا بھی یقین ہو جاتا۔ (ایضاً)

۱۷۔ جندب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: حج کمزور آدمی کا جہاد ہے پھر امامؑ نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ہم کمزور ہیں۔ ہم کمزور ہیں۔ (ایضاً)

۱۸۔ زیاد قندی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مسجد الحرام میں ہوتا ہوں۔ اور لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ خانۂ خدا کا طواف کر رہے ہیں اور میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اس وجہ سے رنج و غم ہوتا ہے؟ فرمایا: اے زیاد! اس بات کی کوئی فکر نہ کر۔ مؤمن جب حج کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو وہ اپنے واپس لوٹنے تک برابر گویا طواف اور سعی میں مشغول ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جناب آدمؑ عرفات سے لوٹے تو راستہ میں ان سے ملائکہ ملے اور ان سے کہا: اے آدمؑ! آپ کا حج مبرور ہو! ہم نے آپ کے حج کرنے سے دو ہزار سال پہلے اس گھر کا حج کیا تھا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۰۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حج پر جاتے ہوئے یا واپس آتے ہوئے فوت ہو جائے وہ قیامت کی ''فزع اکبر'' (بڑی گھبراہٹ) سے محفوظ رہے گا۔

(الفروع، التہذیب، المقنعہ)

۲۱۔ غالب ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج اور عمرہ آخرت کے بازاروں میں سے دو بازار ہیں۔ ان میں کام کرنے والا خدا کے پڑوس میں ہوتا ہے۔ پس اگر وہ مدعا حاصل کرے (حج کرے) تو خدا اسے بخش دیتا ہے اور اگر موت اسے اپنے مدعا کو حاصل نہ کرنے دے (پہلے مر جائے) تو اس کا اجر خدا کے ذمہ لازم ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۲۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: حاجی تین قسم کے ہوتے ہیں نصیب کے لحاظ سے ان سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہے جس کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں اور خدا اسے فشارِ قبر سے بچا لے۔ اور دوسرا خوش نصیب وہ ہے جس کے گزشتہ سب گناہ معاف ہو جائیں اور وہ اپنی آئندہ زندگی میں از سرنو عمل بجا لائے۔ اور تیسرے درجہ کا حاجی وہ ہے جس کے مال اور اہل و عیال کی حفاظت کی جائے (اور اس کا حج قبول نہ ہو)۔ (ایضاً و قرب الاسناد)

۲۳۔ سلمہ بن محرز بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوالورد نے آپؑ سے عرض کیا: رحمک اللہ! اگر آپ اپنے جسم کو اس محمل سے آرام پہنچاتے تو اچھا نہ ہوتا (حج پر نہ جاتے؟) امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوالورد! میں چاہتا ہوں کہ منفعت کے ان مقامات پر حاضر ہوں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾ (تاکہ لوگ اپنی منفعت کے مقامات پر حاضر ہوں) کیونکہ جو شخص بھی ان مقامات پر حاضر ہوتا ہے۔ خدا اسے (دنیا یا آخرت میں) نفع ضرور دیتا ہے پس تم (جو مؤمن ہو) جب واپس لوٹتے ہو تو تمہارے گناہ معاف ہو چکے ہوں گے اور جب تمہارے غیر (جو مؤمن نہیں) واپس لوٹتے ہیں تو ان کے مال اور اہل و عیال کی حفاظت کی جاتی ہے۔ (الفروع)

۲۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: اصدق صدقہ سے ہے اور میں صالحین سے ہوں کا مطلب ہے کہ میں حج کرتا (یعنی اے کاش! میں صدقہ دیتا اور میں نے حج کیا ہوتا)۔ (الفقیہ)

۲۵۔ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ہر نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا سوائے اس نعمت کے جو جہاد یا حج میں صرف کی جائے۔ (ایضاً)

۲۶۔ فرماتے ہیں، مروی ہے کہ حج و عمرہ کرنے والے اس طرح واپس لوٹتے ہیں جس طرح وہ بچے پیدا ہوں۔ ان میں سے ایک تو بے گناہ بچپن میں مر جائے اور دوسرا جب تک زندہ رہے تو گناہ سے محفوظ رہے۔ (ایضاً)

۲۷۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں چھ شخصوں کی جنت کا ضامن ہوں۔ (۱) جو شخص صدقہ دے کر گھر سے نکلے اور مر جائے اس کے لیے جنت ہے۔ (۲) جو شخص کسی بیمار کی مزاج پرسی کے لیے نکلے اور مر جائے اس کے لیے جنت ہے۔ (۳) جو شخص جہاد راہِ خدا کے لیے نکلے اور مر جائے اس کے لیے جنت ہے۔ (۴) جو شخص حج کرنے کے لیے نکلے اور مر جائے اس کے لیے جنت ہے۔ (۵) جو شخص جمعہ پڑھنے کے لیے نکلے اور مر جائے اس کے لیے جنت ہے۔ (۶) جو شخص کسی مسلمان کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے کے لیے نکلے اور مر جائے اس کے لیے

جنت ہے۔ (ایضاً)

۲۸۔ ابان بن عثمان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حج کو حج کیوں کہا جاتا ہے؟ فرمایا: حج فلان کے معنٰی میں افلح فلاں (فلاں کامیاب ہوا) یعنی کامیاب آدمی کو حاجی کہتے ہیں۔ (علل الشرائع، معانی الاخبار)

۲۹۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا حاجی کو، اس کے گھر والوں کو، اس کے خاندان کو اور ہر اس شخص کو بخش دیتا ہے جس کے لیے حاجی ذی الحجہ کے باقیماندہ دنوں میں اور محرم وصفر اور ربیع الاول کے پہلے عشرہ میں مغفرت طلب کرے۔ (ثواب الاعمال)

۳۰۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جب حاجی مکہ میں داخل ہوتا ہے تو خداوند عالم دو فرشتوں کی اس کے ساتھ ڈیوٹی لگا دیتا ہے جو اس کے طواف، نماز اور سعی کی نگرانی کرتے ہیں پس جب وہ بمقام عرفات وقوف کرتا ہے تو وہ اس کے دائیں کاندھے پر ہاتھ مار کر کہتے ہیں کہ تیرے (وہ گناہ) جو گزر چکے ہیں ان سے تیری کفایت کر دی گئی ہے (بخش دیئے گئے ہیں) اب دیکھ کہ تو آئندہ کیا کرتا ہے؟ (ثواب الاعمال، المحاسن، التھذیب)

۳۱۔ علی بن ابوحمزہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج کمزور لوگوں کا جہاد ہے اور وہ (کمزور) لوگ ہمارے شیعہ ہیں۔ (ثواب الاعمال)

۳۲۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا حاجیوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟ فرمایا: بخدا ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور میں اس میں کوئی استثناء نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۳۳۔ حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے کہ آپؐ نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ جو شخص حج یا عمرہ کے لیے گھر سے نکلے تو اس کے واپس لوٹنے تک ہر ہر قدم کے عوض ایک ایک لاکھ نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک ایک لاکھ برائی مٹائی جاتی ہے اور ایک ایک لاکھ درجہ بلند کیا جاتا ہے اور اسے ایک ایک درہم کے عوض ایک ایک لاکھ درہم کا ثواب اور ایک ایک دینار کے عوض ایک ایک لاکھ دینار کا ثواب ملتا ہے اور اس سلسلہ میں واپس لوٹنے تک جو ایک ایک نیکی کرے گا اسے ایک ایک لاکھ نیکی کا ثواب ملے گا اور وہ خدا کی ضمانت میں ہوگا پس اگر وہ اسے وفات دے گا تو اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور اگر زندہ واپس لوٹائے گا تو اس حالت میں کہ اس کے گناہ معاف ہوں گے۔ اور اس کی دعا قبول ہوگی (پھر فرمایا) اس کی دعا کو غنیمت سمجھو کیونکہ خدا اس کی دعا کو رد نہیں کرتا کیونکہ وہ بروز قیامت ایک لاکھ

آدمی کی سفارش کرے گا۔ اور جو شخص اپنے (اپنی موت کے) بعد اپنے اہل وعیال میں سے حج یا عمرہ بجالانے والا کوئی شخص چھوڑ جائے گا تو اس (مرنے والے) کو اس حج وعمرہ بجالانے والے کے برابر اجر وثواب ملے گا۔ بغیر اس کے کہ اس کے اجر میں کوئی کمی واقع ہو۔ (ایضاً)

۳۴۔ ابوالجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ﴾ (خدا کی طرف بھاگو) کی تفسیر میں فرمایا: یعنی حج بیت اللہ کرو۔ (معانی الاخبار)

۳۵۔ کلیب اسدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ کے شیعہ کہتے ہیں کہ حاجی کے اہل وعیال اور اس کا مال سب خدا کی ضمانت میں ہوتے ہیں اور اس کی عدم موجودگی میں خدا اس کا قائم مقام ہوتا ہے حالانکہ میں دیکھتا ہوں کہ جب وہ حج پر چلا جاتا ہے تو اس کے اہل وعیال میں کئی حادثے رونما ہوتے ہیں تو ایسا کیوں ہے؟ امامؑ نے فرمایا: خدا ان باتوں میں اس کا قائمقام ہوتا ہے جن کو وہ انجام دیتا تھا لیکن وہ حوادث جن کو وہ اپنی موجودگی میں نہیں روک سکتا تھا۔ وہ اب بھی رونما ہو سکتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۶۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی بندۂ مؤمن (حج کی) تیاری شروع کرتا ہے تو اس کے ہر ہر قدم اٹھانے اور رکھنے پر ایک ایک نیکی اس کے نامۂ اعمال میں درج کی جاتی ہے اور وہ جب اس سفر مبارک پر روانہ ہو جاتا ہے تو اس کا اونٹ جب کوئی قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو خدا اس کے لیے ایک ایک نیکی لکھ دیتا ہے یہاں تک کہ جب مناسک حج ادا کر چکتا ہے تو (بقیہ) ذی الحجہ، محرم اور صفر میں اس کے لیے نیکیاں تو لکھی جاتی ہیں لیکن اس کی کوئی برائی نہیں لکھی جاتی مگر یہ کہ کسی گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرے۔ (المحاسن)

۳۷۔ وشاء حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب حاجی مقام منیٰ سے واپس لوٹتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے دونوں کاندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر اس سے کہتا ہے: از سرِ نو عمل کر۔ (ایضاً)

۳۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا کہ حج وعمرہ فقر وفاقہ اور گناہ وعصیان کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کرتی ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۹۔ کنانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ حج کا تذکرہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا ہے کہ حج دو جہادوں میں سے ایک جہاد ہے اور یہ کمزوروں کا جہاد

ہے۔ اور ہم کمزور ہیں۔ (التہذیب)

۴۰۔ جناب عیاشی باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حاجی کبھی "املاق" میں مبتلا نہیں ہوتا۔ راوی نے عرض کیا کہ "املاق" کیا ہے؟ فرمایا: فقر وفاقہ! چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ (فقر وفاقہ کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو)۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱و۲و۴و۵ اور اس سے قبل باب ۲ از مواقیت، باب ۱۱ از صوم مندوب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ میں اور اقسام حج باب ۲ اور باب ۱و۲ از آداب سفر میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

مؤمنین کو حج کرانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی دیلمی (جو کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے غلام ہیں) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص تین مؤمنوں کو حج کرائے تو گویا اس نے اپنی جان قیمت ادا کر کے خدا سے خریدی ہے۔ اور خدا اس سے پوچھ گچھ نہیں کرے گا کہ تو نے مال کہاں سے حاصل کیا تھا؟ (الخصال، عیون الاخبار، الفقیہ) حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ اس کے مال میں جو مشتبہ مال ہوگا اس کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا اور خود معاوضہ دے کر اس کے طلبگاروں کو راضی فرمائے گا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ و ۲۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۰

حج کی نیت میں اخلاص کا ہونا واجب ہے اور اگر ریاکاری کا قصد کیا جائے تو حج باطل ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن خارجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج کی دو قسمیں ہیں: ایک خدا کے لیے۔ دوسری لوگوں کے لیے۔ پس جو شخص خدا کے لیے حج

کرے گا تو اس کا ثواب خدا کے ذمے ہوگا جو کہ جنت ہے اور جو لوگوں کے لیے کرے گا تو اس کا ثواب بروز قیامت لوگوں کے ذمہ ہوگا۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ سیف تمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص محض خدا کی خوشنودی کے لیے حج کرے اور اس کا مقصد ریا وسمعہ نہ ہو تو یقیناً خداوند عالم اس کو بخش دے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (مقدمۃ العبادات باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۲ اور جہاد النفس باب ۴۸ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

چند مستثنیٰ صورتوں کے سوا عام حالات میں مستحبی حج کو دوسری مستحبی عبادات پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو لوگ قبروں میں ہیں وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اے کاش ان کو تمام دنیا و مافیہا کے عوض ایک حج نصیب ہو جاتا۔ (التہذیب والفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن یحییٰ کاہلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حج کا تذکرہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج دو جہادوں میں سے ایک ہے اور یہ کمزوروں کا جہاد ہے اور ہم کمزور ہیں۔ آگاہ باشید کہ کوئی چیز حج سے افضل نہیں ہے۔ مگر نماز۔ اور یہاں حج میں نماز ہے مگر تمہارے ہاں نماز میں حج نہیں ہے۔ جب تم قدرت رکھتے ہو تو حج کو ترک نہ کرو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس میں تمہارے سر (کے بال) پراگندہ، بدن کا چمڑا کھردرا ہو جاتا ہے اور تم عورتوں کی طرف نظر کرنے سے بھی باز رہتے ہو۔ (فرمایا) ہم لوگ حج کے قریب ہیں اور ہمارے ہاں پانی کا بھی (مکہ تک) برابر انتظام ہے۔ اس کے باوجود ہم پر حج شاق گزرتا ہے چہ جائیکہ تم کہ جو دور دراز شہروں میں رہتے ہو؟ کوئی بادشاہ ہے یا رعایا۔ جو بھی حج پر آتا ہے بڑی مشقت اور زحمت برداشت کرکے آتا ہے۔ کھانے یا پینے میں یا آب وہوا یا سردی اور گرمی میں لازماً تبدیلی واقع ہو جاتی ہے جس کے روکنے پر آدمی قادر نہیں ہوتا۔ اور یہی ارشاد خداوندی ہے کہ ﴿وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (یہ سواریاں تمہارے بوجھوں کو ایک شہر سے دوسرے تک اٹھا کر لے

جاتی ہیں جن تک تم سخت مشقت کے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے بے شک تمہارا پروردگار بڑا مہربان ہے)۔
(الفروع، علل الشرائع)

۳۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ ایک حج ان ستر غلاموں سے افضل ہے جو میرے پاس ہوں (اور ان کو راہِ خدا میں آزاد کردوں)۔ میں نے عرض کیا: آیا کوئی چیز حج کے برابر نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کوئی چیز اس کے برابر نہیں ہے۔ (پھر فرمایا) وہ ایک درہم جو حج میں صرف کیا جائے وہ اس دو ہزار درہم سے افضل ہے جو راہِ خدا میں خرچ کئے جائیں۔ (الفروع)

۴۔ ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی سفر سفر مکہ سے بڑھ کر گوشت، پوست، خون اور بالوں کے لیے ضرر رساں نہیں ہے اور کوئی بھی (حاجی) مشقت و زحمت کے بغیر حج تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ (لہٰذا جب اس میں مشقت زیادہ ہے تو پھر اس کا اجر بھی زیادہ ہی ہوگا)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حج نماز اور روزہ سے افضل ہے کیونکہ نمازی ایک ساعت کے لیے اہل و عیال سے الگ مصروف عمل ہوتا ہے اور روزہ دار صرف ایک دن۔ مگر حاجی بدنی زحمت برداشت کرتا ہے، جانی قربانی دیتا ہے، اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال سے عرصۂ دراز تک غائب رہتا ہے۔ حالانکہ اسے نہ کسی مال کے ملنے کی کوئی امید ہوتی ہے اور نہ ہی کاروبار (کے نفع کی توقع)۔ (الفقیہ)

۶۔ نیز فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ ایک نماز فریضہ بیس حجوں سے افضل ہے اور ایک حج اس سونے سے بھرے ہوئے کوٹھے سے افضل ہے جو سب کا سب راہِ خدا میں خرچ کردیا جائے۔ (ایضاً) حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں متحد ہیں (ان میں کوئی حقیقی اختلاف نہیں ہے) کیونکہ حج میں نماز بھی ہے مگر نماز میں حج نہیں ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے حج نماز سے افضل ہے۔ (جیسا کہ سابقہ حدیث میں وضاحت ہے) اور نمازِ فریضہ ان بیس حجوں سے افضل ہے جن میں نماز نہ ہو۔ (جیسا کہ دوسری حدیث میں وارد ہے)۔

۷۔ سیف تمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجدؑ فرمایا کرتے تھے کہ حج نماز و روزہ سے افضل ہے تا آخر حدیث نمبر ۵۔ ہاں اس میں اس قدر اضافہ ہے۔ فرمایا: میرے والد ماجد یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص سے کوئی افضل نہیں ہے کہ جب لوگ بمقام عرفات کھڑے ہوں تو یہ اپنی اہلیہ کو دائیں بائیں کھینچ کرلے جا رہا ہو (تاکہ علیحدہ وقوف کرے) اور کشادہ جگہ پر رہ کر عام لوگوں کے ساتھ دعا و پکار بھی نہ کر سکے۔ (علل الشرائع)

مؤلفؒ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲ میں اور اس سے پہلے ج ا مقدمۃ

العبادات باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ میں) بیان کی جائینگی اور بعض عبادات کے استثناء پر بھی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

مستحبی حج کرنے کو اور اس کے اخراجات کو صدقہ دینے بلکہ کئی گنا دینے پر ترجیح دینا مستحب ہے اور واجبی حج سے صدقہ دینا مجزی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں ایک مالدار شخص ہوں۔ حج کرنے کے ارادہ سے گھر سے نکلا تھا۔ مگر (دیر سے پہنچنے کی وجہ سے) نہ کر سکا۔ تو آپؐ مجھے حکم دیں کہ میں کوئی ایسا کام کروں کہ حج کا ثواب حاصل ہو جائے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس کوہِ ابوقبیس کو دیکھ! اگر یہ سب سرخ سونے کا ہو جائے اور تیرے قبضہ میں ہو اور تو اسے راہِ خدا میں صرف کر دے تب بھی وہ ثواب تجھے حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو ایک حاجی کو ملتا ہے! پھر فرمایا: حاجی جب تیاری شروع کرتا ہے تو جب بھی اس سلسلہ میں کوئی چیز اٹھاتا ہے تو خداوند عالم اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس برائیاں مٹا دیتا ہے۔ اور اس کے دس درجے بلند کر دیتا ہے اور جب اپنے اونٹ پر سوار ہوتا ہے تو وہ جب بھی پاؤں زمین سے اٹھاتا ہے یا زمین پر رکھتا ہے تو اتنی ہی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور جب خانۂ خدا کے اردگرد طواف کرتا ہے تو اپنے گناہوں سے نکل جاتا ہے۔ اور جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تو اپنے گناہوں سے نکل جاتا ہے اور جب بمقام عرفات وقوف کرتا ہے تو پھر گناہوں سے خارج ہو جاتا ہے اور جب مشعر الحرام میں وقوف کرتا ہے تو گناہوں سے نکل جاتا ہے اور جب رمی جمرات کرتا ہے تو پھر ایک بار گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اس طرح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی موقف گنوائے کہ جب حاجی فلاں جگہ ٹھہرتا ہے تو گناہوں سے خارج ہو جاتا ہے۔[1] پھر فرمایا: (اے اعرابی) تم کس طرح اس ثواب کو حاصل کر سکتے ہو جو حاجی حاصل کرتا ہے؟ (یہ واقعہ بیان کر کے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ چار ماہ تک حاجی کے نامۂ اعمال میں گناہ نہیں لکھے

---

[1] جناب علامہ محسن فیض کاشانی لکھتے ہیں کہ چونکہ گناہوں کی کئی قسمیں ہیں لہٰذا ممکن ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہو کہ ان مختلف اعمال و مناسک کے ادا کرنے سے وہ مختلف قسم کے گناہوں سے نکلتا جاتا ہے۔ (الوافی)

جاتے۔ مگر یہ کہ کوئی گناہِ کبیرہ کرے ہاں البتہ برابر اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (التہذیب، المقنعہ)

۲۔ یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک نماز فریضہ بیس حجوں سے افضل ہے اور ایک حج اس ایک کوٹھے سے افضل ہے جو سونے سے بھرا ہوا ہو اور سب کا سب راہِ خدا میں صدقہ کر دیا جائے۔ (التہذیب)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: وہ ایک درہم جو حج میں خرچ کیا جائے وہ اس دو ہزار سے افضل ہے جو راہِ خدا میں صرف کیا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت مرتے وقت وصیت کر گئی کہ اس کے مال سے بقدر ادائیگی حج رقم مختص کر دی جائے۔ پھر پوچھا جائے کہ اگر اس رقم کا غریب و مسکین سادات میں صرف کرنا افضل ہو تو ان میں صرف کی جائے اور اگر حج افضل ہو تو پھر اس سے اس کی طرف سے حج کرایا جائے تو؟ فرمایا: اگر تو اس کے ذمہ حج فرض تھا تو پھر تو مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ اس رقم سے حج ہی کرایا جائے بجائے اس کے کہ اسے غریب سادات میں تقسیم کیا جائے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ ایک درہم جسے تم حج میں خرچ کرو وہ اس بیس ہزار درہم سے افضل ہے جو تم کسی برحق کام میں خرچ کرو۔ (الفروع)

۶۔ سعید سمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا حج کرنا افضل ہے یا صدقہ دینا؟ امام علیہ السلام نے تین بار فرمایا: صدقہ کس قدر اچھا ہے؟ میں نے عرض کیا: ان دو میں سے افضل کیا ہے؟ فرمایا: تمہیں کیا چیز مانع ہے کہ حج بھی کرو اور صدقہ بھی دو؟ میں نے عرض کیا کہ اگر اس کے پاس اس قدر مال نہیں ہے جس سے دونوں کام انجام دے تو؟ فرمایا: حج کے سلسلہ میں جہاں دس درہم خرچ کرنا چاہتا ہے وہاں صرف پانچ درہم خرچ کرے اور پانچ کا صدقہ دے یا حج کے مجموعی اخراجات میں کمی کرے اور باقیماندہ رقم صدقہ میں صرف کرے کہ اسے اس کا (دوہرا) اجر و ثواب ملے گا! عرض کیا: اگر ہم ایسا کریں تب تو بات ٹھیک ہے (مگر......؟) تین بار فرمایا: اور اس کے لیے حج کی مانند کہاں ہے؟ آدمی گھر سے نکلتا ہے اور کچھ مال خرچ کر کے جب مسجد الحرام پہنچتا ہے اور وہاں واجبی طواف کرتا ہے۔ پھر مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز (طواف) پڑھتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو اس کی بائیں جانب کھڑا ہو جاتا ہے۔ پس جب وہ یہ نماز پڑھ چکتا ہے تو وہ اس کے کاندھے پر ہاتھ مار کر کہتا ہے اے فلاں! تیرے جو گزشتہ گناہ تھے وہ سب تو

معاف ہو گئے ہیں اب آئندہ کے لیے از سر نو عمل کر (یا دوسرے نسخہ کی بنیاد پر آئندہ کے لیے کدو کاوش کر)۔ (ایضاً)

۷۔ ابراہیم بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک سال میں حج کرتا ہوں اور ایک سال میرا شریک کار کرتا ہے؟ فرمایا: اے ابراہیم! تجھے (ہر سال) حج کرنے سے کیا امر مانع ہے؟ عرض کیا: فراغت نہیں ہے۔ میں آپؑ پر قربان! اگر میں حج کے عوض ہر روز پانچ سو درہم صدقہ دے دوں تو؟ فرمایا: حج کرنا افضل ہے! عرض کیا: اگر ایک ہزار درہم دے دوں تو؟ فرمایا: حج کرنا افضل ہے۔ عرض کیا: پندرہ سو دوں تو؟ فرمایا: حج کرنا افضل ہے۔ عرض کیا: دو ہزار دوں تو؟ فرمایا: کیا تیرے دو ہزار سے طواف کعبہ ہو جائے گا؟ عرض کیا: نہ! فرمایا: کیا تیرے دو ہزار سے صفا و مروہ کے درمیان سعی ہو جائے گی؟ عرض کیا: نہ۔ فرمایا: کیا تیرے دو ہزار سے وقوف عرفات حاصل ہو جائے گا؟ عرض کیا: نہ۔ فرمایا: آیا تیرے دو ہزار درہم سے رمی جمرات ہو جائے گی؟ عرض کیا: نہ۔ فرمایا: آیا تیرے دو ہزار سے تمام مناسک حج ادا ہو جائیں گے؟ عرض کیا: نہ۔ فرمایا: پس حج کرنا افضل ہے۔ (ایضاً)

۸۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک حج اس کوٹھے سے بہتر ہے جو سونے سے بھرا ہوا ہو۔ جو سب کا سب راہِ خدا میں صدقہ دے دیا جائے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص حج میں ایک درہم خرچ کرے وہ اس ایک لاکھ درہم سے افضل ہے جو کسی برحق کام میں صرف کیا جائے۔ (الفقیہ)

۱۰۔ نیز فرماتے ہیں: مروی ہے کہ ایک درہم جو حج میں صرف کیا جائے وہ اس ہزار درہم سے افضل ہے جو کسی اور کام میں صرف کیا جائے۔ اور پھر وہ ایک درہم جو امام برحق تک پہنچ جائے وہ اس ہزار درہم سے افضل ہے جو حج میں صرف کیا جائے۔ (ایضاً)

۱۱۔ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ وہ ایک درہم جو حج میں صرف کیا جائے وہ اس دو ہزار درہم سے افضل ہے جو راہِ خدا میں صرف کیا جائے۔ (ایضاً)

۱۲۔ عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ قصہ گو لوگ (مخالفین) کہتے ہیں کہ جب آدمی (فریضہ) حج ادا کر لے اور پھر (مستحبی حج کرنا چاہے تو اس سے) صدقہ دینا اور صلۂ رحمی کرنا افضل ہے؟ فرمایا: یہ غلط کہتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۳۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقی ” باسناد خود حسین بن عمرو سے اور وہ اپنے باپ (عمرو) سے اور وہ حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تمہارے پاس کوہِ ابوقبیس کے برابر سونا ہو جسے تم راہِ خدا میں صرف کردو تو یہ بھی (ثواب میں) حج کے برابر نہیں ہے اور وہ ایک درہم جو حاجی حج میں صرف کرتا ہے وہ اس دو ہزار درہم کے برابر ہے جسے راہِ خدا میں خرچ کیا جائے۔ (المحاسن)

۱۴۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہؒ باسناد خود عبداللہ بن عبدالرحمٰن اصم سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا (مستحبی) حج کرنا افضل ہے یا صدقہ دینا؟ فرمایا: اس ایک مسئلہ میں دراصل دو مسئلے ہیں یعنی (اس کی دو صورتیں ہیں) فرمایا: دیکھا جائے گا کہ کتنا مال آدمی کو حج کی سعادت تک پہنچا سکتا ہے؟ پس اگر تو اس قدر مال ہے جو حج تک پہنچا سکتا ہے تو پھر حج کرنا افضل ہے۔ اور اگر مال اس سے کم ہے تو پھر صدقہ دینا (افضل ہے)...... راوی نے عرض کیا: جہاد کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: جہاد اپنے وقت میں فرائض کے بعد تمام چیزوں سے افضل ہے لیکن جہاد نہیں ہوتا۔ مگر (نبی اور) امام کے ہمراہ۔ (کامل الزیارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۱ میں) گزر چکی ہیں نیز اس قسم کی بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں (باب ۲ از صدقہ میں) جو صدقہ کے بعض افراد کی افضلیت پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

غلام آزاد کرنے پر مستحبی حج کرنے کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ابراہیم بن میمون نے مجھے بتایا ہے کہ میں ابوحنیفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ ایک شخص حجۃ الاسلام کر چکا ہے اب اس کے لیے (مستحبی) حج کرنا افضل ہے یا غلام آزاد کرنا؟ انہوں نے جواب دیا کہ غلام آزاد کرنا (افضل ہے)...... حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بخدا اس نے غلط کہا ہے اور گنہگار ہوا ہے۔ فرمایا: حج کرنا غلام آزاد کرنے، غلام آزاد کرنے غلام آزاد کرنے (دس تک شمار کیا) سے افضل ہے۔ پھر فرمایا: افسوس ہے اس کے لیے۔ کسی غلام آزاد کرنے میں خانۂ کعبہ کا طواف کرنا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا، وقوف عرفات کرنا، سر منڈانا اور رمی جمرات کرنا ہے؟ اگر حقیقت اس طرح ہوتی جس طرح اس نے بیان کی ہے تو پھر تو لوگ حج کو معطل کر دیتے۔ اور اگر لوگ اس طرح کریں تو امام کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کو حج

کرنے پر مجبور کرے خواہ وہ اسے پسند کریں یا پسند نہ کریں کیونکہ یہ بیت اللہ لوگوں کے لیے ہی بنایا گیا ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں ایک بار (مستحبی) حج کروں تو یہ مجھے غلام آزاد کرنے، غلام آزاد...... (دس تک گنوائے) سے زیادہ پسند ہے۔ پھر فرمایا: غلام آزاد کرنے غلام آزاد کرنے...... (ستر تک گنوائے) سے ایک حج کرنا مجھے زیادہ محبوب ہے۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

۳۔ عمر بن یزید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک حج ستر غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ میں نے عرض کیا: آیا حج کے برابر کوئی بھی چیز نہیں ہے؟ فرمایا: (ہاں) کوئی چیز اس کے برابر نہیں ہے۔ اور ایک درہم جو حج میں صرف کیا جائے وہ اس دو ہزار سے افضل ہے جو راہِ خدا میں صرف کیا جائے۔ پھر فرمایا: میں کچھ اوپر ستر اونٹ اور کچھ اوپر دس گھوڑے گدھے لے کر نکلا ہوں۔ اور بہت سے سیاہ فام غلام خریدے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ (حجاج کی) تعداد بڑھاؤں اور مجھے مسلسل سرکہ اور زیتون کا تیل کھانے نے اذیت پہنچائی ہے یہاں تک کہ حمیدہ خاتون کے حکم پر مجھے ایک مرغی بھون کر کھلائی گئی تب کہیں جا کر میں صحیح حالت پر آیا ہوں۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک حج دس غلاموں (کے آزاد کرنے) سے افضل ہے۔ یہاں تک کہ ستر غلام شمار کئے۔ اور طوافِ کعبہ کرنا، اور اس کی دو رکعت نماز پڑھنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں حج کرنے کے لیے آیا ہوں؟ فرمایا: ٹھیک ہے! آیا تو جانتا بھی ہے کہ حاجی کے لیے کیا ثواب ہے؟ عرض کیا: نہیں! میں آپ پر قربان! فرمایا: جو شخص حج کے ارادہ سے آئے حتیٰ کہ جب مکہ میں داخل ہو تو تواضع اور فروتنی کے ساتھ داخل ہو۔ اور جب مسجد الحرام میں داخل ہو تو خوف خدا سے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے۔ بعد ازاں (خانۂ خدا کا) طواف کرے اور دو رکعت نماز (طواف) پڑھے تو خداوند کریم اس کے لیے ستر ہزار نیکیاں لکھتا ہے۔ اور ستر ہزار برائیاں مٹاتا ہے، اور ستر ہزار درجے بلند کرتا ہے اور اسے ستر ہزار حاجتوں میں سفارش کرنے کا حق دیتا ہے۔ اور اسے ایسے ستر ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے کہ جن میں سے ہر ایک غلام کی قیمت دس ہزار درہم ہو۔

(ثواب الاعمال)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا حج کرنا افضل ہے یا غلام آزاد کرنا؟ فرمایا: حج کرنا افضل ہے؟ عرض کیا: آیا حج افضل ہے یا دو غلام آزاد کرنا؟ فرمایا: حج کرنا افضل ہے۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں برابر غلاموں کی تعداد بڑھاتا گیا۔ اور امامؑ برابر یہی کہتے گئے کہ حج افضل ہے۔ یہاں تک کہ میں تیس غلاموں تک پہنچ گیا؟ فرمایا: حج کرنا افضل ہے۔ (التہذیب، المقنعہ)

۷۔ عمر بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ ایک حج کرنا نوے غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۱ و ۴۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (طواف باب ۴ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

امام کے علاوہ کسی اور کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پر حج کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبید اللہ (عبداللہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے باپ نے آپ کے آباء طاہرین علیہم السلام سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ ان میں سے بعض کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہمارے شہروں میں ایک سرحدی چوکی ہے جسے ''قزوین'' کہا جاتا ہے اور وہاں ایک دشمن ہے جسے دیلم کہا جاتا ہے تو آیا حج کیا جائے یا سرحدی چوکی کی حفاظت کی جائے؟ فرمایا: تم اس (خانۂ خدا) کو لازم پکڑو اور اس کا حج کرو۔ اس نے تین بار اس سوال کا تکرار کیا اور امامؑ نے ہر بار یہی فرمایا کہ تم اس گھر (خانۂ خدا) کو لازم پکڑو اور اس کا حج کرو۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: (ترے باپ نے سچ کہا ہے) ہاں یہ واقعہ اسی طرح ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں نے حج کرنے کو جہاد کرنے پر ترجیح دی ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ﴾ (کہ خدا نے اہل ایمان کی جان اور مال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے)۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: ذرا اس کے بعد والا حصہ بھی پڑھ۔ جہاں خدا فرماتا ہے: ﴿اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ......﴾ تا آخر آیت پڑھ کر فرمایا کہ جب ایسے اشخاص (ائمہ برحق) مل جائیں تو ان کے

ہمراہ ہو کر جہاد کرنا افضل ہے (ورنہ عام حالات میں جہاد کرنے سے حج کرنا افضل ہے)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۸ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲ از جہاد عدو میں) بیان کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

بقدر قدرت و طاقت حج و عمرہ کا تکرار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چونتیس حدیثیں ہیں جن میں سے گیارہ مکررات کو چھوڑ کر باقی تیئیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو محمد فراء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا کہ حج و عمرہ یکے بعد دیگرے برابر کرو کیونکہ یہ فقر و فاقہ اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کرتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا: حج اور عمرہ آخرت کے بازاروں میں سے دو بازار ہیں جو شخص ان کو لازم پکڑتا ہے وہ خدا کی ضمانت میں ہوتا ہے پس اگر وہ اسے زندہ رکھتا ہے تو اسے اس کے اہل و عیال تک پہنچاتا ہے۔ اور اگر اسے وفات دیتا ہے تو اسے جنت میں داخل کرتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ ابن (الو) الطیار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پے در پے حج و عمرہ کرنا فقر و فاقہ کو اور بری موت مرنے کو دفع کرتے ہیں۔ (الفروع)

۴۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ پہنچ کر صرف ایک بار حج کیا تھا مگر مکہ میں قیام کے دوران اپنی قوم کے ہمراہ متعدد بار حج کئے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ عبد اللہ بن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے دس حج کئے اور سب کے سب پوشیدہ طور پر کئے۔ ہر بار ''مازمین'' کے مقام سے گزرتے تھے اور وہاں اتر کر پیشاب کرتے تھے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۶۔ مگر عیسیٰ الفرا کی روایت میں جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیس حج کرنے کا تذکرہ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان (دس اور بیس حج والی) حدیثوں میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے کیونکہ اولاً تو مفہوم

عدد حجت نہیں ہے (یعنی دس عدد والی روایت زائد کی نفی نہیں کرتی) اور ثانیاً دس کا حصر نہیں ہے (کہ بس صرف دس حج کیے) جس شخص نے سو حج کیے ہوں۔ اس پر صادق آتا ہے کہ اس نے دس حج کیے ہیں۔[1]

۷۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا حضرت رسول خدا ﷺ نے حجۃ الوداع کے علاوہ بھی کوئی حج کیا تھا؟ فرمایا: ہاں۔ بیس حج اور کیے تھے۔ (اس طرح کل ہوئے اکیس (۲۱) حج)۔ (الفروع)

۸۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس ایک ایسی ناقہ (اونٹنی) تھی جس پر سوار ہو کر آپؑ نے بائیس حج کیے تھے اور آپؑ نے کبھی اسے تازیانہ نہیں مارا تھا تا آخر حدیث۔ (الاصول من الکافی)

۹۔ فضیل بن یسار امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسلسل تین سال حج کرے، اس کے بعد کرے یا نہ کرے وہ (اجر و ثواب میں) بمنزلہ اس شخص کے سمجھا جائے گا جو زندگی بھر ہمیشہ حج کرے۔ (الفروع)

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ **مد من الحج** (ہمیشہ حج کرنے والا) اس شخص کو سمجھا جائے گا کہ جب بھی رقم میسر آئے تو حج پر چلا جائے جیسے **مد من الخمر** (ہمیشہ شراب پینے والا) اسے سمجھا جائے گا۔ کہ جب بھی مل جائے تو پی لے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص حجۃ الاسلام بجا لاتا ہے تو جہنم کا پٹہ اس کی گردن سے اتر جاتا ہے اور جو شخص دو حج بجالاتا ہے تو وہ اپنی وفات تک برابر خیر و خوبی پر رہتا ہے اور جو شخص پے در پے تین حج بجالاتا ہے تو وہ اس کے بعد حج کرے یا نہ کرے وہ بمنزلہ ہمیشہ حج بجالانے والے کے ہے۔ (الفقیہ)

۱۲۔ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ جو شخص تین حج کرے وہ کبھی فقر و فاقہ میں مبتلا نہیں ہوتا۔ اور جس اونٹ پر تین حج کیے جائیں وہ جنت کے جانوروں میں سے ہوگا۔ (ایضاً)

---

[1] سرکار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اس طرح جمع بین الاخبار کی ہے کہ دس حج تو پوشیدہ طور پر کیے اور پوشیدہ اور غیر پوشیدہ دونوں ملا کر بیس حج کیے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ حج تو صرف دس ہی کیے ہوں مگر حج و عمرہ ملا کر بیس کیے ہوں۔ (مرآۃ العقول) .... اور جناب ملا محسن کاشانی ؒ نے اس طرح جمع کی ہے کہ ہجرت کے بعد دس حج کیے جبکہ ہجرت سے پہلے اور بعد میں مجموعی طور پر بیس حج کیے۔ (الوافی)۔ مگر روایت نمبر ۴ اس جمع کے منافی ہے۔ والاظہر ما افادۃ المجلسیؒ. واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۳۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص تین مؤمنین کو حج کرائے تو اس نے گویا قیمت ادا کر کے اپنی جان خدا سے خرید لی ہے اور خدا اس سے یہ سوال نہیں کرے گا کہ اس نے یہ مال کہاں سے کمایا تھا؟ اور جو شخص چار حج کرائے اسے کبھی فشارِ قبر نہیں ہوگا اور جب مرنے لگے گا تو خدا اس کی حجوں کو بہترین شکل وصورت دے کر اس کے سامنے پیش کرے گا جو قیامت تک قبر میں برابر نماز پڑھتی رہینگی اور اس کا ثواب اس حاجی کو دیا جائے گا اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اس نماز کی ایک رکعت کا ثواب آدمیوں کی ایک ہزار رکعت کے برابر ہے اور جو شخص پانچ حج کرے تو خدا اسے کبھی عذاب وعقاب نہیں کرے گا اور جو شخص دس حج کرے خدا اس کا کبھی حساب و کتاب نہیں لے گا۔ اور جو شخص بیس حج کرے تو وہ نہ جہنم کو دیکھے گا اور نہ ہی اس کی چیخ و پکار کو سنے گا۔ اور جو چالیس حج کرے اس سے کہا جائے گا کہ جس کی چاہے سفارش کرے (اور اسے جنت میں داخل کرے) اور اس کے لیے جنت کا ایک خصوصی دروازہ کھولا جائے گا جس سے وہ خود اور جن کی وہ سفارش کرے گا وہ داخل ہوں گے اور جو شخص پچاس حج کرے تو خداوند عالم اس کے لیے جنت عدن میں اتنا بڑا ایک شہر تعمیر کرے گا جس میں ایک ہزار چاند ہوں گے۔ جن میں سے ہر چاند میں ایک ہزار حور العین ہوں گی۔ اور ایک ہزار زوجائیں اور اسے جنت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیقوں میں قرار دیا جائے گا۔ اور جو شخص پچاس حج سے زیادہ کرے تو وہ ایسا سمجھا جائے گا کہ اس نے حضرت رسول خدا ﷺ اور آپؐ کے اوصیاء علیہم السلام کے ہمراہ پچاس حج کئے ہوں۔ اور یہ ان لوگوں میں سے ہوگا کہ جن کی خداوند عالم ہر جمعہ کو زیارت کرتا ہے (ان پر خصوصی نظر عنایت ڈالتا ہے) اور یہ اس جنت عدن میں داخل ہوگا جسے خدا نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے جسے (آج تک) نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی مخلوق مطلع ہوئی ہے اور جو کوئی اس سے بھی زیادہ حج کرے گا تو خدا اس کے لیے ہر حج کے عوض جنت میں ایک ایسا شہر بنائے گا۔ جس میں بہت سے کمرے ہوں گے اور ہر ہر کمرہ میں ایک ایک حور العین ہوگی۔ اور ہر ہر حور العین کے پاس تین سو ایسی کنیزیں ہوں گی جن کی مانند حسن و جمال کے پیکر کسی انسان نے نہیں دیکھے ہوں گے۔ (ایضاً)

۱۴۔ فرماتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ایک سال حج کرے اور دوسرے سال نہ کرے (یعنی ہر دوسرے سال کرے) تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جو ہمیشہ حج کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۵۔ فرماتے ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام ایک گھر (خانہ کعبہ) کے پاس ایک ہزار بار پیدل چل کر آئے یعنی سات سو بار حج کرنے کے لیے اور تین سو بار عمرہ کرنے کے لیے۔

(ایضاً وقصص الانبیاء راوندی)

۱۶۔ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے نو عمرے کئے اور آپ نے حجۃ الوداع (آخری حج) نہیں کیا۔ مگر یہ کہ اس سے پہلے کئی حج کئے (جب بھی تو اس کو آخری حج کہا گیا)۔ (ایضاً)

۱۷۔ عبداللہ بن احمد بن عامر طائی اپنے باپ (احمد) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک طویل حدیث کے اندر فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کتنے حج کئے تھے؟ فرمایا: پیدل چل کر سات سو حج کئے تھے۔ اور جب پہلا حج کیا تو ان کے ہمراہ صرد نامی (موٹے سر اور سفید پیٹ اور سبز پیٹھ والا) پرندہ تھا جو جنت سے ان کے ہمراہ آیا تھا۔ جو ان کو پانی کی راہنمائی کرتا تھا۔ چنانچہ "صرد" اور خطاف (چھوٹے پاؤں والا سیاہ رنگ کا پرندہ) کے کھانے کی ممانعت کی گئی ہے اور اسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ اہل آسمان میں سے سب سے پہلے کس نے حج کیا؟ فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار، الخصال)

۱۸۔ صفوان بن جمال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دو حج کرے وہ اپنی موت تک بخیر و خوبی رہتا ہے۔ (الخصال)

۱۹۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تین حج کرے تو وہ کبھی فقر و فاقہ میں مبتلا نہیں ہوگا۔ (ایضاً)

۲۰۔ عیسیٰ بن حمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی اونٹ پر سات حج کرے تو وہ جنت کے جانوروں میں سے ہوگا۔ (ایضاً)

۲۱۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص چار حج کرے اسے کیا اجر و ثواب ملے گا؟ فرمایا: اے منصور! جو شخص چار حج کرے گا اسے کبھی فشارِ قبر نہیں ہوگا تا آخر حدیث نمبر ۱۳۔ (ایضاً)

۲۲۔ ہارون بن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص ستر حج کرے تو خداوند عالم اس کے لیے جنت عدن میں ایک اتنا بڑا شہر بنائے گا جس میں ایک لاکھ چاند ہوں گے اور ہر چاند میں ایک حور ہوگی۔ اور ایک ہزار زوجہ۔ اور جنت میں حضرت رسول خدا ﷺ کے رفیقوں میں سے ہوگا۔ (ایضاً)

۲۳۔ علی بن حسن بن علی بن فضال اپنے باپ (حسن) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امام حسن

مجتبیٰؑ کی وفات کا وقت آیا۔ تو آپ رو پڑے۔ عرض کیا گیا: فرزند رسولؐ! آپ روتے ہیں؟ حالانکہ آپ کو حضرت رسول خداؐ سے قرابت قریبہ حاصل ہے۔ اور آپ کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے سو فرمایا؟ اور آپ نے بیس حج پیدل چل کر کئے ہیں؟ اور آپؑ نے تین بار راہِ خدا میں اپنا آدھا مال تقسیم کیا ہے۔ یہاں تک کہ ایک جوتا تک دے دیا؟ فرمایا: دو چیزوں کیلئے رو رہا ہوں: (۱) ھول مطلع (شدائد قیامت کا خوف)۔ (۲) اور دوستوں کی جدائی۔

(امالی شیخ صدوق۔ کتاب الزہد لحسین بن سعید۔ الاصول من الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۱ از مقدمۃ العبادات، اور یہاں باب ۳۲، ۳۳، ۳۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۶ و ۴۷ و ۴۹ و ۵۶ و ۶۷ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶

حج و عمرہ کا ہر سال بجالانا مستحب عینی ہے اور ان پر ہیشگی کرنا اور اگر چہ نیابۃً ہو مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنے نفس کو ہر سال بذات خود حج کرنے پر یا اپنے مال سے اپنے خاندان کے کسی آدمی کو حج کرانے پر آمادہ کر رکھا ہے! امامؑ نے فرمایا: آیا واقعاً تو نے ایسا عزم کر رکھا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: اگر ایسا کرو گے تو پھر مال کی کثرت کا یقین رکھو۔ یا (یوں فرمایا کہ) تمہیں مال و اولاد کی کثرت کی بشارت ہو۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۲۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہمیشہ حج و عمرہ بجالائے۔ فقر و فاقہ و بخار اس کے حلیف نہیں ہو سکتے (اس کے قریب نہیں آسکتے)۔ (الفروع)

۳۔ عذافر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تجھے ہر سال حج کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟ عرض کیا: اہل و عیال! فرمایا: جب مر جاؤ گے تو اہل و عیال کا کون (نگران) ہوگا؟ اپنے اہل و عیال کو سرکہ اور زیتون (سادہ غذا) کھلاؤ اور ہر سال ان کے ہمراہ حج کرو۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن جندب اپنے بعض آدمیوں سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

جو شخص ہر سال حج کرنے کی پوزیشن میں ہو مگر کسی سال نہ کرے تو وہ فرشتے جو زمین پر مؤکل ہیں ان فرشتوں سے کہتے ہیں جو پہاڑوں پر مؤکل ہیں کہ ہم نے فلاں شخص کی آواز نہیں سنی! وہ کہتے ہیں اسے تلاش کرو۔ چنانچہ وہ اسے تلاش کرتے ہیں مگر جب اسے نہیں پاتے تو بارگاہِ ایزدی میں عرض کرتے ہیں یا اللہ! اگر قرضہ نے اسے (حج سے) روکا ہے تو اس کا قرضہ ادا فرما، اگر کوئی مرض اسے مانع ہوا ہے تو اسے شفا عطا فرما، اگر فقر و فاقہ حائل ہوا ہے تو اسے تونگر بنا، اگر قید و بند رکاوٹ بنی ہے تو اسے رہائی نصیب فرما۔ اور اگر کوئی اور امر مانع ہوا ہے تو اسے رفع فرما۔ پس تمام لوگ اپنے لیے دعا کرتے ہیں مگر یہ فرشتے حج پر نہ جانے والے کے لیے دعا کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عیسیٰ بن ابومنصور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے عیسیٰ! اگر اس قدر ہمت رکھتے ہو کہ نمک کے ساتھ روٹی کھاؤ اور ہر سال حج کرو۔ تو ایسا کرو۔ (التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب عرفہ کی رات داخل ہوتی ہے تو خداوند عالم دو فرشتے بھیجتا ہے جو لوگوں کے چہرے غور سے دیکھتے ہیں۔ تو جب وہ اس شخص کو نہیں پاتے جو ہر سال حج کرنے کا عادی تھا تو ایک دوسرے سے کہتا ہے: اے فلاں! فلاں شخص نے کیا کیا؟ (کیوں نہیں آیا؟) دوسرا کہتا ہے خدا بہتر جانتا ہے پس ان میں سے ایک کہتا ہے: یا اللہ! اگر اسے فقر و فاقہ نے روکا ہے تو تُو اسے تونگر کر، اگر قرضہ نے روکا ہے تو تو اسے ادا کر، اگر بیماری نے روکا ہے تو تو اسے شفا عطا فرما اور اگر موت نے روکا ہے (مر گیا ہے) تو تو اس کی مغفرت فرما اور اس پر رحم کر۔ (الفقیہ)

۷۔ عبداللہ بن جعفر حمیری بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب محمد بن عثمان عمری (امام العصرؑ کے نائب خاص) کو فرماتے ہوئے سنا کہ کہہ رہے تھے: بخدا! صاحب الامرؑ موسم حج میں ہر سال تشریف لے جاتے ہیں اور لوگوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں اور لوگ ان کو دیکھتے تو ہیں مگر انہیں پہچانتے نہیں ہیں۔ (اکمال الدین)

۸۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ (ایک وقت آئے گا کہ) لوگ اپنے امامؑ کو غائب پائیں گے اور وہ موسم حج میں حج پر تشریف لے جائیں گے اور لوگوں کو دیکھیں گے مگر لوگ ان کو (پہچان کر) نہیں دیکھیں گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۷ اور ۵۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

مستحبی حج کرنے سے پیچھے رہنا مکروہ ہے اور اسے ترک کرنے کے لیے استخارہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص اپنی کسی حاجت کو حج پر ترجیح دے (اس کی خاطر حج پر نہ جائے) تو وہ دیکھے گا کہ اس کی حاجت برآری سے پہلے سر منڈانے والے (حاجی) واپس آجائیں گے۔(الفقیہ)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی کوئی بندہ حج سے رہ جاتا ہے تو یہ کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور جو کچھ خدا معاف کر دیتا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے؟ کہ اس سال حج پر نہیں گیا؟ میں نے عرض کیا کہ میرا فلاں قوم وقبیلہ سے ایک معاملہ تھا۔ اس میں مصروف رہا اور شاید اسی میں بھلائی ہو! فرمایا: نہ بخدا۔ خدا نے اس میں تیرے لیے کوئی بھلائی نہیں رکھی۔ پھر فرمایا: جب بھی کوئی اس گھر (خانہ کعبہ) سے روکا جاتا ہے تو یہ کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور جو کچھ خدا معاف کر دیتا ہے وہ زیادہ ہے۔(الفروع)

۴۔ سہل بن زیادہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ترک حج میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے۔(ایضاً)

۵۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود حجال سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حج کے لیے تیاری کرے مگر اس سے محروم رہ جائے تو یہ کسی گناہ کی وجہ سے محروم ہوا ہے۔(المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۸ و ۴۹ و ۵۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

حج ترک کرنے اور اسے مؤخر کرنے کے سلسلہ میں کسی سے مشورہ کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ مشورہ لینے والا کمزور ہی کیوں نہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک کمزور شخص نے مجھ سے حج کرنے کے متعلق مشورہ کیا۔ تو میں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ حج نہ کرے! (یہ سن کر) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ (اس غلط مشورہ کی وجہ سے) تجھے ایک سال تک بیمار رہنے سے کیا چیز بچائے گی؟ ساعہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں ایک سال تک بیمار رہا۔
(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ اپنے کسی بھائی کو حج کے مؤخر کرنے پر آمادہ کرو ورنہ اخروی (عذاب) کے علاوہ تمہیں دنیا میں کسی آزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ (لاحقہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۹

مالدار آدمی کے لیے ہر پانچ سال میں بلکہ ہر چار سال میں ایک بار حج کی طرف عود کرنا مستحب مؤکد ہے اور اس سے زائد عرصہ تک ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ذریح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو پانچ سال گزر جائیں جبکہ وہ مالدار بھی ہو۔ اور وہ خدا کا مہمان نہ بنے (حج پر نہ جائے) تو وہ (سعادت سے) محروم ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حمران حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے ایک منادی مقرر کیا ہے جو ندا دیتا ہے کہ ہر وہ شخص جس پر خدا نے احسان کیا ہو اور اسے رزق وسیع عطا فرمایا ہو مگر وہ ہر پانچ سال میں ایک بار بھی خدا کا مہمان بن کر اس سے زیادہ طلب کرنے کے لیے نہ جائے تو وہ محروم ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ خدائے جبار فرماتا ہے کہ میں نے جس بندہ پر احسان و انعام کیا ہے اور وہ ہر پانچ سال میں ایک بار بھی اس مکان میں میری زیارت کے لیے نہیں آتا۔ تو وہ محروم ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن الحسین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جب لوگ منیٰ میں جمع ہوتے ہیں تو ایک منادی (منجانب اللہ) ندا دیتا ہے کہ اے لوگو! اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ تم کس کے مہمان ہو تو تم کو (خرچہ کے عوض) مال کے ملنے کے علاوہ بخشش گناہ کا بھی یقین ہوتا۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بندہ جسے میں رزق وسیع عطا کروں اور پھر وہ ہر چار سال میں (ایک بار) میرا مہمان نہ بنے تو وہ محروم ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس موضوع پر عمومی دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۵ و ۴۷ میں گزر چکی ہیں) اور بعض اس کے بعد (باب ۵۰ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۰

مستحب ہے کہ قرضہ لے کر بھی سنتی حج کیا جائے بشرطیکہ آدمی قرضہ ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور جس پر قرضہ ہو اس پر حج واجب نہیں ہے مگر یہ کہ قرضہ سے اس قدر مال بچ جائے جو حج کرنے کے لیے کافی ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو (۹) کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مقروض ہوں۔ آیا قرضہ لے کر (سنتی) حج کروں؟ فرمایا: ہاں۔ یہ اقدام ادائے دین کا بہترین ذریعہ ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مقروض ہے آیا اسے حج کرنا چاہیئے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ عقبہ (عقبہ) بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس سدیر صیرفی آئے اور کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تجھے سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو حج نہیں کرتا؟ قرضہ لے اور حج کر۔ (التہذیب)

۴۔ عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی پر حج کرنا واجب

ہے۔ اگرچہ اس پر قرضہ بھی ہو۔[1] (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الملک بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جس شخص کے ذمہ قرضہ ہو۔ آیا وہ قرضہ لے کر حج کرے؟ فرمایا: اگر وہ مالی طور پر صاحب جاہ و مرتبہ ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۶۔ ابو ہمام کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص مقروض ہے اور اسے کچھ رقم مل جاتی ہے۔ آیا اس سے قرضہ ادا کرے یا حج کرے؟ فرمایا: کچھ مال سے قرضہ ادا کرے اور کچھ سے حج کرے! عرض کیا: وہ رقم اس قدر ہے کہ اس سے صرف حج ہو سکتا ہے تو؟ فرمایا: ایک سال قرضہ ادا کرے اور ایک سال حج کرے! عرض کیا کہ اگر اسے حاکم کی طرف سے مال ملے تو؟ فرمایا: تمہارے لیے کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۷۔ موسیٰ بن بکر واسطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص قرضہ لے کر حج کرے تو؟ فرمایا: اگر اپنے پیچھے اس قدر مال (و جائیداد) چھوڑ جائے کہ اگر اُسے کوئی حادثہ پیش آ جائے (مر جائے) تو اس کا قرضہ ادا کیا جا سکے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۸۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جو کہ حجۃ الاسلام ادا کر چکا ہے آیا وہ قرضہ لے کر (مستحبی) حج کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ خدا اس کا قرضہ ادا کر دے گا انشاء اللہ۔ (الفروع، الفقیہ)

۹۔ معاویہ بن وهب ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ پر قرضہ ہے اور مجھے کچھ درہم مل جاتے ہیں پس اگر انہیں قرض خواہوں میں تقسیم کرتا ہوں تو باقی کچھ نہیں بچتا۔ آیا ان درہموں سے حج کروں یا قرض خواہوں میں تقسیم کروں؟ فرمایا: ان سے حج کر اور خدا سے دعا کر کہ وہ تیرے قرضہ کو ادا کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: ایسی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں جو موضوع کے بعض حصے پر دلالت کرتے ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] بظاہر اس سے مراد وہ صورت ہے کہ جب آدمی پر حج مستقر ہو چکا ہو تو اس صورت میں بہر حال حج کرنا واجب ہے اگرچہ قرضہ لینا پڑے یا یہ مستحبی حج پر محمول ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۵۱

کاروباری آدمی کے لیے مستحب ہے کہ جب بھی اسے کچھ نفع حاصل ہو تو وہ اس میں سے کچھ مال حج کے لیے الگ کر کے رکھ دے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر تم میں سے جب بھی کسی شخص کو (کاروبار سے) کچھ نفع حاصل ہوتا اور وہ اس میں سے حج کے لیے کچھ علیحدہ کر دیتا اور کہتا کہ یہ حج کے لیے ہے تو جب حج کا موسم آتا تو اس کے پاس بقدر حج رقم جمع ہو چکی ہوتی۔ اور وہ چلا جاتا۔ لیکن تم تو اس طرح کرتے ہو کہ جب تمہیں نفع حاصل ہوتا ہے تو تم اسے خرچ کر دیتے ہو۔ لہٰذا جب حج کا موسم آتا ہے تو تمہیں حج کا خرچہ اصل مال سے نکالنا پڑتا ہے جو تمہیں شاق گزرتا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۲

حج و عمرہ واجب ہو یا مستحب اس کے خرچہ کا بہر حال حلال ہونا واجب ہے ہاں البتہ ایک ظالم آدمی کے لیے انعامات سے حج کرنا جائز ہے جب تک بعینہٖ اس مال کے حرام ہونے کا علم نہ ہو۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہے کہ فرمایا جب کوئی بندہ حرام مال سے حج کرتا ہے (اور احرام باندھ کر) لبیک اللّٰھم لبیک کہتا ہے تو اسے ندا دی جاتی ہے: اے میرا بندہ! لاَ لبیک ولاَ سعدیک! (الفقیہ)

۲۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: ہم ایک ایسا خانوادہ ہیں کہ ہمارے صرورہ (پہلی بار حج کرنے والے) کا حج، ہماری عورتوں کا حق مہر اور ہمارے کفن ہمارے خاص پاک و پاکیزہ مال سے ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب جناب موسیٰ علیہ السلام نے حج کیا تو ان کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: اے جبرئیلؑ! جو شخص خالص نیت اور پاک مال کے بغیر حج

کرے اس کے لیے کیا (اجر) ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا: جب تک خدا سے نہ پوچھ لوں مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے! چنانچہ جب جبرئیلؑ لوٹ کر گئے تو خدا نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! موسیٰؑ نے تجھ سے کیا کہا ہے؟ حالانکہ خدا بہتر جانتا تھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ عرض کیا: انہوں نے مجھ سے پوچھا ہے کہ جو شخص سچی نیت اور پاکیزہ مال کے بغیر اس گھر کا حج کرے اس کے لیے کیا (اجر) ہے؟ ارشاد ہوا: ان کے پاس جاؤ۔ اور جا کر ان کو بتاؤ کہ میں اسے اپنا حق بخش دوں گا۔ اور (ان) لوگوں کو (جن کی اس نے حق تلفی کی ہوگی) انہیں اس سے راضی کروں گا۔ پھر جناب موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے جبرئیلؑ! جو شخص سچی نیت اور پاکیزہ مال سے حج کرے اس کا اجر کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے حسب سابق پھر خدا کی طرف رجوع کیا۔ خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ ان سے کہو کہ میں اسے رفیق اعلیٰ (جنت الفردوس میں) نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک بندوں کے ہمراہ رکھوں گا۔ اور یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس کی توجیہہ بعد ازیں بیان کی جائے گی (کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ اس کے بارے میں نہ یہ علم ہو کہ یہ بعینہ حرام ہے، نہ مقدار کا علم ہو اور نہ صاحب مال کا علم ہو اور پھر اس مال کا خمس بھی ادا کر دیا ہو)۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہو جو ظاہراً حلال ہے مگر واقع میں حرام ہے۔ یا اس سے وہ مال مراد ہے جس کے حرام ہونے کا شبہ ہے جیسے ظالم حکمران کے جوائز اور انعامات وغیرہ۔

۴۔ ابان بن عثمان احمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار چیزیں چار چیزوں میں جائز نہیں ہیں (۱) امانت میں) خیانت کرنا۔ (۲) غلول کرنا (قبل از تقسیم مال غنیمت سے چوری کرنا)۔ (۳) چوری کرنا۔ (۴) سود لینا۔ یہ (۱) حج۔ (۲) عمرہ۔ (۳) جہاد۔ (۴) اور صدقہ میں جائز نہیں ہیں۔ (الخصال، الفقیہ۔ امالی میں روایت باقرئ میں یوں وارد ہے کہ چار قسم کا مال چار چیزوں میں قبول نہیں ہے)۔

۵۔ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا: جو شخص مال حرام کمائے تو خدا تعالیٰ نہ اس کا صدقہ قبول کرتا ہے اور نہ غلام آزاد کرنا۔ اور نہ اس کا حج قبول کرتا ہے اور نہ ہی عمرہ اور خدا اس کے اجزاء کی تعداد کے مطابق اس کے نامۂ اعمال میں وزر و وبال لکھتا ہے اور (اس مال میں سے) جو کچھ اس کی موت کے بعد بچ جائے گا۔ وہ جہنم میں اس کا زاد ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

۶۔ حدید مدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حرام کاری سے اجتناب کر کے اپنے دین کی حفاظت کرو، تقیہ کر کے اور خدا کے ذریعہ سے (جابر) حکمران سے حاجت طلب کرنے سے بے نیازی اختیار کر کے دین کو تقویت پہنچاؤ۔ اور جان لو کہ جو بھی بندۂ مؤمن کسی (جابر) حکمران کے لیے یا جس سے اسے

اپنے دین کا اندیشہ ہے اس کے لیے اس کے مال ومنال میں طمع کرتے ہوئے تواضع کرے تو خدا اس حکمران کو اس پر ناراض کر دیتا ہے اور اسے اس پر مسلط کر دیتا ہے اور اسے اس کے حوالے کر دیتا ہے۔ پس اگر اس (مؤمن) کو اس (حکمران) کے مال سے کچھ مل بھی جائے تو خدا اس سے برکت کو اٹھا لیتا ہے اور اگر اسے حج وعمرہ یا غلام آزاد کرنے میں صرف کرے تو اسے اس پر اجر وثواب نہیں دیتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے اپنا زادِ سفر اپنی سواری پر لادا اور فرمایا: یہ وہ حج ہے جس میں کوئی ریا وسمعہ نہیں ہے! پھر فرمایا: جو شخص زادِ سفر مہیا کرے اور اس میں مال حرام ہو تو خدا اس کا حج قبول نہیں کرتا۔ (المحاسن)

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرعہ (سماعہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ اہل جبال میں سے ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص (جابر) حکمران کا کارندہ تھا اور اسے اس سے مال ومنال حاصل ہوا ہے اور وہ اس مال سے صدقہ دیتا ہے۔ صلۂ رحمی کرتا ہے یا حج کرتا ہے تا کہ اس سے اس کا وہ گناہ معاف ہو جائے جو اس نے یہ مال کما کے کیا ہے اور وہ یہ (آیت) پڑھتا ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں)۔ تو؟ امامؑ نے فرمایا: خطا خطا کا کفارہ نہیں بنتی۔ ہاں البتہ نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے۔ پھر امامؑ نے فرمایا: ہاں البتہ اگر حرام مال حلال کے ساتھ اس طرح گڈمڈ ہو جائے کہ حرام حلال سے ممتاز نہ ہو سکے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ بعینہ حرام کا پتہ ہو۔ نہ اس کی مقدار کا۔ اور نہ اس کے مالک کا اور پھر اس کا اس طرح خمس بھی نکال دیا ہو جس طرح خمس کی حدیثوں میں گزر چکا ہو۔ (تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۶ از صدقات میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ از تجارت میں) آئیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۳

حج کے اخراجات میں کمی کر کے حج کو آسان بنانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ربعی بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مکہ کے راستہ میں (سفر حج کے دوران) جب حضرت امیر علیہ السلام کی رکابیں ٹوٹ جاتی تھیں تو آپ کھجور کے پتہ سے انہیں باندھ دیتے تھے تا کہ اپنے اوپر حج کو آسان بنائیں۔ (الفروع)

۲۔ ایک بزرگ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس سے فرمایا: اے فلاں! حج میں اخراجات کم کر۔ اس طرح خوشی سے حج کرے گا۔ اور اخراجات زیادہ نہ بڑھا۔ ورنہ حج سے ملول خاطر ہو جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ سعید سمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: تمہیں حج کرنے اور صدقہ دینے سے کیا چیز مانع ہے؟ عرض کیا: مال اس قدر نہیں ہے! فرمایا: جب وہ حج میں دس درہم خرچ کرنا چاہتا ہے تو پانچ خرچ کرے اور پانچ کا صدقہ دے۔ الحدیث۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔ (وہاں رجوع کیا جائے)۔

باب ۵۴
حج کے ہدیہ کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج کا ہدیہ بھی حج ہی میں سے ہے۔ (الفروع)

۲۔ سہل بن زیاد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہدیہ بھی حج کے اخراجات میں سے ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مروی ہے کہ حاجی کا ہدیہ بھی حاجی کے اخراجات میں سے ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: ان حدیثوں سے دو میں سے ایک حکم مستفاد ہوتا ہے: (۱) حاجی کو کسی کے دفع ضرر کے لیے جو ہدیہ مجبوراً کسی کو دینا پڑتا ہے وہ استطاعت میں داخل ہے اور وجوب کی شرط ہے۔ (جب تک اس کا انتظام نہ ہو جائے حج واجب نہ ہوگا)۔ (۲) یا مطلب یہ ہے کہ حاجی کے لیے حتی الامکان برادران ایمانی کی خدمت میں بطور ہدیہ کچھ پیش کرنا مستحب ہے اور اس کا ثواب حج کے اخراجات کی مانند ہے۔

باب ۵۵
حج میں دل کھول کر خرچ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی خرچہ اس خرچہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں جو ارادۂ خرچ کیا جائے۔ خدا اسراف کو برا جانتا ہے سوائے اس کے جو حج وعمرہ میں کیا جائے۔ پس خدا اس بندۂ مؤمن پر رحم فرمائے جو پاک و پاکیزہ روزی کمائے اور بالارادہ خرچ کرے یا اپنے آگے کچھ مال بھیجے۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶
حج کے لیے ہر وقت آمادہ رہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سفر حج کے لیے محمل بنوائے وہ ایسا ہے جیسے اس نے راہِ خدا میں (جہاد کے لیے) ایک گھوڑا باندھا ہوا ہے۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ عیسیٰ بن ابومنصور بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے عیسیٰ! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ خدا تجھے اس حال میں دیکھے کہ ایک حج سے لے کر دوسرے حج تک تم حج کی تیاری میں مشغول ہو۔(الفروع)

باب ۵۷
مکہ سے نکلتے وقت دوبارہ حج پر آنے کی نیت کرنا مستحب ہے اور لوٹنے کی نیت نہ کرنا مکروہ ہے اور اگر حج کو معمولی سمجھ کر ایسا کیا جائے تو پھر حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اس حالت میں مکہ سے واپس لوٹے کہ

اگلے سال پھر حج کرنے کی نیت ہو۔ تو اس کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حسین الاحمسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس حال میں مکہ سے (واپسی کے لیے) نکلے کہ دوبارہ وہاں جانے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو گویا اس کی موت اور عذاب قریب ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں معلوم ہو چکا ہے کہ دوبارہ حج کرنے کا وجوب عینی تو ساقط ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ عذاب کی یہ وعید اس بات پر محمول ہے کہ یہ حج کو خفیف اور سبک سمجھ کر دوبارہ نہ آنے کی وجہ سے ہے۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو شخص دنیا و آخرت دونوں کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اس گھر (خانۂ کعبہ) کا قصد کرے (حج کرنے)۔ اور جو شخص مکہ سے لوٹتے وقت دوبارہ مکہ آنے کی نیت نہ کرے تو گویا اس کا مقررہ وقت (موت) اور عذاب قریب ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو حذیفہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ (سفر حج پر) جا رہے تھے کہ آپؑ نے فرمایا: تم یہ "ثافل" نامی پہاڑ دیکھ رہے ہو؟ ایک بار یزید بن معاویہ لعین نے رسمی طور پر حج کیا جب وہ واپس لوٹا تو اس نے شام جاتے ہوئے یہ شعر پڑھا تھا:

اذا تزکنا ثافلاً یمیناً = فلان نعود بعده سنینا

للحج و العمرة ما بقینا

جب ہم نے ثافل نامی پہاڑ کو اپنی دائیں جانب چھوڑا ہے تو ہم جب تک زندہ ہیں کئی سالوں تک حج و عمرہ کے لیے نہیں آئیں گے۔ تو خداوند قہار نے اس (طاغیہ) کی عمر کم کر دی اور اسے وقت سے پہلے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۹ اور مقدمۂ عبادات میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۸

عورت پر حج کے واجب ہونے میں محرم کا ہمراہ ہونا شرط نہیں ہے۔ ہاں البتہ اپنی جان کی امان ہونی چاہیئے اور اگر حج واجب ہو تو ولی کے لیے اسے روکنا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ عورت کے لیے مستحب ہے کہ حتی الامکان کسی محرم کو ہمراہ لے جائے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کو میرے کاروبار کا علم ہے (کہ شتربان ہوں) میرے پاس ایک عورت آتی ہے جس کے اسلام اور آپ سے اس کی محبت کو میں جانتا ہوں۔ مگر اس کے ہمراہ کوئی محرم نہیں ہے تو؟ فرمایا: جب کوئی مسلمان عورت آئے تو اسے سوار کرلے (اسے کرایہ پر اونٹ دے دے) کیونکہ ایک مؤمن مرد ایک مؤمنہ عورت کا محرم ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ (مؤمن مرد اور مؤمنہ عورتیں بعض بعض کے دوست ہیں)۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت حج کرنا چاہتی ہے مگر اس کے ہمراہ کوئی محرم نہیں ہے۔ آیا اسے حج کرنا چاہیئے؟ فرمایا: ہاں بشرطیکہ محفوظ و مأمون ہو۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کوئی عورت ولی کے بغیر حج کرسکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اگر قابل اعتماد لوگوں کے ہمراہ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۴۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا عورت شرعی ولی کے بغیر حج کرسکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر اس کا شوہر یا بھائی یا بھتیجا (وغیرہ) ہو۔ مگر وہ اس کے ہمراہ حج کرنے سے انکار کردے یا ان کے پاس مالی وسعت نہ ہو (اور اس وجہ سے ان پر حج واجب ہی نہ ہو) تو عورت کو (ہمت ہار کر) بیٹھنا نہیں چاہیئے اور ان لوگوں کو اسے روکنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

(التہذیب والفروع)

۵۔ ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ عورت بغیر ولی کے حج کرسکتی ہے؟ فرمایا: اگر اسے امن و امان ہو تو اپنے برادرِ مسلمان کے ہمراہ کرسکتی ہے۔ (التہذیب)

۶۔ عبدالرحمٰن بن حجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا عورت محرم کے بغیر حج کرسکتی ہے؟ فرمایا: ہاں جب کہ محفوظ ہو۔ اور محرم میسر نہ ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جس عورت نے ہنوز حج نہ کیا ہو اور اس کے پاس کوئی محرم نہ ہو اور نہ ہی شوہر ہو تو اگر وہ نیکوکار لوگوں کے ہمراہ حج کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(قرب الاسناد)

۸۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا عورت ولی کے بغیر سفر حج پر جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں جب محفوظ ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب او غیرہ میں) گزر چکی ہیں جو عمومی اعتبار سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۹

اگر عورت واجبی حج کرنے کے لیے جانا چاہے تو اس میں شوہر کی اجازت شرط نہیں ہے۔ ہاں البتہ مستحبی حج میں اس کی اجازت شرط ہے اور اولاد کے لیے مستحبی حج میں والدین سے اجازت لینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت ہے جس نے (باوجود واجب ہونے کے) تا حال حج نہیں کیا۔ اور ہے بھی شوہر دار مگر اس کے شوہر نے اسے اجازت نہیں دی۔ اور کہیں چلا گیا ہے تو آیا وہ (بغیر شوہر کی اجازت کے) حج کر سکتی ہے؟ فرمایا: حجۃ الاسلام کی ادائیگی میں اس پر شوہر کی اطاعت واجب نہیں ہے۔

(التہذیب والاستبصار۔ کذا فی الفروع عن ابی حمزہ عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مالدار عورت ہے جو حجۃ الاسلام کر چکی ہے وہ اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ مجھے اپنے مال سے حج کرا۔ آیا اس کا شوہر اسے روک سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اور وہ اس سے کہے کہ اس سلسلہ میں میرا وہ حق جو مجھے تجھ پر ہے وہ اس حق سے بہت بڑا ہے جو تجھے مجھ پر ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک صرورہ عورت ہے (جس نے پہلے حج نہیں کیا) اور اس کا شوہر ہے مگر وہ اسے حج کرنے کی اجازت نہیں دیتا تو؟ فرمایا: وہ (واجبی) حج کرے اگرچہ شوہر اسے اجازت نہ دے۔ (الفقیہ، الفروع)

۴۔ بروایت عبدالرحمن بن ابو عبداللہ اسی سوال کے جواب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ ضرور حج کرے اگرچہ اس کے شوہر کی ناک خاک میں رگڑی جائے۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک عورت پر حجۃ الاسلام واجب ہے مگر اس کا شوہر اسے روکتا ہے آیا اس پر رکنا واجب ہے؟ فرمایا: شوہر کو حجۃ الاسلام سے روکنے کا کوئی حق نہیں ہے اور

اگر وہ اس کی مخالفت کر کے چلی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (المقنعہ)

۶۔ جناب محقق حلیؒ بیان کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا: جہاں خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو وہاں کسی بھی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ (المعتبر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۰ میں) بیان کی جائیں گی اور اولاد کے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے مکروہ روزہ کے بیان میں (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶۰

مطلقہ عورت اپنی عدت کے اندر واجبی حج کر سکتی ہے اور طلاق رجعی میں شوہر کی اجازت کے بغیر مستحبی حج نہیں کر سکتی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مطلقہ عورت عدت کے اندر (واجبی حج) کر سکتی ہے۔ (الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مطلقہ عورت عدت کے اندر حج کر سکتی ہے؟ فرمایا: اگر "صرورہ" ہے (باوجود حج کے واجب ہونے کے ابھی تک نہیں کیا ہے) تو پھر کر سکتی ہے۔ اور اگر پہلے (فرض ادا) کر چکی ہے تو پھر عدت گزرنے سے پہلے نہ کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ مطلقہ عورت اپنی عدت کے اندر حج نہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سابقہ اور لاحقہ حدیثوں کے قرینہ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ طلاق رجعی کی عدت میں شوہر کی اجازت کے بغیر مستحبی حج نہیں کر سکتی۔

۴۔ ابو ہلال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس عورت کا شوہر مر جائے وہ عدت وفات میں حج و عمرہ کر سکتی ہے لیکن مطلقہ ایسا نہیں کر سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا يَخْرُجْنَ﴾ (مطلقہ عورتیں گھروں سے باہر نہ نکلیں) مگر یہ کہ اسے طلاق ہی سفر میں دی جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (کتاب العدت باب ۲۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء

اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۱
وفات کی عدت میں عورت حج کر سکتی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود داؤد بن حصین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جس کا شوہر مر جائے (آیا وہ حج کر سکتی ہے) فرمایا: ہاں اگر چہ وہ عدت کے اندر ہو حج کر سکتی ہے۔(التہذیب والفقیہ۔کذا عن زرارہ عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود عبداللہ بن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جس عورت کا شوہر مر جائے آیا وہ عدت کے اندر حج کر سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں کر سکتی ہے اور ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل بھی ہو سکتی ہے۔(قرب الاسناد)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد۔

باب ۶۲
مشاعر مقدسہ اور ان پہاڑیوں میں دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن فضال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص بھی ان پہاڑیوں (عرفات، مشعر الحرام اور منیٰ) میں کھڑا ہو کر (جو دعا کرتا ہے) اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے (فرق صرف اس قدر ہے کہ جو مؤمن ہیں ان کی دعا آخرت میں قبول ہوتی ہے اور جو کافر ہیں ان کی دنیا میں منظور ہوتی ہے۔(الفروع)

۲۔ حسن بن علی بن جہم حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ان پہاڑیوں پر کھڑا ہو کر دعا کرے خدا اس کی دعا ضرور قبول کرتا ہے۔ نیکوکار کی دنیا و آخرت دونوں میں اور بدکار کی صرف دنیا میں۔(ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ و ۳۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ از احرام حج میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۳

جو شخص چاہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اسے حج نصیب کرے اس کے لیے مستحب ہے کہ ہر تین دن میں ایک بار سورۂ حج اور سورۂ عم یتسائلون روزانہ ایک بار پڑھا کرے یا "ماشاء اللّٰہ" ایک ہزار پڑھے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر تیسرے دن ایک بار سورۂ حج کی تلاوت کرے تو سال ختم ہونے سے پہلے خدا اسے زیارت بیت اللہ نصیب کرے گا اور اگر سفر کے دوران مر گیا تو جنت میں داخل ہوگا۔ راوی نے عرض کیا: اگرچہ مخالف (حق) ہو تب بھی؟ فرمایا: اس کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ نیز انہی حضرت علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جو شخص بلا ناغہ ہر روز سورۂ عم یتسائلون کی تلاوت کرے تو سال ختم ہونے سے پہلے وہ بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

۳۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقی " فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص ایک ہی دفعہ (ایک نشست میں) ایک ہزار بار پڑھے: ﴿ماشاء اللّٰہ﴾ اسے اسی سال حج کی سعادت نصیب ہوگی اور اگر اس سال نہ کر سکا تو خدا اسے اس وقت تک زندہ رکھے گا کہ جب تک خدا اسے حج نصیب نہیں کرے گا۔ (المحاسن)

نیابتِ حج کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چھتیس (۳۶) باب ہیں)

باب ۱
نائب کے لیے بذاتِ خود حج کرنا مستحب ہے اور مستحب یہ ہے کہ آگے (کسی رکن میں) کسی اور کو نائب بنانے کی بجائے خود بجالائے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا اور آپؑ نے اسے تیس دینار عطا فرمائے کہ ان کے ساتھ اسماعیلؒ کی طرف سے حج کرے۔ اور امام نے عمرہ سے لے کر حج تک ہر ہر عمل کے بارے میں اس سے شرط مقرر کی کہ خود بجالائے۔ یہاں تک کہ وادیٔ محسر[1] میں سعی کرنے کی بھی شرط عائد کی۔ پھر فرمایا: اے فلاں! جب تم یہ سب اعمال بجالاؤ گے تو یہ اسماعیل کی طرف سے حج ہو جائے گا کہ اس نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔ اور تجھے بھی نو حجوں کا ثواب ملے گا کیونکہ تو نے اپنے جسم کو تعب و مشقت میں ڈالا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک (نیابتی) حج پانچ شخصوں کے ذمہ لگائی ہے اور ان سے کہا ہے کہ تم میں سے ہر ایک حج کرے! چنانچہ ایک شخص نے بجالایا ہے تو؟ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: وہ سب اجر و ثواب میں شریک ہیں! میں نے عرض کیا: حج کس کا ہوگا؟ فرمایا: جس نے سعی کی ہے اور سردی میں نماز پڑھی ہے۔ (الفروع)

۳۔ ابن مسکان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے (تبرعاً اور قربۃً الی اللہ) حج کرتا ہے۔ اسے کس قدر ثواب ملے گا؟ فرمایا: جو کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کرتا ہے۔ اسے دس حجوں کا ثواب ملے گا۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس صورت پر محمول ہے کہ جب یہ حاجی بلا معاوضہ محض قربۃً الی اللہ حج

---

[1] مشعر الحرام سے منیٰ جاتے ہوئے ایک وادی ہے جس سے گزرنا مستحب ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کرے۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حارث بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیٹی خود حج نہیں کرسکتی تھی اور مجھے حج کرنے کی وصیت کی تھی تو؟ فرمایا: اس کی طرف سے حج کر۔ وہ تمہارے اور اس کے لیے (ثواب کا باعث) ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ میری بیوی مرگئی اور اس نے حج نہیں کیا تھا تو؟ فرمایا: تو اس کی طرف سے حج کر۔ کہ وہ تمہارے اور اس کے لیے (باعث اجر وثواب) ہوگی۔ (الفقیہ)

۵۔ عمرو بن سعید ساباطی نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص کو ایک شخص نے وصیت کی کہ وہ اس کی طرف سے تین آدمیوں کو حج کرائے۔ آیا ان میں سے ایک حج وہ خود کرسکتا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں اپنے دستخطوں سے لکھا جسے میں نے پڑھا کہ ہاں اس کی طرف سے حج کرنا (جائز ہے) انشاء اللہ۔ تمہیں بھی اس کی مانند اجر وثواب دیا جائے گا بغیر اس کے کہ اس کے اجر وثواب میں کسی قسم کی کمی واقع ہو۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف سے (قربۃً الی اللہ) حج کرتا ہے۔ اسے کس قدر ثواب ملے گا؟ فرمایا: اسے دس حجوں کا ثواب ملے گا۔ اور اسے اور اس کے ماں باپ کو اس کے بیٹے، بیٹی کو، اس کے بھائی و بہن کو، اس کے چچا اور پھوپھی کو اور ماموں اور خالہ کو بخش دیا جائے گا۔ کیونکہ خدا بڑا (وسیع وکریم) ہے۔ (ایضاً)

۷۔ یحییٰ ازرق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے تو دونوں (ثواب میں) شریک ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب واجبی طواف کر چکے تو پھر شرکت ختم ہو جاتی ہے تو اس کے بعد جو کچھ عمل کرے گا اس کا ثواب صرف اسی حج کرنے والے کو ملے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں حج کرنے کی جو عمومی روایات پائے جاتے ہیں) اس موضوع پر دلالت کرنے والی حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جو شخص اپنے ذمہ حجۃ الاسلام کے مستقر ہونے کے بعد اس کی ادائیگی کی وصیت کر جائے تو واجب ہے کہ اس کے شہر سے حج کرایا جائے اور اگر ترکہ کافی نہ ہو تو پھر وہاں سے کرایا جائے جہاں سے کافی ہو اگرچہ میقات سے ہو اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب وصیت کرنے والا ایک مخصوص مقدار کی وصیت کر جائے اور وہ حج بلدی کے لیے کافی نہ ہو اور حج بھی مستحبی ہو۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن رئاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے حجۃ الاسلام (واجبی حج) کیا جائے مگر اس کا تمام ترکہ صرف پچاس درہم ہے تو؟ فرمایا: قریب سے اس کا میقاتی حج کرایا جائے یعنی جن مواقیت سے حضرت رسول خدا ﷺ نے احرام باندھا ہے وہاں سے کرایا جائے۔

(التہذیب، الاستبصار، قرب الاسناد، الفروع)

۲۔ عبداللہ بن بکیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے وصیت کی کہ اس کے مال سے اس کی طرف سے حج کرایا جائے مگر مال اس قدر نہیں ہے کہ اس کے شہر سے (بلدی) حج کرایا جائے تو؟ فرمایا: پھر اس مقام سے کرایا جائے جہاں تک اس مال سے کرایا جا سکتا ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مرتے ہوئے حج کرنے کی وصیت کر جاتا ہے تو اس کا حج کہاں سے کرانا چاہیے (اس کے بلد سے یا میقات سے؟) فرمایا: اس کا فیصلہ اس کے مال کی مقدار پر موقوف ہے اگر گنجائش ہو تو اس کے گھر سے کرایا جائے ورنہ کوفہ سے ورنہ مدینہ سے۔ (الفروع)

۴۔ زکریا بن آدم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مرتے ہوئے وصیت کر گیا کہ اس کی طرف سے حج کرایا جائے تو آیا جائز ہے کہ جس شہر میں اس کا انتقال ہوا ہے اس کے علاوہ کسی اور جگہ سے حج کرایا جائے؟ فرمایا: اگر اس کی رہائش میقات کے اس طرف (اندر) تھی تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابوسعید اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص نے بیس درہم مختص کر کے وصیت کی کہ اس کی طرف سے حج کرایا جائے تو؟ فرمایا: اس کی طرف سے کوئی شخص

وہاں سے حج کرے جہاں سے یہ درہم کافی ہوں۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۶۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اس (کوئی) شخص کے بارے میں جس نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے حج کرایا جائے مگر اس کا ترکہ اتنا نہیں ہے کہ کوفہ سے (بلدی) حج کرایا جاسکے؟ فرمایا: اس کا حج میقات کے اندر سے کافی ہے۔ (الفروع)

۷۔ جناب ابن ادریس حلیؒ کتاب مسائل الرجال سے اور اس کے مؤلف باسناد خود احمد بن محمد سے اور وہ چند مخصوص اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص (سفر حج کے دوران) راستہ میں مر گیا اور اس نے (اپنے ساتھی کو) وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرنا اور جو مال بچ جائے تو وہ تیرا ہے تو ہمارے اصحاب نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ میقات سے حج کرایا جائے۔ اس طرح کافی بچت ہو جائے گی اور بعض نے کہا ہے کہ وہاں سے کرایا جائے جہاں وہ فوت ہوا ہے؟ فرمایا: (ہاں) وہاں سے کرایا جائے جہاں وہ فوت ہوا ہے۔ (السرائر)

ویسے جناب ابن ادریسؒ نے سرائر کی کتاب الحج میں فرمایا ہے کہ واجب یہ ہے کہ مرنے والے کے شہر سے حج کرایا جائے۔ اس بارے میں اخبار متواترہ وارد ہوئے ہیں۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ جو شخص مر جائے اور صرف بقدر حج ترکہ چھوڑ جائے تو اس کی طرف سے قضا واجب نہیں ہے۔ اور ہم نے وہاں اس کی یہ توجیہہ بھی بیان کر دی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب حج مستقر نہ ہو۔ (ورنہ بہر حال قضا واجب ہو گی) جیسا کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے کہا ہے اور کچھ آئندہ باب الوصایا (باب ۳۷ و ۸۷ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جو شخص وصیت کر جائے کہ اس کی طرف سے ہر سال حج کرایا جائے اور وہ ہر سال کیلئے مال مختص کر جائے مگر وہ کافی نہ ہو تو پھر دو سال کے مال سے ایک حج کرایا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ علی بن محمد حضینی نے ان (امام حسن عسکری علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا کہ میرے چچا زاد بھائی نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے پندرہ دینار میں سے ہر سال حج کرایا جائے۔ مگر یہ رقم کافی نہیں ہے تو؟ آپ اس سلسلہ میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ دو حجوں کو ایک حج قرار دے۔ کیونکہ خداوند عالم اس چیز کو جانتا ہے۔
(التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۲۔ اسی سابقہ سلسلۂ سند سے مروی ہے: ابراہیم بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام حسن عسکری علیہ السلام) کی خدمت میں لکھا کہ اس کے موالی علی بن مہزیار نے وصیت کی ان کی ایک مخصوص جائیداد سے جس کا چوتھا حصہ انہوں نے آپ کے لیے قرار دیا۔ ہر سال بیس دینار صرف کرکے ان کی طرف سے حج کرایا جائے مگر بصرہ والا راستہ بند ہو جانے کی وجہ سے حج کے اخراجات دوگنے ہو گئے ہیں تو حج کے لیے بیس دینار کافی نہیں ہیں۔ اور یہی کیفیت آپ کے کئی موالیوں کی وصیت کی ہے (کہ ان کی مختص کردہ رقم حج کے لیے کافی نہیں ہے) تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ تین سال کی حج کی رقم دو سال کی حج پر صرف کی جائے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

باب ۴

جو شخص وصیت کرے کہ اس کی طرف سے حج کرایا جائے اور اس کی وصیت سے حج کا تکرار سمجھا جاتا ہو تو بقدر ثلث مال حج کرائے جائیں گے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حسن (حسین) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میں مجبور ہوا ہوں کہ آپ سے مسئلہ دریافت کروں! فرمایا: بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟ عرض کیا: سعد بن سعد نے مبہم سی وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرو۔ مگر صراحت نہیں کی۔ کہ کس قدر؟ اب معلوم نہیں کہ اس کی مراد کیا تھی؟ فرمایا: جب تک مال ہے برابر اس کی طرف سے حج کرایا جائے۔
(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ محمد بن حسن (حسین) بن ابو خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے مبہم وصیت کی کہ اس کی طرف سے حج کیا جائے۔ تو؟ فرمایا: جب تک اس کے مال کا ایک ثلث (۱/۳) باقی ہے۔ تب تک برابر حج کرایا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہ دونوں روایتیں نقل کرکے فرمایا ہے کہ ان میں دراصل کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ پہلی حدیث میں بھی (مطلق) مال سے مال کا ایک ثلث ہی مراد ہے۔

باب ۵

نیابتی حج کرنے والے شخص میں شرط ہے کہ خود اس پر حج واجب نہ ہو۔ اور اس شخص کا حکم جو اپنے اوپر حج واجب ہونے کے باوجود نیابتی حج کرے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن ابوخلف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا "صرورہ" (جس نے خود حج نہ کیا ہو) کسی میت کی طرف سے حج کر سکتا ہے؟ فرمایا: اگر تو اس کے پاس مال نہیں ہے جس سے حج کرے (یعنی اس پر حج واجب ہی نہیں ہے) تو پھر تو کر سکتا ہے۔ اور اگر اس قدر مال رکھتا ہے تو جب تک پہلے اپنے مال سے (اپنا) حج نہ کرے اس وقت تک دوسرے کی نیابت میں حج نہیں کر سکتا۔ اور وہ حج میت کی جانب سے بہرحال مجزی ہے۔ خواہ صرورہ کے پاس مال ہو یا نہ ہو۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ، الاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا کہ ایک شخص صرورہ مر گیا اور اس نے ہنوز حجۃ الاسلام نہیں کیا تھا جبکہ اس کے پاس مال تھا تو؟ فرمایا: اس کی طرف سے وہ "صرورہ" حج کر سکتا ہے جس کے پاس مال نہ ہو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث کے آخر میں جو وارد ہے کہ میت کی طرف سے بہرحال حج مجزی ہے۔ خواہ صرورہ کے پاس مال ہو یا نہ ہو؟ تو اس سے شاید مراد یہ ہو کہ جب میت کے وصی کو نائب کے بارے میں باوجود جستجو کرنے کے اصل صورت حال کا علم نہ ہو تو پھر اس نائب کا حج مجزی ہے اور دوسرا نائب بنانا ضروری نہیں ہے۔ اور بعض علماء نے یہ تاویل کی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب نائب کے اس قدر مال ہو۔ جو حج کی ادائیگی کے لیے کافی نہیں ہے۔

باب ۶

جب صرورہ پر اپنا حج واجب نہ ہو تو پھر اس کے لیے دوسرے کا نائب بننا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی صرورہ (جس نے خود پہلے حج نہ کیا ہو) کسی صرورہ کی طرف سے حج کر سکتا ہے۔

(التہذیبین، کذا عن زید الشحام عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ ابراہیم بن عقبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام محمد تقی علیہ السلام) کی خدمت میں لکھا کہ ایک صرورہ ہے جس نے کبھی حج نہیں کیا۔ آیا وہ ایک ایسے صرورہ کی طرف سے حج کر سکتا ہے جس نے کبھی حج نہ کیا ہو؟ آیا یہ حج ان دونوں کی (واجبی حج) حجۃ الاسلام سے مجزی ہوگا؟ میرے آقا یہ مسئلہ واضح فرمائیں انشاءاللہ؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: یہ حج مجزی نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے تو اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب (نائب) صرورہ کے پاس اپنا مال موجود ہو (جس کی وجہ سے اس پر حج واجب ہو)۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ صرورہ کا حج اس لیے مجزی نہ ہو کہ اسے حج کے افعال وارکان کا علم نہیں ہے مگر نظر بظاہر الفاظ مطلب یہ ہے کہ یہ ایک حج دونوں کی طرف سے مجزی نہیں ہے۔ (اگرچہ میت کی طرف سے مجزی ہے)۔

۳۔ بکر بن صالح کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ (سفر حج میں) میرا بیٹا میرے ہمراہ تھا۔ میں نے اسے حکم دیا کہ وہ میری والدہ کی طرف سے حج کرے۔ آیا اس کا حج مرحومہ کے حجۃ الاسلام کے لیے کافی ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: نہیں۔ بکر کا یہ بیٹا صرورہ تھا اور مرحومہ بھی صرورہ تھی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی تاویل وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے پانچ آدمیوں کو ایک حج دیا (ایک حج کی رقم دی) جسے ان میں سے ایک ادا کرتا ہے آیا سب کو اجر وثواب ملے گا؟ فرمایا: ہاں سب کو حاجی کا اجر وثواب ملے گا! عرض کیا: کس کو زیادہ ملے گا؟ فرمایا: جس نے سردی وگرمی برداشت کی ہے (جس نے حج ادا کیا ہے) اور اگر یہ لوگ صرورہ تھے تو پھر ان کی طرف سے مجزی نہ ہوگا۔ اور یہ حج اسی کا متصور ہوگا جو حج کرے گا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس مطلب میں صریح نہیں ہے کہ اس سے مراد نیابت ہے۔ علاوہ بریں (اگر نیابت مراد ہو) تو بھلا جس شخص نے حج کیا ہی نہیں نہیں۔ اس کی طرف سے اس شخص کا حج کس طرح مجزی ہوگا جس نے کسی اور کی نیابت میں حج کیا ہے؟ نیز اگر وہ حج تمام (پانچ) آدمیوں کی طرف سے مجزی نہیں ہے تو اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ ایک شخص کی طرف سے بھی مجزی نہیں ہے۔ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (اور سابقہ ابواب میں اور اس سے پہلے باب ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۷
اس شخص کا حج جو اپنے حج میں ایک جماعت کو شریک کرے!

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنے چار پانچ غلاموں کو اپنی ایک (مستحبی) حج میں شریک کرتا ہے تو؟ فرمایا: اگر سب کے سب صرورہ ہوں تو سب کو اجر ملے گا؟ اور ان میں سے جو حج کرے گا وہ اس کے حجۃ الاسلام سے مجزی نہ ہوگی اور حج اس کا ہوگا جو ادا کرے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حج کا ثواب کئی لوگوں کو ہدیہ کیا جائے۔ نہ یہ کہ سب کو نائب بنایا جائے۔

باب ۸
عورت مرد کی نائب بن کر اور مرد عورت کا نائب بن کر حج کر سکتا ہے
اور نائب بننے پر اپنے مال سے حج کرنے کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوایوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ہمارے خاندان کی ایک عورت ہے۔ جو اپنا حج کر چکی ہے۔ اس کے بھائی نے مرتے وقت اسے حج کرنے کی وصیت کی؟ وہ پوچھتی ہے کہ اگر وہ حج کر سکتی ہے تو اپنے بھائی کی طرف سے خود حج کرے کہ وہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اپنے بھائی کی طرف سے اسے حج کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر وہ مالدار ہے تو اگر (اپنے بھائی کے لیے) اپنے مال سے حج کرے تو یہ زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ (الفروع)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مرد عورت کی طرف سے یا عورت مرد کی جانب سے حج کر سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حکم بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص فوت ہو گیا ہے جس نے حج نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس نے حج کرانے کی کوئی وصیت کی ہے تو اس کے بعض رشتہ

داروں نے اس کی طرف سے کسی مرد یا عورت کو (مستحبی) حج کرایا تو؟ فرمایا: اگر حج کرنے والا صرورہ نہیں ہے تو یہ حج ان دونوں کی طرف سے اور خود حج کرانے والے کی طرف سے مجزی ہے۔ (الفروع)

۴۔ مصادف نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا کسی صرورہ مرد کی جانب سے عورت حج کر سکتی ہے؟ فرمایا: اگر وہ (اپنا) حج کر چکی ہے اور مسلمان اور فقہ دان ہے تو پھر کر سکتی ہے۔ کیونکہ (بعض) عورتیں مردوں سے زیادہ فقہ دان ہوتی ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا عورت اپنی بہن اور اپنے بھائی کی طرف سے حج کر سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اور (بلکہ) وہ اپنے باپ اور بیٹے کی طرف سے بھی کر سکتی ہے۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۶۔ حکم بن حکیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرد عورت کی طرف سے اور عورت مرد کی طرف سے اور عورت عورت کی طرف سے حج کر سکتی ہے۔ (التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بشیر نبّال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ماں حج کئے بغیر وفات پا گئی ہے؟ فرمایا: اس کی طرف سے کوئی مرد یا عورت حج کرے! میں نے عرض کیا کہ آپ کو کیا زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: مرد! (الفقیہ)

۸۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آدمی بھیج کر یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ایک عورت کی ماں ام ولد (کنیز) تھی (جو وفات پا گئی ہے) وہ عورت چاہتی ہے کہ اس کی طرف سے حج کرے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: آیا وہ اپنے بیٹے کی وجہ سے آزاد نہیں ہو گئی تھی؟ لہٰذا بے شک وہ اس کی طرف سے حج کرے (کہ بوجہ آزادی کے اس پر حج واجب تھا)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۱ و ۲۴ میں اور بچے کی نیابت کے بارے میں باب ۲۰ میں) گزر چکی ہیں۔ اور اس کے بعد کچھ ایسی حدیثیں بھی آئیں گی جو بظاہر ان کے منافی ہیں۔ اور وہ اس صورت پر محمول ہیں کہ جب عورت صرورہ ہو تو اس کی نیابت مکروہ ہے۔

باب ۹

صرورہ عورت کی حج میں نیابت مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ صرورہ مرد صرورہ مرد کی جانب سے حج کر سکتا ہے۔ مگر صرورہ عورت صرورہ مرد کی جانب سے حج نہ کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک صرورہ مرد وصیت کر گیا کہ اس کی طرف سے حج کرایا جائے تو آیا ایک عورت اس کی طرف سے حج کر سکتی ہے؟ فرمایا نہ۔ بھلا کس طرح عورت کا حج مجزی ہو سکتا ہے۔ جب کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہوتی ہے۔ چاہیئے کہ مرد مرد کی طرف سے اور عورت عورت کی طرف سے حج کرے۔ فرمایا: اور اگر مرد عورت کی طرف سے حج کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ گزشتہ اور آئندہ حدیثوں کے قرینہ سے اس ممانعت سے صرورہ عورت مراد ہے (اور وہ بھی کراہت کی حد تک)۔

۳۔ سلیمان بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک صرورہ عورت صرورہ عورت کی طرف سے حج کر سکتی ہے؟ فرمایا: اسے نہیں کرنا چاہیئے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پہلے (باب ۸ میں) بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور جواز پر بھی (باب ۸ اور اس سے پہلے باب ۲۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

جو شخص کسی کو حج کے لیے رقم دے اور اس سے کچھ رقم بچ جائے تو اس کا واپس لوٹانا واجب نہیں ہے اور جب وہ حج کرنے کا ضامن بن چکا ہے تو اس زائد رقم کو اپنے دوسرے ضروریات پر صرف کر سکتا ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص کو کچھ درہم دیے تا کہ وہ میری طرف سے (مستحبی) حج کرے پس ان میں سے کچھ درہم بچ گئے مگر اس نے مجھے واپس نہیں لوٹائے تو؟ فرمایا: وہ اسی کا مال ہے۔ شاید اس نے خرچہ میں اس لئے تنگی کی ہو تا کہ کچھ بچ رہے تو اس کے کام آئے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبداللہ قمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کو حج کے لیے روپیہ دیا جاتا ہے اور وہ کشادہ دستی سے خرچ بھی کرتا ہے مگر

پھر بھی اس سے کچھ روپیہ بچ جاتا ہے تو آیا اسے واپس کرے؟ فرمایا: نہیں۔ وہ اس کا اپنا مال ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۳۔ عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کچھ درہم لیتا ہے تاکہ ان سے کسی آدمی کا حج کرے آیا اس کے لیے جائز ہے کہ ان میں سے کچھ درہم حج کے علاوہ اپنی ذاتی ضروریات میں صرف کرے؟ فرمایا: جب وہ حج کرنے کا ضامن ہے تو پھر جس طرح چاہے ان میں تصرف کرے۔ ہاں اس پر حج کی ادائیگی واجب ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود ابوعلی احمد بن محمد بن مطہر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو لکھا کہ میں نے چھ آدمیوں کو ایک سو پچاس دینار دیے تاکہ ان سے حج کریں۔ پس وہ (حج کر کے) واپس بھی آگئے ہیں چنانچہ ان میں سے بعض آدمی میرے پاس آئے اور انہوں نے بتایا کہ ان کے پاس کچھ دینار بچ گئے ہیں اور وہ واپس کرنا چاہتے ہیں تو میں نے ارادہ کیا ہے کہ جو ہنوز میرے پاس نہیں آئے ان سے بھی مطالبہ کروں؟ امام علیہ السلام نے مجھے جواب میں لکھا کہ جو نہیں آئے ان سے تعرض نہ کر۔ اور جو آئے ہیں ان سے کچھ وصول نہ کر۔ (تمہارا جو) اجر وثواب ہے وہ خدا کی بارگاہ سے لازم ہو چکا ہے۔ (الفقیہ)

باب ۱۱

جو شخص کسی کو رقم دے کہ وہ فلاں شہر سے حج کرے مگر وہ کسی اور شہر سے کرے تو مجزی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود حریز بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو روپیہ دیا کہ وہ کوفہ سے حج کرے۔ مگر اس نے بصرہ سے حج کیا تو؟ فرمایا: اگر وہ تمام مناسک اور اعمال حج بجالائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس کا حج تام وتمام ہے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

باب ۱۲

جو شخص کسی کو رقم دے تاکہ وہ حج افراد بجالائے اور وہ حج تمتع بجالائے تو کافی ہے مگر یہ کہ اس پر حج افراد واجب عینی ہو۔ یا حج افراد و قرآن میں سے واجب تخییری ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر مرادی امامین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا

کہ ایک شخص نے ایک شخص کو کچھ درہم دے تا کہ وہ اس کی طرف سے حج افراد بجالائے آیا اس کے لیے جائز ہے کہ وہ حج تمتع بجالائے؟ فرمایا: ہاں اس نے تو زیادہ فضیلت والی قسم کی طرف عدول کیا ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حسن بن محبوب حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو کچھ درہم دیئے تا کہ اس کی طرف سے حج افراد بجالائے تو (وہ اس سے عدول کر سکتا ہے؟) فرمایا: وہ حج تمتع نہیں کر سکتا۔ وہ درہم دینے والے کی خلاف ورزی نہ کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب درہم دینے والا مکہ اور حرم کے اندر رہنے والا ہو۔ (کہ جس کا فرض تخییری افراد یا قرآن ہے)۔

باب ۱۳

جو شخص کسی کے پاس بطور امانت اپنا مال رکھے اور فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ حجۃ الاسلام ہو۔ اور امین کو اندیشہ ہو کہ مرحوم کے وارث اس کا حج ادا نہیں کریں گے تو اس پر لازم ہے کہ اس کی طرف سے حج کرے (یا کرائے) اور اگر کچھ مال بچ جائے تو اسے وارثوں کو لوٹائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید عجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے میرے پاس کچھ مال بطور امانت رکھا۔ اور پھر وہ فوت ہو گیا۔ اور اب اس کی اولاد کے پاس کچھ نہیں ہے۔ اور اس مرنے والے نے حجۃ الاسلام نہیں کیا تھا (باوجود واجب ہونے کے تو؟) فرمایا: اس کی طرف سے حج کر اور جو کچھ بچ جائے وہ ان لوگوں (اس کی اولاد) کو دے دے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (جیسے باب ۱۱ وجوب حج وغیرہ میں) کچھ اس قسم کی عمومی حدیثیں گزر چکی ہے جو اپنے عموم سے فی الجملہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جس کو حج کرنے کے لیے کچھ روپیہ دیا جائے وہ آگے کسی اور کو دے کر حج کرا سکتا ہے یا نہ؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عثمان بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے حج کرنے کے لیے روپیہ دیا گیا۔ اور اس نے وہ روپیہ کسی اور کو دے دیا (تا کہ وہ حج ادا کرے؟) فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب روپیہ دینے والے نے اس کی اجازت دی ہو (کہ خود کرے یا دوسرے سے کرائے ورنہ اصولی طور پر اس کا جواز مشکل ہے)۔

باب ۱۵

جب کوئی نائب احرام باندھنے اور حرم میں داخل ہونے کے بعد مر جائے تو منوب عنہ کی طرف سے حج مجزی ہے اور اگر کسی وجہ سے حج باطل کر بیٹھے تو میت کی طرف سے تو مجزی ہے مگر نائب پر اپنے مال سے اس حج کا اعادہ واجب ہے۔ اور اس صورت کا حکم کہ جب نائب احرام باندھنے اور حرم میں داخل ہونے سے پہلے مر جائے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص مرتے وقت حج کرانے کی وصیت کر جاتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص کو کچھ درہم اس لئے دیئے جاتے ہیں کہ وہ حج کرے۔ مگر وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہو جاتا ہے۔ پھر (وہ) درہم کسی اور کو دے جاتے ہیں تو؟ فرمایا: اگر وہ راستہ میں یا مکہ میں مناسک حج کی ادائیگی سے پہلے مر جائے تو پہلے (وصیت کرنے والے) شخص کی طرف سے کافی ہے! عرض کیا گیا کہ اگر وہ نائب اس طرح حج باطل کر بیٹھے کہ اس پر اگلے سال حج کا اعادہ واجب ہو جائے تو موصی کی طرف سے یہ حج مجزی ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا گیا: اس لیے کہ اجیر (نائب) حج کی ادائیگی کا ضامن ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی کی نیابت میں حج کرتا ہے مگر وہ کسی ایسے کام کا ارتکاب کرتا ہے کہ اس پر (بوجہ بطلان حج) اگلے سال حج واجب ہو جاتا ہے یا اس پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: وہ اصل (منوب عنہ) کی طرف سے تو حج تام و تمام ہے اور جس نے (غلط) کام کا ارتکاب کیا ہے اس کی تلافی وہ (اپنے مال سے) کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن عثمان سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو کچھ رقم دی کہ وہ اس کی طرف سے

حج کرے مگر وہ (نائب) فوت ہوگیا تو؟ فرمایا: اگر وہ ہنوز گھر سے نہیں نکلا تھا کہ فوت ہوگیا تو پھر تو مجزی نہیں ہے۔ اور اگر گھر سے نکل چکا تھا اور اثناءِ راہ میں فوت ہوا تو پھر مجزی ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب (احرام باندھ کر) حرم میں داخل ہو کر فوت ہو۔

۴۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کسی کی طرف سے حج کرنے روانہ ہوا اور اثناءِ راہ میں مرگیا؟ فرمایا: اس کا اجر و ثواب خدا کے ذمہ ہے لیکن اگر ہو سکے تو وصیت کر جائے کہ کوئی شخص اس کی سواری پر سوار ہو کر اور اس کا زادِ سفر استعمال کرے (یعنی اس کی طرف سے حج کرے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶ از وجوب حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الاجارہ میں آئینگی کہ اجیر جس قدر کام کر چکا ہو۔ اس کی نسبت سے وہ اجرت کا مستحق ہوتا ہے۔

باب ۱۶

حج کے تمام مقامات پر نائب کے لیے مستحب ہے کہ اپنے منوب عنہ (جس کا نائب ہے) اس کا نام لے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرے مگر ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص کسی کی طرف سے حج کرتا ہے اس پر کیا واجب (لازم) ہے؟ فرمایا: تمام مواطن و مقامات پر اس کا نام لے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنے بھائی یا باپ یا کسی اور عام آدمی کی جانب سے حج کرتا ہے۔ آیا اسے کچھ کہنا بھی چاہیئے؟ فرمایا: ہاں۔ احرام باندھ کر یہ کہے: ﴿اللّٰهم ما اصابنی فی سفری هذا من تعب او بلاء او شعث فأجر فلاناً فیه و أجرنی فی قضائی عنه﴾ (یا اللہ! مجھے اس سفر کے دوران جو کچھ تھکاوٹ یا کوئی تکلیف و زحمت ہوئی ہے اس کا فلاں کو اجر دے (کہ رقم اس کی ہے) اور مجھے بھی اجر دے کہ میں اس کی طرف سے یہ فریضہ انجام دے رہا ہوں۔

(کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مثنیٰ بن عبد السلام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جو شخص کسی کی نیابت میں حج کرتا ہے۔ آیا وہ اسے تمام مقامات پر یاد کرے؟ فرمایا: اگر چاہے تو کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ خدا تو بہر حال جانتا ہے کہ یہ اس کی جانب سے حج کر رہا ہے۔ ہاں البتہ قربانی کرتے وقت اسے ضرور یاد کرے۔ (التہذیب، والاستبصار، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بزنطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کر رہا ہے۔ آیا اس کا نام لے؟ فرمایا: خدا پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب عبد اللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص قربانی کرتے وقت اس شخص کی بجائے جس کی طرف سے قربانی کر رہا ہے غلطی سے کسی اور شخص کا نام لے لے تو؟ فرمایا: ہاں قربانی اس کی سمجھی جائے گی جس کی طرف سے نیت کر کے کی تھی (سبقت لسانی سے کسی اور کا نام لینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۸ میں یہاں) اور باب ۲۹ از ذبح میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

جو شخص کسی کی طرف سے حج کر رہا ہے اس کے لیے ایک ہی قربانی کافی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب طبرسیؒ باسناد خود محمد بن عبد اللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت صاحب العصر والزمان علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص کسی کی نیابت میں حج کر رہا ہے آیا احرام باندھتے وقت اسے اس کا نام لینے کی ضرورت ہے یا نہ؟ اور آیا وہ دو قربانیاں دے کہ ایک منوب عنہ کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے یا ایک ہی قربانی کافی ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اس شخص کا ذکر کرنا ضروری ہے اور ایک ہی قربانی کافی ہے۔ اور اگر ایسا نہ کرے (اس کا ذکر نہ کرے) تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۹ از ذبح میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۱۸

جو شخص مکہ میں حاضر ہو اس کی نیابت میں (بلا عذر) طواف کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں جو وہاں سے غائب ہے اگر دس میل کے فاصلہ پر ہو تو اس کی نیابت میں جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں اس مرد و عورت کی جانب سے طواف کر سکتا ہوں جو کوفہ میں ہیں؟ فرمایا: ہاں! طواف کرتے وقت کہو: ﴿اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ﴾ (یہاں اس شخص کا نام لو جس کی طرف سے طواف کر رہے ہو)۔ (الفروع)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے باپ یا کسی اور رشتہ دار سے صلہ رحمی کرتے ہوئے اس کی طرف سے طواف کرے اسے مکمل طواف کا اجر ملے گا۔ اور اتنا ہی ثواب اس شخص کو ملے گا جس کی طرف سے کرے گا۔ مگر یہ شخص (ثواب میں) بڑھ جائے گا کیونکہ اس نے اس کی طرف سے طواف کر کے صلہ رحمی کی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابو نجران سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف سے نیابتی طواف کرتا ہے جبکہ دونوں مکہ میں موجود ہیں تو؟ فرمایا: نہ۔ ہاں البتہ اس کی طرف سے کرے جو مکہ سے غائب ہو۔ عرض کیا: کتنی مسافت پر ہو؟ فرمایا: دس میل پر۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۱ و ۲۵ و ۲۶ میں یہاں۔ اور باب ۵۱ از طواف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

ایک نائب کے لیے ایک ہی سال میں دو واجبی حجیں لینا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ ایک حج اس کی (ضرورت) کے لیے کافی نہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بزیع (محمد بن اسماعیل) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یا امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان

سے پوچھے کہ ایک شخص کسی شخص سے ایک حج (اس کی رقم) لیتا ہے۔ مگر وہ اس کے لیے کافی نہیں ہے تو آیا کسی اور شخص سے ایک اور حج لے سکتا ہے! اور اس سے اپنے لیے وسعت پیدا کر سکتا ہے اور کیا وہ ایک حج دونوں کی طرف سے کافی ہوگی۔ یا دونوں کو اس میں شریک کرلے؟ اگر ہر ایک کے لیے کافی نہ ہو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یہ چیز پسند ہے کہ ایک حج صرف خالص ایک شخص کے لیے ہو۔ اور اگر ایک حج (کی اجرت تھوڑی ہے) یعنی کافی نہیں ہے تو پھر نہ لے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ بزنطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی آدمی سے (نیابتی) حج لیا۔ اور اس پر ڈاکہ پڑ گیا۔ (اجرتی رقم ضائع ہوگئی) تو اسے ایک شخص نے حج دے دیا تو یہ جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جائز ہے اور وہ حج وہ پہلے اور دوسرے آدمی کی طرف سے شمار ہوگا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب حج مستحبی ہو۔ اور دوسرے شخص نے جو اسے رقم دی ہے وہ ادائیگی حج کے لیے امدادی رقم ہے تاکہ اس کا ثواب صاحب مال کو ہدیہ کر دیا جائے۔ یا سخت ضرورت کی حالت کے ساتھ مخصوص ہے۔ جبکہ وہ آدمی اگلے سال (دوسرے آدمی کے لیے) حج کرنے کی ضمانت دے (ورنہ ایک سال میں ایک شخص دو واجبی حج کسی طرح بھی انجام نہیں دے سکتا!)۔

باب ۲۰

ناصبی کی جانب سے نیابتی حج کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ نائب کا باپ ہو۔ اور نہ ہی اس کے ہمراہ حج کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود وھب بن عبدربہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا آدمی ناصبی کی جانب سے حج کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ! عرض کیا: لیکن اگر وہ میرا باپ ہو تو؟ فرمایا: اگر وہ تمہارا باپ ہے تو پھر ہاں تو کر سکتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام حسن عسکری علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا (جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ) اگر کوئی شخص کسی ناصبی کی جانب سے حج کرے تو آیا اس پر کوئی گناہ ہے؟ اور آیا اس کا یہ حج اس ناصبی کو کچھ فائدہ دے گا یا نہ؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ نہ ناصبی کی طرف سے حج کیا جائے اور نہ ہی اس کے ہمراہ کیا جائے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۵ میں) بعض ایسی حدیثیں آئینگی جو اس کے جواز پر دلالت کرتی

ہیں اور منع والی حدیث باپ کے علاوہ دوسروں سے مخصوص ہے۔

باب ۲۱

جب نائب نیابتی حج سے فارغ ہو جائے تو پھر اپنے لیے اور دوسروں کے لیے طواف کر سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ بن ازرق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کسی کی طرف سے نیابتی حج کر رہا ہے۔ آیا وہ اپنے عزیز و اقارب کی طرف سے طواف کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب وہ مناسک حج سے فارغ ہو جائے تو پھر جو چاہے کرے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ ازرق سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص کسی انسان کی طرف سے (نیابتی حج کر رہا ہو۔ تو وہ دونوں (اجر و ثواب میں) شریک ہوتے ہیں۔ ہاں البتہ جب نائب (حج کے آخری عمل) فریضۂ طواف سے فارغ ہو جائے تو پھر یہ شرکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ جو عمل کرے گا۔ وہ اس کی اپنی طرف سے ہوگا۔ (الفقیہ)

باب ۲۲

اس شخص کا حکم جسے کچھ مال دیا جائے تا کہ وہ کسی آدمی کی طرف سے نیابتی حج کرے مگر وہ اس سے اپنے لیے حج کرے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی حمزہ اور حسین سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جسے کچھ مال اس لیے دیا گیا تھا کہ وہ کسی اور کی طرف سے حج کرے مگر اس نے اپنی طرف سے کیا؟ فرمایا: حج اس شخص کا سمجھا جائے گا جس نے مال دیا تھا۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کچھ رقم دی تا کہ وہ اس کی طرف سے حج کرے مگر اس نے اپنی طرف سے حج کیا تو؟ فرمایا: وہ حج صاحب مال کی طرف سے سمجھا جائے گا۔ (الفروع، الفقیہ)

(چونکہ یہ حدیث بظاہر خلاف قاعدہ ہے اس لیے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دو حدیثوں کی مستحبی حج سے تخصیص ممکن ہے۔ یا مطلب یہ ہوگا کہ وہ حج اس کی ذات کی طرف سے مجزی نہ ہوگا۔ بلکہ اس کا ثواب صاحب مال کو ملے گا۔ (مگر نیت کے بغیر اس کا واجبی حج کس طرح ادا ہو سکتا ہے؟)۔

باب ۲۳

جب کوئی نائب نیابتی حج کرنے سے پہلے مر جائے اور کچھ رقم نہ چھوڑ جائے یا حج کی رقم خرچ کر کے فقیر و نادار ہو جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ اپنے بعض آدمیوں سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی آدمی سے (نیابتی حج کے لیے) مال لیا اور حج کیے اور کچھ مال چھوڑے بغیر مر گیا؟ فرمایا: اگر وہ شخص (پہلے اپنا) حج کر چکا تھا تو اس کا وہ حج لے کر صاحب مال کو دے دیا جائے گا۔ اور اگر اس نے کوئی حج نہیں کیا تھا تو صاحب مال کے لیے حج کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ایک شخص کسی سے اس کے لیے حج کرنے کے لیے روپیہ پیسہ لیتا ہے مگر کچھ مال چھوڑے بغیر (اور حج کیے بغیر) مر جاتا ہے تو؟ فرمایا: مرنے والے کی طرف سے مجزی ہے اور اگر اس (اجیر) نے حج کیا تھا۔ تو وہ مال دینے والے کے نامۂ اعمال میں درج کر دیا جاتا ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کسی سے (حج کرنے کے لیے) کچھ درہم لئے۔ مگر ان کو (ذاتی کاموں میں) صرف کر دیا اور جب حج کا موسم آیا۔ تو اس کے پاس کچھ نہ تھا تو؟ فرمایا: جس طرح بھی ممکن ہو اپنے عہد و پیمان کے مطابق کسی حیلے بہانے سے حج کرے! عرض کیا گیا کہ اگر وہ بالکل قادر نہ ہو تو؟ فرمایا: اگر وہ کوئی حج کر چکا تھا تو خدا اس کا وہ حج اس سے لے کر مال دینے والے کو دے دے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مرنے والا کوتاہی نہ کرے تو وہ ضامن نہیں ہے اور نہ ہی وارث پر لازم ہے۔ ہاں البتہ نائب پر لازم ہے بشرطیکہ وہ استطاعت رکھتا ہو۔

باب ۲۴

اگر کسی شخص کو کچھ مال دیا جائے اور پھر اسے اختیار دیا جائے کہ چاہے تو اس سے حج کرے اور چاہے تو اسے (اپنی دوسری ضروریات پر) صرف کرے تو اس پر حج کرنا لازم نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھے عمر بن یزید نے کچھ درہم دے کر ابوجعفر احول کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس سے کہنا کہ (وہ یہ درہم لے لے) اور چاہے تو ان سے حج کرے اور چاہے تو انہیں (اپنی دیگر ضروریات پر) صرف کرے چنانچہ اس نے وہ درہم (اپنی ضروریات پر) صرف کر دیے اور حج نہ کیا! حماد بیان کرتے ہیں کہ ہمارے کچھ اصحاب نے یہ ماجرا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے شیخ (ابو جعفر احول) کو فقیہ (بامعرفت اور فقہ دان) پایا ہے (یعنی اس نے ٹھیک کام کیا ہے اس پر اس صورت میں حج لازم نہ تھا اس لیے اس نے اس رخصت سے فائدہ اٹھایا ہے)۔

باب ۲۵

زندہ اور مردہ مؤمنین بالخصوص اپنے اقرباء اور زندہ وفوت شدہ معصومین علیہم السلام کی جانب سے مستحبی حج وعمرہ کرنا اور غلام آزاد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن قاسم بجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے امید ہے کہ میں ماہِ رمضان کے روزے مدینہ (منورہ) میں رکھوں گا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: رکھو گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ عرض کیا: مجھے امید ہے کہ میری وہاں سے روانگی دس شوال کو ہوگی! اور خدا نے مجھے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی زیارت کا عادی بنا دیا ہے۔ میں بعض اوقات آپ کے والد ماجد (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) کی طرف سے اور کبھی اپنے والد کی جانب سے اور کبھی اپنے کسی برادر ایمانی کی طرف سے حج کرتا ہوں تو میں کیا کروں؟ (کون سا حج کروں؟) فرمایا: حج تمتع کر۔ عرض کیا: میں تو دس سال سے مکہ میں مقیم ہوں (جس سے فرض بدل جاتا ہے) فرمایا: (پھر بھی) حج تمتع ہی کر (کہ یہ افضل ہے)۔(الفروع)

۲۔ عمر بن الیاس ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (الیاس) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام کی خدمت میں عرض کیا جبکہ میں بھی سن رہا تھا کہ میرا یہ بیٹا "صرورہ" ہے (اس نے پہلے حج نہیں کیا) پہلی بار کر رہا ہے اور اس کی ماں فوت ہو چکی ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ اپنی اس حج کو اس کے لیے قرار دے۔ تو یہ جائز ہے؟ امامؑ نے فرمایا: یہی ایک حج اس کی اور اس کی ماں دونوں کے لیے لکھا جائے گا۔ اور مزید برآں اس کے لیے (ماں سے) نیکی کرنے کا اجر و ثواب بھی لکھا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ صفوان جمّال بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور حارث بن مغیرہ بھی حاضر ہوا اور عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میری ایک بیٹی ہے جو میری ہر چیز پر نگران ہے مگر ہے کنواری۔ آیا میں اپنا حج اس کے لیے قرار دے دوں؟ فرمایا: (ہاں) اس کا اجر اسے مل جائے گا۔ اور اس کے برابر تجھے بھی مل جائے گا۔ اور اس کے اجر و ثواب میں کوئی کمی بھی واقع نہیں ہوگی۔ (الفروع)

۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص حج کرے اور اپنی اس حج کو اپنے رشتہ داروں میں سے کسی عزیز کے لیے قرار دے تو اس کا حج مکمل سمجھا جائے گا اور جس کی طرف سے کر رہا ہو اس کی مانند اسے بھی اجر ملے گا۔ کیونکہ خداوند عالم بڑی وسعت والا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص حج کرتا ہے اور اپنا وہ حج و عمرہ اور اپنے طواف کا کچھ حصہ اپنے بعض ایسے رشتہ داروں کے لیے قرار دیتا ہے جو وہاں موجود نہیں ہیں بلکہ کسی اور شہر میں قیام پذیر ہیں تو؟ نیز عرض کیا: آیا اس کے ایسا کرنے سے اس کے اجر و ثواب میں کچھ کمی واقع ہو جائے گی؟ فرمایا: نہ وہ حج اس کی اور اس کے رشتہ دار دونوں کی طرف سے سمجھا جائے گا۔ مزید برآں اسے صلہ رحمی کرنے کا ثواب بھی ملے گا۔ پھر عرض کیا کہ وہ رشتہ دار مردہ ہو تو آیا اس کا ثواب اس تک پہنچتا ہے؟ فرمایا: ہاں! حتیٰ کہ بعض اوقات اس پر (خدا) ناراض ہوتا ہے اور اس طرح اسے بخش دیا جاتا ہے۔ یا وہ تنگی میں ہوتا ہے اور ایسا کرنے سے اس کی کشائش ہو جاتی ہے۔ عرض کیا آیا اسے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے فلاں شخص کے فلاں عمل سے یہ فائدہ پہنچا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کیا: اگر وہ ناصبی ہو تو بھی اس سے اسے کچھ فائدہ ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس کے عذاب میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ (اس کی طرف سے) حج یا عمرہ کر کے صلۂ رحمی کرے تو خدا اس کے لیے دو حجوں اور دو عمروں کا ثواب لکھتا ہے۔ اس طرح جو شخص اپنے کسی دوست کا کوئی بوجھ ہلکا کرے خدا اسے دوگنا اجر و ثواب عطا

کرتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: مرنے والے کی قبر میں (اس کی طرف سے) نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، حج کرنے، صدقہ دینے اور غلام آزاد کرنے کا (ثواب) داخل ہوتا ہے۔ (الفقیہ)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے ایک عورت نے سوال کیا تھا کہ میری ایک بیٹی تھی جو وفات پا گئی۔ اور وہ بُری نہ تھی۔ آیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ کہ آپ فرما رہے تھے کہ ہاں۔ اس نے پھر عرض کیا۔ کہ وہ کنیز تھی؟ فرمایا: بھلا اس کے حق میں دعائے خیر کرنے میں کیا مضائقہ ہے؟ کیونکہ اس کا (ثواب بھی) اسی طرح اسے پہنچتا ہے جس طرح ہدیہ میت کو پہنچتا ہے۔ (التہذیب)

۹۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے حج کی ایک تہائی ایک مرنے والے کے لیے اور ایک تہائی ایک زندہ کے لیے (اور ایک تہائی اپنے لیے) قرار دی تو؟ فرمایا: میت کے لیے تو درست ہے مگر زندہ کے لیے نہیں۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ (ادھورا حج) زندہ کے واجبی حج کے لیے مجزی نہیں ہے۔

۱۰۔ جناب محمد بن ابراہیم نعمانی اپنی کتاب "غیبت" میں باسناد خود حازم بن حبیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا۔ جو کہ بدو تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی طرف سے حج کروں اور صدقہ دوں تو؟ فرمایا: ہاں ایسا کر۔ کہ یہ (کارِ خیر) اس تک پہنچتا ہے۔ (غیبت نعمانیؒ)

۱۱۔ نیز اسی کتاب میں اسی راوی سے مروی ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اصلحک اللہ! میرے والدین فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا تھا۔ خدا نے مجھے رزق دیا ہے اور مجھ پر احسان کیا ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ان کی طرف سے حج کروں تو؟ فرمایا: ہاں ایسا کر۔ کہ اس کا (ثواب) ان تک پہنچ جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے دفن (باب ۲۸ از احتضار۔ قضاءِ نماز باب ۱۲) میں ذکر ہو چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ از اقسام حج میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

زندہ اور وفات یافتہ معصومین علیہم السلام کی جانب سے طواف کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ کی اور آپ کے والد ماجد (امام علی رضا علیہ السلام) کی طرف سے طواف کروں۔ مگر مجھ سے کہا گیا ہے کہ اوصیاء (علیہم السلام) کی طرف سے طواف نہیں کیا جا سکتا! فرمایا: جس قدر ہو سکے طواف کر۔ کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے تین سال بعد پھر عرض کیا کہ مولا! میں نے آپ سے آپ کے لیے اور آپ کے والد ماجد کے لیے طواف کرنے کی اجازت طلب کی تھی اور آپ نے اجازت دی تھی۔ چنانچہ اس اثناء میں جس قدر خدا نے چاہا میں نے طواف کئے اس کے بعد میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا جس کے مطابق میں نے عمل کیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ خیال کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے طواف کیا۔ (راوی کہتا ہے کہ) امام علیہ السلام نے تین بار فرمایا: صلی اللہ علی رسول اللہ۔ دوسرے دن حضرت امیر علیہ السلام کی طرف سے کیا۔ تیسرے دن امام حسن علیہ السلام کی طرف سے، چوتھے دن امام حسین علیہ السلام کی جانب سے، پانچویں دن امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف سے، چھٹے دن امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف سے، ساتویں دن امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف سے، آٹھویں دن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی جانب سے، نویں دن آپ کے والد امام رضا علیہ السلام کی طرف سے، دسویں دن آپ کی طرف سے طواف کیا۔ اور یہی وہ بزرگوار ہیں جن کی ولایت کا میں عقیدہ رکھتا ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس طرح بخدا تو ایسا دین رکھتا ہے جس کے سوا خدا بندوں کا اور کوئی دین قبول ہی نہیں کرتا۔ عرض کیا: اور بعض اوقات میں آپ کی مادر گرامی حضرت خاتون قیامت سلام اللہ علیہا کی طرف سے طواف کرتا ہوں۔ اور بعض اوقات نہیں کرتا تو؟ فرمایا: جس قدر ہو سکے زیادہ طواف کر کیونکہ تم جو کچھ عمل کرتے ہو اس سے یہ بہترین عمل ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۸ میں) اور طواف (باب ۵۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

اگر انسان عمرہ تمتع بجالاتے وقت اپنی طرف سے اور حج تمتع ادا کرتے وقت اپنے باپ کی طرف سے نیت کرے تو جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے والد کی طرف سے حج کرنا چاہتا ہے۔ تو آیا وہ حج تمتع کرے؟ فرمایا: ہاں (عمرہ) تمتع اپنی طرف سے کرے اور حج اپنے والد کی طرف سے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

ایک مستحبی حج میں نہ صرف دو آدمیوں کو بلکہ ایک کثیر جماعت کو شریک کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ میں اپنی (مستحبی) حج میں کس قدر آدمیوں کو شریک کر سکتا ہوں؟ فرمایا: جس قدر تو چاہے۔ (الفروع)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا میں اپنے والدین کو اپنی حج میں شامل کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: کیا اپنے بھائیوں کو بھی اپنے حج میں شریک کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ خداوند عالم اسے تیرے لیے (علیحدہ) حج اور ان کے لیے (علیحدہ) حج قرار دے گا۔ اور (مزید برآں) تجھے ان سے صلہ رحمی کرنے کا بھی اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ ہشام بن الحکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی حج میں اپنے باپ یا بھائی یا کسی اور رشتہ دار کو شریک کرے تو؟ فرمایا: تیرے نامۂ اعمال میں ان کی طرح حج لکھا جائے گا اور صلۂ رحمی کرنے کی وجہ سے تمہیں مزید اجر وثواب ملے گا۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن حسن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تو اپنے حج میں ایک ہزار آدمیوں کو شریک کرلے تو ہر ایک کو ایک کامل حج کا ثواب ملے گا۔ بغیر

اس کے کہ تمہارے حج میں کچھ کمی واقع ہو۔ (ایضاً و الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر ایک شخص اپنے حج میں اپنے چار پانچ غلاموں کو شامل کرے تو؟ فرمایا: اگر سب کے سب صرورہ ہوں تو سب کو ثواب تو ملے گا مگر ان کا یہ حج حجۃ الاسلام سے مجزی نہ ہوگا۔ اور صرف اسی کا سمجھا جائے گا جو بجالائے گا۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے والد اور والدہ نے تو حج کیا ہوا ہے اور میرے دو بھائیوں نے بھی حج کیا ہے مگر میں نے ارادہ کیا ہے کہ ان سب کو اپنے حج میں شامل کروں۔ کیونکہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ ہوں تو؟ فرمایا: ان کو اپنے ساتھ قرار دے کیونکہ خدا ان کے لیے علیحدہ حج اور تمہارے لیے علیحدہ حج قرار دے گا۔ اور تجھے صلۂ رحمی کرنے کا ثواب الگ دے گا۔ (الفقیہ)

۷۔ علی بن یقطین نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر ایک شخص ایک حج (کی رقم) پانچ آدمیوں کو دے تو؟ فرمایا: ان میں سے ایک شخص حج کرے گا مگر اجر میں وہ سب لوگ شریک ہوں گے! عرض کیا: آخر وہ حج کس کا شمار ہوگا؟ فرمایا: جو گرمی و سردی میں نماز پڑھے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ از احتضار میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۹

حج سے فارغ ہو کر اس کا ثواب کسی شخص کو ہدیہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حارث بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ جبکہ میں مدینہ میں تھا (اور حج کر کے) مکہ سے لوٹ چکا تھا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا: اس حج کو اسی کی طرف سے قرار دے دو۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! (حج سے پہلے) میرا ارادہ تھا کہ میں اس سال اپنے حج میں اپنے باپ، ماں اور دوسرے بعض رشتہ داروں کو شامل کروں۔ مگر (حج کرتے وقت) بھول گیا۔ تو؟ فرمایا: اب ان کو شامل کر لو۔ (الفقیہ)

باب ۳۰

مستحب ہے کہ تمام مؤمنین کرام کی طرف سے ایک (مستحبی طواف اور اس کی دو رکعت نماز اور ایک زیارت پڑھ دے پھر اس کے لیے جائز ہے کہ ہر ایک مؤمن سے کہے کہ اس نے اس کی طرف سے طواف کیا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابراہیم حضرمی اپنے باپ (ابراہیم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ بعض اوقات میں مکہ (حج کے لیے) جاتا ہوں۔ اور کوئی آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ میری طرف سے طواف کرنا، دو رکعت نماز پڑھنا۔ مگر میں مصروفیت کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتا۔ تو اب جب لوٹوں گا تو اس سے کیا کہوں گا؟ امامؑ نے فرمایا: جب مکہ جاؤ اور اپنے مناسک حج سے فارغ ہو چکو تو طواف کے سات چکر لگاؤ۔ دو رکعت نماز پڑھو اور یہ کہو: ﴿**اللّٰھم ھٰذا الطواف و ھاتان الرکعتان عن ابی و عن امی و عن زوجتی و عن ولدی و عن حامتی و عن جمیع اھل بلدی حرھم و عبدھم و ابیضھم و اسودھم**﴾ بعد ازاں تم ہر ملنے والے مؤمن سے یہ کہنے میں سچے ہو گے کہ میں نے تمہاری طرف سے طواف کیا ہے۔ اور نماز پڑھی ہے۔ اور پھر جب مدینۂ منورہ جاؤ۔ اور اپنے فرائض سے فارغ ہو چکو تو دو رکعت نماز (زیارت) پڑھو۔ اور حضرت رسول خداؐ کے مزار مقدس کے جانب سر جاؤ اور یوں زیارت پڑھو: ﴿**السلام علیک یا نبی اللّٰہ من ابی و امی و زوجتی و ولدی و جمیع حامتی و من جمیع اھل بلدی حرھم و عبدھم و ابیضھم و اسودھم**﴾ بعد ازاں تم ہر ملنے والے اہل ایمان سے یہ کہہ سکتے ہو کہ میں نے تمہاری طرف سے حضرت رسول خداؐ کی بارگاہ میں تمہارے سلام پہنچائے ہیں تو تم اس بات میں صادق ہو گے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۱ از طواف میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

جب بیٹے کو شک ہو کہ اس کے باپ نے حج کیا تھا یا نہ؟ تو اس کے لیے مستحب ہے کہ اس کی طرف سے حج کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص فوت ہوا۔ اور اس کا ایک بیٹا ہے جسے شک ہے کہ آیا اس کے باپ نے حج کیا تھا یا نہ؟ فرمایا: اس کی طرف سے حج کرے! پس اگر اس کے والد نے فی الواقع حج کیا تھا تو اس کی طرف سے مستحبی اور خود اس کی طرف سے واجب ادا ہو جائے گا۔ اور اگر اس نے حج نہیں کیا تھا تو پھر اس کی طرف سے واجبی اور اس کی طرف سے مستحبی حج بن جائے گا۔ (الفقیہ، الفروع)

باب ۳۲

ایک غیر مستطیع شخص کو حج کرنے کے لیے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا ایک صرورہ آدمی زکوٰۃ سے حج کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۶ از مستحقین زکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۳

جو شخص حج کرنے کی وصیت کر جائے مگر مرنے والے کا وصی اس رقم کو کسی غلام آزاد کرنے میں صرف کر دے تو اس پر واجب ہوگا کہ وصیت کے مطابق اپنے مال سے مرنے والے کا حج کرائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوسعید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے حج کرانے کی وصیت کی (اور اس کے لیے کچھ رقم بھی مخصوص کی) مگر اس کے وصی نے وہ رقم غلام آزاد کرانے میں صرف کر دی تو؟ فرمایا: وصی حج کرانے کا تاوان اپنی گرہ سے ادا کرے گا۔ جب کہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ﴾ (جو شخص وصیت کو

سننے کے بعد تبدیل کرے گا تو اس کا گناہ وصیت کے بدلنے والوں پر ہوگا)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد باب الوصایا (باب ۲۳ و باب ۲۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

زندہ آدمی کے لیے جائز ہے کہ باوجود خود قدرت رکھنے کے مستحبی حج میں کسی کو نائب بنائے۔ اور اس مقصد کے لیے ایک ہی سال میں متعدد افراد کو نائب بنایا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ یقطینی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے میرے پاس کپڑوں کی ایک گھڑی، کچھ غلام اور ایک حج کے پیسے میرے لیے، ایک حج کے میرے بھائی موسیٰ بن عبید کے لیے اور ایک حج کے یونس بن عبد الرحمٰن کے لیے بھیجے اور ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کی طرف سے حج کریں اس طرح ہمیں ایک سو دینار ملا جسے ہم نے تین حصوں میں باہم تقسیم کیا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ جناب شیخ سعید بن ھبۃ اللہ راوندی اپنی کتاب خرائج و جرائح میں ابو محمد دعلجی (عجلی، عبلی) سے روایت کرتے ہیں جو کہ ہمارے نیکوکار اصحاب میں سے تھا اور اس کے دو بیٹے تھے جن میں سے ایک تو راہِ راست پر گامزن تھا مگر دوسرا فاسق تھا جو کھلم کھلا فعل حرام کا ارتکاب کرتا تھا۔ چنانچہ ابو محمد کو امام زمانہ علیہ السلام کے لیے حج کرانے کے پیسے دیئے گئے۔ اور یہ (اس وقت) شیعوں کی عادت تھی (کہ امام زمانہ علیہ السلام کے لیے حج کراتے تھے) اور شیخ نے دو پیسے اپنے فاسق بیٹے کو دے دیئے کہ وہ امام زمانہ علیہ السلام کی جانب سے حج کرے۔.......... (تا آخر حدیث) جس کے آخر میں وارد ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام نے اس شیخ سے کہا: اے شیخ تجھے شرم نہیں آتی؟ اس نے کہا کس بات سے؟ فرمایا: تجھے پیسے دیئے جاتے ہیں کہ تم اس ہستی کی طرف سے حج کراؤ جسے تم جانتے ہو! اور پھر ایک شارب الخمر فاسق کے حوالہ کرتے ہو۔ قریب ہے کہ تمہاری بینائی ضائع ہو جائے! راوی کا بیان ہے کہ ابھی اس واقعہ کو چالیس دن گزرے تھے کہ اس کی آنکھ ضائع ہوگئی۔ (الخرائج والجرائح)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۵ و ۳۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵

جب نائب قریب بمرگ ہو اور ہنوز نیابتی حج نہ کیا ہو تو اس پر واجب ہے کہ اپنے مال سے حج کرانے کی وصیت کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کہ نیابتی حج پر جا رہا تھا کہ راستہ میں مر گیا۔ فرمایا: اس کا اجر تو خدا کے ذمہ لازم ہے لیکن اگر اسے قدرت ہو تو وصیت کرے کہ کوئی شخص اس کی سواری پر سوار ہو کر اور اس کا زادِ سفر کھا کر حج پر جائے (اور حج کرے)۔ (التہذیب)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۶

اگر کوئی شخص کسی کو حج کرانے کی وصیت کر جائے تو یہ وصی خود نائب بن سکتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن سعید ساباطی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو وصیت کی کہ اس کی طرف سے تین آدمیوں کو حج کرائے آیا اس کے لیے جائز ہے کہ ان میں سے ایک حج اپنے ذمہ لے کر خود کرے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں اپنے خط مبارک سے لکھا جسے میں نے پڑھا کہ ہاں اس کی طرف سے حج کر تجھے اس کے برابر ثواب ملے گا۔ بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی واقع ہو ان شاء اللہ۔ (الفقیہ)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

حج کے اقسام وانواع کے مختلف ابواب

(اس سلسلہ میں بائیس (۲۲) باب ہیں)

باب ۱

حج کے تین اقسام ہیں: (۱) تمتع، (۲) قِرآن، اور (۳) اِفراد۔ انکے علاوہ کوئی حج درست نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حج کی تین قسمیں ہیں: (۱) حج اِفراد، (۲) حج قِرآن۔ اور (۳) حج تمتع۔ اور حضرت رسول خدا ﷺ نے اسی (آخری قسم) کا حکم دیا ہے۔ اور اسی میں فضیلت ہے۔ اور ہم بھی اسی کا لوگوں کو حکم دیتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ منصور صیقل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے نزدیک حج کی تین قسمیں ہیں: (۱) ایک حاجی حج تمتع کرتا ہے۔ (۲) دوسرا حج افراد کرتا ہے مگر قربانی اپنے ہمراہ ہانک کر لے جاتا ہے۔ (حج قِرآن)۔ (۳) اور تیسرا حاجی حج افراد کرتا ہے جو قربانی ہانک کر نہیں لے جاتا۔ (کتب اربعہ۔ وکذا فی الخصال عن ابی بصیر وزرارہ عن الباقر علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

حج کے مختلف انواع واقسام کی کیفیت اوران کے جملہ احکام کا بیان

(اس باب میں کل اٹھتیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو چھوڑ کر باقی تیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ (بن عمار) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حج قِرآن کے بارے میں فرمایا کہ حج قرآن قربانی کا جانور ہانک کر ہمراہ لے جانے کے بغیر نہیں ہوتا۔ اور اس حاجی پر واجب ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کرے، (بعد ازاں وہاں) مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز (طواف) پڑھے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور حج کے بعد طواف النساء کرے۔ اور حج تمتع والے پر تین

بار طواف کرنا اور صفا و مروہ کے درمیان دو بار سعی کرنا واجب ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: حج تمتع افضل حج ہے۔ قرآن اسی کے ساتھ اترا ہے۔ اور اسی کے بجالانے کی سنت (نبویہؐ) جاری ہے۔ پس حج تمتع کرنے والے پر واجب ہے کہ جب مکہ میں وارد ہو تو پہلے خانۂ کعبہ کا طواف کرے اور (پھر) مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز (طواف) پڑھے۔ (بعد ازاں) صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پھر تقصیر کرے۔ ایسا کرنے سے اس کے عمرہ کا احرام ختم ہو جائے گا۔ اور ہنوز اس کے ذمہ حج تمتع باقی ہے جس میں دو طواف، (طواف حج اور طواف النساء)۔ ایک بار صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا اور ہر طواف کے بعد مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے۔ اور حج افراد والے پر خانۂ کعبہ کا طواف دو رکعت نماز طواف بمقام ابراہیمؑ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اور (آخر میں) طواف الزیارہ یعنی طواف النساء واجب ہے۔ اور اس پر کوئی قربانی کرنا واجب نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج قرآن والا وہ ہے جو اپنے ہمراہ قربانی کا جانور ہانک کرلے جاتا ہے۔ اس پر خانۂ کعبہ کے دو طواف اور صفا و مروہ کے درمیان ایک سعی کرنا واجب ہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ (احرام باندھتے وقت) اپنے پروردگار سے یہ شرط (عہد) کرے کہ اگر وہ حج نہ کر سکا تو عمرہ کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ (ہجرت کے بعد) برابر دس سال (مدینہ میں) مقیم رہے۔ مگر اس اثناء میں (کھلم کھلا) کوئی حج نہ کیا۔ پھر خدا نے ان پر یہ آیت نازل کی: ﴿وَ اَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ﴾ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مؤذنین کو حکم دیا کہ وہ آواز بلند اعلان کریں کہ حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس سال حج کریں گے پس اس طرح مدینہ اور اس کے اطراف و جوانب میں رہنے والے بدوؤں کو بھی پتہ چل گیا۔ اور وہ سب لوگ اکٹھے ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کیا۔ اور لوگ تو آپؐ کے تابع تھے۔ وہ برابر آپؐ کے حکم کے منتظر رہے کہ آپؐ ان کو کوئی حکم دیں اور وہ اس کی پیروی کریں یا آپ کوئی کام کریں تو وہ بھی اسی طرح وہ کام کریں۔ چنانچہ ہنوز ذی القعدہ کے چار دن باقی تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مدینہ سے) حج کے لیے روانہ ہوئے۔ اور جب مقام ذوالحلیفہ پر پہنچے تو سورج ڈھل گیا۔ آپؐ نے وہاں غسل فرمایا۔ پھر وہاں شجرہ کے پاس جو مسجد (شجرہ) موجود ہے اس میں تشریف لے گئے اور وہاں نماز ظہر ادا کی۔ اور حج افراد کے لیے احرام باندھا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور جب بمقام بیداء پہلے میل کے پاس پہنچے۔ تو وہاں لوگ آپؐ کے لیے صف بستہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ تو آپؐ نے حج قرآن کے لیے تلبیہ کہا اور

چھیاسٹھ یا چونسٹھ اونٹنیاں ہانک کر ہمراہ لے گئے۔ اور ذی الحجہ کی چار تاریخ کو مکہ پہنچے۔ اور وہاں سات چکر لگا کر خانۂ کعبہ کا طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز پڑھی۔ بعد ازاں حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور قبل ازاں طواف کی ابتداء میں بھی حجر اسود کو بوسہ دیا تھا۔ پھر فرمایا: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ﴾ پس جس سے خدا نے ابتداء کی ہے تم بھی اسی (صفا) سے سعی کی ابتداء کرو۔ مسلمان خیال کرتے تھے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا مشرکوں کا فعل ہے۔ تب خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ پھر صفا کی پہاڑی پر چڑھے اور رکن یمانی کی طرف منہ کر کے خدا کی حمد و ثنا کی۔ اور اتنی دیر تک دعا کی جتنی دیر میں آرام سے سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر مروہ کی طرف اتر کر گئے۔ اور وہاں بھی اسی طرح ٹھہرے رہے جس طرح صفا پر ٹھہرے تھے۔ پھر وہاں سے اترے اور صفا پر پہنچے۔ اور اس پر ٹھہرے۔ پھر وہاں سے نیچے اترے اور مروہ پر گئے۔ (اسی طرح سات چکر لگائے) اور سعی سے فارغ ہوئے۔ بعد ازاں جب آپ مروہ پر تھے تو جبرئیلؑ آپؐ کے پاس آئے، اور کہا کہ لوگوں کو حکم دیں کہ سوائے اس کے جس نے قربانی کا جانور ہانکا ہو دوسرے عام لوگ مُحِل ہو جائیں۔ اس پر ایک شخص نے کہا: بھلا ہم تمام مناسک حج بجالائے بغیر کس طرح مُحِل ہو جائیں؟ فرمایا: ہاں! پس آپ نے سعی سے فارغ ہو کر اور مروہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے خدا کی حمد و ثنا کرنے کے بعد فرمایا: یہ جبرئیلؑ۔ (پھر اپنے پیچھے کی طرف اشارہ فرمایا) مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں ان لوگوں کو حکم دوں جو قربانی کا جانور ہانک کر ہمراہ نہیں لائے کہ وہ (تقصیر کر کے) مُحِل ہو جائیں (یعنی اپنے حج کو حج تمتع میں بدل دیں) اور اگر میں نے ابتداء میں تمہاری طرح کاروائی کی ہوتی تو میں بھی تمہاری طرح مُحِل ہو جاتا۔ مگر چونکہ میں قربانی ہانک کر ہمراہ لایا ہوں اس لیے جب تک یہ جانور اپنی قربانگاہ (منیٰ) تک نہ پہنچ جائے میں مُحِل نہیں ہو سکتا۔ اس وقت ایک شخص نے عرض کیا کہ ہم حج کے لیے نکلیں اور ہمارے بالوں سے (غسل جنابت کا پانی ٹپک رہا ہو (بوجہ مُحِل ہو جانے کے؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: تو اس کے بعد کبھی ایمان نہیں لائے گا۔ تب سراقہ بن مالک بن خشعم کنانی نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپ ہمیں اس طرح دین سکھائیں کہ گویا ہم آج شکم مادر سے (بالکل جاہل) پیدا ہوئے ہیں! یہ جو کچھ آپ نے ہمیں حکم دیا ہے یہ صرف اس سال کے لیے ہے یا آیندہ کے لیے بھی ہے؟ فرمایا: بلکہ یہ صبح قیامت کے طلوع ہونے تک ہے! پھر آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے میں ملاتے ہوئے فرمایا کہ اب قیامت تک عمرہ حج میں اسی طرح داخل ہو گیا ہے تب حضرت علی علیہ السلام یمن سے بارگاہِ رسالتؐ میں پہنچ گئے۔ جبکہ آپ مکہ میں تھے۔ پس آپ جناب خاتون قیامتؑ کے پاس پہنچے۔ جبکہ آپ مُحِل ہو چکی تھیں۔ اور خوشبو لگا کر رنگدار کپڑے زیب بدن کئے

ہوئے تھیں۔ فرمایا: فاطمہؑ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: حضرت رسول خداؐ نے ہمیں اسی کا حکم دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام سیدھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فتویٰ لینے کے لیے حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہؐ! میں نے فاطمہ (زہرا علیہا السلام) کو دیکھا ہے کہ وہ محل ہو چکی ہیں اور رنگدار کپڑے پہنے ہوئے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے ہی لوگوں کو اس کا حکم دیا ہے اور یا علیؑ! تم بتاؤ کہ تم نے کس طرح احرام باندھا ہے؟ عرض کیا کہ میں نے تو حضرت رسول خداؐ کی طرح احرام باندھا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر میری طرح اپنے احرام پر قائم رہو۔ اور تم میری قربانی میں میرے ساتھ شریک ہو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ کے اصحاب نے مکہ کے باہر (ایک ریتلی اور کنکریوں والی جگہ) پر قیام فرمایا اور گھروں میں نہیں اترے۔ پس جب ترویہ (آٹھویں ماہ ذی الحجہ) کا دن آیا اور زوال کا وقت ہوا تو آپؐ نے حکم دیا کہ غسل کریں اور حج کا احرام باندھیں۔ یہی خدا کا فرمان ہے جو اس نے اپنے نبیؐ پر نازل کیا ہے کہ ﴿وَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ﴾ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب حج کے لیے ذکر خدا کرتے اور آواز بلند کرتے ہوئے بمقام منیٰ پہنچے اور وہاں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء اور صبح کی نماز پڑھی۔ پھر صبح سویرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے نکلے جبکہ سب لوگ آپ کے ہمراہ تھے (اس سے پہلے) قریش مزدلفہ سے لوٹتے تھے اور عام لوگوں کو وہاں سے لوٹنے کو روکتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ ہوئے۔ اور قریش کو امید تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہیں سے لوٹیں گے جہاں سے وہ لوٹتے تھے۔ تب خداوند عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل کی: ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ﴾ (تم وہاں سے لوٹو جہاں سے کچھ خاص لوگ لوٹتے تھے اور خدا سے مغفرت طلب کرو)۔ خاص لوگوں سے مراد جناب ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ ہیں یعنی وہاں سے لوٹو جہاں سے یہ لوگ لوٹتے تھے۔ پس جب قریش نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ وہاں سے گزر گیا۔ تو ان کے دلوں میں کچھ (برا) خیال پیدا ہوا کیونکہ وہ کچھ اور توقع رکھتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا نہ کیا۔ یہاں تک کہ وادیٔ عرفہ میں بمقام نمرہ اراک کے بالمقابل پہنچے اور وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ نصب کیا گیا۔ اور لوگوں نے بھی وہاں اپنے اپنے خیمے نصب کیے۔ پس جب (نویں ذی الحجہ کو) زوال کا وقت ہوا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے اور لوگ بھی آپؐ کے ہمراہ تھے۔ آپؐ نے غسل کیا۔ اور تلبیہ قطع کیا۔ یہاں تک کہ مسجد میں کھڑے ہو کر لوگوں کو وعظ فرمایا اور ان کو امر و نہی فرمائی پھر ایک اذان اور دو اقامتوں سے نمازِ ظہر وعصر ادا فرمائی۔ بعد ازاں پھر موقف (وقوف کی جگہ) پہنچے۔ اور وہاں پہنچ کر وقوف کیا۔ جہاں آپ کی ناقہ کے پاؤں تھے۔

لوگوں نے بڑھ چڑھ کر اس کے پہلو میں کھڑا ہونے کی کوشش کی۔ تو آپؐ نے ناقہ کو ایک طرف کر دیا۔ تو لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ (اُدھر کا رخ کیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایہا الناس! جہاں میری ناقہ کے پاؤں ہیں صرف یہی جگہ موقف نہیں ہے بلکہ یہ تمام جگہ موقف ہے۔ یہاں اپنے ہاتھ مبارک سے موقف کی طرف اشارہ فرمایا۔ تب لوگ ادھر اُدھر بکھر گئے (اور پھر آپ نے مزدلفہ میں بھی ایسا ہی کیا)۔ آپ نے وہاں اس قدر وقوف کیا کہ سورج ڈوب گیا۔ پھر وہاں سے لوٹے اور لوگوں کو حکم دیا کہ آرام سے روانہ ہوں۔ یہاں تک کہ جب مزدلفہ یعنی مشعر الحرام میں پہنچے۔ تو وہاں پہنچ کر مغرب وعشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ پڑھی (جمع بین الصلوتین کی)۔ پھر وہاں اس قدر وقوف کیا کہ صبح کی نماز وہیں پڑھی۔ اور بنی ہاشم کے کمزور لوگ تو راتوں رات (صبح صادق سے پہلے ہی) وہاں سے چل پڑے مگر آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ وہ طلوع آفتاب سے پہلے جمرۂ عقبہ کا قصد نہ کریں (اسے کنکر نہ ماریں)۔ پس جب دن روشن ہوگیا (سورج نکل آیا) تو آپؐ وہاں سے لوٹے اور جب بمقام منیٰ پہنچے تو جمرۂ عقبہ کو کنکر مارے اور قربانی کے وہ جانور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمراہ لے گئے تھے وہ چھیاسٹھ یا چونسٹھ تھے اور حضرت امیر علیہ السلام اپنے ہمراہ چونتیس یا چھتیس اونٹنیاں لائے تھے (اس طرح کل سو اونٹنیاں ہوگئیں)۔ پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھیاسٹھ اور حضرت امیر علیہ السلام نے چونتیس اونٹنیاں نحر کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر اونٹنی سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لے لیا جائے۔ اور اسے ہانڈی میں ڈال کر پکایا جائے۔ (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کچھ گوشت کھایا اور شوربہ چکھا۔ اور ان اونٹنیوں کے چمڑے کا جھول اور ان کے ہار ذبح کرنے والوں کو نہیں دیئے۔ بلکہ صدقہ کئے۔ اور پھر سر منڈوایا۔ (اور پھر مکہ تشریف لے جا کر) خانۂ کعبہ کی زیارت کی (طواف کیا اور دوسرے مناسک ادا کئے) اور پھر واپس منیٰ لوٹ آئے۔ اور پھر برابر تیرہویں ذی الحجہ تک وہاں مقیم رہے۔ اور اس اثناء میں رمی جمرات کرتے رہے۔ اور تیرہویں کو واپس لوٹے۔ اور مقام ابطح پر پہنچے۔ عائشہ نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپ کی دوسری بیویاں تو حج وعمرہ کر کے واپس لوٹ رہی ہیں اور میں صرف حج کر کے لوٹ رہی ہوں (عمرہ نہیں کر سکی)۔ اس پر آپؐ اسی جگہ ٹھہر گئے اور عائشہ کے ساتھ ان کے بھائی عبدالرحمٰن ابن ابوبکر کو بھیجا جو ان کو تنعیم کے مقام پر لے گیا۔ وہاں سے انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا (جہاں اب تک مسجد عائشہ موجود ہے) اور پھر آ کر خانۂ کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز طواف پڑھی۔ اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں سے کوچ کیا۔ اور پھر مسجد الحرام میں داخل نہیں ہوئے اور نہ ہی طواف کیا۔ اور مکہ کے بالائی حصہ عقبہ المدینین سے داخل ہوئے۔ اور

اس کے نشیبی حصہ ''ذی طویٰ'' سے نکلے۔ (التہذیب، الفروع)

(نوٹ) جناب ابن ادریس حلیؒ نے بھی اس حدیث کو معمولی سے اضافہ کے ساتھ اپنی کتاب سرائر میں نقل کیا ہے۔ فراجع۔

۵۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صفا و مروہ کے درمیان حج قرآن والے کے وہی اعمال ہیں جو حج افراد والے کے ہیں۔ وہ اس سے افضل نہیں ہے فرق صرف قربانی کے جانور کے ہانک کر ساتھ لے جانے کا ہے اور اس (قرآن والے) پر خانہ کعبہ کا طواف اور ہر طواف کے بعد مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز طواف اور صفا و مروہ کے درمیان ایک بار سعی اور حج کے بعد ایک بار خانہ کعبہ کا طواف واجب ہے۔ (التہذیب)

۶۔ محمد بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مکہ میں لوگوں سے باتیں کر رہے تھے، فرمایا کہ انصار میں سے ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ مسائل پوچھنا چاہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: اگر چاہے تو تو سوال کر (اور میں جواب دوں گا) اور اگر چاہے تو میں خود تمہیں بتا دوں کہ تو کیا پوچھنے آیا ہے؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ ہی فرما دیں! فرمایا: تو یہ پوچھنے کے لیے آیا ہے کہ تجھے حج و عمرہ کا کس قدر ثواب ملے گا؟ (تو سن) جب تو حج کرنے کی طرف متوجہ ہوگا اور اپنی سواری پر سوار ہوگا اور یہ پڑھے گا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ اور پھر تیری سواری چل پڑے گی۔ تو جب بھی وہ کوئی قدم رکھے گی یا اٹھائے گی تو خداوند عالم تمہارے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دے گا اور ایک برائی مٹا دے گا۔ اور جب تو احرام باندھ کر لبیک کہے گا تو تیرے ہر ہر تلبیہ کے عوض تجھے دس دس نیکیاں ملیں گی اور تیری دس دس برائیاں محو کی جائینگی۔ اور جب خانہ کعبہ کے سات چکر لگائے گا تو تمہیں بارگاہِ ایزدی میں وہ عہد و پیمان حاصل ہو جائے گا جس کے بعد وہ کبھی بھی تمہیں عذاب کرنے سے حیا کرے گا۔ اور جب مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے گا تو تمہیں ایک ہزار حج مقبول کا ثواب ملے گا۔ اور جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کے سات چکر لگائے گا تو تمہیں اس شخص کے برابر اجر و ثواب ملے گا جو اپنے شہر سے پاپیادہ چل کر حج کرنے آئے۔ اور اس شخص کے برابر اجر ملے گا جو ستر مومن غلام آزاد کرے۔ اور جب عرفات کے مقام پر غروب آفتاب تک وقوف کرے گا تو اگر تمہارے گناہ عالج نامی ٹیلہ کی ریت کے ذروں یا آسمانی ستاروں یا بارش کے قطروں کے برابر بھی ہوں گے تو خدائے غفار انہیں بخش دے گا۔ اور جب رمی جمرات کرے گا تو تمہارے لیے ہر ہر کنکر کے عوض تیری آئندہ زندگی میں دس دس نیکیاں لکھی جائینگی۔ اور جب (منیٰ میں) سر منڈوائے گا تو ہر ہر بال کے عوض ایک ایک نیکی تیری آئندہ زندگی میں لکھی جائے گی۔ اور جب اپنی قربانی کو ذبح کرے گا۔ یا اپنی اونٹنی کو نحر کرے گا تو

اس کے خون کے ہر ہر قطرہ کے عوض تمہاری آئندہ زندگی میں ایک ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور جب (دوبارہ) خانۂ خدا کی زیارت کرے گا اور اس کے سات چکر لگائے گا اور مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت پڑھے گا۔ تو ایک فرشتہ تمہارے دونوں کاندھوں پر ہاتھ مار کر کہے گا کہ تیرے تمام گزشتہ اور آئندہ ایک سو بیس دن (چار ماہ) کے گناہ معاف ہو گئے ہیں۔ (التہذیب، الفقیہ، الامالی)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج تمتع کرنے والے پر تین طواف کرنا، اور صفا و مروہ کے درمیان دو بار سعی کرنا واجب ہے۔ نیز جب وہ مکہ پہنچے تو اس پر (عمرۂ تمتع کے سلسلہ میں) (۱) طواف خانۂ خدا، (۲) مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز۔ (۳) صفا اور مروہ کے درمیان سعی۔ (۴) اور تقصیر لازم ہے۔ ایسا کرنے سے وہ احرام عمرہ سے محل ہو جائے گا۔ (بعد ازاں حج کے لیے نیا احرام باندھنے کے بعد) اس پر دو طواف، اور (ہر بار) صفا و مروہ کے درمیان سعی (یعنی دو سعی) اور ہر طواف کے بعد مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز واجب ہے۔ (علاوہ عرفات، مزدلفہ اور منیٰ کے مناسک کے)۔ (الفروع، التہذیب)

۸۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج تمتع کرنے والے پر تین طواف، اور ہر طواف کے لیے دو رکعت نماز اور صفا و مروہ کے درمیان دو بار سعی کرنا واجب ہے۔ (ایضاً)

۹۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حج تمتع کرنے والے پر خانۂ خدا کے تین طواف، اور صفا و مروہ کے درمیان دو بار سعی کرنا واجب ہے۔ جب اس کی نگاہ مکہ کے مکانوں پر پڑے گی تو عمرہ کا تلبیہ قطع کر دے گا۔ اور پھر آٹھویں ذی الحجہ کے دن حج کا احرام باندھے گا اور عرفہ کے دن زوال آفتاب کے وقت تلبیہ ختم کریگا۔ (ایضاً)

۱۰۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج قرآن نہیں ہوتا مگر قربانی کا جانور ہانکنے سے۔ اور اس پر طواف کعبہ، مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز، صفا و مروہ کے درمیان سعی اور حج کے بعد طواف اور اس پر طواف النساء بھی واجب ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ اسی سلسلۂ سند سے یہی راوی انہی حضرت سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج افراد کرنے والے پر خانۂ کعبہ کا طواف اور مقام ابراہیمؑ کے قریب دو رکعت نماز اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا اور طواف زیارت یعنی طواف النساء واجب ہے اور اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امامؑ سے پوچھا کہ حج مفرد کرنے والا واجبی طواف کر چکنے کے بعد (مستحبی) طواف کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جس قدر چاہے! اور دو رکعت نماز پڑھ کر

تلبیہ کی تجدید کرے۔ (اور حج قرآن والے کا بھی یہی حکم ہے کہ یہ دونوں تلبیہ کہہ کر (گویا) از سر نو احرام باندھیں گے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے جب اپنا ''حجۃ الاسلام'' ادا کیا۔ تو ذی القعدہ کے چار دن باقی تھے کہ (مدینہ سے) روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ مقام شجرہ پر پہنچے تو وہاں نماز پڑھی۔ پھر اپنی سواری کھینچ کر بمقام بیداء پہنچے۔ وہاں سے احرام باندھا۔ اور حج کے لیے تلبیہ کہا اور سو اونٹنیاں اپنے ہمراہ ہانکیں اور سب لوگوں نے بھی وہاں سے احرام باندھا جن کو نہ عمرۂ (تمتع) کا کوئی علم تھا۔ اور نہ ہی اس کی کوئی نیت کی تھی۔ یہاں تک کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ پہنچے تو آپؐ نے خانۂ کعبہ کا طواف کیا اور لوگوں نے بھی طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر فرمایا: میں اس سے ابتداء کرتا ہوں جس سے خدا نے ابتداء کی ہے۔ چنانچہ آپ پہلے صفا پر پہنچے اور وہاں سے ابتداء کر کے صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگائے۔ پس جب مروہ پر ساتواں چکر ختم کیا تو خطبہ دینے کھڑے ہو گئے۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اسے عمرۂ (تمتع) قرار دے کر محل ہو جائیں۔ اور یہ (عمرہ) وہ چیز ہے جس کا خدا نے حکم دیا ہے۔ پس سب لوگ محل ہو گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی معاملہ کو جس طرح اس کے گزر جانے کے بعد جانتا ہوں اگر اسے پہلے ہی اسی طرح جانتا ہوتا تو میں بھی پہلے ہی ایسا کرتا جس طرح اب تمہیں حکم دیا ہے (حج تمتع کا احرام باندھتا) جبکہ آپ قربانی کا جانور اپنے ہمراہ ہانکنے کی وجہ سے محل نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ﴾ (اس وقت تک سر نہ منڈواؤ جب تک قربانی اپنی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے) اس مقام پر سراقہ بن مالک بن خثعم کنانی نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہمیں اس طرح احکام سکھائیں کہ گویا آج ہم شکم مادر سے پیدا ہوئے ہیں۔ آپ یہ فرمائیں کہ آپ نے جس چیز کا اب حکم دیا ہے آیا یہ صرف اسی سال کے لیے ہے یا ہر سال کے لیے ہے؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے اس موقع پر ایک (منافق) نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہؐ! ہم حاجی بن کر گھر سے نکلے ہیں (اور جب درمیان میں محل ہو جائیں گے تو بیویوں سے ہمبستری کرنے اور پھر غسل جنابت کرنے کے نتیجہ میں) ہمارے بالوں سے پانی ٹپکتا ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: تو کبھی اس پر ایمان نہیں[1] لائے گا۔

---

[1] قرآئن وشواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ وہی شخص تھا جس نے اپنے عہد حکومت میں یہی وجہ بیان کر کے جو یہاں مذکور ہے متعہ الحج کو (جو کہ حج قرآن وافراد کو حج تمتع سے بدلنے کا دوسرا نام ہے) متعہ النساء کی طرح حرام قرار دے دیا تھا۔

ع　　کردم اشارے و مکرر نمی کنم۔　　　(احقر مترجم عفی عنہ)

امامؑ فرماتے ہیں: اسی دوران حضرت علی علیہ السلام بھی یمن سے تشریف لائے اور دیکھا کہ جناب سیدہ (سلام اللہ علیہا) محل ہو چکی ہیں اور آپؑ نے خوشبو کی بو بھی سونگھی۔ چنانچہ آپؑ سیدھے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تاکہ حقیقت حال معلوم کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ سے پوچھا: یا علیؑ! آپ نے کس طرح احرام باندھا ہے؟ عرض کیا: جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باندھا ہے! فرمایا: آپؑ محل نہ ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کو قربانی میں شریک بنایا۔ چنانچہ سینتیس (۳۷) جانور آپؑ کو دیے اور تریسٹھ (۶۳) آپؐ نے خود اپنے ہاتھ سے نحر کیے۔ پھر ہر اونٹنی سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لیا۔ اور پھر سب کو ایک ہی ہانڈی میں ڈالا اور پھر آنحضرتؐ کے حکم سے یہ گوشت پکایا گیا۔ اور آپؐ نے اس سے کھایا اور دونوں (بھائیوں) نے اس کا شوربہ چکھا۔ اور فرمایا: اب تو ہم سب نے اس سے کھایا ہے۔ اور فرمایا: حج تمتع حج قرآن اور حج افراد سے افضل ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے وقت احرام باندھا تھا یا دن کے وقت؟ فرمایا: دن کے وقت! عرض کیا: دن کے کس وقت؟ فرمایا: ظہر کے وقت۔

(الفروع، الفقیہ، علل الشرائع کذا فی اعلام الوریٰ للطبرسی مختصراً)

(نوٹ) حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے علل الشرائع میں اس روایت کو قدرے اضافہ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد آب زمزم کے پاس گئے اور اس سے پانی پیا۔ اور فرمایا: اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ میں امت کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنوں تو چند یا کم از کم دو ڈول کھینچتا۔ پھر فرمایا: (سعی میں) اس سے ابتداء کرو جس سے خدا نے ابتداء کی ہے (یعنی صفا سے)۔............ تا آخر............۔

۱۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا اور تمام لوگوں کو خط و کتابت کے ذریعہ سے آگاہ کیا کہ آپؐ (آخری) حج پر جا رہے ہیں اس لیے جو شخص طاقت رکھتا ہے وہ آپؐ کے ساتھ حج کرے۔ چنانچہ لوگ جوق در جوق آنے شروع ہوئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ اور جب آپ شجرہ کے مقام پر پہنچے تو لوگوں کو حکم دیا کہ وہ زیر بغل اور زیر ناف بال صاف کریں اور غسل کرکے احرام کے کپڑے پہنیں۔ یعنی چادر اور تہمند باندھیں۔ اور جس کے پاس چادر نہ ہو وہ پگڑی کو کاندھے پر ڈالے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح تلبیہ کہا:

﴿لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ﴾ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سورۂ) ذی المعارج بکثرت پڑھتے تھے اور جب ہی

کسی سوار سے ملتے، کسی ٹیلے پر چڑھتے یا کسی نشیبی وادی میں اترتے اور رات کے آخری حصہ اور ہر نماز کے بعد تلبیہ زیادہ کرتے تھے اور جب مکہ میں داخل ہوئے تو اس کے بالائی حصہ عقبہ (عقبۃ المدینین) کی طرف سے داخل ہوئے اور نکلتے وقت مقام ذی طویٰ سے نکلے تھے۔ اور جب مسجد الحرام کے قریب پہنچے تو روبقبلہ ہو کر کھڑے ہوئے۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ وہ دروازہ باب بنی شیبہ تھا۔ پس خدا کی حمد وثنا کی۔ اور اپنے باپ ابراہیمؑ پر درود پڑھا۔ پھر حجر اسود کے پاس پہنچے اور اسے بوسہ دیا۔ اور جب طواف کعبہ کر چکے تو مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر آب زمزم کے پاس گئے۔ وہاں سے پانی پیا۔ اور یہ دعا پڑھی: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَ رِزْقًا وَاسِعًا وَ شِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ وَ سُقْمٍ﴾ آپ نے یہ دعا روبقبلہ ہو کر پڑھی۔ بعد ازاں اپنے اصحابؓ سے فرمایا: خانۂ خدا سے تمہارا آخری عہد حجر اسود کو بوسہ دینا ہونا چاہیئے۔ پھر خود بھی اسے بوسہ دیا اور پھر صفا کی طرف (سعی کرنے) کے لیے نکل گئے۔ اور فرمایا: میں اس سے ابتداء کرتا ہوں جس سے خدا نے ابتداء کی ہے۔ پھر کوہِ صفا پر چڑھے اور اتنی دیر تک (خدا کی حمد وثنا اور دعا و پکار کرتے رہے) جتنی دیر تک کوئی انسان سورۂ بقرہ پڑھتا ہے۔ (الفروع)

۱۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خداﷺ نے انصاری سے اس کے سوال کرنے سے پہلے فرمایا: تو حج کرنے، خانۂ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے، رمی جمرات کرنے، سر منڈوانے اور روزِ عرفہ کے بارے میں سوال کرنے آیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق مبعوث برسالت کیا ہے! فرمایا: جب بھی (سفر حج میں) تیری اونٹنی قدم اٹھائے گی تو تیرے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جائے گی، اور جب بھی قدم رکھے گی تو تیری ایک برائی مٹائی جائے گی۔ اور جب تو خانۂ خدا کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر چکے گا تو گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جس طرح شکم مادر سے نکلا تھا، رمی جمرات بروز قیامت تیرا ذخیرہ ہے اور جہاں تک سر منڈوانے کا تعلق ہے تو تیرے ہر ہر بال کے عوض قیامت کے دن تیرے لیے نور ہوگا۔ اور یوم عرفہ پر تو خدا بزم ملائکہ میں فخر کرتا ہے۔ پس اگر تو اس دن (بمقام عرفات) عالج نامی ٹیلہ کے ذروں، بارش کے قطروں اور پوری زندگی دنیا کی تعداد کے برابر گناہوں کے ساتھ حاضر ہو تو بھی وہ سب ختم ہو جائیں گے۔ (ایضاً)

۱۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں یوں وارد ہے کہ حاجی کے ہر قدم پر جو وہ اٹھائے گا اس کے عوض اس کے نامۂ اعمال میں ایک ایک نیکی لکھ دی جائے گی، ایک برائی مٹا دی جائے گی اور اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۱۶۔ محمد بن یزید رفاعی مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ عرفات کے پہاڑ پر وقوف حرم کے اندر کیوں نہ مقرر کیا گیا؟ فرمایا: کعبہ خدا کا گھر ہے اور حرم اس کا دروازہ۔ پس جب لوگ (حج کے وقت) اس کے مہمان بن کر آئے، تو اس نے ان کو پہلے دروازہ پر کھڑا کر دیا تاکہ (اندر آنے کے لیے) اس سے تضرع وزاری کریں۔ پھر عرض کیا گیا کہ مشعر الحرام حرم کے اندر کیوں ہے؟ فرمایا: یہ اس لیے ہے کہ جب (وقوف عرفات کے بعد) اس نے اذنِ دخول دے دیا تو ان کو دوسرے حجاب پر کھڑا کر دیا۔ جب انہوں نے پھر یہاں بہت دیر تک تضرع وزاری کی تو پھر ان کو قربانی کر کے قریب آنے کی اجازت دی۔ پس جب (قربانی کر کے سر منڈوا کے غسل کر کے) میل کچیل دور کر چکے تو ان گناہوں سے پاک وصاف ہو گئے۔ جو ان کے اور ان کے پروردگار کے درمیان حائل تھے۔ اس لیے اب ان کو اپنے گھر کی زیارت کی اجازت دی تاکہ باطہارت ہو کر زیارت کریں۔ عرض کیا گیا: ایام تشریق میں روزہ کیوں حرام قرار دیا گیا؟ (کیوں ناپسندیدہ قرار دیا گیا؟ العلل) فرمایا: اس لیے کہ حاجی لوگ خدا کے زائر ہیں اور اس کے مہمان ہیں اور میزبان کو یہ چیز زیب نہیں دیتی کہ وہ اپنے مہمانوں کو روزہ رکھوائے۔ عرض کیا گیا کہ غلاف کعبہ کو کیوں پکڑا جاتا ہے؟ فرمایا: (دستور ہے کہ) جب کسی شخص نے کسی آدمی کا کوئی قصور کیا ہو۔ تو وہ اس کا کپڑا پکڑ کر اور گڑگڑا کر التجا کرتا ہے کہ وہ اس کے جرم وقصور سے درگزر کرے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع)

۱۷۔ ابوابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم نے جبرئیل کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اس نے ان کو یوں سلام کیا: ﴿**السلام علیک یا آدم التائب من خطیئته، الصابر علٰی بلیته**﴾ (اے اپنی لغزش سے توبہ کرنے والے اور اپنی بلا ومصیبت پر صبر کرنے والے آدم۔ تم پر سلام) خدا نے مجھے اس لیے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کو وہ مناسک (حج) تعلیم دوں جن کی وجہ سے تم پاک و پاکیزہ ہو جاؤ۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام آپ کا ہاتھ پکڑ کر خانۂ کعبہ والی جگہ پر لے گئے۔ تب خدا نے ان کے سر پر بادل کا ایک ٹکڑا بھیجا جس نے بیت اللہ والی جگہ پر سایہ کیا۔ اور یہ بادل بیت المعمور کے بالمقابل تھا۔ کہا: اے آدم جہاں جہاں تک بادل نے سایہ کیا ہے۔ اس جگہ پر اپنے پاؤں سے نشان لگاؤ کیونکہ اس جگہ سے تمہارے لیے ایک خوبصورت گھر نکلے گا جو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لیے قبلہ ہوگا۔ چنانچہ جناب آدم علیہ السلام نے ایسا کیا۔ پس خدا نے بادل کے نیچے سے ان کے لیے ایک خوبصورت سا گھر برآمد کیا۔ اور حجر اسود نازل فرمایا۔ (یہاں تک کہ فرمایا) پس جبرئیلؑ نے ان سے کہا کہ وہ تمام مشاعر کے پاس اپنے گناہوں سے مغفرت طلب کریں اور ان کو بتایا کہ خدا نے تمہارے گناہ معاف کر دیے ہیں اور ان سے کہا کہ رمی جمرات کے لیے

کنکریاں مشعر الحرام سے اٹھائیں۔ پس جب آپ رمی جمرات والی جگہ پر پہنچے تو ابلیس لعین سامنے آ گیا۔ اور کہا: اے آدمؑ! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ اس سے بات نہ کریں اور اسے سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہیں۔ آدم علیہ السلام نے اسی طرح کیا۔ یہاں تک کہ رمی جمرات سے فارغ ہوئے۔ رمی جمرات سے پہلے جبرئیل علیہ السلام نے ان کو قربانی کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور یہ کہ خدا کی بارگاہ میں تواضع و عاجزی ظاہر کرتے ہوئے سر منڈوائیں۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے ایسا کیا۔ بعد ازاں ان کو بیت اللہ کی زیارت کرنے اور اس کے اردگرد سات چکر لگانے اور صفا سے شروع کرکے اس کے اور مروہ کے درمیان سات بار سعی کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ کہ اس کے بعد خانہ کعبہ کا طواف کریں یعنی طواف النساء کہ اس کے بغیر حاجی پر عورتوں سے مباشرت مباح نہیں ہوتی۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ تب جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ خدا نے تمہارا گناہ بخش دیا، توبہ قبول فرمائی اور آپ کی زوجہ آپ کے لیے حلال قرار دی۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۱۸۔ عبدالرحمن بن کثیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم نے جناب جبرائیل علیہ السلام کو جناب آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ انہوں نے جا کر کہا: ﴿السلام علیک یا آدم﴾ خداوند عالم نے مجھے آپ کے پاس مناسک حج تعلیم دینے کے لیے بھیجا ہے۔ اس اثناء میں آسمان سے ایک بادل اترا جس نے بیت اللہ کی جگہ پر سایہ کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا: یا آدمؑ! جہاں بادل نے سایہ ڈالا ہے۔ وہاں نشان لگاؤ کیونکہ یہ آپ کا اور آپ کی اولاد میں سے آخری شخص تک کا قبلہ ہے۔ چنانچہ جناب آدم علیہ السلام نے اپنے پاؤں سے بادل ولی جگہ پر نشان لگایا۔ پھر جبرئیلؑ ان کو منیٰ لے گئے اور وہاں ان کو منیٰ کی مسجد دکھائی۔ چنانچہ آپؑ نے اپنے پاؤں سے وہاں نشان لگایا۔ اور آپ نے بیت اللہ کا نشان لگانے کے بعد مسجد الحرام کا بھی نشان لگایا تھا۔ پھر ان کو منیٰ سے عرفات لے گئے۔ اور ان کو معرّف (نامی ٹیلہ) پر کھڑا کیا۔ اور کہا کہ جب سورج غروب ہو جائے تو آپ اپنے گناہ کا سات بار اقرار کریں اور سات بار خدا سے مغفرت اور توبہ طلب کریں۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ اسی وجہ سے اس جگہ کا نام "معرّف" رکھا گیا کہ وہاں آدمؑ نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا تھا۔ اور اب ان کی اولاد کے لیے وہاں اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا سنت قرار دیا گیا۔ چنانچہ وہ وہاں (آج تک برابر) اپنے گناہوں کا اسی طرح اعتراف کرتے ہیں جس طرح جناب آدم علیہ السلام نے کیا تھا۔ اور انہی کی طرح آج تک وہاں توبہ کا سوال کرتے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ کے کہنے سے وہاں سے لوٹے اور سات پہاڑوں کے پاس سے گزرے۔ جبرئیلؑ نے ان سے کہا کہ ہر پہاڑ کے پاس سے گزرتے وقت چار بار تکبیر کہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ بمقام جمع (مزدلفہ) پہنچ گئے۔ اس وقت رات کی ایک تہائی گزر چکی تھی۔ آپؑ نے

وہاں نماز مغرب وعشاء ملا کر پڑھی۔ پھر جبرئیلؑ نے ان سے کہا: وہیں کنکروالی زمین پر لیٹ جائیں۔ چنانچہ وہ وہیں لیٹ گئے اور جب سپیدۂ صبح نمودار ہوا تو ان سے کہا کہ وہ مزدلفہ کے پہاڑ پر چڑھ جائیں اور جب سورج نکل آئے تو سات بار اپنے گناہ کا اعتراف کریں۔ اور سات ہی بار خدا سے مغفرت اور قبولیت توبہ کا سوال کریں۔ چنانچہ آدمؑ نے ایسا ہی کیا۔ اور دو بار اس لیے اعتراف کیا تاکہ یہ عمل آپ کی اولاد میں سنت بن جائے پس ان میں سے جو شخص عرفات کو درک نہ کر سکے اور صرف مزدلفہ کو درک کرے تو گویا اس نے حج کو درک کر لیا۔ پھر وہاں سے منٰی کی طرف پلٹے۔ اور چاشت کے وقت وہاں پہنچے۔ اور وہاں پہنچ کر منٰی کی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر جبرئیلؑ کے کہنے سے خدا کے لیے قربانی پیش کی۔ تاکہ وہ قبول کی جائے اور ان کو معلوم ہو جائے کہ خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی ہے! اور یہ قربانی ان کی اولاد میں سنت قرار پائے۔ پس جناب آدمؑ نے قربانی دی، اور خدا نے اس طرح قبول کی کہ آسمان سے آگ بھیجی۔ پس اس طرح ان کی قربانی قبول کی گئی۔ جبرئیلؑ نے کہا: اے آدمؑ! خدا نے آپ کو وہ مناسک حج تعلیم دے کر تم پر احسان کیا ہے جن کے ذریعہ سے تمہارا توبہ منظور کی ہے اور قربانی قبول کی ہے۔ اس لیے خدا کی عظمت کے سامنے تواضع وانکساری کرتے ہوئے اپنا سر منڈوا ڈالو۔ چنانچہ جناب آدمؑ نے ازراہ تواضع اپنا سر منڈوا ڈالا پھر جبرئیلؑ نے جناب آدمؑ کا ہاتھ پکڑا اور ان کو بیت اللہ کی طرف لے چلے۔ پس جمرہ کے پاس ابلیس لعین نمودار ہوا۔ اور جناب آدمؑ سے کہا: آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟ جبرئیل نے آدمؑ سے کہا: اے آدمؑ! آپ اسے سات کنکر ماریں اور ہر کنکر مارتے وقت تکبیر کہیں۔ چنانچہ آدمؑ نے ایسا کیا اور ابلیس دفع ہو گیا۔ پھر دوسرے جمرہ کے پاس پھر وہ (بے حیا) نمودار ہوا۔ اور کہا: اے آدم! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا: اے آدمؑ اسے سات کنکر ماریں اور ہر کنکر مارتے وقت نعرۂ تکبیر بلند کریں۔ چنانچہ آدمؑ نے ایسا کیا اور ابلیس لعین دور ہو گیا۔ مگر پھر تیسرے جمرہ کے پاس آدھمکا۔ اور کہا: یا آدم! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا: آدمؑ! اسے سات کنکر مارو اور ہر کنکر مارتے وقت نعرۂ تکبیر لگاؤ۔ چنانچہ آدمؑ نے ایسا کیا اور وہ (ملعون) چلا گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اس کے بعد پھر کبھی اسے نہیں دیکھو گے۔ پھر جبرئیلؑ آپؑ کو بیت اللہ لے گئے اور انہیں حکم دیا کہ اس کے اردگرد سات بار طواف کریں (چکر) لگائیں چنانچہ آدمؑ نے ایسا کیا۔ تب جبرئیلؑ نے کہا: آدمؑ! خدا نے آپ کا گناہ بخش دیا، توبہ قبول کی ہے اور آپؑ کی زوجہ آپؑ پر حلال کی۔ (الفروع، علل الشرائع)

۱۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس روایت کو علل الشرائع میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ اس میں یوں مذکور ہے کہ ابلیس لعین پہلے دن صرف جمرہ (اولیٰ) کے پاس ظاہر ہوا، اور دوسرے دن جمرہ اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ کے پاس نمودار ہوا اور تیسرے اور چوتھے دن بھی اسی طرح تینوں جمروں کے پاس ظاہر ہوا۔

......فراجع......(العلل)

۲۰۔ نیز حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود کلثوم بن عبدالمؤمن حرانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ حج کریں اور جناب اسماعیل علیہ السلام کو بھی کرائیں۔ اور انہیں حرم میں ٹھہرائیں۔ پس ان دونوں (باپ بیٹے نے) سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار ہو کر حج کیا۔ اور جبرئیلؑ کے سوا اور کوئی ان کے ہمراہ نہ تھا۔ پس جب حرم میں پہنچے تو جبرئیلؑ نے ان سے کہا: اے ابراہیمؑ۔ اترو۔ اور حرم میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرو۔ چنانچہ وہ اترے اور غسل کیا۔ اور جبرئیلؑ نے ان کو دکھایا کہ انہوں نے کس طرح احرام باندھا ہے۔ پھر جبرئیلؑ کے کہنے سے انہوں نے حج کا احرام باندھا۔ اور وہ چار تلبیے ﴿لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ﴾ کہے جس طرح سابقہ رسول کہتے تھے۔ پھر جبرئیلؑ ان کو صفا پر لے گئے۔ اور وہاں سواری سے اترے اور جبرئیلؑ ان کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ اور روبقبلہ ہو کر تکبیر کہی اور انہوں نے بھی کہی۔ جبرئیلؑ نے خدا کی حمد وثنا کی اور تعریف وتمجید کی۔ اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور اسی طرح خدا کی حمد وثنا اور اس کی تعریف وتمجید کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ یہاں تک کہ حجر اسود کے پاس پہنچ گئے۔ پس جبرئیلؑ نے اس کو بوسہ دیا اور ان سے کہا: انہوں نے بھی بوسہ دیا۔ اور پھر سب نے خانہ خدا کے اردگرد سات چکر لگائے۔ پھر جہاں مقام ابراہیمؑ ہے وہاں دو دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر جبرئیلؑ نے ان کو وہ مناسک حج دکھائے جو انہوں نے اس کے بعد بجالاناتھے الحدیث۔

(الفروع، علل الشرائع، کذافی تفسیر القمی)

۲۱۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جب ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کا دن تھا تو جبرئیلؑ نے جناب خلیلؑ سے کہا کہ شکم سیر ہو کر پانی پی لیں تو یہاں سے اس کا نام "ترویہ" پڑ گیا۔ پھر جبرئیلؑ ان کو منیٰ میں لے گئے۔ وہاں ان کو رات بسر کرائی، صبح ان کو عرفات لے گئے۔ اور نمرہ کے مقام پر خیمہ نصب کیا۔ اور وہاں سفید رنگ کے پتھروں سے مسجد تعمیر کی۔ جو برابر موجود رہی۔ یہاں تک کہ موجودہ مسجد نمرہ کے اندر داخل کر دی گئی۔ جہاں اب عرفہ کے دن امام نماز پڑھتا (پڑھاتا) ہے وہاں نماز ظہر وعصر پڑھی۔ پھر جبرئیل ان کو عرفات میں لے گئے۔ اور ان سے کہا کہ یہ عرفات ہے۔ یہاں مناسک حج کو پہچانیے۔ اور اپنے گناہ کا اعتراف کیجئے۔ اسی سے اس جگہ کا نام "عرفات" پڑ گیا۔ بعد ازاں مزدلفہ کی طرف آگے بڑھے۔ اسی وجہ سے اس جگہ کا نام "مزدلفہ" پڑ گیا۔ (کیونکہ ازدلف کے معنی آگے ہونے اور قریب ہونے کے ہیں)۔ پھر مشعر الحرام پر کھڑے ہوئے اور خدا نے ان کو اپنا بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا۔

جبکہ وہ اپنے اسی بیٹے میں اپنے شمائل وخصائل دیکھ رہے تھے۔ الغرض جب صبح ہوئی تو مشعر الحرام سے منیٰ کی طرف گئے اور اس (اسماعیلؑ) کی ماں سے کہا کہ خانۂ خدا کی زیارت کرا اور نوجوان (بیٹے) کو روک رکھ۔ الی آخر الحدیث۔ (الفروع)

۲۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ جب (حجۃ الوداع میں) سعی کر چکے تو ''مروہ'' پر حج تمتع نازل ہوئی۔ (پہلے آپ حج قرآن کا احرام باندھ کر آئے تھے)۔ وہاں فرمایا: اے لوگو! یہ جبرئیلؑ ہیں (اپنے ہاتھ سے پیچھے کی جانب اشارہ کر کے فرمایا) جو مجھ سے کہتے ہیں کہ جو قربانی کا جانور اپنے ساتھ ہانک کر نہیں لایا۔ وہ محل ہو جائے (تا آخر روایت جو کہ نمبر ۴ پر گزر چکی ہے)۔ (الفقیہ)

۲۳۔ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت رسول خداؐ منیٰ سے (عرفات) جاتے وقت براستہ ''جب'' گئے تھے اور واپسی پر ''مازمین'' کے راستہ سے لوٹے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ آپ جس راستہ سے جاتے تھے اس سے واپس نہیں آتے تھے۔ (ایضاً)

۲۴۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ لوگوں کو اس لئے حج تمتع کا حکم دیا گیا ہے کہ اس میں پروردگار کی طرف سے آسائش اور رحمت ہے تاکہ لوگ سلامتی کے ساتھ احرام باندھ سکیں اور طوالت بھی نہ ہوتا کہ اس کی وجہ سے خراب و برباد نہ ہوں۔ اور تاکہ واجبی حج و عمرہ یک مرتبہ ادا ہو جائے اور تاخیر کی وجہ سے عمرہ معطل نہ ہو اور حج عمرہ سے الگ نہ ہو۔ اور ان کے درمیان (محل ہونے کی وجہ سے) امتیاز بھی ہو جائے۔ اور تاکہ بیت اللہ کا طواف حرام قرار نہ پائے کیونکہ جب محرم بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو سوائے کسی مجبوری کے محل ہو جاتا ہے۔ تو اگر تمتع نہ ہوتا تو محرم طواف نہ کر سکتا۔ کیونکہ وہ طواف کرنے سے محل ہو جاتا اور اس طرح اس کا حج فاسد ہو جاتا اور حج مکمل کرنے سے پہلے اس سے نکل جاتا۔ اور لوگوں پر قربانی اور کفارہ (فدیہ) واجب ہے۔ پس جب وہ جانور ذبح کرتے ہیں، اونٹ نحر کرتے ہیں اور اس طرح قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں اور اس طرح خون کا بہانا رائگان نہیں جاتا۔ بلکہ مسکینوں کا فائدہ ہوتا ہے۔ اور کسی تقدیم و تاخیر کے بغیر اس کا وقت دسویں ذی الحجہ قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ خدا نے چاہا کہ اس مخصوص عبادت کے ساتھ اس کی پرستش کی جائے اور اس کے لیے خانۂ کعبہ اور دوسرے مقامات حج ایام تشریق میں مقرر کیے۔ اور سب سے پہلے جب ملائکہ نے حج وطواف کیا تھا۔ تو وہ یہی وقت تھا۔ تو خدا نے اسے ہی قیامت تک سنت قرار دے دیا۔ چنانچہ جناب آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام اور حضرت رسول خداؐ اور دیگر انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے بھی اسی وقت میں یہ عبادت کی۔ پس اب قیامت تک ان کی اولاد میں بھی یہی سنت اور روش جاری کر دی

گئی۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

عیون الاخبار کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ فرمایا: قیامت تک عمرہ حج میں داخل ہوگیا ہے۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہمراہ قربانی کا جانور ہانک کر نہ لائے ہوتے تو وہ بھی اسی طرح محل ہو جاتے جس طرح لوگوں کو حکم دیا تھا مگر جو قربانی کا جانور ہمراہ لائے تو وہ اس جانور کے قربانگاہ تک پہنچنے (اور ذبح ہونے) سے پہلے محل نہیں ہوسکتا تا آخر روایت۔ (عیون الاخبار)

۲۵۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث "شرائع الدین" کے ضمن میں فرمایا: حج جائز نہیں ہے مگر بطور حج تمتع اور حج قرآن و افراد صرف اس شخص کے لئے جائز ہے جس کے اہل وعیال مسجد الحرام کے پاس (حرم میں) رہتے ہوں اور میقات سے پہلے احرام باندھنا جائز نہیں ہے اور میقات کے بعد سوائے بیماری یا تقیہ کے اسے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (حج وعمرہ کو خدا کے لیے تام وتمام کرو) اور ان کی تمامیت رفث (فحش گوئی)، فسوق (بدکاری) اور جدال (لڑائی جھگڑا) سے اجتناب کرنے میں ہے اور قربانی میں خصی جانور ناقص ہونے کی وجہ سے کافی نہیں ہے البتہ اگر دوسرا جانور نہ مل سکے تو پھر اس جانور کی قربانی دی جاسکتی ہے جس کے خصیے کوٹے ہوئے ہوں اور حج کے فرائض یہ ہیں: (۱) احرام باندھنا، (۲) اس کے چار تلبیے کہنا ﴿لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ﴾، (۳) خانہ کعبہ کا طواف کرنا، (۴) مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھنا۔ (۵) صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ (۶) طواف النساء کرنا۔ (۷) اس کی دو رکعت نماز پڑھنا اور اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں ہے۔ (۸) وقوف مشعر۔ (۹) قربانی کرنا۔ (۱۰) وقوف عرفات سنت واجب ہے۔ (۱۱) سر منڈوانا سنت ہے۔ (۱۲) رمی جمرات سنت[۱] ہے۔........... (الی ان قال)........... دو متعوں کو حلال جاننا واجب ہے جس طرح خدا نے اپنی کتاب (قرآن) میں نازل فرمائے ہیں اور حضرت رسول خداﷺ نے مسنون قرار دیئے ہیں یعنی متعۃ الحج اور متعۃ النساء۔ (الخصال)

۲۶۔ جناب سعد بن عبداللہؒ باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کے نام اپنے مکتوب میں لکھا کہ منجملہ ان چیزوں کے جو خداوند عالم نے قرآن میں حلال قرار دی ہیں ایک متعہ النساء ہے اور دوسرا متعہ الحج ہے۔ خدا نے ان کو حلال قرار دیا اور پھر حرام نہیں کیا۔ (یہاں تک کہ فرمایا) پس جب تم حج تمتع کرنا چاہو تو مقام "عقیق" سے احرام باندھو اور اسے (عمرہ) تمتع کا احرام قرار دو۔ اور جب مکہ پہنچو تو خانہ کعبہ

---

[۱] یعنی ان چیزوں کا وجوب بطریق سنت ثابت ہے جبکہ دوسرے فرائض قرآن سے ثابت ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کا طواف کرو، حجر اسود کو بوسہ دو۔ اس سے ابتداء کرو۔ (یعنی پہلے بوسہ دو۔ پھر) کعبہ کے اردگرد سات چکر لگا کر طواف کر کے اسے ختم کرو۔ اس کے بعد مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر مسجد الحرام سے نکل کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو۔ یعنی صفا سے شروع کر کے مروہ پر (ساتواں چکر) ختم کرو۔ یہ سب کچھ کر کے تقصیر کرو (اس کے بعد محل ہو جاؤ گے) پھر جب ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کا دن ہو تو پھر (یہیں سے) وہ کام کرو جو عقیق میں کیا (یعنی مسجد الحرام میں) رکن (حجر اسود) اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان حج تمتع کا احرام باندھو۔ اور پھر برابر باندھے رکھو۔ یہاں تک کہ تمام مواقف (عرفات اور مزدلفہ) میں وقوف کرو۔ پھر (منیٰ میں) رمی جمرات کرو۔ قربانی کا جانور ذبح کرو۔ اور غسل کرو۔ بعدازاں خانہ کعبہ کی زیارت کرو (طواف کرو) جب یہ کرو گے تو محل ہو جاؤ گے۔ اور یہی قول خداوندی ہے: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (یعنی جو حج تمتع کرے تو جو جانور میسر آئے) یعنی اسے ذبح کرے۔ (مختصر البصائر کذانی بصائر الدرجات الکبیر للصفار)

۲۷۔ جناب سید مرتضیٰ (علم الہدیٰ ؒ) اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں تفسیر نعمانی کے حوالہ سے اور وہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حج کے چار حدود ہیں: (۱) احرام۔ (۲) خانہ کعبہ کا طواف۔ (۳) صفا و مروہ کے درمیان سعی۔ (۴) عرفات و مزدلفہ میں وقوف۔ اور جو امور ان کے ساتھ متصل ہیں (جیسے قربانی اور رمی جمرات وغیرہ) پس جو شخص ان حدود کو ترک کرے گا۔ اس پر کفارہ ادا کرنا اور حج کا اعادہ کرنا واجب ہوگا۔ (رسالۃ المحکم والمتشابہ)

۲۸۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ باسناد خود ابان بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک روایت کے ضمن میں فرمایا کہ جب جناب آدم علیہ السلام کو توبہ کرنے کا حکم دیا گیا تو جبرئیلؑ نے ان سے کہا: اے آدمؑ! اٹھو۔ تو آپؑ ترویہ والے دن جبرئیلؑ کے ساتھ نکلے۔ جبرئیلؑ نے ان سے کہا کہ غسل کر کے احرام باندھیں۔ پھر جبرئیلؑ ان کو منیٰ لے گئے اور وہاں شب باشی کی۔ جب صبح ہوئی تو عرفات لے گئے۔ جبکہ جبرئیلؑ نے ان کو احرام باندھنے اور تلبیہ کہنے کا طریقہ بتا دیا تھا۔ پس جب سورج ڈھل گیا تو جبرئیلؑ نے کہا: اب تلبیہ ختم کر کے غسل کریں۔ پھر نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک وہاں ان کو وقوف کرایا۔ (یہاں تک کہ فرمایا) پس غروب آفتاب تک جناب آدم علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے بارگاہِ خداوندی میں تضرع و زاری اور گریہ و بکاء کرتے رہے۔ جب سورج ڈوب گیا تو جبرئیلؑ ان کو مشعر الحرام لے گئے۔ اور وہاں شب باشی کی۔ جب صبح صادق ہوئی تو وہ مشعر پر کھڑے ہوئے۔ اور مخصوص کلمات کے ساتھ خدا کو پکارا اور خدا نے ان کی توبہ و انابہ قبول فرمائی۔ پھر وہاں سے منیٰ کی طرف لوٹے۔ اور جبرئیلؑ نے ان کو بال منڈوانے کا حکم دیا۔ بعدازاں ان کو مکہ لے

گئے اور اثناءِ راہ میں جب جمرۂ اولیٰ کے پاس پہنچے تو ابلیس لعین ظاہر ہوا اور پوچھا: اے آدمؑ! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ جبرئیلؑ نے آپؑ سے کہا کہ اسے سات کنکر ماریں اور ہر کنکر مارتے وقت نعرۂ تکبیر بلند کریں۔ پھر آگے بڑھے اور جب دوسرے جمرہ کے پاس پہنچے تو پھر شیطان نمودار ہوا۔ اور وہی سوال دھرایا۔ جبرئیلؑ نے کہا: اسے پھر سات کنکر ماریں اور ہر بار تکبیر کا نعرہ بلند کریں پھر آگے بڑھے مگر وہ (بے حیا) پھر تیسرے جمرہ کے پاس آدھمکا۔ اور وہی سوال دہرایا۔ جبرئیلؑ نے کہا: اسے پھر سات کنکر ماریں اور ہر بار نعرۂ تکبیر بلند کریں۔ چنانچہ آدمؑ نے ایسا ہی کیا۔ اور ابلیس لعین غائب ہوگیا۔ جبرئیلؑ نے کہا: اب ہرگز اسے کبھی نہیں دیکھو گے۔ بعد ازاں ان کو خانۂ کعبہ میں لے گئے اور ان سے کہا کہ اس کے گرد سات چکر لگائیں۔ چنانچہ آپؑ نے طواف کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا: خدا نے آپؑ کی توبہ قبول کی ہے اور آپ کی بیوی آپ کے لیے حلال ہوگئی ہے۔ (تفسیر قمی)

۲۹۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں: ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حجر اسود کا بوسہ کیوں دیا جاتا ہے؟ فرمایا: جب خداوند عالم نے (عالم ذر میں) بنی آدمؑ سے عہد (الست) لیا تھا۔ تو جنت سے حجر اسود کو منگوایا اور اسے حکم دیا کہ یہ عہد نامہ نگل جا۔ چنانچہ وہ نگل گیا۔ پس جو اس عہد کی ایفا کرے گا وہ اس کے حق میں گواہی دے گا۔ عرض کیا: صفا و مروہ کے درمیان سعی کیوں مقرر کی گئی ہے؟ فرمایا: کیونکہ ابلیس لعین اس جگہ پر جناب ابراہیمؑ کو دکھائی دیا تھا۔ اور وہ دوڑے تھے تاکہ اس ملعون سے بات نہ کرنا پڑے۔ یہاں شیطان کے گھر تھے۔ عرض کیا: تلبیہ کیوں قرار دیا گیا ہے؟ فرمایا: اس لیے کہ خدا نے جناب ابراہیمؑ سے فرمایا تھا: ﴿وَ اَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ﴾ (کہ لوگوں میں حج کا اعلان کرو)۔ پس جناب ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے اور آواز بلند ندا دی جو کہ (لوگوں کو) سنائی۔ اور ان کو ہر طرف سے جواب بھی ملا: ﴿لبیک لبیک﴾)۔ الحدیث۔ (المحاسن)

۳۰۔ نیز باسناد خود عبدالحمید بن ابی الدیلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ (مزدلفہ) کو ''جمع'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ جناب آدمؑ نے یہاں مغرب و عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی تھی۔ اور اسے ''ابطح'' بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آدمؑ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ جمع کے کنکروالی جگہ پر لیٹ جائیں۔ چنانچہ وہ صبح صادق تک وہاں لیٹے رہے بعد ازاں ان کو حکم دیا گیا کہ وہ جمع کے پہاڑ پر چڑھ جائیں۔ اور ان کو حکم دیا گیا کہ جب سورج نکل آئے تو اپنے گناہ کا اعتراف کریں۔ چنانچہ جناب آدمؑ نے ایسا کیا۔ اور یہ اس لیے کیا تاکہ ان کی اولاد میں بھی سنت بن جائے۔ پھر (بمقام منیٰ) قربانی دی۔ اور خدا نے آسمان سے آگ بھیجی جس نے جناب آدمؑ کی قربانی کو اٹھالیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں بھی) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جس شخص کے اہل وعیال مسجد الحرام (حرم) کے اندر نہ رہتے ہوں اس پر حج تمتع واجب عینی ہے۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا ﷺ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے سے فارغ ہوئے تو جبرئیلؑ آئے اور کہا: خداوند عالم آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ لوگوں کو حکم دیں کہ سوائے ان لوگوں کے جو اپنی قربانی کے جانور اپنے ہمراہ ہانک کر لائے ہیں باقی سب (تقصیر کر کے) محل ہو جائیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یا ایہا الناس! یہ جبرئیل ہیں۔ (یہ فرما کر اپنے ہاتھ سے پیچھے کی طرف اشارہ کیا) جو خدا کا یہ حکم پہنچا رہے ہیں کہ میں لوگوں کو حکم دوں کہ سوائے قربانی کے جانور ہمراہ ہانک کر لانے والوں کے باقی سب لوگ محل ہو جائیں۔ پس میں لوگوں کو اس چیز کا حکم دیتا ہوں جس کا خدا نے مجھے حکم دیا ہے اس پر ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہؐ! (اس طرح) جب ہم منیٰ کی طرف جائیں گے تو ہمارے بالوں سے (عورتوں سے مباشرت کرنے کی وجہ سے) پانی ٹپک رہا ہوگا۔ اور کچھ (منافقوں) نے یہ کہا کہ (رسولؐ) ہمیں کسی چیز کا حکم دیتے ہیں اور خود کچھ اور کرتے ہیں؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا ایہا الناس! اگر میں اپنے معاملہ کو پہلے سے اس طرح جانتا جس طرح بعد میں جانتا ہوں تو پھر میں بھی اس طرح کرتا جس طرح تمام لوگوں نے کیا ہے۔ مگر چونکہ میں قربانی کا جانور ہمراہ لایا ہوں۔ اس لیے جو قربانی ہمراہ لایا ہے وہ اس وقت تک محل نہیں ہو سکتا جب تک جانور اپنی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے۔ پس عام لوگ تقصیر کر کے محل ہو گئے اور اسے عمرہ (تمتع) قرار دے دیا۔ سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ چیز جس کا آپ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ صرف اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ فرمایا: بلکہ قیامت تک کے لیے ہے اور آپؐ نے (دونوں ہاتھوں کی) انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔ چنانچہ خداوند عالم نے اس سلسلہ میں قرآن نازل کیا: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (جو شخص حج تمتع کرے اسے قربانی کا جو جانور میسر آئے وہ (ذبح یا نحر) کرے)۔ (التہذیب، علل الشرائع)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔

چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾۔ پس کسی کے لیے حج تمتع کے سوا اور کوئی حج جائز نہیں ہے۔ کیونکہ خداوند عالم نے اسے قرآن میں نازل کیا ہے اور سنت رسول بھی اسی طرح جاری ہے۔ (التہذیب، علل الشرائع، الاستبصار)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حج کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حج تمتع کر۔ پھر فرمایا: جب ہم پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے تو ہم یہ کہیں گے کہ پروردگارا! ہم نے تو تیری کتاب پر عمل کیا۔ اور عام لوگ کہیں گے کہ ہم نے اپنی رائے وقیاس پر عمل کیا تھا۔ پھر خدا ہم سے اور ان سے وہ سلوک کرے گا جو وہ چاہے گا۔ (التہذیب، والاستبصار)

۴۔ عبدالصمد بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں ایک عجمی شخص سے فرمایا: جسے امامؑ نے مسجد میں دیکھا تھا کہ خانہ کعبہ کے اردگرد سات چکر لگا، مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھ، صفا ومروہ کے درمیان سعی کر اور بالوں کی تقصیر کر (پھر تو محل ہو جائے گا)۔ پس جب ترویہ کا دن ہو تو غسل کر اور حج تمتع کا احرام باندھ اور اس طرح عمل کر جس طرح عام لوگ کرتے ہیں۔ (التہذیب)

۵۔ محمد بن فضل (فضیل) ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہم حج کرنا چاہتے ہیں جبکہ ہم میں سے بعض صرورہ ہیں؟ فرمایا: تم پر حج تمتع کرنا لازم ہے۔ پھر فرمایا: ہم حج تمتع کرنے میں اور نشہ آور چیز سے اجتناب کرنے اور خفین پر مسح نہ کرنے میں کسی سے تقیہ نہیں کرتے۔ (کتب اربعہ)

۶۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ابومحمد! میرے پاس اہل بصرہ کا ایک گروہ موجود تھا جنہوں نے مجھ سے حج کے بارے میں سوال کیا۔ اور میں نے ان کو نبی کا کام اور فرمان بتایا (کہ انہوں نے کس طرح کیا۔ اور کیا فرمایا؟) یعنی آپؐ نے حج تمتع کیا) اس پر انہوں نے مجھ سے کہا کہ عمر نے حج افراد کا حکم دیا تھا (اور حج تمتع کو حرام قرار دیا تھا؟) میں نے ان سے کہا کہ یہ عمر کی اپنی ذاتی رائے تھی اور عمر کی ذاتی رائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام وکلام کی مانند نہیں ہو سکتی۔ (التہذیبین)

۷۔ یعقوب احمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے محرم میں عمرہ ادا کیا۔ پھر حج کے دنوں میں حج کرنے کے لیے نکلا۔ آیا وہ حج تمتع کرے؟ فرمایا: ہاں۔ میرے والد ماجد (کسی قسم کی حج کو) اس کے برابر نہیں جانتے تھے۔ (ایضاً)

۸۔ ابن مسکان بیان کرتے ہیں کہ عبدالخالق نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے یہی مسئلہ پوچھا؟ آپؑ

نے فرمایا: اگر حج کرنا ہے تو حج تمتع کر! کیونکہ ہم کسی چیز کو قرآن وسنت کے برابر نہیں جانتے۔ (جن میں حج تمتع کا حکم ہے)۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوایوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان (عامہ) میں سے ایک شخص حج قِران کرتا ہے اور قربانی کا جانور ہانکتا ہے۔ اسے چھوڑ دے۔ یہ اس کے کام کی سزا ہے۔ (الفقیہ)

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم تو حج تمتع کے سوا کوئی حج جانتے ہی نہیں ہیں جب ہم خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو عرض کریں گے: ہمارے پروردگار ہم نے تو تیری کتاب اور تیرے نبی کی سنت پر عمل کیا تھا۔ اور (مخالف) کہیں گے کہ ہم نے اپنی رائے پر عمل کیا تھا۔ پھر خدا ہمیں اور ان کو جہاں چاہے گا رکھے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۱۱۔ صفوان جمال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس قربانی نہ ہو اور وہ حج تمتع سے منہ موڑتے ہوئے حج اِفراد کرے تو گویا اس نے خدا کے دین سے روگردانی کی ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حلبی اپنے چچا عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا کہ جبکہ میں وہاں حاضر تھا۔ عرض کیا میں نے محرم میں عمرہ ادا کیا اور اب حج تمتع کرتے ہوئے آیا ہوں؟ تو میں نے امام علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمایا: تو نے بہت اچھا کیا ہے۔ ہم کسی چیز کو قرآن وسنت کے برابر نہیں جانتے (تا آخر جیسا کہ اوپر روایت نمبر ۱۰ میں گزرا ہے)۔ (الفروع)

۱۳۔ عمر بن اذینہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ لوگ جو حج افراد کرتے ہیں جب مکہ آتے ہیں تو جب خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں تو محل ہو جاتے ہیں اور جب لباس پہنتے ہیں تو احرام باندھتے ہیں۔ اس طرح وہ کبھی محل ہوتے ہیں اور کبھی احرام باندھتے ہیں یہاں تک کہ جب منیٰ میں جاتے ہیں تو نہ حج ہوتا ہے اور نہ عمرہ۔ (الفروع)

۱۴۔ عبدالملک بن اعین بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے حج کیا جب مدینہ پہنچے تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ زرارہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم حج (افراد یا قرآن) کا احرام باندھیں! امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: حج تمتع کرو۔ جب وہ لوگ چلے گئے۔ تو میں نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آپؑ نے جو بات زرارہ کو بتائی تھی اگر ان کو نہ بتاتے تو اچھا ہوتا۔ اب ہم جب کوفہ جائیں گے تو جھوٹے سمجھے جائیں گے (زرارہ کے بالمقابل ہمیں کون سچا سمجھے گا؟)

امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کو واپس بلاؤ۔ چنانچہ جب وہ واپس آئے تو فرمایا: زرارہ نے سچ کہا (مگر) آگاہ رہو کہ آج کے بعد یہ بات مجھ سے اور کوئی نہیں سنے گا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ زرارہ کی روایت تقیہ پر محمول ہے۔ یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب آدمی حجۃ الاسلام کر چکا ہو اور مستحبی حج کرنا چاہے نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ و ۷ و ۹ اور) احرام میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جب تک حج افراد یا قرآن (کسی وجہ سے) واجب عینی نہ ہو تب تک حج تمتع کو ترجیح دینا مستحب ہے اگر چہ کوئی ہزار ہا حج کرلے۔ اور اگر چہ رجب یا ماہ رمضان میں عمرہ بھی کر چکا ہو اور اگر چہ مکی ہو یا کئی سالوں سے وہاں مجاور ہو ہاں البتہ جب (کسی وجہ سے) تمتع جائز نہ ہو تو پھر قرآن کو افراد پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی بیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے اس وقت سوال کیا جب انہوں نے حج کیا اور یہ سنہ ۲۱۱ و سنہ ۲۱۲ کی بات ہے کہ آپ مکہ میں کس طرح داخل ہوئے ہیں۔ حج افراد کرتے ہوئے یا حج تمتع؟ فرمایا: حج تمتع کرتے ہوئے! پھر عرض کیا: افضل حج کون سا ہے؟ حج تمتع یا افراد یا قرآن؟ فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ حج تمتع حج افراد و قرآن سے افضل ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ کوئی حاجی حج تمتع سے بہتر حج کے ساتھ (مکہ میں) داخل نہیں ہوتا۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حج افراد کر! بعض کہتے ہیں کہ قرآن کر اور قربانی کا جانور ہانک کر لیجا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ حج تمتع کر؟ فرمایا: اگر میں ہزار سال تک حج کروں تو قرآن نہیں تمتع ہی کروں گا۔ (الفروع)

۳۔ موسیٰ بن قاسم بجلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بعض اوقات آپ کے والد ماجد کی طرف سے اور بعض اوقات اپنے والد کی جانب سے اور بعض اوقات اپنے کسی (دینی) بھائی کی طرف سے اور بعض اوقات اپنی طرف سے حج کرتا ہوں تو کون سا حج کروں؟ فرمایا: حج تمتع کر! عرض کیا کہ میں دس برس سے مکہ میں مقیم ہوں؟ فرمایا: پھر بھی تمتع ہی کر۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن حدید بیان کرتے ہیں کہ علی بن جعفرؒ نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کی خدمت میں خط ارسال کیا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں عمرہ کیا۔ پھر حج کے موسم میں حاضر ہوا۔ آیا وہ حج افراد کرے یا حج تمتع۔ ان میں سے کون سا حج افضل ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ حج تمتع کرے کہ یہ افضل ہے۔

(الفروع، الفقیہ)

۵۔ معاویہ (بن وھب) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حج تمتع مکہ والوں کا حج ہے اور اس کا عمرہ عراقیوں کا ہے؟ فرمایا: یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ کیا عمرہ حج سے مربوط نہیں ہے؟ جب تک مکمل حج سے حاجی فارغ نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ کہیں جا نہیں سکتا (لہٰذا حج اور عمرۂ تمتع باہم مربوط ہیں اور ایک کا دوسرے سے جدائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا)۔ (الفروع)

۶۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں حج قرآن کرتے ہوئے قربانی کا جانور اپنے ہمراہ ہانک کر لایا ہوں؟ فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا ہے؟ حج تمتع افضل ہے! پھر فرمایا: اس حج میں خانۂ کعبہ کا طواف (اس کی دو رکعت نماز)، صفا و مروہ کے درمیان سعی، (اور تقصیر)۔ (اور عرفات و مزدلفہ کے اعمال کے علاوہ) قربانی والے دن ایک اور طواف کرنا۔ کافی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حفص بن بختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بخدا حج تمتع افضل ہے۔ قرآن اسی کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ اور اسی کے ساتھ سنت جاری ہوئی ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۸۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے اصحاب حج کے سلسلہ میں دو چیزوں میں باہم اختلاف کرتے ہیں۔ (۱) بعض کہتے ہیں کہ حج افراد کا احرام باندھ۔ اور جب خانۂ کعبہ کا طواف کر چکے اور (اس کی دو رکعت نماز پڑھ چکے) اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر چکے (تو تقصیر کر کے) محل ہو جا (یعنی بعد میں اسے عمرۂ تمتع سے تبدیل کر) اور (۲) بعض یہ کہتے ہیں کہ ابتداء سے ہی حج تمتع کی نیت کر کے احرام باندھ۔ آپ کی نظر میں کون سا طریقہ زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا: حج تمتع کی نیت کر۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۹۔ عبدالملک بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حج تمتع کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حج تمتع ہی کر (کہ یہ افضل ہے)۔ پھر اسی سال یا اس کے بعد امام علیہ السلام نے خود حج افراد کیا۔ میں نے عرض کیا: اصلحک اللہ! میں نے آپ سے حج کے بارے میں سوال کیا تھا۔ تو آپ نے مجھے حج تمتع کرنے کا حکم دیا تھا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ خود آپ نے حج افرا کیا ہے؟ فرمایا: بخدا فضیلت اسی (حج تمتع) میں ہے۔ جس کا میں

نے تجھے حکم دیا تھا (باقی رہی یہ بات کہ میں نے اس کی بجائے حج افراد کیوں کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ) میں کمزور ہوں، میرے لیے دوبار صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا (جو کہ حج تمتع میں کرنی پڑتی ہے) دشوار ہے اس لیے حج افراد کیا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ واجبی حج افراد میں بھی عمرہ کرنا پڑتا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ وہ حج کے بعد ہوتا ہے اس طرح یہ دشواری تو وہاں بھی ہے اس لیے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مستحبی حج افراد ہو (جیسا کہ امام علیہ السلام کا تھا) تو اس میں عمرہ واجب نہیں ہوتا۔

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنے والد کی طرف سے حج کرتا ہے۔ آیا وہ حج تمتع کرے؟ فرمایا: ہاں (اگر ایسا کرے گا تو) عمرہ (کا ثواب) اس کے لیے اور حج (کا ثواب) اس کے والد کے لیے قرار پائے گا۔ (الفقیہ)

۱۱۔ احمد بن محمد بن ابونصر بزنطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ نے اس سال (حج) کس طرح کیا ہے؟ فرمایا: میں نے رجب میں عمرہ کیا تھا اور اب حج تمتع کیا۔ اور جب بھی میں اس طرح (پہلے) عمرہ کروں تو ایسا ہی (حج تمتع) کرتا ہوں۔ (عیون اخبار الرضاؑ)

۱۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے رجب میں عمرہ ادا کیا۔ پھر واپس گھر چلا گیا۔ اگر وہ (اسی سال) حج کرے تو کیا (اس عمرہ پر اکتفا کرتے ہوئے) حج تمتع کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اس کے برابر کسی (قسم) کی حج کو نہ سمجھے۔ (قرب الاسناد)

۱۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان (جمال) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حج قرآن کرو اور بعض کہتے ہیں کہ تمتع کرو؟ فرمایا: اگر میں دو ہزار سال تک حج کروں تو حج تمتع ہی کروں گا۔ (التہذیب)

۱۴۔ ابراہیم بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حج کی کون سی قسم افضل ہے؟ فرمایا: حج تمتع۔ (پھر فرمایا) بھلا کس طرح کوئی اور قسم اس سے افضل ہو سکتی ہے جبکہ حضرت رسول خدا ﷺ نے (جبکہ حج قرآن کا احرام باندھا تھا) فرمایا: اگر مجھے پھر حج کرنے کا موقع ملا تو اس طرح کروں گا جس طرح (عام) لوگوں نے کیا ہے۔ (چونکہ وہ لوگ قربانی کا جانور ہمراہ ہانک کر نہیں لائے تھے اس لیے اپنے حج کو تمتع بنا دیا اس لیے میں بھی حج تمتع ہی کروں گا)۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، الفروع)

۱۵۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اس سال حج قرآن کیا ہے اور قربانی کا جانور اپنے ہمراہ ہانک کر لایا ہوں؟ فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ بخدا حج تمتع افضل ہے۔ پھر ایسا نہ کرنا۔ (التہذیبین)

۱۶۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا جبکہ ہم مدینہ میں تھے۔ کہ میں نے رجب میں عمرہ ادا کیا۔ اب میں حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آیا حج قرآن کروں؟ یا حج افراد کروں یا حج تمتع؟ فرمایا: ہر ایک میں فضیلت ہے۔ ہر ایک اچھا ہے۔ عرض کیا: مگر افضل کون سا حج ہے؟ فرمایا: حضرت امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ ہر ماہ کے لیے عمرہ ہے (مگر حج) تمتع بخدا افضل ہے۔ پھر فرمایا: اہل مکہ کہتے ہیں کہ حج تمتع کا عمرہ عراقی ہے اور حج مکی! یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ کیا عمرہ حج سے مربوط نہیں ہے۔ چنانچہ حاجی حج کئے بغیر کہیں جا نہیں سکتا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۱۷۔ اسحاق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص جو کہ مکہ میں مقیم ہے (یا اس نے مکہ میں عمرہ ادا کیا ہے) اب حج کرنا چاہتا ہے آیا حج افراد کرے یا ایک بار پھر حج تمتع کرے؟ فرمایا: اس کا حج تمتع کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور اسے ایک رات یا دو راتوں کی مسافت سے احرام باندھنا چاہیئے۔
(التہذیب والاستبصار)

۱۸۔ عبدالصمد بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عطیہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (امام محمد باقرؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ میں نے ایک سال حج افراد کیا ہے تو؟ تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اگر تو ہزار ہا حج بھی کرے تو بھی حج تمتع کر۔ افراد نہ کر۔ (التہذیب)

۱۹۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا لوگ جو جو حج کرتے ہیں ان سب سے افضل کون سا حج ہے؟ فرمایا: عمرہ رجب میں کیا جائے اور اسی سال حج افراد۔ عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: تمتع۔ (یہاں تک کہ کہا) اس کے بعد۔ فرمایا: قرآن اور قرآن یہ ہے کہ قربانی کا جانور ہمراہ ہانک کر لایا جائے۔ پھر عرض کیا: اور اس کے بعد؟ فرمایا: عمرۂ مفردہ! پھر جہاں جی چاہے وہاں چلا جائے! اور اگر حج کے موسم تک مکہ میں قیام کرے تو اس کا عمرہ تو کامل ہوگا (جو کر چکا) اور حج مکی ہوگا اور ناقص (بغیر عمرہ کے)۔ عرض کیا: اس کے بعد کیا ہے؟ فرمایا: جو کچھ عام لوگ آج کل کرتے ہیں جو حج افراد کرتے ہیں حتیٰ کہ جب مکہ پہنچتے ہیں تو طواف کر کے محل ہو جاتے ہیں۔ پھر جب تلبیہ کہتے ہیں تو احرام باندھ لیتے ہیں۔ پس وہ مسلسل کبھی محل ہوتے ہیں اور کبھی احرام باندھتے ہیں یہاں تک کہ جب منیٰ جاتے ہیں تو نہ حج ہوتا ہے اور نہ عمرہ۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۰۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ حج افراد وقرآن میں سے کون سی قسم افضل ہے؟ فرمایا: قرآن افراد سے افضل ہے! پھر سوال کیا کہ افراد، قرآن اور تمتع سے کون سی حج افضل ہے؟ فرمایا: تمتع ان دونوں قسموں سے افضل ہے! پھر فرمایا: حج تمتع ہی کا قرآن میں تذکرہ ہے اور اسی کا حضرت رسول خدا ﷺ نے حکم دیا ہے۔ پھر فرمایا: قیامت تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔ پھر (دونوں ہاتھوں کی) انگلیاں ایک دوسری میں داخل کیں، فرمایا: ابن عباس کہا کرتے تھے کہ جو (اس کی فضیلت کا) انکار کرے گا۔ میں اس سے قسمی مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا: احرام بحج کیا ہے؟ فرمایا: جب حاجی حج کا احرام باندھے گا تو وہ عمرہ (تمتع) کا احرام سمجھا جائے گا۔ طواف (اور سعی وغیرہ اعمال) کرنے سے محل ہو جائے گا۔ پس اس طرح عمرہ کوفی ہوگا اور حج مکی۔ (بحارالانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۲و۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵و۷) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جو شخص قربانی کا جانور ہانک کر ہمراہ نہ لائے، اور اس پر کسی وجہ سے حج افراد بھی واجب عینی نہ ہو اور طواف کے بعد تلبیہ بھی نہ کر چکا ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ اپنے حج کو حج تمتع سے بدل دے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ حدیثوں کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کیا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کس طرح حج تمتع کروں؟ فرمایا: جب (حج کا) وقت آئے تو (احرام تمتع باندھ کر) تلبیہ کہہ، مکہ پہنچ کر طواف اور سعی کر اور پھر (تقصیر کر کے) ہر اس چیز سے (جو احرام کی وجہ سے حرام ہوئی تھی) محل ہو جا۔ مگر (مکہ میں) محبوس رہ اور حج کئے بغیر وہاں سے نہ جا۔ (التہذیب)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جو شخص حج وعمرہ میں قرآن کرنا چاہے تو وہ اس کے بغیر درست نہیں ہے کہ قربانی کا ایسا جانور جس پر علامت ہو اور گلے میں قلادہ اپنے ہمراہ ہانک کر لائے اور اگر جانور ہانک کر نہ لائے تو پھر اسے حج تمتع بنائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حج وعمرہ کے درمیان قرآن کرنے کا مطلب کیا ہے؟ اس کی تصریح حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس طرح کی ہے کہ آدمی احرام باندھتے وقت بول کر کہے کہ ﴿إِنْ لَمْ يَكُنْ حِجَّةٌ فَعُمْرَةٌ﴾ کہ اگر کسی وجہ سے حج مکمل نہ کر سکا تو پھر اسے عمرہ سے بدل دوں گا۔ تو پھر ایسا ہی کر لے۔ حضرت شیخ نے اس مفہوم پر

اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں اس شرط کے استحباب کا تذکرہ ہے۔ مگر اقرب یہ ہے کہ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہے کیونکہ یہ تمام مخالفین کے نظریہ کے موافق ہے (کہ جو احرام باندھتے وقت حج وعمرہ کی اکٹھی نیت کرنا جائز جانتے ہیں اور پھر اس سے تمتع کی طرف عدول کرنے کو جائز نہیں جانتے جبکہ حج وعمرہ کی اکٹھی نیت کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی کرے تو تمتع کی طرف عدول کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ علامہ حلی نے کتاب تذکرہ میں اور خود شیخ طوسیؒ نے کتاب الخلاف میں بیان کیا ہے۔

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص حج افراد کے لیے تلبیہ کہتا ہے: آیا اس میں کوئی فضیلت ہے؟ فرمایا: فضیلت تو حج تمتع میں ہے! عرض کیا: تمتع کیا ہے؟ فرمایا: حج کے مخصوص مہینوں میں حج (عمرہ تمتع) کا احرام باندھے اور جب خانہ خدا کا طواف کر چکے تو مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے۔ بعد ازاں صفا ومروہ کے درمیان سعی کرے اور تقصیر کر کے محل ہو جائے۔ اور جب ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کا دن ہو تو حج (تمتع) اور دوسرے مناسک کا احرام باندھے اور اس پر قربانی واجب ہے! عرض کیا: کس قسم کی قربانی؟ فرمایا: افضل اونٹنی ہے۔ اوسط گائے اور ادنیٰ بکری ہے۔ (اور فرمایا کہ میں نے بکریوں کو دیکھا ہے کہ ان کے گلے میں دھاگہ یا تسمہ ڈالا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے حج افراد کا احرام باندھا اور مکہ پہنچ کر خانہ کعبہ کا طواف کیا، مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ اور صفا ومروہ کے درمیان سعی بھی کی تو؟ فرمایا: اسے عمرہ (تمتع) قرار دے کر (تقصیر کر کے) محل ہو جائے۔ مگر یہ کہ قربانی کا جانور ہانک کر ہمراہ لایا ہو۔ (تو پھر اسی قرآن پر قائم رہے)۔
(الفروع، التہذیب)

۵۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص (حج کا احرام باندھ کر) خانہ کعبہ کا طواف کرے اور اس کی دو رکعت نماز بھی پڑھے) اور صفا ومروہ کے درمیان سعی بھی کرے۔ وہ پسند کرے یا ناپسند اسے چاہیے کہ وہ محل ہو جائے (اور پھر حج تمتع بجا لائے)۔ (الفروع)

شیخ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کہ باسناد خود ابن بکیر از امام جعفر صادق علیہ السلام اسی طرح نقل کیا ہے۔ ہاں اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ سوائے اس کے کہ جس نے اس سال عمرہ کیا ہو (کہ وہ لازماً حج تمتع ہی کرے گا) اور سوائے اس کے جو قربانی کے جانور کو مخصوص علامت اور قلادہ گلے میں ڈال کر ہمراہ ہانک کر لایا ہو۔ (کہ وہ حتماً حج قرآن ہی کرے گا)۔ (الفقیہ)

۶۔ یونس بن یعقوب ایک شخص سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بھی (طواف کعبہ کرکے اور اس کی دو رکعت نماز پڑھ کے) ان دو پتھروں یعنی صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے۔ وہ (تقصیر کرکے) محل ہو جاتا ہے سوائے اس کے جو قربانی کا جانور اپنے ہمراہ ہانک کر لائے۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص حج اِفراد کرتا ہے اور (اسی نیت سے) خانہ خدا کا طواف کرتا ہے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی کرتا ہے۔ پھر اس کا ارادہ بدل جاتا ہے اور اسے عمرہ (تمتع) بنانا چاہتا ہے تو؟ فرمایا: اگر اس نے سعی کرنے کے بعد اور تقصیر کرنے سے پہلے تلبیہ کہا ہے (جیسا کہ حج اِفراد میں کیا جاتا ہے) تو پھر اس کا حج تمتع نہیں بن سکتا۔ (الفقیہ، التہذیب)

۸۔ جناب کشی اپنے رجال میں باسناد خود عبداللہ بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے والد (زرارہؒ) کو میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ میں جو بعض اوقات (لوگوں کے سامنے) تمہاری عیب گوئی کرتا ہوں تو یہ میری طرف سے تمہارا دفاع اور تمہارے بچاؤ کی کوشش کا حصہ ہے کیونکہ ہم جب کسی شخص کو اپنا مقرب بناتے ہیں یا اس کی تعریف و تمجید کرتے ہیں تو عام (مخالف) لوگ اسے اذیت پہنچانے میں جلدی کرتے ہیں .... (یہاں تک کہ فرمایا) تم پر چھیالیس رکعت نماز لازم ہے۔ اسی طرح تم پر حج کرنا واجب ہے۔ اور اگر تم نے حج افراد کا احرام باندھا ہے تو جب مکہ پہنچو تو طواف اور سعی کرنے کے بعد اس کو فسخ کرکے اسے حج تمتع سے بدل دو۔ اور ترویہ کے دن تک محل ہو جاؤ۔ پھر ترویہ کے دن حج کا احرام باندھو اور منیٰ کی طرف جاؤ اور پھر عرفات اور مزدلفہ (وغیرہ) مقامات پر حاضری دو کیونکہ حضرت رسول خدا ﷺ نے اسی طرح حج کیا تھا۔ اور اپنے اصحاب کو بھی ایسا کرنے کا یعنی سابقہ قصد کو فسخ کرکے اسے حج تمتع سے تبدیل کرنے کا حکم دیا تھا۔ ہاں البتہ خود اس وجہ سے اپنے سابقہ احرام (قرآن) پر قائم رہے تھے کہ وہ قربانی کے جانور اپنے ہمراہ ہانک کر لائے تھے۔ کیونکہ اپنے ہمراہ جانور ہانک کر لانے والا قارن ہوتا ہے اور قارن اس وقت تک محل نہیں ہو سکتا۔ جب تک قربانی اپنی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے اور اس کی قربان گاہ بمقام منیٰ ہے۔ پس جب وہ وہاں پہنچ جائے تو یہ محل ہو جائے گا۔ پس یہ حج تمتع ہے جس کا ہم نے تمہیں حکم دیا ہے۔ پس اسے لازم پکڑو۔ اور اس کی وجہ سے تمہارا سینہ تنگ نہیں ہونا چاہیئے اور یہ جو کچھ ابوبصیر تمہارے پاس لائے ہیں کہ اکاون رکعت نماز (یومیہ) پڑھی جائے اور حج تمتع کا احرام باندھا جائے یہ بھی درست ہے اور ہمارے نزدیک اس کے مختلف معنی اور مفہوم ہیں۔ جن کی رو سے ہمارے اور تمہارے لیے گنجائش ہے اور ان میں سے کوئی بات بھی نہ حق کے خلاف ہے اور نہ ہی اس کے

متضاد۔ والحمد للہ رب العالمین۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ از اعداد الفرائض میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ از احرام میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

جو لوگ مکہ کے اندر اور جو مکہ سے باہر مگر اڑتالیس (۴۸) میل کے اندر رہتے ہیں ان پر حج افراد یا قرآن واجب (عینی ہے) اور ان کے واجبی حج سے حج تمتع مجزی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ حلبی، سلیمان بن خالد اور ابو بصیر سے اور وہ سب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اہل مکہ، اہل مرّ اور اہل[۱] سرف پر حج تمتع نہیں ہے کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿ذٰلِکَ لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (کہ حج تمتع) اس پر ہے جس کا اہل وعیال مسجد الحرام کے پاس مقیم نہ ہو)۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا مکہ والے حج تمتع کر سکتے ہیں؟ فرمایا: نہ۔ وہ حج تمتع نہیں کر سکتے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ذٰلِکَ لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾۔ (التہذیب، الاستبصار، قرب الاسناد)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ارشاد خداوندی: ﴿ذٰلِکَ لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ میں کون کون لوگ شامل ہیں؟ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ مکہ والوں پر حج تمتع نہیں ہے اور ہر وہ شخص جس کے اہل وعیال مکہ کے چاروں طرف اڑتالیس (۴۸) میل کے اندر اندر رہتے ہوں جیسے ذات عرق، عسفان اور جو کہ مکہ کے اردگرد ہیں یہ سب اس آیت مبارکہ میں داخل ہیں (کہ ان پر نہ حج تمتع ہے اور نہ عمرۂ تمتع) اور ہر وہ شخص جس کے اہل وعیال اس مسافت سے دور رہتے ہیں اس پر حج تمتع لازم ہے۔ (التہذیبین)

۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ﴿حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: جو لوگ مکہ سے باہر مگر تمام مواقیت کے اندر اندر رہتے ہیں وہ سب ﴿حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ میں داخل ہیں اور ان پر حج تمتع نہیں ہے۔ (ایضاً)

---

[۱] مرّ جسے مرّ الظہران بھی کہا جاتا ہے مکہ سے ایک مرحلہ کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے۔ اور سرف تنعیم کے قریب ایک موضع ہے۔ (قاموس)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون کے نام اپنے مکتوب گرامی میں لکھا کہ صرف حج تمتع ہی جائز ہے اور حج افراد و قرآن جسے عامۃ الناس بجالاتے ہیں یہ مکہ اور اس کے حاضرین کے سوا دوسرے لوگوں کے لیے جائز نہیں ہیں۔
(عیون اخبار الرضاؑ)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: مکہ کے رہنے والوں کے لیے حج تمتع نہیں ہے۔(الفروع)

۷۔ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿ذٰلِکَ لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جس شخص کا گھر مکہ کے آگے، پیچھے اور دائیں یا بائیں جانب اٹھارہ میل کے اندر اندر ہو جیسے مرّ وغیرہ تو اس کے لیے حج تمتع نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صرف اٹھارہ میل کے اندر اندر رہنے والوں کا حکم بیان کر رہی ہے۔ لہٰذا جو اٹھارہ میل سے زائد یا اڑتالیس میل کے اندر رہتے ہیں یہ ان کے حکم کو متعرض نہیں ہے لہٰذا ان کا حکم زرارہ والی حدیث میں مذکور ہے (کہ ان پر حج تمتع نہیں ہے) لہٰذا یہ اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔

۸۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا مکہ کے رہنے والوں پر حج تمتع ہے؟ فرمایا: نہ۔ اور نہ ہی بستان والوں پر (جو کہ مکہ کے قریب واقع ہے) اور نہ ہی ذات عرق اور نہ ہی عفان وغیرہ والوں پر تمتع ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۸ اور ۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

جب مکہ کا رہنے والا کہیں دور گیا ہوا ہو اور واپسی پر کسی میقات سے گزرے تو اس کے لیے حج تمتع کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود عبدالرحمٰن بن حجاج اور عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ مکہ کا رہنے والا ایک شخص کسی طویل سفر پر گیا اور واپسی پر کسی

ایسے میقات سے گزرا جس سے حضرت رسول خداﷺ نے احرام باندھا تھا۔ آیا اس کے لیے جائز ہے کہ حج تمتع کرے؟ فرمایا: میں خیال نہیں کرتا کہ یہ اس کے لیے جائز نہ ہو! اور حج (تمتع) کا احرام باندھنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور میں نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے (میرے دادا بزرگوار) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا تھا اور یہ یکم ماہِ رمضان کی بات ہے۔ عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں نے نیت کی تھی کہ میں مدینہ میں جا کر روزہ رکھوں گا تو؟ فرمایا: رکھو گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر عرض کیا: مجھے امید ہے کہ دسویں شوال تک وہاں سے روانگی ہو جائے گی؟ فرمایا: ہاں اس وقت تک روانہ ہو جاؤ گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ عرض کیا: میرا ارادہ ہے کہ آپؑ کی یا آپؑ کے والد ماجدؑ کی جانب سے حج کروں تو کس طرح کروں؟ فرمایا: حج تمتع کر۔ پھر اس نے عرض کیا: بعض اوقات خداوند عالم مجھ پر احسان کرتا ہے کہ میں حضرت رسول خداﷺ کی اور آپؑ کی زیارت اور آپؑ پر سلام کرنے سے مشرف ہوتا ہوں۔ اور بعض اوقات آپ کی جانب سے اور بسا اوقات آپ کے والد ماجد کی طرف سے اور بعض اوقات اپنے کسی دینی بھائی کی جانب سے اور کبھی اپنی طرف سے حج کرتا ہوں تو کیا کروں؟ (کون سا حج کروں؟) فرمایا: حج تمتع کر۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ اس شخص نے تین بار یہ سوال دہرایا کہ میں مکہ میں رہتا ہوں اور میرے اہل و عیال بھی وہیں رہتے ہیں مگر امامؑ نے ہر بار یہی فرمایا کہ حج تمتع کر۔ اس کے بعد ایک اور شخص نے آپ سے پوچھا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں اس مہینہ یعنی شوال میں تنہا عمرہ ادا کروں تو؟ امامؑ نے فرمایا: اس طرح تو تو حج (تمتع) کرنے کے لیے گرو ہو جائے گا (ضرور کرنی پڑے گی) اس شخص نے عرض کیا کہ میرا گھر اور میرے اہل و عیال مدینہ میں رہتے ہیں اور کچھ اہل و عیال اور ایک گھر مکہ میں بھی ہے۔ اور مکہ و مدینہ کے درمیان بھی کچھ مکان اور بعض رشتہ دار رہتے ہیں۔ فرمایا: تو حج تمتع کرنے کے لیے گرو ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا: مکہ کے اردگرد میری کچھ جائیداد ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب ادھر جاؤں تو محل ہو کر اور جب حج کے دن ہوں تو حج کروں۔ (فرمایا: حج تمتع کر)۔ (التہذیب، والاستبصار، کذا فی الفروع)

باب ۸

(مکہ کے) مجاور کے لیے حج تمتع جائز ہے اور دوسرے حج کے تعین سے پہلے واجبی حج میں حج تمتع ہی واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا (مکہ کا) مجاور حج تمتع کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر چاہے تو جائے احرام پر جائے اور

وہاں تلبیہ کہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مکہ میں مجاور ہے اگر اشہر حج جو کہ شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ ہیں کے علاوہ کسی اور مہینے میں جیسے رجب اور شعبان، ماہ رمضان (وغیرہ میں) عمرہ کا احرام باندھ کر احرام باندھے اور مکہ کے درودیوار نظر آنے تک تلبیہ ﴿لبیک اللّٰھم لبیک الخ...... ﴾ قطع نہ کرے پھر خانہ کعبہ کا طواف کرے، اور مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھے۔ بعد ازاں صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پھر تقصیر کر کے محل ہو جائے۔ پھر ترویہ کے دن (حج تمتع کا) تلبیہ کہے (یعنی احرام حج باندھے اور مناسک حج بجالائے)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص مکہ میں مجاور ہے۔ وہ کہیں اپنے اہل و عیال کے پاس گیا۔ تو جب واپس آئے تو کس احرام سے مکہ میں داخل ہو؟ فرمایا: اگر اس کی مجاورت کی مدت چھ ماہ سے زائد ہے تو پھر تو حج تمتع نہ کرے (بلکہ افراد یا قرآن کرے) اور اگر چھ ماہ سے کم ہے تو پھر تمتع کر سکتا ہے۔ (التہذیب)

۴۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایک سال تک مکہ میں (بطور مجاور) قیام کرے وہ بمنزلہ مقیم کے ہے (کہ اس کا فریضہ حج افراد یا قرآن ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ حسین بن عثمان وغیرہ ایک ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص پانچ ماہ تک مکہ میں مقیم رہے تو وہ حج تمتع نہیں کر سکتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے یا مستحبی حج میں جواز پر محمول ہے (کہ وہ تمتع کو ترک کر کے کوئی اور دوسرا حج کر سکتا ہے)۔

باب ۹

اس شخص کا حکم؟ جو دو سال تک مکہ میں قیام پذیر رہے۔ پھر مستطیع ہو جائے۔ تو اس کا فریضہ حج افراد و قرآن کی طرف کب منتقل ہوتا ہے؟ اور وہ حج و عمرہ کا احرام کہاں سے باندھے؟ اور اس شخص کا حکم جس کے دو مکان ہوں ایک مکہ کے قریب اور دوسرا اس سے بعید؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دو سال تک مکہ میں مقیم رہے۔ وہ بمنزلہ اہل مکہ کے ہے۔ وہ حج تمتع نہیں کر سکتا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس

کے کچھ اہل وعیال عراق میں رہتے ہوں اور کچھ مکہ میں تو پھر؟ فرمایا: پھر دیکھیے کہ ان دو میں سے اس پر کون غالب ہے؟ (کس کے ہاں زیادہ قیام کرتا ہے) پس وہ اسی قسم سے ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مکہ میں مجاور ہے وہ دو سال تک تو حج تمتع کرے گا پس جب دو سال سے تجاوز کر جائے تو وہ متوطن سمجھا جائے گا اور اب وہ حج تمتع نہیں کر سکے گا۔ (التہذیب)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا مکہ کے رہنے والے حج تمتع کر سکتے ہیں؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا اور جو (بیرونی لوگ) وہاں رہتے ہیں؟ فرمایا: جب ایک یا دو سال تک وہاں قیام کریں تو وہ بمنزلہ اہل مکہ کے ہیں وہ اہل مکہ کی طرح (حج) کریں گے اور اگر صرف ہنوز چند ماہ وہاں قیام کیا ہو تو پھر حج تمتع کر سکتے ہیں۔ عرض کیا: کہاں سے؟ (احرام باندھیں؟) فرمایا: حرم سے باہر جائیں۔ عرض کیا: کہاں سے احرام باندھیں؟ فرمایا: مکہ سے اور اتنے فاصلہ سے جتنا کہ لوگ کہتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ علامہ حلیؒ نے اپنی کتاب المختلف میں فرمایا ہے کہ یہاں متوطنین کے بارے میں سوال کیا گیا ہے اور وطن کامل ایک سال کے قیام سے متحقق ہوتا ہے۔ پس جب ایسے لوگ ایک سال قیام کر چکیں اور اس کے بعد مزید ایک سال وہاں قیام کریں تو ان کا فرض (تمتع سے افراد اور قرآن کی طرف) منتقل ہو جائے گا۔ (اس طرح دو سال ہو جائیں گے) لہٰذا (ایک سال اور دو سال والی روایات میں) کوئی منافات نہیں ہے۔

۴۔ عبداللہ بن مسکان بیان کرتے ہیں کہ اس سال مدینہ میں ابراہیم بن میمون ہمارے ہمراہ تھے۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے کچھ اصحاب مکہ میں مجاور ہیں اور انہوں نے مجھ سے پوچھا ہے کہ وہ (حج کے سلسلہ میں) کس طرح کریں؟ فرمایا: ان سے کہو جب ذی الحجہ کا چاند نمودار ہو جائے تو وہ تنعیم جا کر احرام باندھیں۔ اور خانۂ خدا کا طواف کریں اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں۔ پھر طواف کریں۔ اور ہر طواف کے وقت تلبیہ کہیں۔ پھر فرمایا: تم۔ اشہر حج میں عمرۂ تمتع کرو اور ترویہ کے دن مسجد الحرام سے حج کا احرام باندھو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اجمال (کہ مجاورین کا فرض کب منتقل ہوگا) سابقہ تفصیل پر محمول ہے یا مستحبی حج پر محمول ہے (کہ وہ فرض منتقل ہونے سے پہلے ہی افراد و قرآن کر سکتے ہیں) یا پھر یہ حدیث تقیہ پر محمول ہے۔

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مکہ مکرمہ میں مجاورت کرنا چاہتا ہوں۔ تو (حج) کس طرح

کروں؟ فرمایا: جب ذی الحجہ کا چاند ہو جائے تو جعرانہ جا کر وہاں سے احرام باندھ (یہاں تک کہ فرمایا) تمہارا فقیہ سفیان میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو اس بات پر کیا چیز آمادہ کرتی ہے کہ آپ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں کہ وہ جعرانہ جا کر احرام باندھیں؟ میں نے اس سے کہا کہ یہ ان مواقیت میں سے ایک میقات ہے جہاں سے حضرت رسول خدا ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ اس نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں سے کب احرام باندھا تھا؟ میں نے کہا: جب آپؐ نے جنگ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا تھا اور طائف کے راستہ سے واپس آئے تھے اس سے کہا کہ آپ نے یہ رائے عبداللہ بن عمر سے لی ہے! جو ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر حج کا شور مچاتا تھا۔ میں نے کہا (بالفرض اگر میں نے یہ رائے موصوف سے لی ہے) تو کیا وہ تو تمہارے نزدیک پسندیدہ شخصیت نہیں ہیں؟ کہا: ہاں وہ تو ہیں۔ مگر کہا: آپؑ کو معلوم نہیں ہے کہ اصحاب رسول مسجد الحرام سے احرام باندھتے تھے؟ میں نے کہا کہ ان کا حج تمتع تھا اور ان کی گردنوں میں خون تھے (قربانی ان کے ذمہ تھی) اور اگر وہ مکہ میں اہل مکہ کی طرح سکونت پذیر ہوتے تو ان کا حج تمتع نہ ہوتا (اور وہ مسجد الحرام سے احرام باندھتے)۔ اس لیے میں نے ان لوگوں کو حکم دیا ہے کہ وہ مکہ سے نکل کر بعض مواقیت کی طرف جائیں اور کچھ دن یہاں سے غیر حاضر رہیں۔ اس نے کہا: اے ابوعبداللہؑ! کیا میں لوگوں کو بتاؤں کہ یہ (جعرانہ) حضرت رسول خدا ﷺ کے مواقیت میں سے ایک میقات ہے؟ مگر میری رائے ہے کہ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے اس پر میں ہنس پڑا اور کہا کہ میری رائے ہے کہ لوگوں کو اس طرح کرنا چاہیئے۔ پھر عبدالرحمٰن نے آپؑ سے پوچھا کہ ہمارے ہمراہ جو عورتیں ہیں وہ کس طرح کریں؟ فرمایا کہ اگر ان کا باہر نکلنا تشہیر کا باعث نہ ہوتا تو میں ان میں سے جو صرورہ ہیں (جنہوں نے پہلے حج نہیں کیا) ان کو حکم دیتا کہ وہ (میقات کی طرف) جائیں۔ مگر تیرے ہمراہ جو صرورہ ہیں ان سے کہو کہ وہ ہلال ذی الحجہ ثابت ہوتے ہی احرام باندھیں۔ اور جو پہلے حج کر چکی ہیں وہ چاہیں تو اس کی پانچ تاریخ کو اور چاہیں تو ترویہ کے دن احرام باندھیں۔ چنانچہ عبدالرحمٰن چلا گیا اور ہم (صفوان وغیرہ) وہیں ٹھہرے رہے۔ اور ہمارے ساتھ جو صرورہ عورتیں تھیں ان میں سے بعض علیل ہو گئیں (حائض ہو گئیں)۔ اور عبدالرحمٰن پانچویں ذی الحجہ کو آئے۔ تو میں نے ان کو پیغام بھیجا کہ ہمارے ہمراہ جو صرورہ عورتیں تھیں ان میں سے بعض علیل ہو گئی ہیں تو وہ کیا کریں؟ اس نے کہا کہ ترویہ کے دن تک انتظار کریں۔ اگر اس تاریخ تک پاک ہو جائیں تو حج کا احرام باندھیں ورنہ ترویہ سے پہلے احرام باندھ لیں۔ اور جو باقی عورتیں ہیں وہ ترویہ کے دن احرام باندھیں الحدیث۔ (الفروع)

۶۔ ابوالفضل بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں مجاور تھا۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میں حج کا احرام کہاں سے باندھوں؟ فرمایا: جہاں سے حضرت رسول خدا ﷺ نے باندھا تھا۔ یعنی جعرانہ سے۔ اسی جگہ

آپ کو فتح طائف، فتح خیبر اور فتح (مکہ) کی اطلاعات ملی تھیں۔ عرض کیا: کب نکلوں؟ فرمایا: اگر تم صرورہ ہو تو جب ماہِ ذی الحجہ کا ایک دن گزر جائے اور اگر اس سے پہلے حج کر چکے ہو تو جب اس ماہ کے پانچ دن گزر جائیں۔ (ایضاً)

۷۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایک سال سے مکہ میں مجاور ہے۔ وہ مکہ والوں کی طرح عمل کرے گا یعنی حج افراد کرے گا اور جس کا قیام ایک سال سے کم ہے وہ حج تمتع کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حریز اس شخص سے جس نے ان کو خبر دی اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی اور کی نیابت میں حج کرتے ہوئے مکہ میں داخل ہو۔ پھر برابر ایک سال تک وہیں رہ جائے تو وہ گویا مکی ہے۔ پس جب وہ اپنا حج کرنا چاہے یا عرفات سے واپسی پر عمرہ کرنا چاہے تو وہ مکہ سے احرام نہیں باندھ سکتا۔ بلکہ وہ کسی میقات (جعرانہ وغیرہ) سے احرام باندھے، اور جب بھی منتقل ہو تو میقات کی طرف جائے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۰

عمرۂ تمتع کے احرام کا اشہر حج میں ہونا واجب ہے۔ اور قربانی کا وجوب حج تمتع والے سے مخصوص ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید اعرج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اشہر حج میں عمرۂ تمتع کرے پھر مکہ میں ہی قیام رکھے یہاں تک کہ اگلے سال حج کا موسم آجائے (اور وہ حج کرے) تو اس پر ایک ہی قربانی ہے (اس طرح اس کا حج تمتع بن جائے گا) اور اگر اشہر حج (شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ) کے علاوہ کسی مہینہ میں عمرہ بجالائے اور پھر مکہ میں موسم حج کی آمد تک مقیم رہے تو اس پر قربانی نہیں ہے کیونکہ اس کا حج افراد ہے۔ اور قربانی تو صرف (دور کے) دیار و امصار کے رہنے والوں پر ہے (یعنی حج تمتع والوں پر)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حج تمتع کرنے کی نیت سے شوال میں عمرہ تمتع کرے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ عمرہ کر کے واپس اپنے شہر چلا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (مگر اس طرح حج تمتع نہ ہو سکے گا بلکہ وہ صرف عمرۂ مفردہ بنے گا)۔ اور اگر وہ (عمرۂ تمتع کر کے) حج کے موسم تک وہیں مکہ میں مقیم رہے تو پھر وہ حج تمتع کرے گا کیونکہ اشہر حج شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ ہیں۔ پس جو شخص ان مہینوں میں عمرہ ادا کرے اور پھر حج تک وہیں قیام کرے تو اس

کا حج حج تمتع ہے اور جو شخص (ان مہینوں میں) عمرہ کرکے واپس اپنے شہروں کی طرف لوٹ جائے اور حج تک یہاں قیام نہ کرے تو وہ صرف عمرہ (مفردہ) ہے۔ اور اگر کوئی شخص ماہِ رمضان یا اس سے پہلے (رجب یا شعبان) میں (جو کہ اشہر حج نہیں ہیں) میں عمرہ ادا کرے اور پھر حج کے موسم تک وہیں قیام پذیر رہے تو اس کا حج تمتع نہیں ہے۔ ہاں البتہ وہ ایسا مقیم ہے جس نے عمرۂ مفردہ ادا کیا ہے۔ ہاں البتہ اگر وہ چاہتا ہے کہ حج تمتع کرے تو اسے چاہیئے کہ اشہر حج میں مکہ سے باہر نکلے اور ذات عرق یا عرفان سے بھی باہر نکل جائے (یعنی حرم کے باہر جاکر کسی میقات سے احرام باندھے) اور عمرۂ تمتع کرتے ہوئے مکہ میں داخل ہو۔ (اور پھر حج تمتع بجالائے) اور اگر حج افراد کرنا چاہے تو پھر جعرانہ جاکر احرام حج باندھے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

اشہر حج (حج کے مہینے) شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ ہیں، عمرۂ تمتع اور حج کا احرام ان کے سوا کسی اور مہینہ میں جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ. فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ (یعنی حج چند معلوم مہینوں میں ہے اور وہ مہینے شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ ہیں)۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ ب معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ. فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: فرض کیا ہے؟ تلبیہ کہنا، اشعار کرنا (کوہان کی دائیں طرف سے زخم لگانا اور اس کے گلہ میں پرانا جوتا ڈالنا جس میں نماز پڑھی گئی ہو) اور تقلید کرنا ہے۔ پس ان کاموں میں سے جو کام بھی کرے گا۔ حج فرض ہو جائے گا۔ اور حج فرض نہیں ہوتا۔ مگر صرف انہی مہینوں میں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ﴾ اور وہ یہ ہیں: شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ۔ (الفروع)

۳۔ ابن اذینہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اشہر حج کے علاوہ کسی مہینہ میں

احرام حج باندھے اس کا حج نہیں ہے اور جو میقات سے پہلے احرام باندھے اس کا احرام نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ﴾ (حج مخصوص مہینوں میں ہے) اور وہ شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ ہیں۔ کسی بھی شخص کے لیے ان کے علاوہ کسی مہینہ میں حج کا احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ مرفوعاً امام علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: حج کے مہینے شوال، ذو القعدہ اور ذی الحجہ کے پہلے دس دن ہیں اور سیر و سیاحت کے مہینے یہ ہیں: ذی الحجہ کے باقی بیس دن، محرم، صفر، ربیع الاول اور ربیع الثانی کے دس دن۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوجعفر احول سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اشہر حج کے علاوہ کسی مہینہ میں حج کو فرض قرار دیا۔ فرمایا: اسے عمرہ (مفردہ) قرار دے۔ (الفقیہ)

۷۔ فرماتے ہیں: امام علیہ السلام نے فرمایا خلاق عالم نے کوئی ایسا بقعہ پیدا نہیں کیا جو اسے کعبہ سے بڑھ کر محبوب و پسندیدہ ہو۔ اور اسی کی وجہ سے خدا نے اپنی کتاب میں جس دن زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تو چار مہینوں کو محترم بنایا۔ ان میں سے تین مسلسل مہینے حج کے لیے ہیں اور ایک مہینہ یعنی رجب عمرہ کے لیے علیحدہ ہے۔ (ایضاً و کذا فی معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں اشہر حرم مشہور معنٰی کے خلاف معنٰی میں استعمال ہوئے ہیں کیونکہ یہاں ان میں شوال داخل ہے اور محرم خارج ہے جبکہ مشہور معنٰی میں محرم داخل ہے اور شوال اس سے خارج ہے۔

۸۔ امام علیہ السلام نے ارشاد خداوندی ﴿فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ﴾ (زمین میں چار مہینے سیر و سیاحت کرو) کے بارے میں فرمایا کہ اس سے ذی الحجہ کے بیس دن، محرم، صفر، ربیع الاول اور ربیع الثانی کے دس دن مراد ہیں۔ اور ان چار مہینوں میں ذی الحجہ کے پہلے دس دن شمار نہیں ہوں گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ و ۱۰ اور اس سے پہلے باب ۶ از وجوب حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ اور باب ۲۲ و ۴۳ از احرام اور باب ۲۹ از مقدمات حج میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

اشعار اور تقلید کا استحباب اور ان کے بعض احکام کا بیان؟

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سترہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ (حج قرآن میں) اونٹوں کو کس طرح اشعار کیا جائے؟ فرمایا: اشعار اس طرح کیا جائے گا کہ جب ان کا گھٹنا بندھا ہوا ہوگا اور ان کی کوہان کے دائیں جانب سے اشعار کیا جائے گا (زخم لگایا جائے گا) اور کھڑی حالت میں اسے نحر کیا جائے گا۔ اور جب جانور کو اشعار کر لیا جائے گا اور اس کے گلہ میں جوتا ڈال دیا جائے گا تو آدمی احرام باندھے گا۔ (الفروع)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک اونٹنی (قربانی کے لیے) خرید لی ہے اب اس کے ساتھ کیا کروں؟ فرمایا: مسجد شجرہ کے پاس جا اور اپنے اوپر پانی ڈال (غسل کر) اور اپنے (احرام والے) کپڑے پہن کر اسے روبقبلہ بٹھا۔ پھر مسجد میں داخل ہو۔ اور وہاں نماز پڑھ۔ اور باہر نکل کر اس کی کوہان کی دائیں جانب سے اشعار کر (زخم لگا)۔ اور اس وقت یہ پڑھ: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ﴾ پھر چٹیل میدان کی طرف روانہ ہو اور وہاں جا کر لبیک کہہ۔ (باقاعدہ احرام باندھ کر تلبیہ کہہ)۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قربانی کے اونٹوں کو ان کی دائیں جانب سے اشعار کیا جائے گا اور اس وقت آدمی بائیں طرف کھڑا ہوگا پھر ان کے گلے میں وہ پرانا جوتا ڈالا جائے گا جس میں نماز پڑھی گئی ہو۔ (الفروع)

۴۔ محمد حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قربانی کے جانور کی تجلیل وتقلید کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: کوئی پرواہ نہ کر ان میں سے جو کام بھی انجام دے دو (وہی کافی ہے)۔ پھر اس جانور کے اشعار کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: ہاں اس کی دائیں جانب سے اشعار کرو۔ عرض کیا: کب کیا جائے؟ فرمایا: جب آدمی احرام باندھنے کا ارادہ کرے۔ (ایضاً)

۵۔ جمیل بن درّاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قربانی کے اونٹ زیادہ ہوں تو اشعار کرنے والے کو چاہیئے کہ ان کے درمیان کھڑا ہو جائے اور پہلے دائیں طرف والے اور پھر بائیں جانب والے کا اشعار کرے اور جب تک احرام باندھنے کے لیے بالکل آمادہ نہ ہو تب تک اشعار نہ کرے کیونکہ جب

حاجی اشعار کرے، تقلید کرے اور تجلیل کرے تو اس پر احرام باندھنا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کام بمنزلہ تلبیہ کے ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اشعار کا حکم اس لیے دیا گیا ہے تا کہ اس جانور کی پشت اس کے مالک پر حرام ہو جائے۔ اس لیے شیطان بھی اس پر سوار نہیں ہو سکتا۔ (الفقیہ)

۷۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پہلے لوگ بھیڑ بکریوں اور گایوں کے گلے میں بھی جوتے ڈالتے تھے مگر اب لوگوں نے اسے ترک کر دیا ہے اور جوتوں کی بجائے دھاگے اور تسمے ڈالتے ہیں۔ (ایضاً)

۸۔ معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص قربانی کا جانور ہانک کر لایا۔ مگر نہ اس کا اشعار کیا نہ اس کے گلے میں جوتے کا قلادہ ڈالا اور نہ اس پر پالان ڈالا۔ تو؟ فرمایا: مجزی ہے۔ کس قدر زیادہ ہیں وہ جانور۔ جن کا نہ اشعار کیا جاتا ہے نہ تقلید اور نہ تجلیل کی جاتی ہے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جانور کے گلہ میں ایسا پرانا جوتا ڈالے جس میں نماز پڑھی ہو۔ اور اشعار اور تقلید بمنزلہ تلبیہ کہنے کے ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جانوروں کا اس وقت اشعار کیا جائے کہ جب ان کا گھٹنا بندھا ہوا ہو۔ (ایضاً)

۱۱۔ فضل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے میقات سے احرام باندھا اور آگے نکل گیا۔ اور اس کے ایک دو روز بعد قربانی کے لیے اونٹ خریدا اور اس کا اشعار کیا۔ گلے میں جوتا ڈالا اور ہانک کر لے چلا تو؟ فرمایا: اگر حرم میں داخل ہونے سے پہلے خریدا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے! عرض کیا اور اگر میقات تک پہنچنے سے قبل خریدے۔ اور اسی وقت اشعار کرے اور قلادہ ڈالے تو آیا اس پر اسی وقت احرام باندھنا واجب ہے یا نہ؟ فرمایا: نہ ایسا نہ کرے ہاں البتہ جب میقات تک پہنچے تو وہاں سے احرام باندھے اور اسی وقت اسی کا اشعار کرے اور قلادہ ڈالے۔ پہلے قلادہ ڈالنے کا کوئی اثر نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابو الصباح کنانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ قربانی کے جانوروں (اونٹوں، گایوں) کو کس طرح اشعار کیا جائے؟ فرمایا: گھٹنہ باندھ کر اور بٹھا کر کوہان کی دائیں جانب سے زخم لگایا جائے اور پھر اسے دائیں ہی جانب سے کھڑا ہو کر نحر کیا جائے جبکہ وہ جانور کھڑا ہو۔ (ایضاً)

۱۳۔ جابر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قربانی کے جانوروں کا اشعار کرنا اس لیے مستحسن سمجھا جاتا ہے کہ جب اس جانور کے خون کا پہلا قطرہ (زمین پر) گرتا ہے تو خدا اس شخص کے گناہ معاف کر

دیتا ہے۔(الفقیہ، علل الشرائع)

۱۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اشعار یہ ہے کہ اونٹ کی کوہان میں لوہے کا نیزہ اس طرح مارو کہ وہ خون آلود ہو جائے۔(ایضاً)

۱۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں احرام کا موجب ہیں: (۱) تلبیہ کہنا۔(۲) اشعار کرنا۔(۳) تقلید کرنا (قربانی کے جانور کے گلے میں جوتا ڈالنا)۔ ان تین چیزوں میں سے جب کوئی ایک کام کرے تو گویا اس نے احرام باندھ لیا۔(التہذیب)

۱۶۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے اونٹ کا اشعار کرے تو اس نے گویا احرام باندھ لیا ہے اگر چہ زبان سے کم یا زیادہ کچھ بھی نہ کہے۔(ایضاً)

۱۷۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ قربانی کے اونٹ کا اشعار کیوں کیا جاتا ہے؟ اور اس کے گلہ میں جوتا کیوں ڈالا جاتا ہے؟ فرمایا: جوتا اس لیے گلہ میں ڈالا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ اور اس کا مالک اپنے جوتے کی وجہ سے اسے پہچان سکے۔ اور اشعار اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ اس کی پشت پر سوار ہونا مالک کے لیے حرام ہو جائے۔ اس طرح شیطان اس پر سوار نہ ہو سکے۔
(التہذیب، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ و ۱۱ اور اس سے پہلے باب ۶ از وجوب حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ از میقات و باب ۱۴ از احرام میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳
حج تمتع کرنے والا اگر کسی وجہ سے مضطر ہو تو وقوف عرفات سے پہلے حج کا طواف اور اس کی سعی کر سکتا ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر اور جمیل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا حج تمتع کرنے والا طواف وسعی کو (وقوف عرفات سے) مقدم کر سکتا ہے؟ فرمایا: دونوں صورتیں برابر ہیں۔ مقدم کیے جائیں یا مؤخر۔(التہذیب)

۲۔ عبدالرحمٰن بن حجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص حج تمتع

کر رہا ہے اور وہ (عمرۂ تمتع کرکے) محل ہو جاتا ہے تو آیا وہ (حج کا احرام باندھ کر) منٰی جانے سے پہلے حج کا طواف اور اس کی سعی کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(ایضاً، کذا عن مقطین عن الامام موسیٰ الکاظم علیہ السلام)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی بوڑھا شخص یا وہ عورت جسے (بعد میں) حیض آنے کا اندیشہ ہو۔ اگر وہ منٰی جانے سے پہلے طواف (اور سعی) کرلیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے حج تمتع کا احرام باندھا تو؟ فرمایا: جب تک عرفات نہ جائے (اور وہاں وقوف نہ کرلے) اس وقت تک طوافِ حج نہ کرے! اور اگر بغیر کسی عذر کے منٰی جانے سے پہلے طواف کرے تو اس کی پروا نہ کرے (یعنی دوبارہ اپنے وقت پر کرے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ عبدالخالق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر کوئی بوڑھا، بیمار، عورت اور کوئی صاحب عذر آدمی منٰی میں جانے سے پہلے طواف حج کرلے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ حج تمتع کرنے والا شخص اگر بہت بوڑھا ہو یا عورت ہو جسے (بعد میں) حیض آنے کا اندیشہ ہو تو آیا وہ منٰی جانے سے پہلے طوافِ حج کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ جو شخص ایسا ہو وہ جلدی کر سکتا ہے! پھر سوال کیا: ایک شخص مکہ سے احرام حج باندھتا ہے اور وہ خانہ کعبہ کو خالی دیکھتا ہے تو (اس خلوت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگر) وہاں سے نکلنے سے پہلے طواف (حج) کرے تو آیا اس پر کچھ ہے؟ فرمایا: نہ۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۶۴ از طواف میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

حج قرآن و افراد کرنے والے وقوفِ عرفہ و مزدلفہ سے پہلے طوافِ حج اور سعی کر سکتے ہیں ہاں البتہ سخت ضرورت کے سوا طواف النساء کا مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص حج افراد کر رہا ہے آیا اگر وہ طواف حج مقدم کرے یا مؤخر تو؟ فرمایا: بخدا اس کے لیے برابر ہے۔ مقدم کرے یا مؤخر کرے۔

(الفروع، التہذیب۔ کذا عن زرارہ عن الباقر علیہ السلام وکذا عن اسحاق بن عمار عن الکاظم علیہ السلام)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ حج افراد کرنے والا طواف حج کو (منیٰ جانے سے) مقدم کر سکتا ہے یا مؤخر ہی کرے؟ فرمایا: مقدم کر سکتا ہے! راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے جو کہ امام علیہ السلام کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا، کہنے لگا کہ میرے بزرگ تو ایسا نہیں کرتے تھے۔ وہ جب (حج پر) تشریف لاتے تھے تو مقام "فخ" میں قیام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب لوگ منیٰ جاتے تھے تو آپ بھی ان کے ہمراہ تشریف لے جاتے (اور واپس آ کر طواف حج بجالاتے تھے)۔ میں نے کہا: تیرا بزرگ کون ہے؟ اس نے کہا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام۔ میں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو معلوم ہوا کہ وہ ماں کی طرف سے جناب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا بھائی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ حج افراد کرنے والا شخص جب طواف حج اور سعی کر چکے تو طواف النساء بھی (وقوف سے) پہلے کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ طواف النساء منیٰ سے واپس آنے کے بعد کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۲ از اقسام حج و باب ۳ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ قربانی کا جانور ہانکنے کے سوا باقی سب باتوں میں حج افراد و قرآن برابر ہیں۔ (لہٰذا افراد کی طرح حج قرآن میں بھی طواف حج مقدم کیا جا سکتا ہے)۔

باب ۱۵

جو شخص اشہر حج میں عمرہ بجالائے پھر حج کے وقت تک وہیں قیام کرے وہ اس کو عمرۂ تمتع بنا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تنہا عمرہ ادا کرتے ہوئے مکہ میں داخل ہو اور جب عمرہ بجالا چکے تو وہ اگر باہر جانا چاہے تو جا سکتا ہے! اور اگر حج کے موسم تک وہیں ٹھہرا رہے تو اس کا عمرہ تمتع بن سکتا ہے بشرطیکہ یہ عمرہ اشہر حج میں ادا کیا جائے۔ (التہذیب)

۲۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اشہر حج میں عمرہ بجالائے تو؟ فرمایا: وہ عمرۂ تمتع ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد طواف (باب ۷ از عمرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

مستحبی حج قرآن اور افراد کرنے والا شخص احرام کے بعد اور وقوف سے پہلے طواف کرسکتا ہے اور ہر طواف کے بعد تلبیہ کی تجدید کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مکہ سے گزرنا چاہتا ہوں تو کس طرح کروں؟ فرمایا: جب ذی الحجہ کا چاند ہو جائے تو جعرانہ جا کر حج (افراد) کا احرام باندھ! عرض کیا: پھر مکہ جا کر کیا کروں؟ آیا طواف کرنے کی غرض سے ترویہ کے دن تک وہاں قیام کروں؟ فرمایا: اگر تم مکہ میں دس دن بھی قیام کرو۔ مگر کعبہ کے پاس نہ جاؤ (تو اس کا کیا فائدہ؟) کعبہ کو ترک تو نہیں کیا جا سکتا! تم اس طرح کرو کہ جب مکہ میں داخل ہو تو خانہ کعبہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو۔ عرض کیا کہ جو شخص طواف کرے اور سعی کرے وہ محل نہیں ہو جاتا؟ (عمرۂ تمتع میں)۔ فرمایا: تم تلبیہ کہہ کر احرام باندھ لو۔ پھر (وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا: جب بھی ایک طواف کر چکو اور اس کی دو رکعت نماز پڑھ چکو تو از سر نو تلبیہ کہہ کر طواف کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حج افراد کرنے والا شخص واجبی طواف کرنے کے بعد (مستحبی) طواف کرسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جس قدر جی چاہے ہاں البتہ دو رکعت نماز (طواف) پڑھنے کے بعد تلبیہ کی تجدید کرے اور حج قرآن کرنے والے کا بھی یہی حکم ہے! کہ یہ دونوں طواف (اور سعی کرنے سے) جو محل ہو جاتے ہیں تو از سر نو تلبیہ کہہ کر احرام کی تجدید کرینگے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۸۳ از طواف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

بچوں کے حج کرنے اور ان کو حج کرانے کی کیفیت اور ان کے چند احکام کا بیان؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک (طویل) حدیث کے ضمن میں بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (اس دفعہ سفر حج میں) ہمارے ساتھ ایک بچہ بھی ہے۔ہم (اس کی حج کے بارے میں) کیا کریں؟ فرمایا: اس بچہ کی ماں سے کہو کہ وہ حمیدہ خاتون سے مل کر معلوم کریں کہ وہ اس سلسلہ میں اپنے بچوں کے ساتھ کیا کرتی ہیں؟ چنانچہ اس کی ماں جناب حمیدہ کے پاس گئیں اور ان سے پوچھا کہ آپ کس طرح کرتی ہیں؟ فرمایا: جب ترویہ (۸ ذی الحجہ) کا دن ہو تو تم اس کی طرف سے نیت کر کے اسے احرام بندھواؤ۔اور جس طرح احرام باندھنے والا کپڑے اتار کر (اور غسل کر کے احرام باندھتا ہے) تم اس کے کپڑے اتارو اور اسے غسل کراؤ۔اور اسے تمام مواقف (عرفات و مزدلفہ) میں وقوف کراؤ۔اور جب قربانی کا دن ہو تو اس کی طرف سے رمی جمرات کرو اور اس کا سر مونڈاؤ۔بعد ازاں اسے خانۂ کعبہ کا طواف کراؤ اور اپنی کنیز کو حکم دو کہ وہ اسے خانۂ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرائے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ہمارے ہمراہ کچھ بچے ہیں جو ہمارے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہوئے (اور عمرہ کیا) مگر وہ احرام (حج) باندھے بغیر ہمارے ساتھ عرفات چلے آئے تو؟ فرمایا: ان سے کہو کہ وہ غسل کریں اور احرام باندھیں۔اور (قربانی والے دن) تم ان کی طرف سے اس طرح جانور ذبح کرو جس طرح اپنی طرف سے کرتے ہو۔(الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دیکھو تمہارے ہمراہ جو بچے ہیں ان کو بمقام جحفہ یا بطن مرو نامی جگہ پر لے جاؤ اور انہیں وہاں سے احرام بندھواؤ۔پھر ان کو طواف کرایا جائے (اور سعی بھی) اور ان کی طرف سے رمی جمرات کی جائے (اور قربانی بھی کی جائے)۔اور ان میں سے جس کے پاس قربانی نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام (مُحرِم) بچہ کے ہاتھ میں چھری پکڑواتے تھے۔پھر ذبح کرنے والا آدمی اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر (جانور کو) ذبح کرتا تھا۔(الفقیہ، کذا فی الکافی)

۵۔ زرارہ امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنے (صغیر السن) بیٹے کو حج کرائے تو اسے حکم دے کہ وہ خود تلبیہ ﴿لبیک اللھم لبیک. ......الخ...... ﴾ کہے اور اگر وہ نہ کہہ سکے تو پھر اس کی نیابت میں خود کہے۔ پھر اسے طواف کرایا جائے (اور سعی بھی کرائی جائے) اور اس کی طرف سے نماز پڑھی جائے۔ عرض کیا کہ اگر ان کے پاس (بچوں کے لیے) قربانی کا جانور نہ ہو تو؟ فرمایا: بچوں کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور بڑے روزہ رکھیں۔ اور جن چیزوں سے محرم اجتناب کرتا ہے ان سے بچوں کو بھی بچایا جائے جیسے (سلے ہوئے) کپڑے، خوشبو وغیرہ اور اگر بچہ شکار کرے تو کفارہ اس کے ولی پر ہوگا۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۶۔ ادیم کا بھائی ایوب بیان کرتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ بچوں سے کہاں کپڑے اتروائے جائیں (انہیں کہاں سے احرام بندھوایا جائے؟) فرمایا: میرے والد ماجدؑ مقام فخ پر ان کے کپڑے اترواتے تھے (اور احرام بندھواتے تھے)۔ (ایضاً)

۷۔ یونس بن یعقوب اپنے والد (یعقوب) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ہمراہ چھوٹے بچے ہیں اور مجھے ان کے بارے میں سردی کا اندیشہ ہے تو ان کو کہاں سے احرام بندھوایا جائے؟ فرمایا: ان کو مقام عرج پر لے جاؤ اور وہاں سے احرام بندھواؤ۔ کیونکہ جب تم ان کو عرج کے مقام پر لے جاؤ گے تو تہامہ (مکہ) میں داخل ہو جاؤ گے اور اگر وہاں لے جانے میں اندیشہ ہو تو پھر جحفہ لے جاؤ۔ (الفقیہ، الفروع)

۸۔ محمد بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا کہ بچہ کو کب اور کس عمر میں احرام بندھوایا جائے؟ فرمایا: جب اس کے دودھ والے دانت گرنے لگیں۔ (الفقیہ)

باب ۱۸

حج (قرآن) میں حج وعمرہ کی اکٹھی نیت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو اس کیلئے حج تمتع کی طرف عدول کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ قربانی کا جانور ہانک کر ہمراہ نہ لے گیا ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپؑ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے تشریف فرما تھے! عرض کیا کہ میں نے حج و عمرہ کی نیت اکٹھی کی ہے تو؟ فرمایا: کیا تو نے طواف بھی کر لیا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: آیا جانور بھی ہانک کر لایا

ہے؟ عرض کیا: نہ! اس پر امام علیہ السلام نے اس کے بال پکڑ کر فرمایا: بخدا تو محل ہوگیا ہے۔ (تیرا یہ عمرہ تمتع ہے)۔(الفقیہ)

۲۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص (احرام باندھتے وقت) حج وعمرہ کی اکٹھی نیت کرتا ہے۔اور (تنہا) عمرہ کی نیت کرنا بھول جاتا ہے تو آیا وہ حج تمتع کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ از احرام میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

حج افراد کرنے والا اپنے حج کو حج تمتع سے بدل سکتا ہے بشرطیکہ طواف وسعی کے بعد اور تقصیر سے پہلے تلبیہ نہ کہا ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص حج افراد کی نیت سے طواف اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کرتا ہے۔اس کے بعد وہ چاہتا ہے کہ اسے عمرہ (تمتع) بنائے تو؟ فرمایا: اگر سعی کرنے کے بعد اور تقصیر کرنے سے پہلے تلبیہ کہا ہے تو پھر اس کا حج تمتع نہیں بن سکتا۔(افراد ہی رہے گا)۔(الفقیہ،التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

مستحب یہ ہے کہ حج تمتع کرنے والا شخص ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کے دن احرام باندھے۔ ویسے اس کے علاوہ بھی وہ کسی ایسی تاریخ کو احرام باندھ سکتا ہے جس سے مناسک حج ادا کر سکے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم، مرازم اور شعیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حج تمتع کرنے والے شخص کے بارے میں جو عرفہ (نویں ذی الحجہ) کی رات (مکہ میں) داخل ہوتا ہے اور طواف وسعی (وغیرہ اعمال) کرتا ہے۔ (پھر محل ہو جاتا ہے) اور پھر (راتوں رات) احرام باندھ کر منیٰ جاتا ہے (اور وہاں شب باشی کرکے صبح عرفات چلا جاتا ہے) فرمایا: اس میں کوئی

مضائقہ نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ محمد بن میمون بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام حج تمتع (کا عمرہ) کرتے ہوئے عرفہ کی رات مکہ میں داخل ہوئے۔ اور طواف (وغیرہ اعمال عمرہ) کرکے محل ہو گئے اور اپنی (بعض) کنیزوں سے مباشرت بھی کی۔ بعدازاں احرام (حج) باندھ کر تشریف لے گئے۔ (ایضاً۔ کتب اربعہ)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت حج تمتع کرتے ہوئے (مکہ مکرمہ) آئی۔ مگر طواف کرنے سے پہلے ہی اسے حیض آ گیا۔ اور عرفہ کی رات پاک ہوئی تو؟ فرمایا: اگر وہ جانتی ہے کہ پاک ہوکر اور طواف (وغیرہ اعمال عمرۂ تمتع) کرکے محل ہوکر (اور پھر احرام حج باندھ کر) بمقام منیٰ لوگوں کے ساتھ جاکر شامل ہوسکتی ہے تو پھر ایسا کرے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۴۔ شعیب عرقوفی بیان کرتے ہیں کہ میں اور حدید (حج کے لیے) نکلے اور ترویہ کے دن بمقام بستان پہنچے۔ چنانچہ میں وہاں گدھے پر سوار ہوا۔ اور مکہ پہنچ کر طواف وسعی (وغیرہ اعمال کرکے) اپنے عمرۂ تمتع سے محل ہو گیا۔ پھر میں نے (اسی دن) حج کا احرام باندھا۔ مگر حدید (عرفہ کی) رات مکہ پہنچا۔ تو میں نے اس کے متعلق حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں مسئلہ لکھ کر بھیجا (جوکہ وہیں حج پر تشریف لائے ہوئے تھے) امامؑ نے جواب میں لکھ بھیجا کہ اسے حکم دو کہ وہ طواف اور سعی (وغیرہ اعمال عمرہ) کرکے محل ہو جائے۔ اور پھر (راتوں رات) احرام حج باندھ کر منیٰ میں لوگوں کے ساتھ جاکر شامل ہو جائے اور مکہ میں شب باشی نہ کرے۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب میثمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اگر حج تمتع کرنے والا شخص ترویہ کی شب احرام نہ باندھ سکے (اور منیٰ جاکر شب باشی نہ کرسکے تو) جب بھی ممکن ہو احرام باندھ سکتا ہے۔ جب تک وقوف عرفات ومزدلفہ کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ ابن بکیر بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حج تمتع کرنے والا کب تک احرام حج باندھ سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک اسے یہ گمان ہو کہ وہ لوگوں کو (شب عرفہ) منیٰ میں درک کرلے گا۔ (ایضاً)

۷۔ سہل بن زیاد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس حج تمتع کرنے والے شخص کے بارے میں فرمایا جو کہ عرفہ کے دن (مکہ) پہنچا تھا۔ کہ اس کا حج تمتع مکمل ہے۔ یہاں تک کہ احرام عمرہ کا تلبیہ قطع کرے اور پھر احرام حج باندھے۔ (الفروع، التہذیب)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج تمتع کرنے والا اس وقت تک (عمرہ کا) طواف و سعی (وغیرہ اعمال) کرسکتا ہے جب تک لوگوں کو (مستحبی شب باشی کے لیے) منٰی میں جا کر درک کر لے۔ (التہذیب والاستبصار)

۹۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حاجی کب تک عمرہ (تمتع) کرسکتا ہے؟ فرمایا: شب عرفہ کی سحر تک۔ (ایضاً)

۱۰۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر حج تمتع کرنے والا کوئی شخص ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کے دن نمازِ عصر کے وقت مکہ میں داخل ہو تو آیا اس کا (عمرۂ) تمتع فوت ہو جائے گا؟ فرمایا: نہیں (بلکہ) غروب آفتاب تک (بحالت اختیاری) کرسکتا ہے۔ اور حضرت رسول خدا ﷺ نے ایسا کیا ہے؟ (ایضاً)

۱۱۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم حج تمتع کرتے ہوئے ترویہ کے دن مکہ میں داخل ہو تو تم اس وقت سے لے کر رات تک (صبح سحری تک بحالت اضطراری) طواف اور سعی (وغیرہ) کر کے اسے (عمرۂ) تمتع قرار دے سکتے ہو۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خاندانِ رسالتؑ کے ایک ثقہ آدمی نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے، فرمایا: جو شخص عمرۂ تمتع کا احرام باندھ کر ترویہ کے دن مکہ آئے۔ تو وہ زوال تک، عصر کے بعد تک، مغرب کے بعد تک اور عشاء کے بعد تک (یعنی سحری تک) اعمال عمرہ بجا لا سکتا ہے۔ اس تمام وقت میں گنجائش ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ مرازم بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حج تمتع کرنے والا جو عرفہ کی رات مکہ میں داخل ہو یا حیض والی عورت (جو حیض سے پاک ہو) کب تک ان کا (عمرۂ) تمتع ہو سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک منٰی میں لوگوں کو درک کر سکیں۔ (ایضاً)

۱۴۔ جمیل بن درّاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج تمتع کرنے والا عرفہ کے دن زوال تک عمرۂ تمتع اور قربانی کے دن زوال تک حج تمتع کرسکتا ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ محمد بن مسرور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص حج تمتع کے عمرہ کا احرام باندھ کر عرفہ کے دن صبح کے وقت مکہ داخل ہوا۔ جبکہ لوگ منٰی سے عرفات جا چکے تھے تو حل طلب امر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ترویہ کے دن یا عرفہ کی رات مکہ پہنچ کر اعمال عمرہ نہ بجا

لا سکے تو (کب تک بجالا سکتا ہے اور) کیا کرے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ جس وقت ہی مکہ میں داخل ہو انشاء اللہ تو طواف کرکے، نماز پڑھ کے، سعی اور تقصیر کرکے (محل ہو سکتا ہے) اور حج تمتع کا احرام باندھ کر عرفات چلا جائے اور وہاں جا کر وقوف کرے اور پھر امامؑ کے ہمراہ واپس لوٹے۔ (ایضاً)

۱۶۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ حج تمتع کرنے والا ایک شخص ترویہ کے دن مکہ میں پہنچا تو؟ فرمایا: طواف (وغیرہ اعمال عمرہ) بجالا کر محل ہو جائے۔ جب نماز ظہر پڑھ چکے تو احرام حج باندھ لے۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۳ و ۵ و ۹ و ۱۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ اور باب ۲۱ از میقات و ۲۲ از احرام و ۲۴ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور کچھ ایسی حدیثیں بھی بعد ازیں بیان کی جائینگی جو بظاہر ان کے منافی ہیں تو وہ معذوری والی حالت پر محمول کی جائینگی۔

باب ۲۱

اضطرار کی حالت میں حج تمتع والے کے لیے حج افراد کی طرف عدول کرنا واجب ہے جیسے وقت کی تنگی، حیض کا آجانا یا اس عدول کی وجہ سے قربانی کا ساقط ہو جانا۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: (احرام باندھتے وقت) حج تمتع کی نیت کر۔ پس اگر اسے درک کر سکا تو فبہا ورنہ صرف حاجی تو بن ہی جائے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ جمیل بن درّاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس حیض والی عورت کے بارے میں سوال کیا جو ترویہ کے دن مکہ پہنچے۔ (اور حیض کی وجہ سے اعمال عمرہ نہ بجالا سکے تو؟) فرمایا: اسی حالت میں عرفات چلی جائے اور اسے حج (افراد) قرار دے۔ پھر پاک ہونے تک وہیں قیام کرے پس جب پاک ہو جائے تو تنعیم جا کر عمرہ کا احرام باندھے۔ (اور اس کے عمل بجالائے)۔ ابن ابی عمیر نے کہا: جس طرح عائشہ نے ایسا کیا تھا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورتوں پر سر منڈوانا لازم نہیں ہے۔ ان کا فرض صرف تقصیر کرنا ہے۔ پھر ترویہ کے دن حج (تمتع) کا احرام باندھیں اس طرح ان کا عمرہ اور حج ہو جائے گا۔ اور

اگر ان کو حیض آ جائے (اور عمرۂ تمتع ادا نہ کر سکیں) تو (اپنے حج کو افراد بنا دیں گی اور) اپنے حج پر قائم رہیں گی اور اسے ضرر و زیاں نہیں پہنچائیں گی۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اصحاب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حج تمتع کرنے والے شخص کا جب کسی وجہ سے عمرۂ تمتع فوت ہو جائے تو وہ (اپنے حج تمتع کو حج افراد سے بدل دے اور) حج کے بعد عمرہ بجالائے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا حضرت رسول خدا ﷺ نے عائشہ کو حکم دیا تھا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے (اضطرار کے وقت) اسی تبدیلی کو فرض قرار دیا ہے (یا اس میں لوگوں کے لیے کشائش رکھی ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ یہی حضرات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج تمتع کرنے والے کا جب عمرہ (کسی وجہ سے) فوت ہو جائے تو محرم کا چاند ہونے تک وہاں قیام کرے اور عمرۂ (افراد) بجالائے تو عمرۂ تمتع کی جگہ مجزی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے حج تمتع (کے عمرہ) کا احرام باندھا۔ اور جب مکہ پہنچا تو لوگ عرفات جا چکے تھے تو اسے یہ خوف دامن گیر ہوا کہ اگر وہ طواف وسعی وغیرہ (اعمال عمرہ) بجالاتا ہے تو اس کا وقوف عرفات فوت ہو جائے گا۔ تو؟ فرمایا: عمرہ کو ترک کر دے (اور سیدھا عرفات چلا جائے) پس جب حج مکمل کر چکے تو پھر اس طرح کرے جس طرح عائشہؓ نے کیا تھا (کہ تنعیم جا کر عمرہ کا احرام باندھ کر اعمال بجالائے) اور اس پر قربانی نہیں ہے۔ (کیونکہ اس کا حج افراد ہے)۔ (التہذیبین)

۷۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے عرفہ کے دن حج تمتع کا احرام باندھا، اور وہاں سے مکہ تین میل ہے (لہٰذا اگر مکہ جا کر اعمال عمرہ بجالائے تو وقوف عرفات فوت ہو جائے گا تو؟) فرمایا: عمرۂ تمتع کا تلبیہ قطع کر کے نمازِ صبح کے بعد حج (افراد) کا احرام باندھے۔ اور سیدھا عرفات چلا جائے اور لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور دیگر تمام مناسک حج ادا کرے۔ بعد ازاں مکہ میں قیام کرے یہاں تک کہ عمرۂ محرم ادا کرے۔ اس پر اور کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ زکریا بن آدم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر حج تمتع کرنے والا شخص عرفہ کے دن مکہ میں داخل ہوا ہو تو؟ فرمایا: اس کا حج تمتع نہیں بن سکتا۔ وہ اسے عمرۂ مفردہ (یعنی حج افراد) قرار دے دے۔ (ایضاً)

۹۔ اسحاق بن عبد اللہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج تمتع کرنے والا جب عرفہ کی

رات مکہ میں داخل ہو تو (بحالت اختیاری) اس کا حج تمتع نہیں ہے۔ اسے حج افراد قرار دے۔ حج تمتع (بحالت اختیاری صرف) ترویہ کے دن تک ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ موسیٰ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس حج تمتع کرنے والے کے متعلق پوچھا جو عرفہ کی رات مکہ پہنچے؟ فرمایا: (بحالت اختیاری) اس کا حج تمتع نہیں ہے۔ وہ اسے حج افراد قرار دے اور خانہ کعبہ کا طواف کرے، صفا ومروہ کے درمیان سعی کرے۔ پھر منیٰ نکل جائے (اور وہاں سے عرفات ومزدلفہ جائے) اور اس پر قربانی نہیں ہے۔ کیونکہ قربانی صرف حج تمتع والے پر ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مرد اور عورت عمرۂ تمتع کا احرام باندھ کر ترویہ کے دن غروب آفتاب کے بعد مکہ میں داخل ہوئے تو وہ کیا کریں؟ فرمایا: وہ اسے حج افراد قرار دیں حج تمتع کی حد (بحالت اضطراری) ترویہ کے دن تک ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت عمرۂ تمتع کا احرام باندھ کر مکہ داخل ہوئی۔ مگر طواف (وغیرہ اعمالِ عمرہ ادا کرنے سے پہلے) اسے حیض آ گیا۔ اور وہ سیدھی عرفات چلی گئی تو؟ فرمایا: وہ اپنی حج کو افراد قرار دے! میں نے عرض کیا کہ آیا اس پر کچھ ہے؟ فرمایا: وہاں خون بہائے اور یہی اس کی قربانی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ نے اس خون بہانے کو استحباب پر محمول کیا ہے۔

۱۳۔ محمد بن اسماعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت عمرۂ تمتع کا احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہوئی اور محلّ ہونے سے پہلے اسے حیض آ گیا۔ تو اس کا حج تمتع کب فوت ہوگا؟ فرمایا: (اس کی آخری حد) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ترویہ کا زوال آفتاب اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ترویہ کی نماز صبح تک قرار دیتے تھے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آپ کے موالی ترویہ کے دن مکہ آتے ہیں اور طواف وسعی (وغیرہ اعمال عمرہ) ادا کر کے حج تمتع کا احرام باندھتے ہیں تو؟ فرمایا: اس کی حد زوال آفتاب ہے۔ میں نے ان کے سامنے عجلان ابو صالح والی روایت کا تذکرہ کیا (جس میں اس کی حد زیادہ بیان کی گئی ہے؟) فرمایا: نہیں! جب (ترویہ کے دن) زوال ہو جائے تو حج تمتع رخصت ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا: آیا اس پر کوئی قربانی ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ مستحبی طور پر کرے۔ پھر فرمایا: جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو جب ہم دیکھتے ہیں کہ احرام باندھنے سے پہلے ہلال ذی الحجہ نمودار ہو جائے گا تو ہمارا حج تمتع فوت ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں حج تمتع کا فوت ہو جانا اس بات پر محمول ہے کہ جب اندیشہ ہو کہ عمرۂ تمتع مکمل

کرنے سے وقوف عرفات فوت ہو جائے گا۔

۱۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کر بھیجا کہ ہمارے بعض "صرورہ" عورتیں ہیں (جنہوں نے پہلے حج نہیں کیا)۔ ان کو خونِ حیض آ گیا ہے وہ کیا کریں؟ فرمایا: ترویہ کے دن تک انتظار کریں۔ پس اس وقت تک اگر پاک ہو جائیں تو (عمرۂ تمتع ادا کر کے) احرام حج باندھیں۔ ورنہ (اگر اس وقت تک پاک ہونے کی امید نہ ہو تو) چاہیئے کہ جب ترویہ کا دن داخل ہو تو وہ حج (افراد) کا احرام باندھ چکی ہوں۔ (الفروع)

۱۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں؟ آپؑ کس طرح حج کرتے ہیں؟ فرمایا: ہم (بالعموم) ایسے تنگ وقت میں نکلتے ہیں کہ جس میں دن چلے جاتے ہیں۔ اس لیے میں حج افراد کرتا ہوں۔ عرض کیا: اگر کوئی شخص تمتع کرنا چاہے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: حج تمتع کی نیت کر کے احرام باندھے۔ الحدیث۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد طواف (باب ۸۴ میں) بیان کی جائیںگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

عمرۂ تمتع اور حج تمتع کا ایک ہی سال میں بجالانا واجب ہے (عمرہ سے فراغت کے بعد) حج کا احرام باندھنے سے پہلے مکہ سے باہر جانا جائز نہیں ہے اور اگر نکلے اور ایک ماہ کے بعد واپس آ جائے تو پھر عمرے کا اعادہ کرے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کس طرح (حج) تمتع کروں؟ فرمایا: میقات پر جا کر احرام باندھ۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اور حج کی ادائیگی سے پہلے تم مکہ سے باہر نہ جاؤ۔ (التہذیب)

۲۔ بعض اصحاب نے شوال کے عشرہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس مہینہ کا عمرۂ مفردہ کروں! فرمایا: تو حج کا گروی ہے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میرا مدینہ میں گھر ہے اور مکہ میں بھی۔ اور ان کے درمیان بھی میرے اہل و عیال اور اموال ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: تو حج کا گرو ہے۔ اس نے عرض کیا کہ مکہ کے اردگرد میری جائیداد ہے! اور مجھے اس کی طرف بھی جانا پڑتا ہے تو؟ فرمایا: جا تو بھی محل ہو کر اور آ تو بھی محل ہو

کرے۔ (موسم) حج تک برابر یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ حکم (بغیر احرام آنا جانا) اہل مکہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور وہ عمرۂ مفردہ تو کر چکا ہے۔ اب چاہتا ہے کہ حج افراد کرے اور اس کے حج کا گروی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر حج واجب ہے۔

۳۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص عمرۂ تمتع کر چکا ہے۔ اور اسے کسی ضروری کام کے سلسلہ میں باہر جانا پڑ رہا ہے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: غسل کر کے احرام حج باندھ لے اور اپنے کام کے سلسلہ میں چلا جائے اور اس کام سے فارغ ہو کر اگر مکہ نہ آسکے تو سیدھا عرفات چلا جائے۔ (التہذیب، الفروع)

۴۔ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کس طرح حج تمتع کروں؟ فرمایا: میقات پر جا کر (عمرۂ تمتع کا) احرام باندھ اور جب مکہ پہنچ کر طواف (اس کی نماز) اور سعی (اور تقصیر) کر کے ہر چیز سے محل ہو جائے تو تُو مکہ میں محبوس ہے۔ جب تک حج نہ کر لے۔ اس وقت تک وہاں سے باہر نہیں جا سکتا۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اشہر حج میں عمرۂ تمتع کرتے ہوئے مکہ میں داخل ہو تو وہ حج کی ادائیگی سے پہلے مکہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اور اگر اسے کسی ضروری کام کے سلسلہ میں عسفان یا طائف یا ذات عرق جانا پڑے تو احرام حج باندھ کر نکلے اور تلبیہ کہتے ہوئے واپس داخل ہو۔ اور برابر اپنے احرام پر قائم رہے۔ پس اگر (اس کام سے فارغ ہو کر واپس) مکہ آئے تو احرام کے ساتھ اور بیت اللہ کے قریب نہ جائے بلکہ لوگوں کے ہمراہ (شب عرفہ) منیٰ کی طرف جائے (اور وہاں سے عرفات) اور اگر چاہے تو (وہاں سے) سیدھا منیٰ چلا جائے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر کوئی جہالت کی وجہ سے مدینہ وغیرہ کی طرف احرام (حج) باندھے بغیر نکل جائے اور پھر اشہر حج اور ایام حج میں حج کے ارادہ سے واپس آئے تو آیا احرام کے بغیر آئے یا احرام باندھ کر آئے؟ فرمایا: (جس مہینہ میں نکلا تھا) اگر اسی مہینہ میں واپس آ جائے تو بغیر احرام کے آئے۔ اور اگر دوسرے مہینہ میں آئے تو احرام باندھ کر آئے۔ میں نے عرض کیا کہ اس طرح دو احراموں اور دو تمتع میں سے کون سا عمرۂ تمتع بنے گا، پہلا یا یہ آخری؟ فرمایا: یہ آخری اس کا عمرۂ تمتع ہوگا۔ اور اسی کو حج کے ساتھ متصل کیا جائے گا۔ الخ ...... (الفروع، التہذیب)

۶۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص عمرۂ تمتع کر کے طائف کی طرف جانا چاہتا ہے تو؟ فرمایا: مکہ سے احرام حج باندھ کر نکلے اور میں احرام کے بغیر اس کا نکلنا پسند نہیں کرتا۔ اور طائف سے زیادہ دور نہ جائے۔ کیونکہ طائف تو مکہ سے نزدیک ہے۔ (ایضاً)

۷۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص حج تمتع کرتے ہوئے آتا ہے اور عمرۂ تمتع کرتا ہے۔ پھر اسے کسی کام کے تحت مدینہ یا ذاتِ عرق یا کسی اور طرف جانا پڑ جاتا ہے تو؟ فرمایا: جس مہینہ میں اس نے عمرۂ تمتع کیا تھا اگر اس مہینہ کے بعد آئے، تو عمرہ کا احرام باندھ کر داخل ہو۔ کیونکہ ہر مہینہ کا عمرہ الگ ہوتا ہے اور وہ حج کی گرو ہے (اس کی ادائیگی سے پہلے کہیں نہیں جا سکتا)۔ میں نے عرض کیا: اگر اسی مہینہ میں آ جائے جس میں نکلا تھا تو؟ فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) یہاں بطور مجاور قیام پذیر تھے۔ اور بعض حکام جور کی ملاقات کے لیے۔ باہر تشریف لے گئے۔ واپسی پر جب بمقام ذاتِ عرق پہنچے تو وہاں سے احرام باندھا۔ اور جب (مکہ میں) داخل ہوئے تو حج کا احرام باندھا ہوا تھا۔ (ایضاً)

۸۔ ابان بن عثمان ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عمرۂ تمتع کرنے والا مکہ میں محبوس ہے۔ حج کئے بغیر وہاں سے باہر نہیں جا سکتا۔ مگر یہ کہ اس کا غلام کہیں بھاگ جائے یا اس کی سواری گم ہو جائے (اور اسے اس کی تلاش میں باہر جانا پڑے) تو وہ حج کا احرام باندھ کر نکلے۔ اور اس قدر دور نہ جائے کہ جس سے وقوف عرفات فوت ہو جائے۔ (الفروع)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عمرۂ تمتع کرنے والا اگر مکہ سے دوسرے بعض مقامات کی طرف جانا چاہے تو نہیں جا سکتا۔ کیونکہ وہ حج کے ساتھ وابستہ ہے۔ مگر یہ کہ اسے یقین ہو کہ اس کے باہر جانے سے حج فوت نہیں ہوگا۔ لہٰذا اگر اس صورت میں باہر جائے اور پھر اسی مہینہ میں واپس آ جائے تو بغیر احرام آئے گا۔ اور اگر دوسرے مہینہ میں آئے تو احرام باندھ کر داخل ہوگا۔ (الفقیہ)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص عمرۂ تمتع کا احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہوا۔ اور (ترویہ سے پہلے عمل کر کے) محل ہو گیا۔ آیا وہ کہیں باہر جا سکتا ہے؟ فرمایا: حج کا احرام باندھے بغیر باہر نہ جائے۔ اور پھر طائف اور اس جیسے (قریبی) شہروں سے تجاوز نہ کرے! تاکہ کہیں اس کا حج فوت نہ ہو جائے۔ پھر واپسی پر چاہے تو مکہ آئے (اور وہاں سے منیٰ اور عرفات جائے) اور اگر حج کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر سیدھا عرفات چلا جائے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (عمرہ باب ۷ و باب ۲۲ از احرام میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

مواقیت کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل بائیس (۲۲) باب ہیں)

باب ۱
ان میقاتوں کی تعیین و تشخیص جن سے احرام باندھنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوایوب خزاز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ یہ وضاحت فرمائیں کہ آیا ''عقیق'' نامی میقات کو حضرت رسول خداؐ نے مقرر کیا ہے یا لوگوں نے اسے میقات بنایا ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے اہل مدینہ کے لیے مقام ''ذوالحلیفہ'' (یعنی اس کی مسجد شجرہ) اور اہل مغرب (تیونس وغیرہ) کے لیے ''جحفہ''، اہل یمن کے لیے ''یلملم''، اہل طائف کے لیے ''قرن المنازل'' اور اہل نجد اور اس سرزمین میں براستہ نجد وارد ہونے والوں کے لیے ''عقیق'' کو میقات مقرر فرمایا۔ (الفروع، علل الشرائع، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ امر بھی حج کی تکمیل میں سے ہے کہ تم ان میقاتوں سے احرام باندھو جو حضرت رسول خداؐ نے مقرر کئے ہیں تم بغیر احرام باندھے ان سے آگے نہ گزرو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل عراق کے لیے جبکہ ہنوز عراق نہ تھا (یعنی وہاں کے لوگ مسلمان نہ تھے) ''بطن العقیق''، اہل یمن کے لیے ''یلملم''، اہل طائف کے لئے ''قرن المنازل''، اہل مغرب کے لیے ''جحفہ'' جو کہ ''مھیعہ'' ہے اور اہل مدینہ کے لیے ''ذوالحلیفہ'' کو میقات مقرر فرمایا ہے اور جس شخص کا مکان ان میقاتوں کے اندر ہو اور مکہ کے قریب ہو تو اس کا مکان اس کا میقات ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: احرام پانچ میقاتوں سے باندھا جاتا ہے جو حضرت رسول خداؐ نے مقرر فرمائے ہیں کسی حج و عمرہ کرنے والے کو ان سے پہلے یا ان کے بعد احرام نہیں باندھنا چاہیئے! چنانچہ آپؐ نے اہل مدینہ کے لیے ''ذوالحلیفہ'' جو کہ مسجد شجرہ ہے جس میں آپ نماز پڑھتے تھے اور حج کا احرام باندھتے تھے، اہل شام کے لیے ''جحفہ''، اہل نجد کے لیے ''عقیق''، اہل طائف کے لیے ''قرن

المنازل" اور اہل یمن کے لیے "یلملم" مقرر کیا۔ (فرمایا) کسی شخص کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواقیت سے روگردانی نہیں کرنی چاہیئے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اہل کوفہ، اہل خراسان، اور جو ان سے ملتے جلتے ہیں اور اہل شام و مصر کہاں سے احرام باندھیں؟ فرمایا: جہاں تک اہل کوفہ وخراسان اور ان سے ملتے جلتے لوگوں کا تعلق ہے ان کا میقات "عقیق" ہے اور مدینہ والوں کا "ذوالحلیفہ" اور "جحفہ" ہے اور شامیوں اور مصریوں کا "جحفہ" ہے اور یمن والوں کا یلملم ہے اور سندھ والوں کا بصرہ ہے یعنی ان کا میقات وہ ہے جو اہل بصرہ والوں کا ہے (عقیق جبکہ ان کے راستہ سے جائیں)۔ (التہذیب)

۶۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے اہل مشرق کے لیے مقام عقیق کو ایک برید (بارہ میل) تک یعنی "بعث" سے لے کر "غمرہ" تک میقات مقرر کیا ہے۔ اور اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہل نجد کے لیے قرن المنازل، اہل شام کے لیے جحفہ اور یمن والوں کے لیے "یلملم" معیّن کیا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ بن موسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے اہل نجد کے لیے "عقیق" کو میقات مقرر کیا ہے۔ فرمایا: یہ بلند زمین والوں کے لیے میقات ہے۔ اور تم بھی انہی میں سے ہو۔ اور اہل شام کے لیے "جحفہ" مقرر کیا ہے جسے "مھیعہ" کہا جاتا ہے۔ (الفقیہ)

۸۔ حسین بن ولید ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے مسجد الشجرہ سے کیوں احرام باندھا تھا۔ اور اس سے پہلے کیوں نہیں باندھا تھا؟ فرمایا: اس لیے کہ جب آپ (شب معراج) آسمان پر تشریف لے جا رہے تھے اور مسجد شجرہ کے بالمقابل پہنچے تھے تو ان کو ندا دی گئی تھی یا محمدؐ آپؐ نے کہا: لبیک! فرمایا: ﴿الم اجدک یتیماً فآویتک و وجدتک ضالاً فھدیتک؟﴾ (کیا میں نے تجھے یتیم نہیں پایا؟ اور تمہیں پناہ نہیں دی؟ اور کیا میں نے تمہیں گمنام نہیں پایا اور (لوگوں کو) تمہاری طرف راہنمائی نہیں کی؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: ﴿ان الحمد والنعمة والملک لک لا شریک لک (لبیک)﴾۔ اس لیے دوسرے تمام مقامات کو چھوڑ کر آپؐ نے شجرہ کے مقام سے احرام باندھا۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۱۴ و ۱۵ اور باب ۱۰ و ۱۱ از اقسام حج میں اور اس سے پہلے باب ۲ از نمازِ جنازہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ تک ۱۹ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۷ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

مقام عقیق کے وہ حدود جن سے احرام باندھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقیق کا آخری حصہ اوطاس[1] کا برید ہے اور فرمایا: بعث کا برید غمرہ سے دو برید پہلے ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: عقیق کا ابتدائی حصہ برید بعث ہے۔ اور یہ مقام عراق کی جانب سے مسلخ سے چھ میل پہلے ہے اور اس کے اور غمرہ ('جو آخری حد ہے) کے درمیان چوبیس میل یعنی دو برید کا فاصلہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ بعض اصحاب معصوم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مسلخ سے نکلو تو اس کے بعد جو پہلا برید سامنے آئے وہاں سے احرام باندھو۔ (الفروع)

۴۔ یونس بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ ہم بصرہ کے راستہ سے (آتے وقت) احرام تو باندھتے ہیں مگر ہمیں عقیق کا عرض (چوڑان) معلوم نہیں ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ''وجرہ'' سے احرام باندھو۔ (ایضاً)

۵۔ ابو بصیر امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقیق کی حد مسلخ سے لے کر غمرہ کی گھاٹی تک ہے۔ (ایضاً)

۶۔ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اوطاس عقیق سے نہیں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ عقیق کی حد یہ ہے کہ اس کی ابتداء مسلخ اور اس کی آخری حد ذات عرق ہے (اور

---

[1] یہ بعض مخصوص مقامات کے نام ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

غمرہ) ہے۔(التہذیب)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خداﷺ نے اہل عراق کے لیے عقیق کو میقات مقرر کیا ہے جس کا ابتدائی حصہ مسلخ، وسطی حصہ غمرہ اور آخری حصہ ذات عرق ہے۔ اوراس کا پہلا حصہ افضل ہے۔(الفقیہ)

۹۔ جناب طبرسیؒ باسناد خود محمد بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام العصرؑ کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص مخالفین کے ہمراہ حج پر جارہا تھا اور انہوں نے مسلخ سے احرام نہیں باندھا۔ آیا اس شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ مسلخ سے احرام کو مؤخر کرے اور شہرت سے بچتے ہوئے ایک ساتھ ذات عرق سے احرام باندھے یا بہر حال مسلخ سے باندھے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: اپنے میقات (مسلخ) سے احرام باندھ اور اوپر سے لباس پہن لے اور دل میں تلبیہ کہہ اور جب ان کے میقات پر پہنچے تو اپنے احرام کو ظاہر کردے۔(الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب او باب ۲۲ از اقسام حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ باب ۲۵ از احرام میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

عقیق کے ابتدائی حصہ سے احرام باندھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ عقیق کے کس حصہ سے احرام باندھنا افضل ہے؟ فرمایا: اس کے ابتدائی حصہ سے افضل ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ غمرہ (جو کہ عقیق کا وسطی حصہ ہے) سے احرام باندھنا کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے مگر بریدالعقیق (ابتدائی حصہ) مجھے زیادہ پسند ہے (کہ وہاں سے احرام باندھا جائے)۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴
مسجد الشجرہ کی حد کیا ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ذوالحلیفہ کی مسجد جو کبھی چھت پاٹنے کے تختوں کی وجہ سے صحن مسجد سے خارج تھی اور اب ان تختوں کا کوئی حصہ مسجد میں سے نہیں ہے۔ (الفروع)

باب ۵
جب میقات کا علم نہ ہو کہ کہاں ہے تو اس کے متعلق عام لوگوں سے پوچھنا اور ان کے قول پر عمل کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہیں عقیق (نامی میقات) کا علم نہ ہو تو تمہارے لیے عام لوگوں سے اور بدوؤں سے پوچھنا (اور اس پر عمل کرنا) کافی ہے۔ (الفقیہ)

باب ۶
مدینہ والوں میں سے یا جو شخص وہاں سے گزرے اگر اسے کوئی تکلیف ہو تو جحفہ کے مقام تک احرام کو مؤخر کر سکتا ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ مدینہ کے ایک شخص نے جحفہ سے احرام باندھا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ معاویہ (بن عمار) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ (سفر حج میں) میرے ہمراہ ہیں اور ان کو درد کی تکلیف ہے؟ فرمایا: ان سے کہو کہ وہ میقات کے آخری حصہ سے احرام باندھ لیں۔ کیونکہ حضرت رسول خدا ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ اور اہل مغرب کے لیے جحفہ مقرر کیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس محترمہ نے مقام جحفہ سے احرام باندھا۔ (علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے پوچھا: جب کوئی (مدینہ والا) شخص مسجد الشجرہ سے (بغیر احرام) آگے نکل جائے تو پھر کہاں سے احرام باندھے؟ فرمایا: جحفہ سے اور جحفہ سے بغیر احرام باندھے نہ گزرے۔ (التہذیب)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ چند باتوں کی وجہ سے اہل مکہ نے آپ پر نکتہ چینی کی ہے! فرمایا: وہ کیا ہیں؟ عرض کیا کہ (ایک تو یہ ہے کہ) وہ کہتے ہیں کہ آپؑ نے جحفہ سے احرام باندھا ہے۔ جبکہ حضرت رسول خداﷺ نے (مسجد شجرہ) سے باندھا تھا؟ فرمایا: جحفہ بھی دو میقاتوں میں سے ایک ہے۔ اور میں چونکہ بیمار تھا تو میں نے اس میقات سے باندھا جو (مکہ کے) زیادہ قریب تھا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں اپنی اہلیہ کے ساتھ پیدل حج کے لیے نکلا۔ اور جحفہ تک احرام نہ باندھا کیونکہ مجھے کچھ تکلیف تھی تو اہل مدینہ نے میرے بارے میں کہنا شروع کیا کہ ہم نے ان سے اس حالت میں ملاقات کی ہے کہ ان کے بدن پر عادی کپڑے تھے (احرام نہیں باندھا تھا) کیونکہ ان کو حقیقت حال کا علم نہیں تھا۔ حالانکہ حضرت رسول خداﷺ نے بیمار اور کمزور آدمی کو رخصت دی ہے کہ وہ (مسجد شجرہ کی بجائے) جحفہ سے احرام باندھ سکتا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

(اہل مدینہ میں سے) جو شخص مسجد شجرہ کے راستہ سے نہ گزرے تو اس پر واجب ہے کہ (مدینہ سے) چھٹے میل کے فاصلہ پر جب مسجد شجرہ کے محاذات (برابر) سے گزرنے لگے تو وہاں سے احرام باندھے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حج کے ارادہ سے ایک ماہ تک مدینہ میں قیام کرے اور پھر اہل مدینہ کے راستہ کو چھوڑ کر کسی اور راستہ سے سفر پر نکلے تو اس کو چھ میل کے فاصلہ سے احرام باندھنا چاہیئے۔ یعنی صحراء میں سے مسجد شجرہ کے بالمقابل سے۔ (الفروع، التہذیب، کذا فی الفقیہ)

باب ۸

جو شخص مدینہ کے راستہ سے گزرے تو اختیاری حالت میں اس کے لئے مسجد شجرہ سے احرام ترک کر کے عقیق وغیرہ سے باندھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ کچھ لوگ مدینہ آئے اور (حج پر جاتے ہوئے) کچھ سردی سے ڈر کر اور کچھ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد شجرہ سے احرام نہیں باندھا اور ارادہ کیا کہ ذات عرق (عقیق کی آخری حصہ) سے باندھیں گے تو؟ امامؑ نے غضبناک ہو کر فرمایا: نہیں۔ جو شخص مدینہ آئے، اسے مدینہ (کے میقات) سے ہی احرام باندھنا واجب ہے۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ و ۱۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

میقات سے پہلے بعض مستثنیٰ صورتوں کے سوا احرام منعقد نہیں ہوتا لہٰذا اگر کوئی باندھے تو اس پر محرم کے تروک حرام نہیں ہوں گے اگر چہ تلبیہ کہے اور قربانی کے جانور کو اشعار و تقلید بھی کرے اور اس کے لیے لوٹنا بھی جائز ہے اور جو اشہر حج کے علاوہ احرام باندھے اس کا حکم بھی یہی ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے میقات تک پہنچنے سے پہلے قربانی کا اونٹ خریدا۔ اور اسے اشعار کیا (کوہان کو زخم کیا) اور اس کے گلہ میں جوتا ڈالا۔ آیا یہ کام کرتے ہی اس پر وہ چیزیں واجب ہو جائیں گی جو مُحرم پر واجب ہوتی ہیں (تروک احرام)؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ جب میقات پر پہنچے تو وہاں سے احرام باندھے اور اشعار و تقلید بھی کرے اس کی پہلی تقلید بے کار ہے۔(الفروع)

۲۔ ابراہیم کرخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اشہر حج کے علاوہ کسی اور مہینہ میں اور وہ بھی حضرت رسول خداؐ کے مقرر کردہ میقات سے پہلے احرام باندھے تو؟ فرمایا: اس کا احرام کچھ بھی نہیں ہے لہٰذا اگر وہ اپنے گھر واپس جانا چاہے تو جا سکتا ہے میں اس پر کچھ بھی (کفارہ وغیرہ)

واجب نہیں جانتا۔ اور اگر آگے جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔ مگر جب میقات پر پہنچے تو وہاں سے احرام باندھے۔ مگر عمرہ (تمتع) کا۔ اور یہ بات اس کے واپس لوٹنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ (غلط سہی مگر) احرام حج کا اعلان تو کر چکا ہے۔ (الفروع، التہذیبین، علل الشرائع)

۳۔ ابن اذینہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جو شخص میقات سے پہلے احرام باندھے۔ اس کا کوئی احرام نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام اپنے ایک نامہ میں لکھا کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (کہ حج وعمرہ کو تمام کرو۔ اور وہ تمام تب ہوتا ہے کہ جب میقات سے احرام باندھا جائے)۔ (عیون الاخبار)

۵۔ عبداللہ بن عطا بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ افضل احرام یہ ہے کہ اپنے گھر سے باندھا جائے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ حضرت رسول خدا ﷺ مدینہ میں رہتے تھے۔ اور ان کا میقات ذوالحلیفہ ہے اور مدینہ اور ذوالحلیفہ کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ لہٰذا اگر گھر سے احرام باندھنا افضل ہوتا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے احرام باندھتے!۔ البتہ حضرت امیر علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ جب تک اپنے میقات تک نہ پہنچ جاؤ۔ تب تک اپنے کپڑوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ (معانی الاخبار)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے خاندان کے کچھ افراد کے ہمراہ حج کیا۔ ان لوگوں نے چاہا کہ وہ (اپنے میقات) عقیق تک پہنچنے سے پہلے احرام باندھیں۔ میں نے انکار کیا۔ اور کہا کہ احرام صرف میقات سے ہوتا ہے (مگر انہوں نے باندھ ہی لیا اور) مجھے یہ اندیشہ دامنگیر ہوا کہ مبادا وہاں (میقات پر) پانی نہ ملے۔ تو میں نے بھی چاروناچار ان کے ساتھ احرام باندھ ہی لیا۔ پس جب ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ضریس بن عبدالملک نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اس (ابن بکیر) کا گمان ہے کہ میقات سے پہلے احرام نہیں باندھنا چاہیئے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: انہوں نے ٹھیک کہا ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لیے جحفہ، اہل یمن کے لیے قرن المنازل اور اہل نجد کے لیے عقیق میقات مقرر کیا ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از اقسام حج اور یہاں سابقہ ابواب میں)

گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰، ۱۱، ۱۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

جو شخص میقات سے پہلے احرام باندھے پھر عورتوں سے مباشرت کرے یا شکار کرے اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز بن عبداللہ سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس میقات سے پہلے احرام باندھے جو حضرت رسول خدا ﷺ نے مقرر کیا ہے اور پھر عورتوں سے مقاربت کرے یا شکار کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

میقات سے پہلے احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ جس شخص نے اس سے پہلے احرام باندھنے کی منت مانی ہو یا جس نے رجب کا عمرہ کرنا ہو جس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ اس کیلئے جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: احرام ان پانچ میقاتوں سے باندھا جاتا ہے جو حضرت رسول خدا ﷺ نے مقرر کئے ہیں۔ کسی حج یا عمرہ کرنے والے کے لیے ان سے پہلے یا ان کے بعد احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔ پھر ان مواقیت کا تذکرہ فرمایا اور بعد ازاں فرمایا: کسی شخص کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ مواقیت سے روگردانی کرنا جائز نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کوفہ میں ہم سے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمہارے حج کی تکمیل اس میں ہے کہ تم اپنے گھر کی چار

دیواری سے احرام باندھو۔ امام علیہ السلام نے (اس کا انکار کرتے ہوئے) فرمایا: سبحان اللہ! اگر یہ بات درست ہوتی تو پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد شجرہ تک اپنے کپڑوں سے کیوں فائدہ اٹھاتے (بلکہ گھر سے احرام باندھ کر روانہ ہوتے)۔[1] (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ میقات سے پہلے احرام باندھنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی ایسا کرے تو یہ ایسا ہوگا جیسے کوئی شخص سفر میں چار رکعت (اور گھر میں دو رکعت) پڑھے۔ (ایضاً)

۴۔ میسر بیان کرتے ہیں کہ میں اس حالت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میرا رنگ بدلا ہوا تھا (پریشان تھا) امام علیہ السلام نے فرمایا: تو نے کہاں سے احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں جگہ سے (جو کہ میقات نہ تھی)۔ فرمایا: کئی نیکی کے طلبگار ہوتے ہیں مگر ان کا قدم پھسل جاتا ہے۔ پھر فرمایا: آیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ سفر میں ظہر کی چار رکعت پڑھو۔ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: بخدا وہ (جو کچھ تو نے کیا ہے) یہی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک (عراقی) شخص نے عقیق سے احرام باندھا اور دوسرے نے کوفہ سے۔ ان میں سے کون سا فعل افضل ہے؟ فرمایا: اے میسر! اگر تم عصر کی نماز چار رکعت پڑھو تو یہ افضل ہے یا چھ رکعت؟ عرض کیا کہ چار رکعت پڑھنا افضل ہے! فرمایا: اسی طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو سنت ہے وہ غیر سنت سے افضل ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۶۔ حنان بن سدیر بیان کرتے ہیں کہ میں، میرے والد (سدیر)، ابوحمزہ ثمالی، عبدالرحیم قصیر اور زیاد الاحلام حج کرنے کی غرض سے جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ علیہ السلام نے زیاد کو دیکھا جس کے جسم کا چمڑا ادھڑا ہوا تھا۔ امام علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تو نے کہاں سے احرام باندھا ہے؟ عرض کیا: کوفہ سے! فرمایا: کوفہ سے کیوں باندھا؟ عرض کیا: مجھے آپ حضرات میں سے بعض سے یہ روایت پہنچی ہے کہ احرام جس قدر دور سے باندھا جائے اتنا ہی افضل اور زیادہ اجر کا باعث ہوتا ہے۔ فرمایا: یہ بات تم تک کسی کذاب نے پہنچائی

---

[1] بروایت رباح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، اس میں مذکور ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے یہ بات اس شخص کے بارے میں فرمائی جس کا گھر بہ نسبت مواقیت کے مکہ کے زیادہ قریب ہو۔ (الفروع)

ہے۔ پھر آپؑ نے ابوحمزہ سے فرمایا: تو نے کہاں سے باندھا ہے؟ عرض کیا: ربذہ سے! فرمایا: کیوں؟ اس لیے کہ تو نے سنا ہوگا کہ جناب ابوذر رضی اللہ عنہ کی وہاں قبر ہے۔ تو تو نے پسند کیا ہوگا کہ بغیر احرام باندھے وہاں سے نہ گزرے! پھر میرے والد (سدیر) اور عبدالرحیم سے فرمایا: تم نے کہاں سے باندھا ہے؟ عرض کیا: عقیق سے! فرمایا: تم نے رخصت و سہولت کو بھی حاصل کیا اور سنت کو بھی پالیا (پھر فرمایا) جب میرے سامنے دو دروازے ہوں اور دونوں حلال ہوں تو میں ان میں سے اس کو اختیار کرتا ہوں جو آسان ہو۔ اور یہ اس لیے ہے کہ خدا آسان ہے اور آسائش کو پسند کرتا ہے اور آسان کام پر اتنا اجر وثواب عطا فرماتا ہے جو سخت کام پر بھی عطا نہیں کرتا۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں (باب ۹ میں اور اس سے پہلے باب ۲ از اقسام میں) گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور عنوان باب میں دو مستثنیٰ صورتوں پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۲ و ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

جو شخص رجب میں عمرہ ادا کرنا چاہے اور اس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو وہ میقات سے پہلے احرام باندھ سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا ﷺ کے مقرر کردہ میقات سے پہلے احرام نہیں باندھنا چاہیئے مگر یہ کہ عمرہ میں اس مہینہ کے گزر جانے کا اندیشہ ہو۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص (عراق سے) رجب کے عمرہ کی نیت سے آتا ہے مگر عقیق (جو کہ عراقیوں کا میقات ہے) تک پہنچنے سے پہلے شعبان کے چاند نمودار ہو جانے کا اندیشہ ہے تو آیا عقیق سے پہلے احرام باندھ کر اسے رجب کا عمرہ قرار دے یا عقیق تک مؤخر کرے اور اسے شعبان کا عمرہ قرار دے؟ فرمایا: میقات سے پہلے احرام باندھ کر اسے رجب کا عمرہ قرار دے۔ کیونکہ رجب کے عمرہ کو فضیلت حاصل ہے اور اس نے (ابتداء میں) نیت بھی اسی کی کی تھی۔ (ایضاً)

باب ۱۳

جس شخص نے میقات سے پہلے احرام باندھنے کی منت مانی ہو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے ہاں البتہ اگر حج کا احرام باندھنا ہے تو اس کا اشہر حج میں ہونا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اداءِ شکر کے لیے منت مانی کہ وہ کوفہ سے احرام باندھے گا؟ فرمایا: وہ کوفہ سے باندھے۔اور اپنے گفتہ کی وفا کرے۔(التہذیب والاستبصار)

۲۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص نے منت مانی کہ وہ کوفہ سے احرام باندھے گا تو؟ فرمایا: پھر کوفہ سے باندھے۔(ایضاً)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر خدا کسی بندہ کو کسی نعمت سے نوازے یا کسی بلاء و مصیبت سے نجات عطا فرمائے اور وہ منت مانے کہ وہ خراسان سے احرام باندھے گا تو اس پر واجب ہے کہ منت کو پورا کرے (یعنی خراسان سے احرام باندھے)۔(ایضاً)

باب ۱۴

جو شخص بھول چوک یا جہل و نادانی سے احرام باندھنا ترک کر دے اس پر واجب ہے کہ واپس میقات پر جائے اور وہاں سے احرام باندھے۔ اور اگر ایسا کرنا متعذر ہو یا وقت تنگ ہو تو پھر ادنیٰ الحل سے (وہ قریب ترین جگہ جہاں سے حرم کی حد ختم ہوتی ہے اور حل کی حد شروع ہوتی ہے) اور اگر اس سے قدرے آگے جا سکے تو جائے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو جہاں موجود ہے وہیں سے باندھے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو احرام باندھنا بھول کر حرم میں داخل ہو گیا؟ فرمایا: میرے والد ماجد نے فرمایا ہے کہ اپنی سرزمین کے میقات کی طرف جائے (اور وہاں سے احرام باندھے) اور اگر (وقت کی تنگی کی وجہ سے) اسے اندیشہ ہو کہ اس طرح اس کا حج فوت ہو جائے گا تو پھر اسی جگہ سے باندھ لے۔اور اگر حرم سے

باہر (ادنیٰ الحل) جا سکتا ہو تو جائے اور وہاں سے احرام باندھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اس میقات سے گزرا جس سے لوگ احرام باندھتے ہیں؟ مگر وہ جہالت یا نسیان کی وجہ سے احرام نہ باندھ سکا۔ یہاں تک کہ مکہ پہنچ گیا۔ اب اسے خوف دامن گیر ہے کہ اگر میقات پر جائے تو کہیں اس کا حج ہی فوت نہ ہو جائے تو؟ فرمایا: حرم سے باہر جائے اور وہاں سے احرام باندھے یہ اس کے لیے مجزی ہے۔

(ایضاً، کذا عن ابی الصباح الکنانی عن الصادق علیہ السلام)

۳۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت ایک جماعت کے ساتھ آ رہی تھی۔ اسے حیض آ گیا۔ اس نے ان لوگوں سے پوچھا؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے کہ تجھے حیض کی حالت میں احرام باندھنا چاہیئے یا نہ؟ الغرض انہوں نے اسے اسی حالت میں چھوڑا، یہاں تک کہ وہ احرام باندھے بغیر حرم کے حدود میں داخل ہو گئی تو؟ فرمایا: اگر تو اس کے پاس فرصت ہے تو میقات تک واپس جائے اور وہاں سے احرام باندھے اور اگر اس قدر فرصت نہیں ہے تو حدود حرم سے اس قدر باہر جا کر باندھے کہ جس سے حج فوت نہ ہو جائے۔ (ایضاً)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے چند اصحاب نے ایک عورت کے ہمراہ حج کیا۔ جب میقات پر پہنچے تو وہ نماز نہیں پڑھتی تھی (حائض تھی) اور انہیں مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ ایسی عورت کو احرام باندھنا چاہیئے! وہ (خود احرام باندھ کر اور) اسے اسی حالت میں لے کر مکہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر جب لوگوں سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ بعض مواقیت تک واپس جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر آئے۔ اس وقت، وقت اس قدر تنگ تھا کہ اگر وہ اس طرح کرتی تو حج کو درک نہیں کر سکتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے (پریشان ہو کر) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اسی جگہ سے احرام باندھ لے خدا اس کی نیت کو جانتا ہے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے (جہل و نسیان کی وجہ سے) میقات سے احرام نہیں باندھا۔ یہاں تک کہ حرم میں داخل ہو گیا تو؟ فرمایا: وہ اپنے ہم شہر لوگوں کے میقات پر جائے اور وہاں سے احرام باندھے۔ اور اگر اسے اندیشہ ہو کہ اگر وہ ایسا کرے گا تو حج فوت ہو جائے گا تو پھر اسی جگہ سے باندھ لے۔ اور اگر حرم سے باہر تک جا سکتا ہے تو جائے (اور وہاں سے باندھے)۔ (التہذیب، کذا فی قرب الاسناد عن علی بن جعفر عن الکاظم علیہ السلام)

۶۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص

احرام باندھنا بھول گیا اور عرفات کے مقام پر (نویں ذی الحجہ کو) یاد آیا اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہیں یہ کہہ کر احرام باندھ لے: ﴿اللّٰھم علی کتابک و سنۃ نبیّک﴾ اس طرح اس کا احرام تمام ہو جائے گا۔ اور اگر ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کے دن احرام حج باندھنا بھول جائے یہاں تک کہ اپنے وطن واپس لوٹ جائے تو؟ فرمایا: اگر اس نے دوسرے تمام مناسک حج پورے ادا کئے ہیں تو اس کا حج تمام ہو گیا ہے[1]۔ (ایضاً)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر ایک شخص (میقات سے) احرام باندھنا ترک کر دے! یہاں تک کہ حرم تک پہنچ جائے اور اس کے اندر داخل ہونے سے پہلے احرام باندھ لے تو؟ فرمایا: اگر اس نے جہالت کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو اسی جگہ سے باندھ لے تاکہ تلافیٔ مافات ہو جائے تو مجزی ہے انشاء اللہ۔ اور اگر اس میقات تک واپس جا سکے جہاں سے اس کے ہم شہری احرام باندھتے ہیں تو یہ افضل ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے بچوں کے حج (باب ۱۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

جو شخص کسی بھی میقات سے گزرے اس پر واجب ہے کہ وہیں سے احرام باندھے۔ اگرچہ (دراصل) اس میقات والوں سے نہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ آپؑ کے بصرہ کے بعض موالی "بطن العقیق" سے احرام باندھتے ہیں جبکہ وہاں نہ پانی ہے اور نہ کوئی مکان۔ جس کی وجہ سے ان کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کے ساتھی اور شتربان بہت جلدی کرتے ہیں اور بطن عقیق کے اس طرف (اندر) پندرہ میل کے فاصلہ پر ایک منزل ہے جہاں لوگ اترتے ہیں اور وہاں پانی بھی ہے۔ تو آپ کیا فرماتے ہیں: آیا وہ وہاں سے احرام باندھ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ان کے لیے سہولت ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے مختلف علاقوں کے لیے اور جو وہاں سے گزرے مختلف میقات مقرر کئے ہیں (وہیں سے احرام باندھنا چاہیئے ہاں) اس سلسلہ میں صرف تکلیف والوں کو رخصت ہے۔ ورنہ دوسرے لوگ میقات سے احرام

[1] اس سلسلہ کے باب ۲۰ کی حدیث نمبر ۱ میں اسی قسم کے سوال کے جواب میں امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے مروی ہے، فرمایا: جب اس نے دل میں نیت کر لی تھی تو وہی کافی ہے اور اگرچہ احرام نہیں باندھا تاہم اس کا حج تمام ہے۔ (الفروع) (احقر مترجم عفی عنہ)

باندھے بغیر نہیں گزر سکتے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبد الحمید سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (کہیں سے بھی آ کر) مدینہ میں داخل ہو جائے تو وہ مدینہ (کے میقات) سے ہی احرام باندھے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

کسی عذرِ شرعی کے بغیر میقات سے بغیر احرام گزرنا جائز نہیں ہے۔

ہاں البتہ اگر جان کا خطرہ ہو تو پھر حدود حرم تک اسے مؤخر کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ بات حج و عمرہ کی تکمیل میں سے ہے کہ تو ان میقاتوں سے احرام باندھے جو حضرت رسول خدا ﷺ نے مقرر فرمائے ہیں اور بغیر احرام تو وہاں سے نہ گزرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو شعیب محاملی سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کسی شخص کو (میقات سے احرام باندھنے میں) جان کا خطرہ ہو تو وہ اسے حرم تک مؤخر کر دے (وہاں سے باندھے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ اور ۱۵ میں اور اس سے پہلے باب ۲ از اقسام حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

جس شخص کا گھر بہ نسبت میقات کے مکہ سے زیادہ قریب ہو۔ وہ اپنے گھر سے احرام باندھے گا۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی منزل میقات کی نسبت مکہ سے زیادہ قریب ہو وہ اپنی منزل سے ہی احرام باندھے۔ (التہذیب)

۲۔ مسمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کی منزل ذات عرق کی نسبت مکہ سے زیادہ قریب ہو تو پھر وہ اپنی منزل سے احرام باندھے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو سعید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جس شخص کا گھر جحفہ کی نسبت مکہ کے زیادہ نزدیک ہو تو؟ فرمایا: پھر وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ روایت میں یوں وارد ہے کہ مواقیت اور مکہ کے درمیان جو فاصلہ ہے جب کسی شخص کی منزل ان کی نسبت مکہ سے زیادہ نزدیک ہو تو وہ وہیں سے احرام باندھے۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جس شخص کی منزل ان مواقیت کے پیچھے ہو اور مکہ کے زیادہ قریب ہو تو اس کی میقات اس کی منزل ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۸

جن بچوں کو ان کے ولی نے (میقات سے) احرام بندھوایا ہو مقام فخ سے اس کی تجدید مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ایوب اخی ادیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ بچوں کے (عادی) کپڑے کہاں (احرام کے لیے) اتارے جائیں؟ فرمایا: میرے والد بزرگوار مقام فخ پر ایسا کرتے تھے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ اسی روایت کو صاحب قرب الاسناد نے بھی علی بن جعفرؒ سے اور انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اسی طرح روایت کیا۔ ہاں اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ میں نے امامؑ سے پوچھا کہ آیا ان (بچوں) کے لیے احرام کی پابندی ہے؟ اور کیا: وہ بھی ان چیزوں سے بچیں گے جن سے بڑے آدمی بچتے ہیں؟ فرمایا: ہاں ان کو احرام بندھوایا جائے گا اور ممنوعہ چیزوں کے ارتکاب سے ان کو روکا جائے گا۔ مگر ان پر (خلاف ورزی کی صورت میں) کچھ (کفارہ) نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۷ از اقسام میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں ہیں۔

باب ۱۹

جوشخص مکہ میں قیام پذیر ہو اور اس پر (کسی وجہ سے) حج تمتع لازم ہو تو اس پر واجب ہے کہ کسی میقات پر جائے اور وہاں سے احرام باندھے اور اگر ایسا کرنا متعذر ہو تو پھر ادنی الحل تک جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جوشخص مکہ میں مجاور ہو آیا وہ حج تمتع کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! اگر چاہے تو اپنی سرزمین کے میقات کی طرف جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر تلبیہ کہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: جوشخص مکہ میں مجاور ہے جبکہ وہ صرورہ ہو (پہلے حج نہ کیا ہو) اور اب حج کرنا چاہے تو حرم سے باہر جا کر (ادنی الحل سے ذی الحجہ کے) پہلے عشرہ کی پہلی تاریخ کو احرام (عمرۂ تمتع) باندھے اور اگر صرورہ نہ ہو مگر مکہ میں مجاور ہو تب بھی (احرام باندھنے کے لیے) وہ حرم سے باہر جائے اور اس ماہ کی پانچویں تاریخ کو جا کر احرام باندھے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے اقسام حج (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

اس شخص کا حکم جو جہالت یا نسیان کی وجہ سے احرام باندھنا یا تلبیہ کہنا بھول جائے اور پھر یاد نہ آئے یہاں تک کہ اسی حالت میں تمام مناسکِ حج ادا کر بیٹھے یا میقات پر بے ہوش ہو جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے جہالت یا بھول کر احرام نہ باندھا اور پھر طواف کیا۔ سعی کی۔ الغرض تمام مناسک حج بجالایا؟ فرمایا: جب اس نے (دل میں) نیت کر لی تو وہی کافی ہے اور اگرچہ احرام نہیں باندھا۔ تاہم اس کا حج تمام ہے۔ اور امام علیہ السلام نے اس مریض کے بارے میں جو میقات تک بے ہوش رہے، فرمایا کہ اس کی طرف سے احرام باندھا جائے (کوئی شخص احرام باندھے)۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ

کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص حج تمتع کرتے ہوئے عرفات چلا گیا مگر جہالت کی وجہ سے آٹھویں ذی الحجہ کو احرام نہ باندھا۔ یہاں تک کہ حج کر کے واپس اپنے شہر بھی لوٹ گیا۔ تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: جب اس نے تمام مناسک حج ادا کئے ہیں تو اس کا حج تمام ہو گیا۔ (التہذیب)

۳۔ نیز علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص احرام حج باندھنا بھول گیا۔ اور بمقام عرفات یاد آیا۔ اس کا کیا حال ہے؟ فرمایا: وہیں یہ کہہ دے: ﴿اللّٰھم علیٰ کتابک و سنۃ نبیک﴾ پس اس کا احرام مکمل ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۵۵ از احرام میں) اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

حج تمتع کا احرام مکہ سے باندھنا واجب ہے اور افضل مسجد الحرام ہے اور اس میں سے بھی افضل مقام ابراہیمؑ یا تحت المیزاب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کا دن ہو انشاء اللہ تو غسل کر۔ (اور احرام کے) دو کپڑے پہن اور مسجد (الحرام) میں داخل ہو۔.......... (الی ان قال) مقام ابراہیمؑ کے پاس یا حجر (اسود) کے پاس دو رکعت نماز پڑھ پھر حج (تمتع) کا احرام باندھ۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو احمد عمرو بن حریث صیرفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں حج (تمتع) کا احرام کہاں سے باندھوں؟ فرمایا: اگر چاہو تو (مکہ میں) اپنی قیام گاہ سے! اور چاہو تو کعبۃ اللہ سے؟ اور چاہو تو (مکہ کے) راستہ سے۔ (ایضاً)

۳۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مسجد (الحرام) کے کس حصہ سے احرام باندھوں؟ فرمایا: جس حصہ سے جی چاہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ترویہ کے دن (حج کا) احرام باندھنا چاہو تو اسی طرح کرو۔ جس طرح پہلے (عمرۂ تمتع کا) احرام باندھتے وقت کیا تھا! مسجد الحرام میں جاؤ اور وہاں احرام باندھنے سے پہلے چھ رکعت نماز پڑھو۔ اور پھر کہو:

﴿اللّٰهم انی ارید الحج.........احرم لک شعری و بشری و لحمی و دمی. الحدیث﴾

(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ اور باب ۹ و ۲۲ از اقسام حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۴ و ۳۶ از احرام میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

جو شخص مکہ میں ہو اور وہ عمرہ (مفردہ) کرنا چاہے تو وہ (حرم سے باہر) حل پر جائے اور جعرانہ یا حدیبیہ یا اس جیسے کسی مقام سے احرام باندھے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص عمرہ کے لیے مکہ سے نکلنا چاہے تو وہ جعرانہ یا حدیبیہ یا ان جیسے کسی مقام سے احرام باندھے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے مختلف اوقات میں تین عمرے کیے مگر تھے سب ذی القعدہ کے مہینہ میں، ایک عمرہ میں مقام عسفان سے احرام باندھا تھا۔ اور یہ (صلح) حدیبیہ والا عمرہ ہے۔ ایک عمرۃ القضا کیا۔ اس کا احرام جحفہ سے باندھا تھا۔ اور تیسرے عمرہ کا احرام جعرانہ سے باندھا تھا اور یہ غزوۂ حنین سے واپسی پر طائف سے لوٹتے ہوئے ادا کیا تھا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ از اقسام حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (احرام کے ابواب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

سفر حج وغیرہ کے آداب کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل اڑسٹھ (۶۸) باب ہیں)

باب ۱

اطاعات اور مباحات کے علاوہ کوئی سفر جائز نہیں ہے اور سیاحت اور رہبانیت جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن ابومقدام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آل داؤد علیہ السلام کی حکمت میں لکھا ہے کہ عقلمند آدمی پر لازم ہے کہ وہ سفر نہ کرے۔ مگر تین چیزوں کے لیے: (۱) آخرت کا زادِ سفر جمع کرنے کے لیے۔ (۲) اپنی روزی اور گزر اوقات کی اصلاح کے لیے۔ (۳) یا غیر حرام لذت کے حصول کے لیے۔ (الفقیہ، المجالس، الخصال، کذا فی الفروع بادنیٰ تفاوت)

۔۔۔ خصال کی روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ "جو شخص زندگی کو (حد سے زیادہ) پسند کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے۔ (الخصال)

۲۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! کسی عقلمند آدمی کو سفر نہیں کرنا چاہیئے مگر تین مقاصد کے لیے: (۱) معاش کی اصلاح کے لیے۔ (۲) زادِ آخرت کے لیے۔ (۳) غیر حرام لذت کے لیے۔ (الی ان قال) یا علی! دو سال کی مسافت طے کر کے جاؤ اور والدین کے ساتھ نیکی کرو، ایک سال کی مسافت طے کر کے صلۂ رحمی کرو، ایک میل چل کر مریض کی مزاج پرسی کر، دو میل چل کر جا اور جنازہ کی مشایعت کر، تین میل تک (مؤمن کی دعوت) پر لبیک کہہ، چار میل تک جا کر اپنے برادر دینی کی زیارت کر، پانچ میل جا کر مصیبت زدہ کی فریاد رسی کر اور چھ میل تک جا کر مظلوم کی نصرت کر۔ اور تم پر استغفار کرنا لازم ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ زید بن علیؑ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری امت میں رہبانیت، سیر و سیاحت اور زمّ یعنی خاموشی (کا روزہ) نہیں ہے۔ (الخصال)

۴۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: آدمی ایسے سفر پر روانہ نہ ہو جس میں اسے

اپنے دین اور نماز کے (ضائع ہونے کا) اندیشہ ہو۔ (ایضاً)

۵۔ جناب علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مسلمان آدمی زمین پر سیر و سیاحت[1] کرنا یا راہب بن کر کسی گھر میں بیٹھے رہنا اور وہاں سے باہر نہ نکلنا درست ہے؟ فرمایا: نہ۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ باب ۲۷ از دفن، ج ۲ باب ۲ از مواقیت، باب ۲۹ از مساجد، باب ۸ و ۹ نماز مسافر۔ باب ۴ از صوم مندوب وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱ از جہاد و باب ۴۷ از مقدمات نکاح میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اطاعات اور مہم مباحات کے لیے سفر کرنا مستحب ہے جبکہ وہ (اطاعات وغیرہ) واجب نہ ہوں (ورنہ سفر واجب ہوگا)۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر کرو۔ صحت مند رہو گے، جہاد کرو مال غنیمت حاصل کرو گے اور حج کرو غنی و مالدار ہو جاؤ گے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ ابراہیم بن فضل (فضیل) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خداوند عالم کسی بندہ کا کسی زمین میں رزق مقرر کر دیتا ہے تو اس کے لیے وہاں کوئی حاجت قرار دے دیتا ہے (تاکہ اس بہانے وہاں جائے اور اپنا مقررہ رزق پائے)۔ (ایضاً)

۳۔ ابو محمد واشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندۂ مؤمن ایسے عالم غربت (مسافرت) میں مر جائے کہ اسکی رونے والیاں اس سے غائب ہوں تو اس پر زمین کے وہ بقعے روتے ہیں جن پر وہ خدا کی عبادت کرتا تھا۔ اسکے کپڑے اس پر روتے ہیں، اس پر آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جن سے اس کے اعمال بلند ہوتے ہیں اور اس پر دونوں مؤکل فرشتے (کراماً کاتبین) روتے ہیں۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال، المحاسن)

---

[1] یہاں اس سیر و سیاحت سے وہ آوارہ گردی مراد ہے جس کی کوئی عقلائی غرض و غایت نہ ہو ورنہ پند و نصیحت حاصل کرنے، جغرافیائی معلومات میں اضافہ کرنے، عجائبات قدرت دیکھنے اور تبدیلی آب و ہوا سے جسمانی صحت حاصل کرنے جیسی کسی عقلائی غرض و غایت کے تحت سفر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ نیز آنجنابؑ سے مروی ہے، فرمایا: جب مسافر کی موت کا وقت آن پہنچے اور وہ اپنے دائیں بائیں نگاہ کرے مگر کسی (عزیز و اقارب) کو نہ دیکھے تو خداوند کریم اس سے فرماتا ہے: تو کس کی طرف نگاہ کر رہا ہے؟ اس کی طرف جو مجھ سے بہتر ہے؟ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر میں نے تجھے اس گرہ سے رہا کر دیا (صحت دے دی) تو تجھے اپنی اطاعت کی طرف لوٹاؤں گا۔ اور اگر تیری روح قبض کر لی تو تجھے اپنی عزت و کرامت کی طرف لوٹاؤں گا۔

(الفقیہ، المحاسن)

۵۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص کسی رشتہ دار کی طرف چل کر جائے تاکہ جان و مال سے صلہ رحمی کرے تو خدا اسے سو شہید کا ثواب عطا کرتا ہے اور اس کے ہر ہر قدم پر چالیس ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اس کے نامۂ اعمال سے چالیس ہزار برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے اتنے ہی (جنت میں) درجے بلند ہوتے ہیں اور وہ ایسا سمجھا جائے گا کہ جیسے اس نے سو سال تک صبر و شکر اور خلوص سے خدا کی عبادت کی ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسافر کی موت شہادت ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا: میں چھ شخصوں کی جنت کا ضامن ہوں: (۱) وہ شخص صدقہ (اور زکوٰۃ و خیرات) لے کر نکلے (تاکہ مستحقین تک پہنچائے) اور مر جائے اس کے لیے جنت ہے۔ (۲) جو شخص کسی بیمار کی مزاج پرسی کے لیے نکلے اور مر جائے اس کے لیے جنت ہے۔ (۳) جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلے اور مر جائے اس کے لیے جنت ہے۔ (۴) جو شخص حج کے سفر پر جائے اور مر جائے اس کے لیے جنت ہے۔ (۵) جو شخص نماز جمعہ پڑھنے کے لیے جائے اور مر جائے اس کے لیے جنت ہے۔ (۶) جو شخص کسی جنازہ کی مشایعت کے لیے جائے اور مر جائے اس کے لیے جنت ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقیؒ باسناد خود سعید بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر کرو صحت مند ہو گے، سفر کرو مال غنیمت پاؤ گے۔ (المحاسن)

۹۔ اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے اپنے شاہزادہ امام حسینؑ (امام حسنؑ) سے فرمایا: عقلمند کو نہیں چاہیئے کہ وہ سفر کے لیے نکلے۔ مگر تین اغراض کے لیے: (۱) اصلاحِ معاش کے لیے۔ (۲) یا اصلاحِ معاد کے لیے گامزنی کرے۔ (۳) غیر حرام لذت حاصل کرنے کے لیے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ وجوب حج (باب ۱ میں اور یہاں باب ۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ

اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

سفر کرنے کے لیے سنیچر کا دن اختیار کرنا چاہیئے نہ کہ جمعہ اور اتوار کا دن۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوایوب خزاز اور عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ کے بارے میں دریافت کیا؟ فرمایا: یہاں نماز سے نمازِ جمعہ مراد ہے اور زمین میں پھیلنے سے سنیچر کا دن مراد ہے (یعنی اس دن سفر کرو)۔ (الفقیہ، الخصال، المحاسن)

خصال میں اس قدر اضافہ ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: افسوس ہے اس مسلمان مرد کے لیے جو ہفتہ بھر اپنے آپ کو دنیا کی خاطر مصروف رکھے اور ایک دن جمعہ کو فارغ نہ کر سکے، تاکہ دینی امور کے متعلق سوال کرے۔ (الخصال)

۲۔ صاحب البرقیؒ نے (محاسن میں) اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس قدر اضافہ بھی کیا، فرمایا: سنیچر کا دن ہمارے لیے ہے اور اتوار کا دن بنی امیہ کا ہے۔ (المحاسن)

۳۔ حفص بن غیاث نخعی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ سنیچر کے دن سفر کرے کیونکہ سنیچر کے دن اگر کوئی پتھر بھی پہاڑ سے گرے گا تو خدائے عزوجل اسے اپنی جگہ واپس لوٹائے گا۔ (الفقیہ، المحاسن، الروضہ، الخصال)

۴۔ محمد بن یحییٰ خثعمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن کسی کام کے لیے نہ جانا۔ ہاں البتہ جب سنیچر کا دن ہو اور سورج نکل آئے تو پھر اپنے کام کے لئے جاؤ۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین الفاظ میں سے ہے: ﴿اللّٰھم بارک لامتي في بکورھا یوم سبتھا و خمیسھا﴾ یا اللہ! میری امت کو سنیچر اور خمیس کی صبح سویرے میں برکت دے۔ (ایضاً)

۶۔ عمرو بن سفیان جرجانی مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اپنے موالیوں میں سے ایک شخص سے فرمایا: اے فلاں تو (سفر پر) کیوں روانہ نہیں ہوتا؟ اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اتوار کی وجہ سے! فرمایا: اتوار کو کیا ہے؟ عرض کیا: اس حدیث کی وجہ سے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا: اتوار کی دھار سے بچو کہ اس کی دھار تلوار کی دھار کی طرح ہے۔ فرمایا: لوگ جھوٹ کہتے

ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات نہیں فرمائی۔ کیونکہ احد (اتوار) تو خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ حدیث یا تو جواز پر محمول ہے (کہ اتوار کو سفر کرنا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے)۔ یا تقیہ پر محمول ہے۔ نیز اس سے پہلے (باب ۵۲ از نماز جمعہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ و ۶ و ۷ و ۵۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

سفر اور طلب حاجات کے لیے سوموار کو منتخب کرنا مکروہ ہے مگر یہ کہ اس کی نماز صبح میں سورۂ ھل اتی پڑھے اور اس کام کے لیے منگل کو منتخب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوایوب خزاز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم سفر کا ارادہ کر کے سلام کرنے کی خاطر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے! امام علیہ السلام نے فرمایا: شاید سوموار کی برکت سے فائدہ اٹھانے کی خاطر (آج) سفر کرنا چاہتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: بھلا سوموار سے بڑھ کر کون سا دن منحوس ہے؟ ہم نے اسی دن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گم کیا (وہ ہم سے جدا ہوئے) اور آسمانی وحی کا سلسلہ (ہمیشہ کے لیے) بند ہو گیا۔ (پھر فرمایا) سوموار کو نہ نکلو۔ ہاں البتہ منگل کو روانہ ہو۔

(الفقیہ، الروضہ، المحاسن)

۲۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس شخص کی حاجات مشکل ہو جائیں اسے چاہیئے کہ انہیں منگل کے دن طلب کرے کیونکہ یہ وہ دن ہے کہ جس میں خداوند عالم نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کیا تھا۔ (الفقیہ، المحاسن، الروضہ، الخصال)

۳۔ علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص میرے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں سفر پر روانہ ہو رہا ہوں۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیں! فرمایا: کب روانہ ہو رہے ہو؟ عرض کیا: سوموار کے دن! فرمایا: سوموار کو کیوں روانہ ہو رہے ہو؟ عرض کیا: اس کی برکت سے فیضیاب ہونے کے لیے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار کے دن پیدا ہوئے تھے! فرمایا: لوگ غلط کہتے ہیں۔ بلکہ آپ کی ولادت باسعادت جمعہ کے دن ہوئی تھی۔ البتہ آپ کی وفات سوموار کے دن ہوئی اور آسمانی وحی کا سلسلہ (ہمیشہ کے لیے) قطع ہو گیا۔ اور اسی دن ہمارے حقوق پر ڈاکہ ڈالا گیا۔ (پھر فرمایا) کیا میں ایسا دن نہ بتاؤں؟ جو آسان ہے۔ نرم ہے جس میں

خدا نے جناب داؤدؑ کے لیے لوہا نرم کیا؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمائیں۔ فرمایا: وہ منگل کا دن ہے۔

(الخصال، قرب الاسناد)

۴۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن عمر عطار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں منگل کے دن حضرت امام علی نقیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے فرمایا: میں نے تمہیں کل نہیں دیکھا؟ میں نے عرض کیا کہ سوموار کے دن سفر کرنا پسند نہ کیا۔ فرمایا: یا علی! جو شخص چاہے کہ خدا اسے سوموار کے شر سے محفوظ رکھے اسے چاہیئے کہ اس دن نمازِ صبح کی پہلی رکعت میں سورۂ ھل اتی علی الانسان کی تلاوت کرے۔ پھر امامؑ نے یہ آیت پڑھی: ﴿فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا﴾۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۵۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: منگل کے دن حاجات طلب کر۔ کیونکہ اس دن خداوند عالم نے جناب داؤدؑ کے لیے لوہا نرم کیا تھا۔ (تفسیر قمی)

۶۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن عمران حلبی سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوموار کے دن نہ سفر کر اور نہ ہی اس میں حاجات طلب کر۔

(المحاسن، الفقیہ)

۷۔ جناب شیخ کشی اپنی کتاب (رجال کشی) میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام محمد تقیؑ نے اپنے ایک دوسرے گرامی نامہ میں علی بن مہزیار کے نام لکھا کہ تم نے اتوار کے دن سفر کرنے کا جو عزم ظاہر کیا ہے میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں اس میں خیر و برکت عطا فرمائے۔ (ہو سکے تو) اسے سوموار تک مؤخر کر۔ انشاء اللہ۔ (رجال کشیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: سوموار کے دن سفر کی یہ اجازت جواز یا تقیہ پر محمول ہے (کما تقدم و الظاهر هو الثاني كما لا يخفى)۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۲ از صوم مندوب میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ و ۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

سفر کرنے اور حاجات طلب کرنے کے لیے بدھ کا انتخاب کرنا بالخصوص مہینہ کے آخر میں مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن احمد بن عامر طائی سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیرؑ سے روایت کرتے

ہیں کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا امیر المؤمنینؑ! ہمیں بتائیں کہ ہم جو بدھ کے دن کو منحوس اور بھاری جانتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے اور وہ کون سا دن ہے؟ فرمایا: وہ مہینہ کا آخری بدھ ہے۔ جب "محاق" ہو (چاند نظر نہ آئے)۔ اسی دن قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔ اسی دن جناب ابراہیمؑ کو آتش (نمرود) میں جھونکا گیا تھا۔ اسی دن ان کو منجنیق میں رکھا گیا تھا۔ اسی دن خدائے قہار نے فرعون کو غرق کیا تھا۔ اسی دن خدائے جبار نے جناب لوطؑ کی بستیوں کو الٹا تھا۔ اسی دن خدا نے قوم عاد پر سخت ہوا کو مسلط کیا تھا اور اسی دن وہ کٹے ہوئے غلہ کی طرح ہو گئے تھے۔ اور اسی دن خدا نے نمرود لعین پر مچھر کو مسلط کیا تھا۔ اسی دن فرعون نے جناب موسیٰؑ کو اس لیے طلب کیا تھا کہ ان کو قتل کرے، اسی دن فرعونیوں کے سروں پر چھت گری تھی۔ اسی دن فرعون نے (بنی اسرائیل کے) بچوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اسی دن بیت المقدس خراب ہوا تھا۔ اسی دن فارس کے علاقہ میں مقام اصطخر میں مسجد سلیمان بن داؤدؑ کو جلایا گیا تھا۔ اسی دن جناب یحییٰ بن زکریاؑ کو شہید کیا گیا۔ اسی دن قوم فرعون پر عذاب کا ابتدائی حصہ سایہ فگن ہوا تھا۔ اسی دن خدا نے قارون کو زمین کے اندر دھنسایا تھا۔ اسی دن جناب ایوبؑ کو مال و اولاد کی تلفی میں مبتلا کیا گیا تھا۔ اسی دن جناب یوسفؑ کو زندان میں داخل کیا گیا تھا۔ اسی دن خدا نے فرمایا: ﴿اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ (ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو ہلاک و برباد کر دیا)۔ اور اسی دن صیحۂ سماوی نے ان کو آ دبایا تھا۔ اسی دن (قوم صالحؑ نے) ناقہ کی کونچیں کاٹی تھیں اور اسی دن ان پر سخت سنگباری کی گئی تھی۔ اسی دن حضرت رسول خداؐ کے چہرۂ اقدس پر زخم لگا تھا۔ اور ان کی اگلے چار دانت ٹوٹ گئے تھے اور اسی دن عمالقہ نے تابوت سکینہ کو پکڑا تھا۔ الحدیث۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار، الخصال)

۲۔ دارم بن قبیصہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مہینہ کا آخری بدھ دائمی طور پر منحوس دن ہے۔ (الخصال)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیرؑ کا فرمان ہے کہ بدھ کے دن نورہ لگانے سے اجتناب کیا جائے کیونکہ یہ دائمی طور پر منحوس دن ہے۔ (ایضاً)

۴۔ احمد بن عامر طائی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بدھ کا دن دائمی طور پر منحوس ہے جو شخص اس دن پچھنا لگوائے اس کے بارے میں اندیشہ ہے کہ اس کی سنگیاں حاضر ہو جائیں (مر جائے) اور جو شخص اس دن نورہ لگائے اس کے متعلق پھلبہری کا خطرہ ہے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الصوم میں گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

مختلف حوائج کے لیے ہفتہ کا کون سا دن منتخب کرنا چاہیئے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن احمد بن عامر طائی سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک حدیث کے ضمن میں آپؑ نے ایک شخص کے اس سوال کہ ہفتہ کے مختلف دنوں میں کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا: سنیچر کا دن مکر وفریب[1] کا دن ہے، اتوار درخت لگانے اور مکان بنانے کا دن اور سوموار سفر وطلب کا دن، منگل حرب وضرب اور خون (نکالنے اور پچھنے لگانے) کا دن ہے، بدھ کا دن منحوس ہے اس میں لوگ شگونِ بد لیتے ہیں، خمیس امراء واعیان کے پاس جانے اور طلب حوائج کا دن ہے اور جمعہ رشتہ طلب کرنے اور نکاح کرنے کا دن ہے۔(علل الشرائع، الخصال، عیون الاخبار)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ سوموار کا حکم تقیہ یا جواز پر محمول ہے۔ کما تقدم اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس دن کے سفر وطلب کا دن ہونے کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہ طلب باران اور جہاں طلب باران کی نماز پڑھی جاتی ہے وہاں تک سفر کرنے کا دن ہے۔(الخصال)

۲۔ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سنیچر کا دن ہمارے لیے اور اتوار ہمارے شیعوں کے لیے ہے۔ سوموار بنی امیہ کا دن ہے، منگل ان کے پیروکاروں کا دن ہے۔ بدھ بنی عباس کا دن ہے اور خمیس ان کے تابعداروں کا اور جمعہ سب لوگوں کا (مشترکہ) دن ہے مگر اس میں سفر نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ (جب نماز (جمعہ) ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ۔(فرمایا: سنیچر کے دن)۔ اور خدا کا فضل یعنی مال ومنال طلب کرو)۔(عیون الاخبار)

۳۔ حبیب بجستانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ عبادت کا دن ہے پس تم اس میں خدا کی عبادت کرو، سنیچر کا دن آل محمدؑ کا دن اور اتوار ان کے شیعوں کا دن ہے، سوموار بنی امیہ کا دن ہے اور منگل نرمی کا دن ہے اور بدھ بنی عباس اور ان کی فتح ونصرت کا دن ہے اور خمیس مبارک دن ہے اس کی صبح میں میری امت کے لیے برکت ہے۔(الخصال)

---

[1] جس طرح بنی اسرائیل نے مچھلیوں کا شکار کرنے کے لئے اس دن میں مکر کیا تھا۔(احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع کی حدیثوں میں جو ظاہری اختلاف نظر آتا ہے اس کی وجہ پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ جواز اور کراہت میں دراصل کوئی اختلاف ہوتا ہی نہیں ہے (کیونکہ ہر مکروہ جائز ہوتا ہے اور بعض جائز مکروہ ہوتے ہیں) اسی طرح نہی اور رخصت میں کوئی محوری اختلاف نہیں ہوتا (نہی جس طرح حرمت کے لیے ہوتی ہے اسی طرح کراہت کے لیے بھی ہوتی ہے۔ اس طرح ہر مکروہ کے کرنے کی رخصت ہوتی ہے) اسی طرح ایک ہی دن بعض اعتبارات سے سعد اور بعض کے لحاظ سے نحس بھی ہوسکتا ہے۔ یا ایک ہی دن مہینہ کے اوائل میں سعد اور اواخر میں نحس ہوسکتا ہے۔ نیز اس اختلاف میں بعض حدیثیں تقیہ پر بھی محمول ہوسکتی[1] ہیں۔ واللہ العالم۔

باب ۷

سفر کے لیے خمیس، شب جمعہ یا نمازِ جمعہ کے بعد جمعہ کا دن منتخب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سلیمان سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ خمیس کے دن سفر کرتے تھے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز فرمایا: خمیس کا دن وہ دن ہے جس سے خدا، اس کے فرشتے اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ ابراہیم بن یحییٰ مدینی (مدائنی) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شب جمعہ سفر کے لیے روانہ ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جمعہ کے دن سفر کرنا اور طلب حوائج میں سعی و کوشش کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ سب کچھ نماز (جمعہ) کی وجہ سے ہے (کہ وہ متاثر نہ ہو) اور جہاں تک نماز کے بعد کا تعلق ہے تو یہ سب کچھ نہ صرف جائز ہے بلکہ باعث برکت ہے۔ (الخصال)

۵۔ حضرت امیرؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعمائۃ میں فرمایا: تم میں سے جب کسی شخص کو حاجت طلب کرنا ہو تو خمیس کے دن صبح سویرے اس کی طلب میں نکلے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے: ﴿اللّٰھم بارک لامتی فی بکورھا یوم الخمیس﴾ (یا اللہ! خمیس کے دن اس کی صبح میں میری امت کو برکت

---

[1] قرآن و سنت میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخوں اور دنوں کا سعد و نحس ہونا اس قدر اہم معاملہ نہیں ہے کہ جس کی خاطر کاروبار زندگی اور باہمی معاملات کو معطل کیا جائے۔ ہاں البتہ اگر کوئی شخص فارغ ہو اور اسے کوئی جلدی نہ ہو تو اگر وہ ان امور کا لحاظ رکھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن جو شخص مصروف زندگی گزار رہا ہے اور اس کے پاس اس قدر فراغت نہیں ہے وہ صدقہ دے کر، خدا پر توکل کرکے اور دعا کرکے ایام و ساعات کی نحوست سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ واللہ الموفق۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

دے)۔(اور جب نکلے تو سورۂ آل عمران کی آخری آیات ﴿ان فی خلق السموات و الارض...... تا آخر﴾ اور آیت الکرسی، انا انزلناہ اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر نکلے کہ ان میں دنیا و آخرت کی حاجات کی برآری مضمر ہے۔(الخصال، عیون الاخبار)

۶۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ خمیس کے دن سفر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس دن اعمال بلند کئے جاتے ہیں اور اس دن جھنڈے باندھے جاتے ہیں (جنگی تیاریاں کی جاتی ہیں)۔(عیون الاخبار)

۷۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقیؒ باسناد خود محمد بن ابی الکرام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں عراق روانہ ہونے کے لیے تیار ہوا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے الوداع کہنے کے لیے حاضر ہوا۔ امامؑ نے پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ عرض کیا: عراق! فرمایا: اس دن؟ اور اس دن سوموار تھا! عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ یہ دن مبارک ہے۔ اس میں حضرت رسول خدا ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔ فرمایا: خدا کی قسم لوگ جانتے ہی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس دن پیدا ہوئے؟ (سنو) یہ منحوس دن ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اور وحی ربانی کا سلسلہ بند ہوا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم خمیس کے دن روانہ ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوہ پر جانا چاہتے تو اسی دن تشریف لے جایا کرتے تھے۔(المحاسن)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد حسین بن علوان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو روایت کرتے ہیں: اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیس کے علاوہ سوموار کے دن سفر کرنے کا بھی تذکرہ موجود ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس ظاہری کی وجوہ پر سابقہ باب کے آخر میں تبصرہ کیا جا چکا ہے۔

باب ۸

خدا پر توکل اور بھروسہ کرکے اور شگونِ بد کو نظر انداز کرتے ہوئے اور شگون بد والوں کی مخالفت کرتے ہوئے بدھ وغیرہ (منحوس) دنوں میں سفر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود نضر بن قرواش سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ (اسلام میں) شگونِ بد نہیں ہے۔(الروضہ)

۲۔ عمرو بن حریث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شگونِ بد اسی قدر ہوتا ہے جس قدر تم اسے بناؤ گے۔ اگر اسے معمولی سمجھو گے تو وہ معمولی ہو جائے گا اور اگر اسے سخت سمجھو گے تو وہ سخت ہو جائے گا۔ اور اگر اسے کچھ بھی نہیں سمجھو گے تو وہ ہیچ ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ شگونِ بد کا کفارہ (اگر لیا جائے تو) خدا پر توکل اور بھروسہ کرنا ہے (اور اس کام کا کرنا ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل بغداد نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ بدھ کے دن چکر لگائے بغیر سفر کرنا کیسا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ جو شخص چکر لگائے بغیر شگونِ بد والوں کی مخالفت کرتے ہوئے بدھ کے دن سفر کرے ہر آفت سے اس کی حفاظت کی جائے گی اور ہر نقص وعیب سے اسے عافیت دی جائے گی اور خدا اس کی حاجت برآری کرے گا۔
(الفقیہ، الخصال)

۵۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہ اپنی کتاب تحف العقول میں حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب شگونِ بد کا خیال پیدا ہو تو چلے چلو (اس کی پروانہ کرو) اور جب (ضرر کا) گمان کرو تو پھر حاجت برآری نہ ہوگی۔ (تحف العقول)

باب ۹

جو شخص شگون بد لے اور جس پر نحوست کی کوئی علامت ظاہر ہو تو اسے کیا کہنا چاہیئے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلیمان بن جعفر جعفری حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسافر کے لیے سفر میں پانچ چیزوں سے شگونِ بد لیا جاتا ہے: (۱) وہ کوا جو اس کی دائیں جانب سے کاں کاں کرے۔ (۲) دم اٹھایا ہوا کتا۔ (۳) بھیڑیا جو آدمی کے سامنے اپنی دم پر ٹیک کر بیٹھا ہوا آواز نکالے۔ پھر اوپر ہو اور پھر نیچے ہو تین بار اس طرح کرے۔ (۴) ہرن جو آدمی کی دائیں جانب سے بائیں جانب نکل جائے۔ (۵) الّو بولے، سیاہ سفید بالوں والی عورت شرم گاہ دکھائے۔ اور دم کٹی گدھی (سامنے آئے) پس جو شخص ان چیزوں کی وجہ سے اپنے دل میں کچھ خوف وہراس محسوس کرے تو وہ یہ دعا پڑھے: ﴿اِعْتَصَمْتُ بِکَ یَا رَبِّ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ فَاعْصِمْنِیْ مِنْ ذٰلِکَ﴾ فرمایا: پس اس کی اس سے حفاظت کی جائے گی۔
(الفقیہ، الخصال، المحاسن، الروضہ)

باب ۱۰

رات کے آخری حصہ میں یا صبح یا شام کے وقت چلنا مستحب ہے مگر رات کے ابتدائی حصہ میں مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج اور حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص رات کے آخری حصہ میں سفر کرے اس کے لیے زمین لپیٹ دی جاتی ہے (جلدی مسافت طئے ہو جاتی ہے)۔ (الفقیہ، الروضہ، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ دو ٹھنڈوں (صبح و شام) میں سفر کرو۔ میں نے عرض کیا: ہمیں (ان اوقات میں) زہریلے کیڑوں مکوڑوں کا اندیشہ ہوتا ہے تو؟ فرمایا: اگر ان میں سے تمہیں کچھ تکلیف پہنچ بھی جائے تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے جبکہ تمہاری سلامتی کی ضمانت دی گئی ہے۔ (الروضہ)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ تم پر رات میں سفر کرنا لازم ہے کیونکہ رات کے وقت زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ (الروضہ، الفقیہ، المحاسن)

۴۔ جناب برقی باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیرؑ جب سفر کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو (صبح) اندھیرے میں شروع کرتے تھے۔ (المحاسن)

۵۔ حمران بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے رات کے وقت زمین لپیٹی جاتی ہے؟ وہ کس طرح لپیٹی جاتی ہے؟ فرمایا: اس طرح۔ پھر اپنے کپڑے کو دھرا کیا۔ (ایضاً)

۶۔ یعقوب بن سالم مرفوعاً حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ تم (سفر کرتے ہوئے رات کے وقت) جب کسی بڑے یا چھوٹے خیمہ میں داخل ہو۔ تو پھر اس سے باہر نہ نکلو کیونکہ تم غفلت اور دھوکہ میں ہو (تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے)۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت امیرؑ سے مروی ہے فرمایا: ایک بار سو جانے کے بعد باہر نکلنے سے بچو کیونکہ اس دوران خدا کے کچھ گردش کرنے والے (درندے وغیرہ) ہوتے ہیں جو وہ کچھ کرتے ہیں جس کا ان کو (منجانب اللہ) حکم دیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود شاہزادہ عبدالعظیم حسنی سے اور وہ امام محمد تقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے یمن بھیجا تو مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: (یاعلی!) جو شخص استخارہ (خدا سے طلب خیر کرتا ہے) وہ حیران و پریشان نہیں ہوتا۔ اور جو مشورہ کرتا ہے وہ نادم و پشیمان نہیں ہوتا۔ یاعلیؑ! (صبح) کالے منہ اندھیرے میں سفر کرو۔ کیونکہ زمین رات میں لپیٹی جاتی ہے جو دن کے وقت نہیں لپیٹی جاتی۔ یاعلیؑ! صبح سویرے خدا کا نام لے کر سفر پر نکلو کیونکہ خدا نے میری امت کو سویرے میں برکت دی ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: بیٹا! جب لوگوں کے ساتھ سفر کرو تو اپنے معاملہ میں ان سے بکثرت مشورہ کرو۔ یہاں تک کہ فرمایا: اور رات کے ابتدائی حصہ میں سفر نہ کرو۔ ہاں البتہ اس کے آخری حصہ میں کرو۔ (الفقیہ)

اس روایت کو حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی روایت کیا ہے مگر اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی ہے کہ رات کے اوائل میں سفر کرنے سے اجتناب کرو۔ تم پر لازم ہے کہ صبح سویرے اندھیرے میں یعنی آدھی رات سے لے کر آخر تک سفر کرو۔ (الفروع)

۱۰۔ جناب سید رضیؒ نہج البلاغہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے معقل بن قیس ریاحی کو جب تین ہزار کا لشکر دے کر شام بھیجا تو ان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: چلنے میں آرام وسکون سے کام لو اور رات کے اوائل میں سفر نہ کرو کیونکہ خدا نے اسے آرام وسکون کے لیے بنایا ہے۔ لہٰذا اس وقت قیام کرو۔ کوچ نہ کرو۔ اس میں اپنے جسم و جان کو آرام پہنچاؤ۔ ہاں جب صبح کاذب یا صادق نمودار ہونے لگے تو خدا کی برکت کے بھروسہ پر سفر شروع کرو۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۵۱ و ۵۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

قمر در عقرب میں سفر کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حمران اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس حالت میں سفر کرے یا شادی کرے جبکہ قمر برج عقرب میں ہو تو وہ کوئی خیر و خوبی نہیں دیکھے گا۔ (الفقیہ، الروضہ، المحاسن)

باب ۱۲

کسی چیز (زمین یا پالان وغیرہ) کو پکڑے بغیر سواری سے گرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بار برداری کے کسی جانور پر سوار ہو اور پھر گر کر مر جائے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (الفقیہ، التہذیب، معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لوگ بار برداری کے جانوروں پر سوار ہوتے تھے اور جب اترنا چاہتے تو کسی چیز (پالان یا زین وغیرہ) کو پکڑے اور اس کا سہارا لئے بغیر چھلانگ لگا دیتے جس سے ان کو روکا گیا۔ تا کہ مر نہ جائیں ورنہ خودکشی کے مرتکب ہو کر جہنم کے مستوجب قرار پائیں گے۔ فرماتے ہیں: یہ ہے اس حدیث کا صحیح مفہوم ورنہ سوار ہونا ممنوع نہیں ہے۔ کیونکہ لوگ حضرت رسول خداؐ اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے دور میں اسی طرح سوار ہوتے تھے اور ان پر کوئی نکیر نہیں کی جاتی تھی۔

باب ۱۳

جو شخص سفر پر جاتا ہے اس کے لیے وصیت کرنا، غسل اور دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض رجال کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سواری پر سوار ہو اسے چاہیئے کہ وصیت کرے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

شیخینؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سوار ہونا ممنوع ہے بلکہ صرف وصیت کرنے کی ترغیب ہے کیونکہ نقصان کا اندیشہ تو ہوتا ہی ہے۔

۲۔ جناب سید بن طاؤسؒ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ جب کوئی انسان سفر کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ (پہلے) غسل کرے اور غسل کرتے وقت یہ پڑھے: ﴿بسم اللہ و باللہ ولا حول ولا قوۃ الا

باللہ..... تا آخر دعا[1] ﴾۔(امان الاخطار)

۳و۴۔ نیز جناب سید ابن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ جب تم غسل خانہ میں داخل ہو تو اس غسل کی (دل میں) نیت کرو کہ میں غسل توبہ، غسل حاجت، غسل زیارت، غسل استخارہ، غسل نماز، غسل دعا کرتا ہوں اور اگر جمعہ کا دن ہو تو پھر غسل جمعہ کی بھی نیت کرو۔ اور اگر کوئی واجبی غسل ہو تو اس کی بھی نیت کرو اور جب یہ تمام نیتیں مکمل ہو جائیں تو پھر صرف ایک غسل کافی ہے جیسا کہ میں نے بعض روایات میں دیکھا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (ج ۱ باب ۴۳ از جنابت میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بعض غسلوں کے دوسرے بعض میں داخل ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۴

علم نجوم پر عمل کرنا اور اس کا پڑھنا حرام ہے سوائے اتنی مقدار کے جس سے خشکی یا تری میں رہنمائی حاصل کی جائے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالملک بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس علم (نجوم) میں مبتلا ہو گیا ہوں لہٰذا جب چاہتا ہوں کہ کوئی کام کروں تو طالع کی طرف نگاہ کرتا ہوں اور جب دیکھتا ہوں کہ وہ نحس ہے تو بیٹھ جاتا ہوں اور اس کام کے لیے نہیں جاتا اور جب دیکھتا ہوں کہ طالع سعد ہے تو پھر جاتا ہوں تو؟ فرمایا: آیا تو اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: اپنی (علم نجوم کی) کتابیں جلا دے۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ نجومی، قیافہ شناس اور چور کے قول پر اعتبار نہ کر۔ اور فرماتے تھے کہ میں فاسق کی گواہی کو قبول نہیں کرتا۔ سوائے اس شہادت کے جو خود اس کے خلاف ہو۔ (ایضاً)

۳۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے

---

[1] اس دعا کا تتمہ یہ ہے: ﴿و علی ملة رسول اللہ و الصادقین عن اللہ صلوات اللہ علیهم اجمعین اللّٰهم طهر قلبی و اشرح به صدری و نور به قلبی اللّٰهم اجعله لی نوراً و طهوراً و حرزاً و شفاءً من کل داءٍ و آفة و عاهةٍ و سوء و مما اخاف و احذر، و طهر قلبی و جوارحی و عظامی و دمی و شعری و بشری و مخی و عصبی وما اقلت الارض منی، اللّٰهم اجعله لی شاهداً یوم حاجتی و فقری و فاقتی الیک یا رب العالمین انک علی کل شیٍ قدیر﴾

حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ حدیث مناہی میں آپؐ نے عراف کے پاس جانے سے ممانعت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص اس کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو وہ ہر اس چیز سے بری و بیزار ہے جو خدا نے حضرت رسول خداؐ پر نازل کی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن عوف بن احمر بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امیرؑ نے (جنگ) نہروان کی طرف سفر کرنا چاہا تو ایک منجم آپؑ کے پاس آیا اور عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! اس ساعت میں سفر نہ کرو۔ ہاں جب دن کی تین ساعتیں گزر جائیں تو پھر سفر پر روانہ ہوں! حضرت امیرؑ نے فرمایا: کیوں؟ عرض کیا کہ اگر آپؑ اس ساعت میں روانہ ہوں گے تو آپؑ کو اور آپؑ کے اصحاب کو سخت اذیت اور شدید ضرر و زیاں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور اگر اس ساعت میں سفر کیا جو میں نے عرض کیا ہے تو آپ کو فتح و ظفر حاصل ہوگی اور پھر جو کچھ چاہتے ہیں وہ کچھ پائیں گے۔ فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ اس جانور کے پیٹ میں کیا ہے نر ہے یا مادہ؟ عرض کیا: اگر حساب کروں تو جان سکتا ہوں! فرمایا: جو شخص اس بات میں تیری تصدیق کرے گا وہ قرآن کی تکذیب کرے گا کیونکہ (خدا فرماتا ہے) ﴿اِنَّ اللّٰـہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مبِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾ (قیامت کا علم خدا کے پاس ہے جو بارش برساتا ہے اور وہ کچھ جانتا ہے جو رحموں میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ ہی کوئی نفس یہ جانتا ہے کہ وہ کس زمین پر مرے گا۔ خدا ہی علیم و خبیر ہے)۔ جس چیز کا تو نے دعویٰ کیا ہے اس کا دعویٰ تو حضرت رسول خداؐ بھی نہیں کرتے تھے۔ تو گمان کرتا ہے کہ تو وہ ساعت جانتا ہے کہ جو اس میں سفر کرے اس سے برائی دور کی جاتی ہے اور اس ساعت کو بھی جانتا ہے کہ جو اس میں سفر کرے اسے ضرر و زیاں پہنچتا ہے؟ جو شخص تیری اس بات میں تیری تصدیق کرتا ہے وہ تو اس معاملہ میں خدا کی مدد و نصرت سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے اور وہ دفع ضرر میں خدا سے بڑھ کر تیرا محتاج ہے۔ اور اسے چاہیئے خدا کی بجائے تیرا شکریہ ادا کرے پس جو شخص تیری اس بات پر ایمان لاتا ہے وہ تجھے خدا کا مد مقابل (خدا) جانتا ہے۔ پھر فرمایا: یا اللہ! تیرے شگون کے سوا کوئی شگون نہیں ہے اور تیرے ضرر کے سوا کوئی ضرر نہیں ہے اور تیری خیر کے سوا کوئی خیر نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ پھر منجم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہم تیری تکذیب کرتے ہیں اور اس ساعت میں روانہ ہوتے ہیں جس سے تو نے منع کیا ہے (چنانچہ اسی ساعت میں تشریف لے گئے اور مظفر و منصور ہوئے)۔ (امالی)

۵۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں آیت کریمہ ﴿وَ اِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: جہاں تک ان کلمات کا تعلق

ہے تو ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں اور بعض یہ تھے کہ خالق کائنات قدیم ہے، واحد ہے اور مخلوق سے مشابہت سے منزہ ہے۔ یہاں تک کہ جناب خلیل خدا علیہ السلام نے ستاروں، سورج اور چاند پر نگاہ ڈالی تو ان کے (طلوع و) غروب سے ان کے حادث ہونے پر اور ان کے حدوث سے ان کے مُحدث (پیدا کرنے والے) پر استدلال کیا۔ اور خدا نے ان کو بتایا کہ نجوم کے مطابق حکم کرنا خطا اور غلط ہے۔ (معانی الاخبار)

۶۔ ابو خالد کابلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ (مختلف قسم کے گناہوں کی وضاحت کرتے ہوئے) فرما رہے تھے کہ وہ گناہ جو نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں وہ لوگوں پر ظلم و زیادتی ہے اور وہ گناہ جو ہوا کو تاریک بناتے ہیں وہ جادو، کہانت، علم نجوم پر ایمان اور قضا و قدر کی تکذیب اور والدین کی نافرمانی ہے۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۷۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود یعقوب بن شعیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس آیت مبارکہ ﴿وَ مَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ مگر اس حالت میں کہ وہ مشرک ہوتے ہیں) فرمایا: وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ فلاں نوء بارش برساتی ہے اور فلاں نوء نہیں برساتی۔ اس کے علاوہ وہ لوگ نجومیوں کے پاس جاتے تھے اور وہ جو کچھ کہتے تھے یہ ان کی تصدیق کرتے تھے (جسے خدا نے شرک قرار دیا ہے)۔ (تفسیر عیاشی)

۸۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے جب خوارج سے جنگ کرنے کے ارادہ سے سفر کرنے کا ارادہ کیا تو آپؑ کے بعض اصحاب نے (جو علم نجوم میں درک رکھتے تھے) عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! اگر آپؑ نے اس ساعت میں سفر کیا تو آپؑ اپنی مراد نہیں پا سکیں گے الخ......! (تا آخر روایت نمبر ۴ ہاں اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے) فرمایا: ایہا الناس! خبردار علم نجوم حاصل نہ کرنا۔ سوائے اس مقدار کے کہ جس سے خشکی اور تری میں راہنمائی حاصل کر سکو! کیونکہ یہ کہانت[1] کی طرف دعوت دیتا ہے۔ جو کاہن ہے وہ بمنزلہ ساحر (جادوگر) کے ہے اور ساحر بمنزلۂ کافر کے ہے اور کافر جہنم میں جائے گا (نتیجہ یہ کہ نجومی جہنم میں جائے گا) چلو خدا کا نام لے کر۔ (نہج البلاغہ)

۹۔ جناب سید ابن طاؤسؒ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ کے رسالہ تعبیر الرؤیا سے اور وہ باسناد خود محمد بن بسام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک جماعت کہتی ہے کہ نجوم خواب سے زیادہ صحیح ہے! فرمایا: یہ بات اس وقت تک درست تھی جب تک جناب یوشع بن نون علیہ السلام (وصی موسیٰؑ) اور حضرت

---

[1] غیب کی باتیں بتانا۔ (المنجد)

امیر علیہ السلام کے لیے سورج نہیں لوٹایا گیا تھا۔ پس جب خدا نے ان دو بزرگوں کے لیے سورج کو لوٹایا تو اس میں نجومیوں کا علم گم ہو گیا۔ اب کچھ درستکار ہیں اور کچھ خطا کار۔ (فرج الہموم)

۱۰۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب الخلاف میں، جناب شہید اولؒ نے کتاب الذکریٰ میں، جناب علامہ حلیؒ نے کتاب التذکرہ میں اور جناب محقق حلیؒ نے کتاب معتبر میں باسناد خود زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بمقام حدیبیہ ہمیں صبح کی نماز اس وقت پڑھائی جب رات کا کچھ حصہ (اندھیرا) باقی تھا۔ جب لوگ سلام پھیر چکے تو فرمایا: ایہا الناس! جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں! فرمایا: تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ میرے کچھ ایسے بندے ہیں جو مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور ستاروں کے کافر ہیں اور کچھ وہ ہیں جو ستاروں پر ایمان رکھتے ہیں اور میرے کافر ہیں! پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے بارش برسی ہے وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور ستاروں کا کافر (منکر ہے) اور جو یہ کہتا ہے کہ فلاں نوء کی وجہ سے بارش برسی ہے وہ میرا کافر ہے اور ستاروں کا مؤمن ہے۔ جناب شہید اولؒ فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب آدمی یہ اعتقاد رکھے کہ ستارے ان چیزوں میں مؤثر ہیں۔ اور نوء سے مراد یہ ہے کہ مغرب میں کوئی ستارہ غروب ہو اور اس کے بالمقابل اسی وقت مشرق میں کوئی ستارہ طلوع ہو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ نماز استسقاء اور باب ۱۵ از ماہ صیام میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۵ المکاسب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

صدقہ سے سفر کا آغاز کرنا مستحب ہے اور اس کے بعد مکروہ اوقات میں بھی سفر کرنا جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ رکاب میں (یا کار وغیرہ میں) پاؤں رکھتے وقت دیا جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقہ دے دو۔ پھر جس دن چاہو سفر کے لیے روانہ ہو۔ (الفروع، الفقیہ، المحاسن، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا مکروہ دنوں میں جیسے بدھ میں سفر کرنا مکروہ ہے؟ فرمایا: اپنے سفر کا

آغاز صدقہ سے کر پھر جب جی چاہے سفر کر۔ اور آیۃ الکرسی پڑھ کر جب جی چاہے پچھنا لگوا۔
(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۳۔ ابن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں علم نجوم پر نظر رکھتا تھا اور اسے جانتا بھی تھا اور طالع کو بھی جانتا تھا اور اس کی وجہ سے دل میں بعض اوقات شکوک وشبہات پیدا ہوتے تھے تو میں نے اس چیز کی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی؟ فرمایا: جب اس قسم کا کوئی وسوسہ پیدا ہو تو جو پہلا مسکین نظر آئے اسے صدقہ دے دو خدا اس کی برکت سے نحوست دور کر دے گا۔ (الفقیہ، المحاسن)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا دستور تھا کہ وہ جب اپنے بعض املاک کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو حسب توفیق صدقہ دے کر خدا سے سفر کی سلامتی خرید لیتے تھے اور یہ صدقہ اس وقت دیتے تھے جب پاؤں رکاب میں رکھتے تھے۔ اور جب سفر سے بخیر و عافیت واپس لوٹتے تھے تو خدا عزوجل کی حمد وثنا اور اس کا شکر کرتے تھے۔ اور حسب توفیق پھر صدقہ دیتے تھے۔ (ایضاً)

۵۔ کردین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص صبح صدقہ دے خدا اس سے اس دن کی نحوست دور کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن سلیمان سے اور وہ امامین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجدؑ جب مہینے کے آخری بدھ (جو بہت منحوس ہے)۔ یا محاق وغیرہ دنوں میں جنہیں لوگ مکروہ جانتے ہیں سفر کرنا چاہتے تو صدقہ دے دیتے تھے پھر سفر پر روانہ ہو جاتے تھے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۲ از صدقہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۶

سفر میں تلخ بادام کی چھڑی ہمراہ رکھنا مستحب ہے اور اس وقت کن دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس حالت میں سفر پر روانہ ہو کہ اس کے پاس تلخ بادام کی چھڑی ہو اور اس آیت مبارکہ کی تلاوت کرے: ﴿فَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ تا قولہ تعالیٰ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ﴾ تو خداوند عالم اسے اس کے واپس لوٹنے تک ہر ضرر رساں درندوں اور ہر بڑے چور سے اور ہر ڈنگ مارنے والی چیز سے محفوظ رکھے گا۔ اور اس

کے ہمراہ ستتر (۷۷) محافظ فرشتے ہوں گے جو اس کے لیے استغفار کریں گے یہاں تک کہ واپس لوٹ آئے اور چھڑی کو رکھ دے۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال)

۲۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ (سفر میں) اس کے لیے زمین لپیٹی جائے تو اسے چاہیئے کہ تلخ بادام کی چھڑی اپنے پاس رکھے۔ (ایضاً)

۳۔ ایک اور روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان کے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: اس میں یہ اضافہ بھی موجود ہے کہ (یہ چھڑی) فقر و فاقہ کو دور کرتی ہے اور جس کے پاس یہ چھڑی ہو شیطان اس کے قریب نہیں بھٹکتا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، فرمایا: ایک بار حضرت آدم علیہ السلام سخت بیمار ہوئے اور انہیں وحشت محسوس ہوئی۔ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے اس کی شکایت کی۔ تو انہوں نے ان سے کہا کہ تلخ بادام کی شاخ کاٹ کر سینہ سے لگاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ تو خدا نے ان کی وحشت دور کر دی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۷ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

سفر و حضر اور صغر و کبر سنی میں چھڑی کا ہاتھ میں رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھڑی کا ہاتھ میں رکھنا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے اور شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاتھ میں چھڑی پکڑ رکھو کہ یہ بھائی انبیاء کے سنن میں سے ہے اور بنی اسرائیل کے سب چھوٹے بڑے عصا کا سہارا لے کر چلتے تھے تاکہ وہ چلنے میں تکبر و بڑائی کا مظاہرہ نہ کریں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۸

جب سفر کا ارادہ ہو اس وقت دو رکعت نماز پڑھنا اور اہل و عیال کو جمع کر کے منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء

طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرے تو وہ جو کچھ اپنے اہل و عیال کے پاس چھوڑ جاتا ہے ان سب سے جو چیز بہتر ہے وہ دو رکعت نماز ہے۔ اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَ نَفْسِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مَالِیْ وَ ذُرِّیَتِیْ وَ دُنْیَایَ وَ آخِرَتِیْ وَ اَمَانَتِیْ وَ خَاتِمَۃَ عَمَلِیْ﴾ فرمایا: جو شخص یہ پڑھے گا اسے خداوند عالم وہ سب کچھ عطا فرمائے گا جو مانگے گا۔ (الفروع، الفقیہ، المحاسن)

۲۔ برید بن معاویہ عجلی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام جب سفر کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنے تمام اہل و عیال کو ایک کمرے میں جمع فرماتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اللّٰھم انی استودعک الغداۃ نفسی و مالی و اھلی و ولدی الشاھد منا و الغائب، اللّٰھم احفظنا و احفظ علینا، اللّٰھم اجعلنا فی جوارک اللّٰھم لا تسلبنا نعمتک و لا تغیّر ما بنا من عافیتک و فضلک﴾۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ جناب سید بن طاؤسؒ اپنی کتاب امان الاخطار میں فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب التراحم میں حضرت رسول خدا ﷺ کی یہ روایت درج کی ہے کہ فرمایا: جب کوئی آدمی سفر کے لیے اپنے کپڑے لپیٹے (تیاری کرے) تو اس کے اہل و عیال میں اس سے بہتر کوئی جانشین نہیں ہے کہ اپنے گھر میں چار رکعت نماز (بدو سلام) اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد ایک بار اس کے بعد یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِھِنَّ فَاجْعَلْھُنَّ خَلِیْفَتِیْ فِیْ اَھْلِیْ وَ مَالِیْ﴾۔ (امان الاخطار)

باب ۱۹

مستحب ہے کہ سفر کرنے والا اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑا ہو کر پہلے سورۂ الحمد اپنے آگے اور دائیں بائیں پڑھے بعد ازاں اسی طرح آیۃ الکرسی پڑھے اس کے بعد معوذتین اور سورۂ قل ھو اللہ احد اسی طرح (تین تین) بار پڑھے اور سب کے آخر میں منقولہ دعائیں پڑھے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صباح الحذاء سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص سفر کرنے کا ارادہ کرتے وقت اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑا ہو کر اور جدھر جانا ہے اُدھر کا رخ کر کے اپنے آگے اور دائیں بائیں سورۂ الحمد پڑھے اور اسی طرح معوذتین (تین بار) اور سورۂ قل ھو اللہ احد اور بعد ازاں اسی طرح تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ وَ احْفَظْ مَا مَعِیْ، وَ سَلِّمْنِیْ وَ سَلِّمْ مَا مَعِیْ، وَ بَلِّغْنِیْ وَ بَلِّغْ مَا مَعِیْ بِبَلَاغِکَ الْحَسَنِ الْجَمِیْلِ﴾ تو یقیناً

خدا اس کی اور جو اس کے ساتھ ہے اس کی حفاظت کرے گا۔ اور اسے اور اس کے ساتھ والے کو (منزل مقصود تک) پہنچائے گا۔ اور اسے اور اس کے ہمراہی کو سلامت رکھے گا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ (بعض اوقات) آدمی خود تو محفوظ رہتا ہے مگر جو اس کے ساتھ ہے وہ محفوظ نہیں رہتا۔ آدمی خود تو سلامت رہتا ہے مگر جو اس کے ہمراہ ہے وہ سلامت نہیں رہتا۔ اور خود تو (منزل مقصود تک) پہنچ جاتا ہے مگر جو اس کے ساتھ ہے وہ نہیں پہنچ پاتا۔

(الاصول، المحاسن، الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے صرف الحمد اور آیۃ الکرسی پر اکتفا کیا ہے اور جناب کلینی علیہ الرحمہ نے اسے تین مقامات پر درج کیا ہے اور ایک جگہ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی طرح صرف الحمد اور آیۃ الکرسی پر اکتفا کیا ہے۔

۲۔ ابوحمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص (سفر کے ارادہ سے) اپنے مکان سے نکلنے کا ارادہ کرے تو تین بار کہے: ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ اور تین بار کہے: ﴿بِاللّٰهِ اَخْرُجُ وَ بِاللّٰهِ اَدْخُلُ وَ عَلَى اللّٰهِ اَتَوَكَّلُ﴾ اس کے بعد ایک بار یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ فِيْ وَجْهِيْ هٰذَا بِخَيْرٍ وَ اخْتِمْ لِيْ بِخَيْرٍ وَقِنِيْ شَرَّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ﴾ تو وہ ہمیشہ خدا کی امان میں وضمان میں رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ اسے (صحیح وسلامت) واپس اسی مکان کی طرف لوٹائے گا جہاں سے روانہ ہوا تھا۔ (الاصول)

۳۔ ابوحمزہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب کوئی بندہ (سفر کے ارادہ سے) اپنے گھر سے نکلتا ہے تو شیطان اس کے درپے ہوتا ہے۔ پس جب بندہ کہے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ تو (آدمی کے) دونوں فرشتے اس سے کہتے ہیں: بس (شیطان سے) تیری کفایت کردی گئی ہے اور جب کہتا ہے: ﴿آمَنْتُ بِاللّٰهِ﴾ تو فرشتے کہتے ہیں: تو ہدایت پا گیا۔ اور جب کہتا ہے: ﴿تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ﴾ تو فرشتے کہتے ہیں: تو بچ گیا۔ پس اس وقت شیاطین ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ اور آپس میں کہتے ہیں کہ اب ہم اس شخص کا کیا بگاڑ سکتے ہیں جو ہدایت پا گیا، جس کی کفایت کر دی گئی اور جو محفوظ ہو گیا۔ پھر فرمایا: اے ابوحمزہ اگر تم لوگوں کو ترک کرو گے تو وہ تمہیں ترک نہیں کریں گے اور اگر تم انہیں چھوڑو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ میں نے عرض کیا تو پھر میں کیا کروں؟ فرمایا: اپنے فقر و فاقہ کے دن (قیامت) کے لیے ان کو اپنے مال و متاع سے کچھ (صدقہ) دو۔ (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (سفر کے لیے) گھر سے نکلو تو

کہو: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا خَرَجْتُ لَهٗ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا خَرَجْتُ لَهٗ اَللّٰهُمَّ اَوْسِعْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِکَ وَ اَنْعِمْ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ وَ اسْتَعْمِلْنِیْ فِیْ طَاعَتِکَ وَ اجْعَلْ رَغْبَتِیْ فِیْمَا عِنْدَکَ وَ تَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِکَ وَ مِلَّةِ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ﴾۔ (الاصول، المحاسن)

۵۔ نیز معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حج وعمرہ کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلو انشاء اللہ۔ تو یہ دعا فرج پڑھو: ﴿لا اله الا اللّٰه الحلیم الکریم، لا اله الا اللّٰه العلی العظیم سبحان اللّٰه رب السمٰوات السبع و رب الارضین السبع و رب العرش العظیم و الحمد لله رب العالمین﴾۔ پھر کہو: ﴿اللّٰهم کن لی جاراً من کل جبار عنید، و من کل شیطان رجیم (مرید)﴾ پھر کہو: ﴿بسم اللّٰه دخلت و بسم اللّٰه خرجت و فی سبیل اللّٰه، اللّٰهم انی اقدم بین یدی نسیانی و عجلتی، بسم اللّٰه ماشاء اللّٰه فی سفری هذا ذکرته او نسیته، اللّٰهم انت المستعان علی الامور کلها و انت الصاحب فی السفر و الخلیفة فی الاهل، اللهم هون علینا سفرنا، و اطولنا الارض، و سیرنا فیها بطاعتک و طاعة رسول، اللّٰهم اصلح لنا ظهرنا، و بارک لنا فیما رزقتنا، وقنا عذاب النّار، اللّٰهم انی اعوذ بک من وعثاء السفر، و کابة المنقلب، و سوء المنظر فی الاهل و المال و الولد، اللّٰهم انت عضدی و ناصری، بک احل و بک اسیر اللّٰهم انی اسالک فی سفری هذا السرور و العمل لما یرضیک عنی، اللّٰهم اقطع عنی بعده و مشقته، و اصحبنی فیه و اخلفنی فی اهلی بخیر، ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم، اللّٰهم انی عبدک و هذا حملانک، و الوجه وجهک، و السفر الیک، وقد اطلعت علی مالم یطلع علیه احد غیرک، فاجعل سفری هذا کفارة لما قبله من ذنوبی، و کن عونالی علیه و اکفنی و عثه و مشقته، و لقنی من القول و العمل رضاک، فانما انا عبدک و بک و لک (الحدیث)﴾۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ علی بن اسباط سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر وحضر کے لیے جب بھی گھر سے نکلنے لگو تو یہ کہو: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ آمَنْتُ بِاللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ جب شیطان اس سے آمنا سامنا کرنا چاہتے ہیں تو فرشتے ان کے منہوں پہ مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب تم اس پر کس طرح قابو پا سکتے ہو جبکہ اس نے خدا کا نام لے لیا ہے، اس پر ایمان

ظاہر کیا ہے اور اس پر توکل و اعتماد کیا ہے! اور کہا ہے: ﴿ماشاء اللّٰہ لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ﴾۔

(الفقیہ، المحاسن)

۷۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سفر پر روانہ ہوتے وقت اپنے گھر کے دروازہ پر یہ دعا پڑھے: ﴿اعوذ باللّٰہ مما (بما) عاذت منہ ملائکۃ اللّٰہ، من شر ھذا الیوم و من شر الشیاطین، و من شر من نصب لاولیاء اللّٰہ، ومن شر الجن و الانس، و من شر السباع و الھوام، و شرر کوب المحارم کلّھا، اجیر نفسی باللّٰہ من کل شر﴾ تو خدا اسے بخش دے گا، اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور ہم وغم سے اس کی کفایت کرے گا اور ہر برائی سے اسے روکے گا اور شر سے اسے بچائے گا۔ (الفقیہ، الاصول، المحاسن)

۸۔ جناب شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب سفر پر روانہ ہونے کا ارادہ فرماتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اَللّٰھُمَّ خَلِّ سَبِیْلَنَا، وَ اَحْسِنْ تَسْیِیْرَنَا، وَ اَعْظِمْ عَافِیَتَنَا﴾۔ (الفقیہ، المحاسن)

۹۔ برقیؒ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے گھر سے باہر نکلتے تھے تو یہ پڑھتے تھے: ﴿بِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْتُ وَ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْتُ وَ عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ﴾۔ (المحاسن)

محمد بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام بھی گھر سے نکلتے وقت یہی دعا پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

۱۰۔ محمد بن سنان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) جب اپنے گھر سے نکلتے تھے تو یہ پڑھتے تھے: ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ خَرَجْتُ بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ، بِلاَ حَوْلٍ مِنِّیْ وَ قُوَّۃٍ، بَلْ بِحَوْلِکَ وَ قُوَّتِکَ یَا رَبِّ، مُتَعَرِّضًا لِرِزْقِکَ فَأْتِنِیْ بِہٖ فِیْ عَافِیَۃٍ﴾۔ (الاصول، المحاسن)

۱۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص گھر سے نکلتے وقت کہتا ہے: ﴿بسم اللّٰہ﴾ تو فرشتے اس سے کہتے ہیں تو سلامت ہوگیا، اور جب کہتا ہے: ﴿لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ﴾ تو فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ تیری کفایت کردی گئی ہے اور جب کہتا ہے: ﴿توکلت علی اللّٰہ﴾ تو فرشتے اس سے کہتے ہیں تو بچایا گیا ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے احکام مساکن (باب ۱۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

مؤمن کے لیے مستحب ہے کہ سوار ہوتے وقت بسم اللہ اور منقولہ دعا پڑھے اور سواریوں کی نعمت خداوندی کو یاد کرے اور رکابوں کا سہارا لے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھو تو پڑھو: ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ و اللہ اکبر﴾ اور جب برابر ہو کر بیٹھ جاؤ تو یہ پڑھو: ﴿الحمد للہ الذی ھدانا للاسلام، و علّمنا القرآن، و من علینا بمحمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، سبحان اللّٰہ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، اللّٰھم انت الحامل علی الظھر و المستعان علی الامر، اللّٰھم بلّغنا بلاغاً یبلغ الی خیر بلاغاً یبلغ الی رضوانک و مغفرتک، اللّٰھم لا طیر الا طیرک، ولا خیر الا خیرک، ولا حافظ غیرک﴾۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابراہیم بن عبدالحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا ہے کہ جب آدمی سواری پر سوار ہوتے وقت ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ پڑھے تو اس کے پیچھے ایک فرشتہ بیٹھ جاتا ہے جو اس کے اترنے تک اس کی حفاظت کرتا ہے اور اگر سوار ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کے پیچھے شیطان بیٹھ جاتا ہے جو اس سے کہتا ہے: گانا گا۔ پس اگر وہ شخص کہے کہ میں تو نہیں گا سکتا۔ تو پھر شیطان اس سے کہتا ہے کہ کم از کم اس کی تمنا تو کر۔ (کہ اے کاش میں گا سکتا)۔ چنانچہ وہ اترنے تک یہ خواہش کرتا رہتا ہے۔ فرمایا: اور جو شخص سوار ہوتے وقت یہ پڑھے: ﴿بِسْمِ اللّٰہِ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا. وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ الآیۃ. سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ﴾ تو اس کے اترنے تک اس کی ذات اور اس کی سواری محفوظ رہتی ہے۔

(الفروع، ثواب الاعمال، المحاسن، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر علیہ السلام سواری پر سوار ہونا چاہتے تھے کہ میں نے رکاب کو تھام کر ان کو سوار کرانا چاہا۔ آپ علیہ السلام نے ایک بار سر بلند کیا اور پھر مسکرائے۔ اصبغ نے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ! میں نے دیکھا ہے کہ آپؑ نے سر بلند کیا ہے اور پھر

مسکرائے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ اصبغ! ایک بار میں نے حضرت رسول خدا ﷺ کی اسی طرح رکاب تھامی تھی جس طرح تو نے میری رکاب تھامی ہے اور آپ سر بلند کر کے مسکرائے تھے تو میں نے ان سے اسی طرح سوال کیا تھا جس طرح تو نے مجھ سے کیا ہے! تو میں ابھی تجھے بتاؤں جو کچھ آپ نے مجھے بتایا تھا۔ چنانچہ میں نے ایک بار شہباء (کمیت گھوڑے) کی رکاب تھامی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر بلند کیا اور تبسم فرمایا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ نے سر بلند کیا اور تبسم فرمایا ہے؟ (کیا وجہ ہے؟) فرمایا: یا علیؑ! جو شخص سواری پر سوار ہو اور خدا کے اس انعام واکرام کو یاد کرے جو اس نے اس پر کیا ہے اور آیت سخرہ (**سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا......الآیۃ**) پڑھے۔ اور اس کے بعد پڑھے: ﴿**استغفر اللّٰه الذی لا اله الا هو الحی القیوم و اتوب الیه اللّٰهم اغفرلی ذنوبی انه لا یغفر الذنوب الا انت**﴾ تو سید کریم (خدائے رحیم) فرماتا ہے: او میرے فرشتو! میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کرتا اس لیے تم گواہ رہنا کہ میں نے اس کے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں اسی روایت کو نقل کیا ہے مگر (آیت سخرہ کی بجائے) آیت الکرسی پڑھ کر استغفار پڑھنے کا تذکرہ کیا ہے۔ نیز اس روایت کو جناب برقیؒ نے کتاب المحاسن میں، اور جناب مفسر قمیؒ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے مگر اس روایت میں آیت الکرسی پڑھنے کا تذکرہ ہے۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے تھے تو پڑھتے تھے: ﴿**سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ**﴾۔ پھر سات بار ﴿**سُبْحَانَ اللّٰهِ**﴾، سات بار ﴿**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ**﴾ اور سات بار ﴿**لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه**﴾ پڑھتے تھے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ربیعہ اسدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امیرؑ سواری پر سوار ہوئے۔ جب رکاب میں پاؤں رکھا تو فرمایا: ﴿**بسم اللّٰه**﴾۔ اور جب برابر ہو کر بیٹھ گئے تو پڑھا: ﴿**الحمد للّٰه اکرمنا و حملنا فی البر و البحر ورزقنا من الطیبات و فضلنا علی کثیر ممّن خلق تفضیلاً سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ**﴾ پھر تین بار ﴿**سُبْحَانَ اللّٰهِ**﴾ اور تین بار ﴿**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ**﴾[1] پڑھتے۔ پھر پڑھا: ﴿**رب اغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت**﴾ پھر راوی نے کہا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا جبکہ میں ان کا ردیف تھا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

---

[1] اصل کتاب میں ﴿الحمد للّٰه﴾ کے بعد تین بار ﴿اللّٰه اکبر﴾ کہنا بھی موجود ہے۔

۷۔ جناب برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن عطا سے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں سواری کے لیے گدھا پیش کیا اور ان کی رکاب تھامی چنانچہ امامؑ اس پر سوار ہوئے اور پڑھا: ﴿الحمد للّٰہ الذی ھدانا بالاسلام و علمنا القرآن و منّ علینا بمحمد صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم الحمد للّٰہ الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین و انا الی ربنا لمنقلبون و الحمد للّٰہ رب العالمین﴾۔ (المحاسن، الروضہ)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود اسباط سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر خشکی کے (سفر پر) نکلو تو پڑھو: ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ چنانچہ جو بندہ بھی اونٹ یا گھوڑے گدھے پر سوار ہوتے وقت یہ پڑھے گا وہ باذن اللہ نہ سواری سے گرے گا اور نہ ہی اسے کوئی ضرر وزیاں پہنچے گا۔ فرمایا: اور جب اپنے مکان سے نکلو تو پڑھو: ﴿بسم اللّٰہ آمنت باللّٰہ توکلت علی اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ﴾۔
(قرب الاسناد)

باب ۲۱

سفر میں ذکر خدا، اس کی تسبیح وتہلیل کرنا اور نشیبی جگہ پر اترتے وقت تسبیح اور فرازی جگہ پر چڑھتے وقت تکبیر کہنا اور ہر ٹیلے پر تہلیل وتکبیر کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ جب پست جگہ پر اترتے تو تسبیح خدا کرتے تھے اور جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے تھے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ ابوعبیدہ امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰھم اجعل مسیری عبراً و صمتی تفکراً و کلامی ذکراً﴾۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ابوالقاسمؐ کی جان ہے کہ جب بھی کسی ٹیلے پر کوئی تہلیل کرنے والا ﴿لا الٰہ الا اللّٰہ﴾ پڑھتا ہے اور کوئی تکبیر کرنے والا ﴿اللّٰہ اکبر﴾ کہتا ہے۔ تو اس ٹیلے کے خاتمہ تک ہر وہ چیز اس کے پیچھے اس کی تہلیل وتکبیر کے ساتھ تہلیل وتکبیر کرتی ہے۔ (الفقیہ، المحاسن)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۲۲ و ۲۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

سفر میں چلتے وقت منقولہ دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ قمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (سفر میں) پڑھ ﴿اللّٰهم انی اسئلک لنفسی الیقین و العفو و العافية فی الدنيا و الأخرة اللّٰهم انت ثقتی و انت رجائی و انت عضدی و انت ناصری بک احل و بک اسیر﴾ الحدیث۔ (الفروع)

۲۔ حذیفہ بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں صبح سویرے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ مکہ تشریف لے جا رہے تھے۔ جب نماز پڑھ چکے تو یہ دعا پڑھی: ﴿اللّٰهم خل سبیلنا و احسن تسییرنا و احسن عافیتنا ﴾ اور (اثناءِ سفر میں) جب کسی ٹیلے پر چڑھتے تھے تو پڑھتے تھے: ﴿اللّٰهم لک اشرف علی کل شرفٍ﴾۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ ابوسعید مکاری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سفر کے لیے نکلو تو پڑھو: ﴿اللّٰهم انی خرجت فی وجهی هذا بلا ثقةٍ منّی لغیرک، ولا رجاء آوی إليه إلاّ اليک، ولا قوة أتکل عليها، ولا حيلةٍ ألجأ اليها الا طلب فضلک و ابتغاء رزقک، و تعرضاً لرحمتک و سکوناً الی حسن عادتک و انت اعلم بما سبق لی فی علمک فی سفری هذا مما احب او اکره فان ما اوقعت یا رب من قدرک فمحمود فیه بلائک و متضح عندی فیه قضائک و انت تمحو ما تشاء و تثبت و عندک ام الکتاب اللّٰهم فاصرف عنی مقادیر کل بلاءٍ، و مقضی کل لأواء وابسط علی کنفا من رحمتک، و لطفاً من عفوک، وسعة من رزقک، و تماما من نعمتک، و جماعاً من معافاتک، و أوقع علی فيه جميع قضائک علی موافقة جميع هواي فی حقيقة أحسن عملی، و دفع ما أحذر فيه وما لا أحذر علی نفسی و دينی و مالی مما أنت أعلم به منی، و اجعل ذلک خير الاخرتی و دنياي، مع ما أسألک يا رب أن تحفظنی فيما خلّفت ورائی من أهلی و ولدي ومالی و معيشتی و حزانتی و قرابتی و إخوانی بأحسن ما خلّفت به غائبا من المؤمنين فی تحصين کل عورة، و حفظ من کل مضيعة، و تمام کل نعمة، و کفاية کل مکروه، و ستر کل

سیئة، و صرف کل محذور، و کمال کل ما یجمع لی الرضا والسرور فی جمیع اموري، وافعل ذلک بی بحق محمد و آل محمد، و صل علی محمد و آل محمد، والسلام علیک و علیهم و رحمة الله و برکاته﴾۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۳و۲۴و۲۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

خوفناک مقامات پر ذکر خدا، دعا اور آیت الکرسی کی تلاوت کر کے ان سے پناہ مانگنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابراہیم بن نعیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی خوفناک جگہ میں داخل ہو تو یہ آیت پڑھو: ﴿رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق و اجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً﴾ اور جب وہ خوفناک چیز نظر آئے تو آیۃ الکرسی پڑھو۔(المحاسن)

۲۔ ثویر بن ابی فاختہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: میں عنقریب تمہیں ایسی دعا تعلیم دوں گا کہ جب اسے پڑھو گے تو شیر تمہیں ضرر نہیں پہنچائے گا۔ تین بار پڑھ: ﴿اعوذ برب دانیال و الجب من شر هذا الاسد﴾۔(ایضاً)

۳۔ ابوخدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو بھائی حضرت رسول خداﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم کاروبار کے سلسلہ میں شام جانا چاہتے ہیں ہمیں کوئی دعا تعلیم دیں۔ فرمایا: ہاں۔ جب لوٹ کر اپنے مکان پر جاؤ اور عشاء کی نماز پڑھ چکو اور نماز کے بعد تم اپنے رخت خواب پر پہلو رکھو۔ تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی تسبیح پڑھو۔ پھر آیۃ الکرسی پڑھو کہ صبح تک ہر چیز سے محفوظ رہو گے۔ روایت میں وارد ہے کہ چور ان دونوں بھائیوں کے پیچھے لگ گئے تھے۔ وہ جب ہی ان کے قریب جاتے تو دو دیواریں ان کے درمیان حائل ہو جاتی تھیں اس لیے وہ ان تک نہیں پہنچ سکے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۴و۵۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

ہر پُل کے پاس بسم اللہ پڑھنا اور اس پر چڑھتے وقت شیطان سے پناہ مانگنا، اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کرنا اور چلتے وقت، سوار ہوتے اور سفر کرتے وقت سورۂ انا انزلناہ کی تلاوت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن قاسم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر پُل کی چوٹی پر ایک شیطان رہتا ہے جب وہاں تک پہنچو تو بسم اللہ پڑھو۔ وہ وہاں سے کوچ کر جائے گا۔ (الفروع، الفقیہ، المحاسن)

۲۔ جناب عیاشیؒ روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہر چیز کی ایک چوٹی ہوتی ہے اور قرآن کی چوٹی آیۃ الکرسی ہے لہٰذا جو شخص ایک بار آیۃ الکرسی پڑھتا ہے تو خداوند عالم اس سے ہزار قسم کے مکروہاتِ دنیا اور ہزار قسم کے مکروہاتِ آخرت دور کرتا ہے جن میں سے دنیا کا آسان ترین مکروہ فقر و فاقہ اور آخرت کا سہل ترین مکروہ عذابِ قبر ہے اور میں پُل کے پلّے پر چڑھتے وقت آیۃ الکرسی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ (تفسیر عیاشی)

۳۔ جناب طبرسیؒ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص پیدل چل کر حج کرے اور انا انزلناہ پڑھتا جائے تو اسے چلنے کی تکلیف کا احساس نہیں ہوگا۔ اور جو شخص بھی سوار ہوتے وقت سورۂ انا انزلناہ کی تلاوت کرے گا تو وہ صحیح و سالم اور بخششِ گناہ کے ساتھ اترے گا۔ اور اس سورہ کا پڑھنے والا سواری* کے جانور کے لیے لوہے سے بھی زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ (مکارم الاخلاق)

۴۔ نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی چیز قضاء و قدر سے (بچ کر) آگے نکل سکتی تو میں ضرور کہتا کہ مسافر گھر سے نکلتے وقت سورۂ انا انزلناہ کی تلاوت کرنے والا یقیناً صحیح و سالم واپس لوٹ آئے گا۔ (ایضاً)

باب ۲۵

جو شخص تنہا سفر کرے یا تنہا سوئے اس کے لیے منقولہ دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے اور خوابگاہ میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر داخل کرے اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکالے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ قمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص تنہا سفر پر نکلے وہ یہ پڑھے: ﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا

قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ وَ اَعِنِّيْ عَلٰى وَحْدَتِيْ وَ اَدِّ غَيْبَتِيْ﴾۔

(الفروع، کذا فی الفقیہ عن سلیمان بن جعفر عن الکاظم علیہ السلام)

۲۔ جناب برقیؒ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے۔ فرمایا: جو شخص کسی کمرہ یا مکان یا دیہات میں تنہا شب باشی کرے وہ یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ وَ اَعِنِّيْ عَلٰى وَحْدَتِيْ﴾ ایک شخص نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں درندوں کا شکار کرتا ہوں۔ اور مجھے خراب اور موحش مقامات پر شب بسر کرنا پڑتی ہے تو؟ فرمایا: جب اس جگہ میں داخل ہو تو بسم اللہ پڑھو۔ اور پہلے دایاں پاؤں اندر داخل کرو۔ اور جب نکلنے لگو تو پہلے بایاں پاؤں نکالو اور بسم اللہ پڑھو اس کے بعد کوئی مکروہ و ناپسندیدہ امر نہیں دیکھو گے۔

(الفقیہ، المحاسن)

باب ۲۶

امیر الحاج کے لیے ٹھہرنا مکروہ ہے۔ بالخصوص عرفات سے لوٹنے کے بعد اور امیر الحاج کا مکی ہونا بھی مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص مؤذن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ۱۴۰ھ میں اسماعیل بن علی (بن عبداللہ بن عباس) نے لوگوں کو حج کرایا (امیر الحاج تھے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (غروب آفتاب کے وقت عرفات سے واپسی پر) اپنے خچر سے گر پڑے تو والی نے ان کو پہچان لیا تو وہ وہاں امامؑ کے پاس ٹھہر گیا۔ (یہاں تک کہ دوبارہ سوار ہو گئے) امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تو نہ ٹھہر کیونکہ والی کو (مزدلفہ سے پہلے) نہیں ٹھہرنا چاہیئے (جبکہ لوگوں کے ساتھ عرفات سے لوٹ رہا ہو)۔ (قرب الاسناد)

۲۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج کا متولی مکی کو نہیں بننا چاہیئے۔ (ایضاً)

باب ۲۷

مہینہ کے کون سے دن کا سفر اور طلب حوائج کیلئے منتخب کرنا مستحب ہے اور کون سے دن مکروہ ہیں۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مہینہ کی پہلی تاریخ امراء کی ملاقات، طلب حوائج، خرید و فروخت اور زراعت و سفر کے لیے خوب ہے۔ دوسری تاریخ سفر اور طلب

حوائج کے لیے خوب ہے۔ تیسری تاریخ ہر کام کے لیے بد ہے۔ چوتھی تاریخ شادی بیاہ کے لیے خوب ہے اور سفر کے لیے بد ہے۔ پانچویں تاریخ ہر کام کے لیے نحس ہے۔ چھٹی مبارک ہے۔ شادی اور طلب حوائج کے لیے خوب ہے۔ ساتویں تاریخ ہر کام کے لیے مبارک ہے۔ آٹھویں تاریخ سوائے سفر کے ہر کام کے لیے خوب ہے۔ ہاں اس میں البتہ سفر مکروہ ہے۔ نویں تاریخ ہر اس کام کے لیے مبارک ہے جس کا انسان ارادہ کرے۔ اور جو شخص اس تاریخ میں سفر کرے گا۔ اسے رزق ملے گا۔ اور سفر میں ہر خیر وخوبی دیکھے گا۔ دسویں تاریخ ہر کام کے لیے ٹھیک ہے سوائے بادشاہ کے پاس جانے کے اور وہ خرید وفروخت کے لیے بھی خوب ہے۔ اور جو شخص اس تاریخ کو بیمار ہوگا وہ صحت یاب ہو جائے گا۔ گیارہویں تاریخ نہ صرف خرید وفروخت کے لیے بلکہ تمام کاموں کے لیے اور سفر کے لیے خوب ہے۔ سوائے بادشاہ کے پاس جانے کے۔ بارہویں تاریخ مبارک ہے اس میں حاجتیں طلب کرو۔ اور حاجت برآری کے لیے کوشش کرو کہ برآئیں گی۔ تیرہویں تاریخ نحس ہے۔ اس میں تمام کاموں سے اجتناب کرو۔ چودہویں تاریخ طلب حوائج اور ہر کام کے لیے اچھی ہے۔ پندرہویں تاریخ ہر حاجت کے لیے ٹھیک ہے۔ جو تم چاہتے ہو لہٰذا تم اس میں اپنی حاجتیں طلب کرو۔ سولہویں تاریخ ہر کام کے لیے بد ہے۔ سترہویں تاریخ عمدہ ہے اس میں جو کچھ چاہتے ہو وہ طلب کرو۔ شادی بیاہ، خرید وفروخت اور زراعت کرو۔ مکان بناؤ، بادشاہ کے پاس جاؤ اور حاجات طلب کرو کہ پوری ہوں گی۔ اٹھارہویں تاریخ عمدہ ہے۔ سفر اور طلب حوائج کے لیے اچھی ہے جو اس تاریخ میں دشمن سے جھگڑا کرے گا اس پر غالب آئے گا۔ انیسویں تاریخ ہر کام کے لیے عمدہ ہے اور جو بچہ اس تاریخ کو پیدا ہوگا وہ بابرکت ہوگا۔ بیسویں تاریخ عمدہ ہے حوائج کرنے، سفر کرنے، مکان بنانے، درخت لگانے اور بادشاہ کے پاس جانے کے لیے ٹھیک ہے خدا کی مشیت سے یہ تاریخ مبارک ہے۔ اکیسویں تاریخ دائمی طور پر نحس ہے۔ بائیسویں تاریخ خرید وفروخت، بادشاہ سے ملاقات کرنے اور سفر کرنے وصدقہ دینے کے لیے خوب ہے۔ تیئسویں تاریخ عمدہ ہے۔ بالخصوص شادی بیاہ کرنے، کاروبار کرنے اور بادشاہ کے پاس جانے کے لیے۔ چوبیسویں تاریخ نحس ہے اور بد ہے۔ پچیسویں تاریخ بد ہے اس میں ہر کام سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ چھبیسویں تاریخ ہر کام کے لیے خوب ہے سوائے شادی بیاہ اور سفر کرنے کے اور اس دن تم پر صدقہ دینا لازم ہے کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ ستائیسویں تاریخ ہر کام، طلب حوائج اور بادشاہ کی ملاقات کے لیے خوب ہے۔ اٹھائیسویں تاریخ ملی جلی ہے۔ انتیسویں تاریخ ہر کام کے لیے عمدہ ہے۔ سوائے کاتب کے کہ اس کے لیے کتابت مکروہ ہے۔

تیسویں ہر کام جیسے خرید وفروخت، زراعت کرنے اور شادی بیاہ کرنے کے لیے اچھی ہے۔ (مکارم الاخلاق)

۲۔ جناب سید بن طاؤس باسناد خود یونس بن ظبیان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام کی خدمت میں اختیاراتِ امام کا تذکرہ ہوا۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: مہینہ کی پہلی تاریخ مبارک ہے اس میں خداوند عالم نے جناب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ یہ تاریخ طلب حوائج، بادشاہ کے پاس جانے، طلب علم کرنے، شادی بیاہ کرنے، سفر کرنے اور خرید و فروخت اور حیوان رکھنے کے لیے خوب ہے۔ دوسری تاریخ عورتوں کی ہے اور شادی کی تاریخ ہے۔ اس میں جناب حوّا جناب آدمؑ کی خاطر پیدا کی گئیں اور ان کی خدا نے ان سے شادی کی۔ نیز یہ تاریخ مکان بنانے، عہد و پیمان لکھنے، سفر کرنے اور حوائج طلب کرنے کے لیے خوب ہے۔ تیسری تاریخ دائمی طور پر نحس ہے۔ اس میں بادشاہ کے پاس جانے، خرید و فروخت کرنے، حاجات طلب کرنے سے اجتناب کرو۔ الغرض اس میں کوئی معاملہ نہ کرو اور نہ ہی کسی سے شراکت کرو۔ اسی تاریخ کو جناب آدمؑ و حوّا کا لباس اتارا گیا تھا اور ان کو جنت سے نکالا گیا تھا۔ اس دن اپنے گھر کے معاملات کی اصلاح کرو اور ہو سکے تو اس دن اپنے گھر سے باہر نہ نکلو۔ چوتھی تاریخ میں جناب ہابیلؑ پیدا ہوئے یہ تاریخ شکار کرنے اور زراعت کرنے کے لیے خوب ہے البتہ اس میں سفر کرنا مکروہ ہے۔ اور مسافر کے قتل ہونے اور اس کے مال کے لوٹے جانے اور کسی بلاء و مصیبت کے پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس میں مکان بنانا اور حیوان رکھنا مستحب ہے۔ جو شخص اس دن بھاگے گا اس کی تلاش مشکل ہوگی۔ پانچویں تاریخ اس دن بدبخت قابیل پیدا ہوا۔ اور اسی دن اس نے اپنے بھائی (ہابیلؑ) کو قتل کیا۔ یہ تاریخ دائمی نحس ہے۔ اس میں کسی کام کی ابتداء نہ کرو۔ گھر والوں کی دیکھ بھال کرو اور جانوروں کی اصلاح کرو۔ چھٹی تاریخ شادی بیاہ کے لیے خوب ہے، طلب حوائج اور خشکی و تری کے سفر کے لیے مبارک ہے۔ جو شخص اس تاریخ کو سفر کرے گا وہ نیل مرام کے ساتھ واپس آئے گا۔ یہ تاریخ جانور خریدنے کے لیے بھی خوب ہے۔ ساتویں تاریخ خوب ہے۔ اس میں جو چاہو کام کرو اور اس میں جو کام از قسم کتابت وغیرہ کرنا چاہتے ہو جلدی کرو اور جو شخص اس دن عمارت کی تعمیر شروع کرے گا یا کوئی درخت لگائے گا یا کھجور وہ انجام کار اس کام کی تعریف کرے گی۔ آٹھویں تاریخ ہر کام جیسے خرید و فروخت (وغیرہ) کے لیے خوب ہے اس تاریخ کو جو شخص بادشاہ کے پاس جائے اس کی حاجت برآری ہو جائے گی۔ ہاں البتہ اس تاریخ کو تری کا سفر کرنا اور کشتیوں پر سوار ہونا مکروہ ہے۔ نیز اس تاریخ کو حرب و ضرب کے لیے سفر کرنا اور کوئی عہد و پیمان لکھنا بھی مکروہ ہے اور جو شخص اس تاریخ میں بھاگ جائے گا تو بڑی تگ و تاز کے بعد ہی اس پر قابو پایا جا سکے گا۔ نویں تاریخ اچھی ہے اور تاریخ اول سے آخر تک ہر کام کے لیے ہلکی ہے۔ جو شخص اس تاریخ میں سفر کرے گا اسے مال ملے گا اور خیر و خوبی دیکھے گا۔ لہٰذا اس میں کام کی ابتداء کرو۔ نیز اس میں قرضہ لو۔ زراعت کرو۔ درخت لگاؤ۔ جو شخص اس دن کسی سے لڑے گا وہ غالب ہوگا۔ اور جو اس دن بھاگے گا وہ کسی بادشاہ کی پناہ لے گا۔ جس پر قابو پانا مشکل ہوگا۔ دسویں تاریخ اچھی تاریخ ہے۔ اس میں جناب نوح علیہ السلام پیدا

ہوئے۔خرید وفروخت اور سفر کے لیے خوب ہے۔جو شخص اس تاریخ کو بیمار ہو اس کے لیے وصیت کرنا اور عہد و پیمان لکھنا مستحب ہے (کہ اس کا بچنا مشکل ہے) اس تاریخ میں جو بھاگے گا وہ پکڑا جائے گا اور قید کیا جائے گا۔ گیارہویں تاریخ اچھی تاریخ ہے۔اس میں جناب شیث علیہ السلام پیدا ہوئے۔اس تاریخ میں کسی بھی کام کی ازقسم خرید وفروخت اور سفر کی ابتداء کرنی چاہیئے اور اس میں بادشاہ کے پاس جانے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ بارہویں تاریخ: یہ تاریخ شادی بیاہ، دکانیں کھولنے اور شراکتی کاروبار کرنے کے لیے اور پانی کا سفر کرنے کے لیے خوب ہے۔اس تاریخ کو لوگوں کے درمیان پڑنے (اور ان کے جھگڑے طئے کرنے سے) اجتناب کرنا چاہیئے۔ تیرہویں تاریخ: منحوس تاریخ ہے۔اس میں ہر کام کرنا مکروہ ہے۔اس میں ہر قسم کے تنازعات، فیصلے کرنے اور بادشاہ کے پاس جانے وغیرہ کاموں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔اس تاریخ کو نہ سر پر تیل لگایا جائے اور نہ بال منڈوائے جائیں اور جو اس تاریخ کو گم ہوگا یا بھاگے گا وہ محفوظ رہے گا۔ چودھویں تاریخ ہر چیز کے لیے خوب ہے جیسے طلب علم، خرید و فروخت، قرضہ لینا یا دینا، بحری سفر کرنا اور جو اس دن بھاگے گا وہ پکڑا جائے گا۔ پندرہویں تاریخ تمام معاملات کے لیے خطرناک ہے۔سوائے قرضہ لینے یا دینے کے لیے یا خرید کا گواہ بننے کے لیے اور جو اس دن بھاگے گا وہ پکڑا جائے گا۔سولہویں تاریخ منحوس تاریخ ہے جو اس میں سفر کرے گا ہلاک ہوگا اور اس میں بادشاہ سے ملاقات کرنا مکروہ ہے۔البتہ کاروبار، فروخت، شرکت اور سمندری سفر کرنے، مکانات بنانے اور سنگ بنیاد رکھنے کے لیے بہتر ہے۔سترہویں تاریخ متوسط تاریخ ہے۔البتہ اس میں تنازعہ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔اگر اس تاریخ میں کسی کو قرضہ دے گا تو وہ واپس نہیں ہوگا۔اور اگر واپس بھی ہوا تو بڑی جدوجہد کے بعد ہوگا۔اور جو اس میں قرضہ لے گا وہ واپس نہیں لوٹائے گا۔اٹھارہویں تاریخ ہر کام کے لیے خوب ہے جیسے خرید وفروخت کرنا، سفر کرنا، زراعت کرنا اور جو اس تاریخ میں کسی سے مخاصمت کرے گا وہ اس پر فتحیاب ہوگا۔جو اس میں قرضہ لے گا وہ واپس ادا کرے گا۔انیسویں تاریخ نیک ہے۔اس میں جناب اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام پیدا ہوئے، یہ تاریخ سفر کرنے، طلب معاش وحوائج، علم حاصل کرنے اور غلام وحیوان خریدنے کے لیے خوب ہے۔جو اس میں گم ہوگا یا بھاگے گا وہ دستیاب ہو جائے گا۔ بیسویں تاریخ متوسط ہے۔سفر کرنے، حوائج طلب کرنے، مکان بنانے، سنگ بنیاد رکھنے، زراعت کاٹنے، درخت اور انگوروں کی بیل لگانے، حیوان خریدنے کے لیے خوب ہے جو اس تاریخ میں بھاگ جائے گا اس کا حصول مشکل ہوگا۔اکیسویں تاریخ منحوس تاریخ ہے۔اس میں کوئی حاجت طلب نہ کی جائے، اس میں بادشاہ سے بچا جائے، جو اس دن سفر کرے گا وہ واپس نہیں لوٹے گا۔کیونکہ اس کے بارے میں خطرہ ہے یہ تاریخ تمام کاموں کے لیے بد ہے۔بائیسویں تاریخ یہ تاریخ تمام کاموں کے لیے، خرید وفروخت کے لیے خوب

ہے۔اس میں صدقہ دینا مقبول ہے۔ جو شخص بادشاہ کے پاس جائے گا اپنی حاجت کو پائے گا۔ جو سفر پر جائے گا وہ باعافیت واپس لوٹے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ تیئسویں تاریخ خوب ہے۔ اس میں جناب یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یہ ہلکی تاریخ ہے۔ حاجات طلب کرنے، شادی بیاہ کرنے اور بادشاہ کے پاس جانے کے لیے خوب ہے۔ جو شخص اس تاریخ کو سفر کرے گا مالِ غنیمت اور خیر و خوبی پائے گا۔ چوبیسویں تاریخ ہر کام کے لیے بد ہے۔ اس تاریخ میں فرعون پیدا ہوا۔ پچیسویں تاریخ بد ہے۔ اس میں کوئی حاجت طلب نہ کرو۔ اس میں اپنی ذات کی حفاظت کرو۔ کیونکہ یہ دن سخت بلاء و مصیبت کا دن ہے۔ چھبیسویں تاریخ اس تاریخ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر عصا مارا تھا اور اس میں راستے بن گئے تھے۔ یہ تاریخ سفر کرنے اور ہر کام کے لیے خوب ہے سوائے شادی بیاہ کے کیونکہ اس دن شادی کرے گا تو میاں بیوی کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔ اور جب واپس آؤ تو اس تاریخ کو گھر داخل نہ ہو۔ ستائیسویں تاریخ ہر کام کے لیے خوب ہے۔ تمام حالات و کوائف کے لیے ہلکی پھلکی تاریخ ہے۔ اٹھائیسویں تاریخ ہر کام کے لیے خوب ہے اس میں جناب یعقوب علیہ السلام متولد ہوئے۔ انتیسویں تاریخ نیک ہے۔ تمام امور کے لیے ہلکی پھلکی تاریخ ہے جو شخص اس میں سفر کرے گا وہ مالِ کثیر پائے گا۔ اس تاریخ میں وصیت نہ لکھی جائے کہ مکروہ ہے۔ تیسویں تاریخ خرید و فروخت اور شادی بیاہ کے لیے خوب ہے اس میں سفر نہ کرو، کسی سے تعرض نہ کرو سوائے کسی سے کوئی معاملہ کرنے کے۔ جو شخص اس میں بھاگے گا وہ پکڑا جائے گا جو اس میں کسی سے قرضہ لے گا وہ جلد واپس کر دے گا۔ حدیث بہت طویل ہے جو اور فوائد پر مشتمل ہے۔ جو احکام شرعیہ سے متعلق نہیں ہیں۔ جو مختلف ایام کے لیے مختلف دعاؤں پر مشتمل ہے۔ (الدروع الواقیۃ)

۳۔ نیز سید موصوف نے کتاب روضۃ العابدین مؤلفہ جناب محمد بن علی کراجکی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایام کے سعد و نحس کے بارے میں ایسی ہی ایک طویل روایت نقل کی ہے مگر اس روایت اور مذکورہ بالا روایت کی عبارات میں بہت سا اختلاف ہے۔ مثلاً پندرہ تاریخ کے بارے میں فرمایا کہ یہ تاریخ ہر کام اور حاجت کے لیے اور اشراف و رؤساء کی ملاقات کے لیے خوب ہے۔ اس میں اپنی حاجتیں طلب کرو۔ اور اپنے بادشاہ سے ملاقات کرو۔ اور جو چاہو کام کرو کیونکہ یہ سعد تاریخ ہے۔ سولہویں تاریخ بد ہے۔ اس میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ اس میں سفر نہ کرو اور اس میں کوئی حاجت طلب نہ کرو اور حتی الامکان اس سے بچو۔ سترہویں تاریخ ہر کام اور حاجت کے لیے خوب ہے۔ اس میں حوائج طلب کرو۔ اور خرید و فروخت کرو اور کاتبوں و عاملوں سے ملاقات کرو۔ تا آخر حدیث۔

۴۔ نیز جناب ابن طاؤسؒ نے باسناد خود عاصم بن حمید سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

اختیارات ہفتہ کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے جو سعود ونحوس میں قریباً سابقہ روایت نمبر۲ کے موافق ہے۔ صرف ایک ادھ مقام کے علاوہ کوئی خاص فرق نہیں ہے مثلاً سترہویں تاریخ کے بارے میں فرمایا ہے: یہ اچھی تاریخ ہے۔ ابن معمر کا بیان ہے کہ ایک روایت میں یوں وارد ہے کہ یہ تاریخ ثقیل ہے۔ طلب حاجات کے لیے خوب نہیں ہے۔ باقی روایت الفاظ کے اختلاف کے باوجود معنوی طور پر اس روایت کے ساتھ موافق ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز جناب سید ابن طاؤس اپنی کتاب امان الاخطار میں فرماتے ہیں: جہاں تک مہینہ میں مکروہ دنوں کا تعلق ہے تو بعض روایات کے مطابق تین، چار، پانچ، تیرہ، بیس، اکیس، چوبیس، پچیس، چھبیس ہیں۔ (امان الاخطار)

۶۔ فرماتے ہیں: بعض روایات میں وارد ہے کہ مہینہ کی چار اور اکیسویں تاریخ (باوجود بد ہونے کے) سفر کے لیے خوب ہے۔ (ایضاً)

۷۔ فرماتے ہیں: ایک روایت میں ہے کہ مہینہ کی آٹھویں اور تیسویں تاریخ سفر کے لیے مکروہ ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں فی الجملہ اختلاف ہے۔ اور اس قسم کا معمولی اختلاف سعود ونحوس مہینہ، ہفتے کے اعتبار سے ہو جاتا ہے۔ (مثلاً ہر ماہ کی تیرہ تاریخ نحس ہے۔ سوائے رجب کی تیرہ کے کہ وہ سعد ہے) بلکہ ایک ہی تاریخ میں سعد ونحس کا (بالاعتبار) اجتماع ممکن ہے۔ اور اس کی جمع اس طرح کی جا سکتی ہے کہ آدمی کو اختیار دیا جائے یا نحوست کو صدقہ دے کر دفع کیا جائے۔ (کما تقدم)

باب ۲۸

مسافر کی مشایعت اور اسے الوداع کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت ابوذر رحمۃ اللہ علیہ (کی جلاوطنی کے وقت) مشایعت کی تو اس وقت جناب امام حسنؑ و امام حسینؑ، جناب عقیلؓ بن ابی طالبؑ، جناب عبداللہ بن جعفرؓ، جناب عمار بن یاسرؓ نے بھی ان کی مشایعت کی۔ تب حضرت امیر علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اپنے بھائی کو الوداع کرو کیونکہ جانے والے کے لیے جانا اور مشایعت کرنے والے کے لیے واپس لوٹنا ضروری ہے۔

(الفقیہ، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ از نماز مسافر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

مسافر کو الوداع کرتے وقت اس کیلئے دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ جب مؤمنین کرام کو الوداع کرتے تو ان کو دعا دیتے ہوئے فرماتے تھے: خدا تمہیں زادِ تقویٰ عطا فرمائے اور تمہاری ہر حاجت برلائے۔ اور تمہارے دین و دنیا کو سلامت رکھے۔ اور تمہیں صحیح وسلامت واپس لوٹائے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ فرماتے ہیں: دوسری روایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یوں وارد ہے، فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ جب کسی مسافر کو الوداع کرتے تو اس کے ہاتھ سے پکڑتے اور فرماتے خدا تیرے لیے صحبت کو اچھا کرے، تیری مکمل اعانت فرمائے، سخت کو آسان فرمائے، دور کو نزدیک کرے، مہم کی کفایت کرے، خدا تیرے دین و امانت اور خاتمۂ عمل کی حفاظت فرمائے۔ اور ہر کارِ خیر سے تیرا سامنا کرے، تجھ پر تقویٰ خداوندی لازم ہے۔ میں تیری ذات خدا کے سپرد کرتا ہوں خدائے عزوجل کی برکت پر چل۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک شخص کو الوداع کرتے ہوئے فرمایا: میں تیرا دین اور تیری امانت کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ خدا تجھے زادِ تقویٰ عطا فرمائے اور تو جدھر جائے خیر و خوبی سے تیرا سامنا ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ کہہ کر امام جعفر صادق علیہ السلام ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو بعض سفروں میں اسی طرح الوداع کیا تھا۔ (المحاسن)

۴۔ ادریس بن یونس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا ﷺ کسی شخص کو الوداع کرتے تو اسے دعا دیتے ہوئے فرماتے: ﴿سلمک اللہ الخ...... ﴾ خدا تجھے سلامت رکھے اور نفع عطا فرمائے اور وعدہ گاہ خدا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اصحاب کی ایک جماعت کو جو پیادہ چل کر حج پر جا رہے تھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: یا اللہ ان کو ان کے قدموں پر سوار کر اور ان کے پٹھوں کو (مضبوط کر)۔ (ایضاً)

۶۔ موسیٰ بن بکر الواسطی بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے الوداع ہونا چاہا۔ تو امام علیہ السلام نے مجھے رقعہ لکھا: خدا تیری مہم کی کفایت کرے، اور تیرے لئے خیر و خوبی کا فیصلہ کرے۔ اور تیری حاجت کو خدا کی

صحبت اور اس کی پناہ میں آسان کرے۔

باب ۳۰

تنہا سفر کرنا مکروہ ہے اور ایک یا ضرورت کے وقت دو یا دو سے زائد ساتھی ہمراہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پہلے ساتھی پھر سفر۔
(الفروع، الفقیہ، المحاسن)

۲۔ محمد بن مثنیٰ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کے نزدیک تمام ساتھیوں سے زیادہ محبوب چار ساتھی ہیں۔ اور جب بھی کسی گروہ کی تعداد سات سے بڑھ جاتی ہے۔ تو ان کا شور شغب زیادہ ہو جاتا ہے۔ (الروضہ، الخصال کذا عن الصادق علیہ السلام کما فی معانی الاخبار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ سندی (سری) بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سب لوگوں سے زیادہ شریر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: جو تنہا سفر کرے، جو اپنی عطاء و بخشش کو روکے، اور جو اپنے غلام کو مارے۔
(الفقیہ، المحاسن)

۴۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! سفر میں تنہا نہ نکلو کیونکہ ایک کے ساتھ (دوسرا) شیطان ہوتا ہے اور وہ دو آدمیوں سے نسبتاً زیادہ دور ہوتا ہے۔ یا علیؑ! جب کوئی شخص تنہا سفر کرتا ہے تو وہ گمراہ ہوتا ہے۔ اور دو بھی گمراہ ہوتے ہیں البتہ تین آدمی نفر شمار ہوتے ہیں اور بعض راویوں نے اسے "سفر" پڑھا ہے (کہ تین آدمی مسافر ہوتے ہیں)۔
(الفقیہ، کذا فی المحاسن، والروضہ)

۵۔ فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے تین قسم کے آدمیوں پر لعنت کی ہے۔ ایک وہ جو تنہا کھانا کھائے، دوسرا وہ جو تنہا مکان میں سوئے، تیسرا وہ جو صحراء میں تنہا سوار ہو (کر سفر کرے)۔ (الفقیہ)

۶۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ مدینہ سے ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ امام علیہ السلام نے پوچھا: تیرے ہمراہ کون ہے؟ عرض کیا: میں کسی کے ساتھ نہیں آیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں نے پہلے تمہیں یہ مسئلہ بتایا ہوتا (اور پھر تم

اس کی خلاف ورزی کرتے) تو میں اچھی طرح تمہاری تادیب کرتا (سزا دیتا) پھر فرمایا: ایک (مسافر) شیطان ہوتا ہے۔ دو شیطان ہوتے ہیں البتہ تین باہم ساتھی اور چار اس میں رفیق ہوتے ہیں۔ (الفقیہ، الروضہ، المحاسن)

۷۔ جناب برقی باسناد خود بنی نوفل بن عبدالمطلب کے ایک مرد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ مکان میں تنہا سونے والا اور تنہا سفر کرنے والا شیطان ہیں اور دولہ (جماعت) ہیں۔ اور تین باہم انیس ہیں۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مساکن (باب ۲۰ و ۲۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

مسافر کے لیے سفر میں ایسے شخص کی رفاقت مستحب ہے جو اس کے لیے باعث زینت ہو۔ جو اس سے نرمی برتے اور جو اس کے حق کو پہچانے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن حریز (جریر) اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ (سفر میں) اس شخص سے صحبت اختیار کرو جس سے تمہاری زینت ہو۔ اور اس شخص سے صحبت اختیار نہ کرو جو تم سے زینت حاصل کرے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب بھی دو شخص باہم سفر کے ساتھی ہوتے ہیں تو ان میں سے جو شخص اپنے ساتھی کے ساتھ زیادہ نرمی برتتا ہے وہ خدا کی بارگاہ میں زیادہ محبوب ہوتا ہے اور اس کا اجر زیادہ ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں اس شخص کی صحبت اختیار نہ کرو جو اس طرح تمہاری فضیلت اور برتری کا قائل نہیں جس طرح تم اس کی فضیلت و برتری کے قائل ہو۔ (الفروع، الفقیہ، المحاسن)

باب ۳۲

سفر کے رفیقوں کے لیے زادِ سفر اکٹھا کر کے اکٹھا خرچ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب کوئی گروہ سفر پر روانہ ہو تو اس

کے لیے سنت یہ ہے کہ اپنا زادِ سفر جمع کر کے اکٹھا خرچ کریں کیونکہ ایسا کرنا ان کے نفوس کی پاکیزگی اور اخلاق کی عمدگی کے لیے بہتر ہے۔ (الفقیہ، المحاسن)

باب ۳۴

مسافر کے لیے مستحب ہے کہ سفر میں اس شخص کی رفاقت اختیار کرے جو زادِ سفر خرچ کرنے میں اس کی مانند ہو۔ اور اس کی رفاقت مکروہ ہے جو اس سلسلہ میں اس سے اونچا یا نیچا ہو۔ اور یہ بھی مکروہ ہے کہ مؤمن اپنی تذلیل کرے اور اگر اس کا نفس اس پر آمادہ ہو تو پھر جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد شہاب بن عبد ربہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ میرے حالات اور وسعت مالی اور اپنے برادران (ایمانی) پر خرچ کرنے میں میری وسعت قلبی کو بھی جانتے ہیں۔ آیا میں سفر مکہ میں ان میں سے چند لوگوں کے ہمراہ سفر کروں اور ان پر خرچ کروں؟ فرمایا: اے شہاب! ایسا نہ کر۔ اگر تم کھلا خرچ کرو گے اور وہ بھی (چار و ناچار) ایسا کریں گے تو تم ان کے ساتھ زیادتی کرو گے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو پھر ان کو ذلیل کرو گے۔ اس لیے اپنے جیسوں کے ہمراہ سفر کرو۔ اپنے جیسوں کے ہمراہ سفر کرو۔ (الفقیہ، الفروع، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص (سفر میں) ایک ایسے گروہ کے ہمراہ نکلتا ہے جو مالدار ہے اور یہ قلیل المال ہے۔ وہ جس قدر روپیہ خرچ کرتے ہیں یہ نہیں کر سکتا۔ تو؟ فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ وہ ایسا کرے اپنے آپ کو ذلیل کرے۔ اسے چاہیئے کہ اپنے جیسے کے ساتھ سفر کرے۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ حریز بالواسطہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (سفر میں) کسی کے ساتھ رفاقت کرو تو اپنے جیسے کے ساتھ کرو۔ اور اس کے ساتھ رفاقت نہ کرو جو تمہارے اخراجات کی کفالت کرے کیونکہ اس میں مؤمن کی ذلت ہے۔ (الفروع، الفقیہ، المحاسن)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود محمد حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کچھ لوگ اکٹھا سفر کرتے ہیں جن میں کچھ مالدار ہیں اور کچھ غریب و نادار اور مالدار ان پر خرچ کرتا ہے تو؟ فرمایا: اگر ان (غریبوں) کے نفوس اس پر آمادہ ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے! عرض کیا: اور اگر ان کے نفوس اس پر آمادہ نہ ہوں تو پھر؟ فرمایا: اس صورت میں صبر کرے۔ صرف روٹی کھانے پر اکتفا کرے۔ اور گوشت کو ترک کر

دے۔ (المحاسن)

۵۔ ہشام بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کسی آدمی کے لیے یہ بات ناپسند کرتے تھے کہ وہ (سفر میں) اس شخص کی رفاقت اختیار کرے جو اپنے آپ کو اس پر فضیلت دیتا ہو۔ اور فرماتے تھے کہ اپنے جیسے کی رفاقت اختیار کر۔ (ایضاً)

۶۔ حسین بن ابوالعلاء بیان کرتے ہیں کہ ہم کچھ اوپر بیس آدمی (سفر حج پر) مکہ کے لیے روانہ ہوئے تو میں ہر منزل پر ان (ساتھیوں) کے لیے (اپنے مال سے) ایک بکری ذبح کرتا تھا (اور ان کو کھلاتا تھا) جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے حسین! تو مؤمنوں کو ذلیل کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ایسا کرنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں! فرمایا: مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تو ہر ہر منزل پر ان کے لیے ایک ایک بکری ذبح کرتے رہے ہو؟ عرض کیا: میں نے صرف خدا کی خوشنودی کی خاطر ایسا کیا ہے؟ فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ان لوگوں میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو تمہاری طرح کرنا چاہتے تھے مگر ان کی مالی وسعت اس کی متحمل نہیں تھی۔ اس لیے ان کی نظر میں ان کا نفس گر گیا! میں نے عرض کیا کہ میں خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور پھر ایسا نہیں کروں گا۔ (ایضاً)

باب ۳۴

مستحب ہے کہ رفقاءِ سفر چار ہوں اور اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو سات سے زائد مکروہ ہیں اور چلتے وقت ایک ساتھی کا اپنے ہمراہیوں سے اتنا آگے نکل جانا مکروہ ہے کہ نظر نہ آئے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: سب ساتھیوں سے خدا کو چار ساتھی زیادہ عزیز ہیں۔ اور جب بھی کوئی جماعت سات سے بڑھ جاتی ہے تو اس کا شور وشغب زیادہ ہو جاتا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بہترین رفیق چار ہیں۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اپنی امالی میں حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بعض اصول میں ایک حدیث موجود ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جس کی سند پیش نگاہ نہیں ہے۔ فرمایا: جو شخص راستہ میں اپنے مؤمن بھائی کا ساتھی ہو۔ اور پھر اس سے اتنا آگے نکل جائے کہ اسے نظر نہ

آئے تو اس نے اپنا خون ہدر کرنے اور اپنی ہلاکت میں خود مدد کی ہے۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

باب ۳۵

حج وعمرہ کے اخراجات میں اسراف کرنا حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی نگاہ میں میانہ روی والے خرچہ سے زیادہ پسندیدہ کوئی خرچہ نہیں ہے۔ اور خدا اسراف کو برا جانتا ہے سوائے حج وعمرہ کے۔ (الفقیہ، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۷ از ابواب النفقات میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶

حیض والی عورت جب تک پاک ہوکر اپنے مناسک حج ادا نہ کرے تب تک اس کے شتربان اور رفقاءِ سفر کے لیے اسے تنہا چھوڑ کر واپس لوٹنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن عامر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو شخص امیر ہیں۔ حالانکہ وہ دراصل امیر نہیں ہیں ایک جنازہ کا وارث کہ جو شخص جنازہ میں شامل ہو وہ اس کی اجازت کے بغیر واپس نہیں جاسکتا۔ دوسری وہ عورت جو کسی قوم کے ہمراہ حج پر جائے اور اسے حیض کا عارضہ لاحق ہو جائے۔ تو ان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اسے تنہا چھوڑ کر واپس چلے جائیں (جب تک وہ خود اجازت نہ دے)۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابی حمزہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حیض والی عورت (اور اس کے رفقاءِ سفر) کے بارے میں سوال کیا (تا آخر حدیث سابق)۔ میں نے عرض کیا: شتربان اور رفقاءِ سفر رکنے سے انکاری ہیں تو؟ فرمایا: ان کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ عورت ان کے خلاف مدد طلب کرسکتی ہے تاکہ وہ ٹھہریں یہاں تک کہ وہ پاک ہوکر مناسک حج بجالائے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب الدفن میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۷

حدی خوانی اور شعر خوانی کر کے سفر پر اعانت حاصل کرنا مستحب ہے بشرطیکہ اس میں غنا اور خنا (فحش گوئی) نہ ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسافر کا زاد اور توشۂ سفر حدی خوانی اور شعر خوانی ہے جب تک اس میں جفا نہ ہو۔ اور ایک نسخہ میں فرمایا: جب تک اس میں خنا (فحش گوئی) نہ ہو۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن فضل ہاشمی سے وہ اپنے والد (فضل) سے اور وہ اپنے بعض مشائخ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کیا تم میں سے کوئی آدمی اس سے شرم نہیں کرتا کہ وہ اپنی سواری کے جانور پر غنا کرے جبکہ وہ خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہا ہو۔ (المحاسن)

۳۔ بعض اصحاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: سواریوں کی پشتوں پر غنا نہ کرو۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم اپنی سواری پر غنا کرو جبکہ وہ خدا کی تسبیح کر رہی ہو۔ (ایضاً)

باب ۳۸

مسافر کیلئے اپنے زادِ سفر کی حفاظت کرنا اور اس کا اپنی کوکھ کے ساتھ باندھنا مستحب ہے اگرچہ محرم ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میری بیوی میرے ہمراہ ہے۔ اور میں سفر پر جانا چاہتا ہوں آیا اپنا زادِ سفر اپنی کوکھوں کے ساتھ باندھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ میرے والد ماجدؑ فرمایا کرتے تھے کہ یہ چیز مسافر کی طاقت و قوت میں سے ہے کہ وہ اپنے زادِ سفر کی حفاظت کرے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد تروک احرام (باب ۴۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

گم شدہ چیز کے واپس لوٹانے کے لیے دو رکعت نماز پڑھ کر منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اصبغ بن نباتہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث برسالت فرمایا اور ان کے اہل بیتؑ کو عزت و کرامت سے نوازا۔ تم جو کچھ طلب کرتے ہو وہ سب کچھ قرآن میں موجود ہے جو چاہتا ہے وہ اس کے بارے میں مجھ سے سوال کرے (یہاں تک کہ فرمایا)۔ چنانچہ ایک آدمی نے اٹھ کر عرض کیا: یا امیر المؤمنین! مجھے گم شدہ چیز کی (بازیابی) کے بارے میں کچھ فرمائیں؟ فرمایا: دو رکعت نماز پڑھ اور ہر رکعت میں سورۂ یٰسین پڑھ اور اس کے بعد یہ دعا پڑھ: ﴿یا ھَادِیَ الضَّالَّۃِ رُدَّ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ﴾ چنانچہ اس شخص نے یہ عمل کیا اور خدا نے اس کی گم شدہ چیز لوٹا دی۔ (الاصول)

۲۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسناد خود ابو عبیدہ الحذاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ میرا اونٹ گم ہو گیا۔ امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: دو رکعت نماز پڑھ اور پھر اس طرح دعا کر جس طرح میں کروں: ﴿اَللّٰھُمَّ رَادَّ الضَّالَّۃِ ھَادِیًا مِنَ الضَّلَالَۃِ، رُدَّ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ فَاِنَّھَا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَ عَطَائِہٖ﴾ روایت میں وارد ہے کہ امام علیہ السلام نے اسے اپنے اونٹ پر سوار کیا۔ اور پھر اسے اپنا (گم شدہ) اونٹ مل گیا۔ (المحاسن)

۳۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گم شدہ چیز کی بازیابی کے لیے پڑھو: ﴿اللّٰھم انک إلہ من فی السمآء و إلہ من فی الارض، و عدل فیھما، و انت الھادی من الضلالۃ، و تردّ الضالۃ ردّ علیّ ضالتی فانّھا من رزقک و عطیتک، اللّٰھم لا تفتن بھا مؤمنا ولا تعن بھا کافراً، اللّٰھم صل علی محمد عبدک و رسولک و علی أھل بیتہ﴾۔ (ایضاً)

باب ۴۰

سفر میں عمدہ دسترخوان بنانا جس کے کنڈے لوہے کے ہوں نہ کہ پیتل کے، مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود نصیر (نصر) خادم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک ایسا دسترخوان دیکھا جس کے کنڈے پیتل کے تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ اکھیڑ دو۔ اور

ان کی جگہ لوہے کے کنڈے لگاؤ کیونکہ جہاں لوہا ہو وہاں حشرات الارض قریب نہیں آتے۔ (الفقیہ)

۲۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب سفر کرو تو دستر خوان بناؤ اور وہ بھی عمدہ و اعلیٰ اور صاف ستھرا۔ (ایضاً و المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۴۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے سفر میں عمدہ زادِ سفر جیسے گوشت اور حلوا وغیرہ ہمراہ لے جانا مکروہ ہے اور اس سفر میں سادہ غذا جیسے روٹی اور دودھ وغیرہ پر اکتفا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ کچھ لوگ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جاتے ہیں تو بکریوں کے بچوں کا گوشت اور حلوا وغیرہ ہمراہ لے جاتے ہیں۔ حالانکہ جب اپنے احباب کی قبروں کی زیارت کے لیے جاتے ہیں تو ایسی (عمدہ) چیزیں اپنے ہمراہ نہیں لے جاتے۔ (الفقیہ، کامل الزیارات)

۲۔ جناب ابن قولویہ باسنادِ خود مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم زیارت کرو۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ زیارت نہ کرو۔ اور زیارت نہ کرو۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ زیارت کرو؟ میں نے عرض کیا: آپؑ نے تو (یہ فرما کر) میری کمر توڑ دی ہے؟ فرمایا: بخدا! تم میں سے کوئی ایک جب اپنے باپ کی قبر کی زیارت کے لیے جاتا ہے تو محزون و مکروب ہو کر۔ مگر جب اس (مظلوم امام حسین علیہ السلام) کی زیارت پر جاتے ہو تو دستر خوان ہمراہ لے جا کر۔ خبردار۔ جب جاؤ تو پراگندہ مو اور گرد آلود حالت میں جاؤ۔ (کامل الزیارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الزیارات (باب ۷۷) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

سوائے سفر زیارت امام حسین علیہ السلام کے باقی حج و عمرہ کے سفر میں بہترین زادِ سفر جیسے بادام، کھانڈ وغیرہ اور بکثرت پانی ہمراہ لے جانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ چیز آدمی کے مجد و شرف میں سے

ہے کہ جب سفر پر روانہ ہو تو اپنا زادِ سفر عمدہ بنائے۔ (الفقیہ، المحاسن، الروضہ)

۲۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب حج وعمرہ کے لیے سفر مکہ اختیار کرتے تھے تو بہترین زادِ سفر جیسے بادام، کھانڈ، نمکین اور میٹھے ستو ہمراہ لے جاتے تھے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۳۔ فرماتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا آدمی کی شرافت و مروت میں سے ہے کہ سفر میں زادِ سفر زیادہ اور اچھا لے جائے اور اپنے ساتھیوں پر خرچ بھی کرے۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقیؒ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں اپنے زاد میں روٹی ہمراہ لے جا کر تبرک حاصل کرو۔ (المحاسن)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صالح بن سندی سے اور وہ اپنے آدمیوں سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ لوگوں نے مکہ کے راستہ میں پانی کی نقل و حمل کا تذکرہ کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: پانی نقل نہیں کیا جاتا۔ مگر یہ کہ اس کے لیے ایک اونٹ مخصوص کیا جائے جس پر پانی کے سوا کچھ نہ ہو[1] (الفروع)

باب ۴۳

مسافر کے لیے وہ سب چیزیں جن کی اسے ضرورت ہے ہمراہ لے جانا مستحب ہے۔ از قسم اسلحہ، آلات اور دوائیں بالخصوص تلوار، ڈھال اور نیزہ اور عربی نہ فارسی کمان[2] اور چور وڈاکو کا دفاع جائز ہے اگرچہ اس کے قتل تک نوبت پہنچ جائے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! جب سفر کرو تو اپنی تلوار، موزے، پگڑی، رسی، (خیمہ) مشکیزہ اور سوئی دھاگے کے ساتھ کرو اور اس قدر دوائیں ہمراہ لے جاؤ کہ جن سے تم اور تمہارے ساتھی فائدہ اٹھائیں۔ اور ہر بات میں سوائے خدا کی نافرمانی کے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ موافق رہو۔ بعض نے

---

[1] یہ حکم اس دور کے حالات کے موافق ہے۔ آج جبکہ ہر جگہ پانی عام ہے تو آج اسکے نقل وحمل کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] اسلحۂ جنگ ایک اضافی چیز ہے جو زمان ومکان کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے۔ اس دور میں شمشیر وسنان اور تیر وتفنگ آلات حرب وضرب تھے اور آج بندوق وپستول وغیرہ کا دور ہے تو ان ضرورتوں کا سفر میں ہمراہ رکھنا مستحب ہوگا۔ لیکن موجودہ دور میں تو آدمی چاقو بھی ہمراہ نہیں لے جا سکتا بلکہ ہر حاجی کے جان ومال کی حفاظت سعودی حکومت کے فرائض میں سے ہے جسے وہ خوش اسلوبی سے ادا کرتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

یہ لفظ بھی اس روایت میں بڑھایا ہے کہ اپنی کمان اور ڈھال کے ساتھ سفر کرو۔ (الفقیہ، الروضہ، المحاسن)

۲۔ جناب برقی باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جنگجو چور کو قتل کر دو۔ اس سلسلہ میں تمہیں جو تکلیف پہنچے تو اسی کا خون میری گردن پر ہے۔ (المحاسن)

۳۔ جناب سید بن طاؤس بیان کرتے ہیں کہ کتاب عوارف المعارف کے مصنف کے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر کرتے تھے تو پانچ چیزوں کے ساتھ کرتے تھے: (۱) آئینہ، (۲) سرمہ کی سلائی، (۳) مہندی، (۴) مسواک، (۵) قینچی۔ (امان الاخطار، مصباح الزائر)

۴۔ جناب سید موصوف نے کتاب السعادات کے حوالہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سورۂ مائدہ، زخرف، جاثیہ، محمدؐ اور عبس وتولیٰ کا (بطور تعویذ) ہمراہ رکھنے کا استحباب نقل کیا ہے۔ (امان الاخطار)

۵۔ نیز موصوف ابن عقدہ کی کتاب الولایہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو بلا بھیجا اور ان کو عمامہ بندھوایا۔ (یہاں تک کہ فرمایا) جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی عربی کمان پر ٹیک لگائے کھڑے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ سب لوگوں کے آخر میں ایک شخص فارسی کمان لیے کھڑا ہے۔ فرمایا: اس کمان کا اٹھانے والا ملعون ہے۔ تم پر عربی کمان اور نیزہ لازم ہے کیونکہ خدا نے ان کے ساتھ تمہارے دین کی تائید کی ہے۔ اور انہی کے ذریعہ تمہیں شہروں میں تمکین دی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے آیت مبارکہ ﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ (کہ ان (کافروں) کے لیے جس قدر ہو سکتا ہے اپنی قوت مجتمع کرو) کی تفسیر میں فرمایا: تلوار اور ڈھال۔ (تفسیر عیاشی)

۷۔ نیز اسی کتاب میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی تفسیر تیر سے کی گئی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ مزید حدیثیں ذکر کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۴۴

تربت حسینیہؑ (خاکِ شفا) کا سفر میں ہمراہ رکھنا، اسے چومنا اور آنکھوں پر رکھ کر منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید بن طاؤس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا

کہ جس طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کی خاک ہر بیماری سے شفا کا باعث ہے۔ آیا اسی طرح ہر خوف و ہراس سے امن و امان کا باعث بھی ہے؟ فرمایا: ہاں جب تم میں سے کوئی شخص یہ چاہے کہ ہر خوف سے محفوظ و مامون ہو تو خاکِ شفا کی تسبیح لے اور اس پر شب خوابی والی دعا تین بار پڑھے۔ پھر اسے چومے اور آنکھوں پر رکھے اور یہ دعا پڑھے: ﴿اللّٰھم انی اسألک بحق ھذہ التربة، و بحق صاحبھا، و بحق جدہ و بحق أبیه، و بحق أمّه و أخیه، و بحق ولدہٖ الطّاھرین اجعلھا شفاء من کل داء، و أمانا من کل خوف، و حفظا من کل سوء﴾۔ پھر اسے جیب میں ڈال دے۔ فرمایا: اگر صبح کے وقت ایسا کرے گا تو شام تک خدا کی حفظ و امان میں رہے گا۔ اور اگر شام کو ایسا کرے گا تو صبح تک خدا کی حفظ و امان میں رہے گا۔

(امان الاخطار، مصباح الزائر)

۲۔ نیز سید موصوف فرماتے ہیں: مروی ہے کہ جس شخص کو بادشاہ وغیرہ سے خوف دامنگیر ہو اور وہ گھر سے نکلتے وقت بدستور سابق عمل کرے تو یہ عمل اس کے لیے حرز و امان بن جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الزیارات (باب ۷۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵
سفر میں عقیق اور فیروزہ کی انگوٹھی ہمراہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید بن طاؤوسؒ باسناد خود حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے ایک خادم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے طوس کی زیارت کی اجازت طلب کی۔ امام علیہ السلام نے (اجازت دیتے ہوئے) فرمایا: تیرے پاس عقیق زرد کی انگوٹھی ہونی چاہیئے جس کا نقش یہ ہو: ﴿ماشاء اللّٰہ لا قوۃ الا باللّٰہ استغفر اللّٰہ﴾ اور اس کی دوسری جانب لکھا ہو: ﴿محمدٌ و علیٌ﴾ کہ یہ ڈاکہ زنی سے امان، سلامتی کے لیے تام اور دین کی حفاظت کے لیے عام ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اور تمہارے پاس ایک اور انگوٹھی فیروزہ کی ہونی چاہیئے کیونکہ طوس اور نیشاپور کے درمیان تمہاری ایک ایسے شیر سے مڈبھیڑ ہو گی جو سدِ راہ ہو گا اور قافلے کو آگے بڑھنے سے روکے گا۔ جب اس کا سامنا ہو تو اسے یہ انگوٹھی دکھانا اور اس سے کہنا: میرے آقاؑ نے تجھے حکم دیا ہے کہ راستہ سے ہٹ جا۔ پھر فرمایا: اس کا نقش یہ ہو: ﴿اللّٰہ الملک﴾ اور دوسری جانب یہ لکھا ہو: ﴿الملک للّٰہ الواحد القھار﴾ کہ یہ حضرت امیر علیہ السلام کی انگوٹھی ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) امام علیہ السلام کی اس انگوٹھی کا نگینہ فیروزہ کا تھا اور یہ انگوٹھی

بالخصوص درندوں سے باعث امان ہے اور جنگوں میں فتح وظفر کا باعث ہے۔ تا آخر حدیث جس میں امام علیہ السلام کا معجزہ مذکور ہے۔ (الامان من اخطار والزیارہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے ملابس کے باب میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۶

مؤمن مسافر کی اعانت کرنا اور اپنے ساتھی کی خدمت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مؤمن مسافر کی اعانت و امداد کرے خداوند عالم اس سے تہتر قسم کے رنج وکرب کو دور کرتا ہے اور اسے دنیا وآخرت میں ہم وغم سے پناہ دیتا ہے اور اس (قیامت کے) دن اسے رنج وغم سے نجات دے گا جس دن لوگ اپنے سانسوں میں مشغول ہوں گے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ احمد بن عیسیٰ بن زید اپنے چچا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے (ناواقف) ساتھیوں کے ساتھ سفر کرتے تھے جو آپ کو نہیں پہچانتے تھے اور وہ ان سے شرط کرتے تھے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے کاموں میں ان کا خادم بن کر ان کی خدمت کریں گے۔ چنانچہ ایک بار آپؑ اسی طرح کچھ لوگوں کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ ایک شخص نے آپؑ کو دیکھ کر پہچان لیا۔ اس نے ان لوگوں سے کہا: کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔! کہا: یہ امام زین العابدین علیہ السلام ہیں۔ یہ سن کر وہ لوگ آپؑ کی طرف دوڑے اور آپؑ کے ہاتھ اور پاؤں چومنے لگے اور عرض کیا: فرزند رسولؐ! آپ ہمیں (جہنم کی) آگ کا ذائقہ چکھانا چاہتے ہیں؟ اگر ہمارے ہاتھ یا زبان سے آپؑ کے بارے میں کچھ گستاخی یا بے ادبی ہو جاتی تو کیا ہم ہمیشہ کے لیے ہلاک و برباد نہ ہو جاتے؟ بھلا آپؑ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ فرمایا: میں نے ایک بار ایسے لوگوں کے ہمراہ سفر کیا تھا جو مجھے پہچانتے تھے تو انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناطے سے میرا وہ اکرام و احترام کیا جس کا میں مستحق نہ تھا۔ تو مجھے اندیشہ دامنگیر ہوا کہ کہیں تم لوگ بھی ایسا نہ کرو۔ اس لیے مجھے اپنا آپ چھپانا زیادہ پسند آیا۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۵۲ میں اور باب ۳۴ از فعل معروف میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

حج وعمرہ کے لیے جانے والے آدمی کے لیے مستحب ہے کہ اپنے اہل وعیال اور مال ومنال میں کسی اچھے آدمی کو جانشین بنا جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود خالد قلانسی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج پر جاتے ہوئے کسی شخص کو اپنے اہل وعیال اور مال میں چھوڑ جائے تو اسے خود حاجی کے برابر اجر وثواب ملے گا۔گویا کہ اس نے (بذاتِ خود) حجر اسود کو بوسہ دیا ہے۔(المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الجہاد (باب ۳) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

آخر شب میں راستہ کے اوپر سونا، وادیوں کے اندر اترنا اور جائے قیام کے سلسلہ میں باہم اختلاف کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار، راستے کے اوپر اور وادیوں کے اندر آخر شب میں نہ سونا کیونکہ یہ مقامات درندوں کے چلنے کی جگہ ہیں اور سانپوں کی جائے پناہ ہیں۔(الفقیہ، المحاسن)

۲۔ جناب برقیؒ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تم عنقریب مختلف لوگوں کے ہمراہ سفر کرو گے۔تم ہرگز ان سے نہ کہنا کہ تم یہاں اترو اور وہاں نہ اترو۔کیونکہ خود ان لوگوں کے اندر ایسے لوگ موجود ہوں گے جو اس بات میں تمہاری کفایت کریں گے۔(المحاسن)

۳۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علی! جب سفر کرو تو وادیوں میں نہ اترنا کیونکہ یہ مقامات درندوں اور سانپوں کی جائے پناہ ہیں۔(ایضاً)

۴۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں سفر مکہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ جب بعض وادیوں کے پاس پہنچے تو امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ اس جگہ اترو۔ اور وادی میں داخل نہ ہونا۔ چنانچہ ہم نے وہاں رحل اقامت ڈالا۔ پس تھوڑی دیر گزری تھی کہ بادل کا ایک ٹکڑا ہم پر چھا گیا۔ اور پھر کھل کر برس پڑا۔ یہاں تک کہ وادی پانی سے بہنے لگی۔ اور جو لوگ اس میں تھے ان کو اذیت پہنچائی۔ (ایضاً)

باب ۴۹

مروت و مردانگی کی چند صفات کا تذکرہ اور سفر و حضر میں ان کو لازم پکڑنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں فتوت و مردانگی کا تذکرہ کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ فتوت فسق و فجور (اور دلیری سے گناہ و عصیان کرنے) کا نام ہے (نہیں بلکہ) فتوت یہ ہے کہ (۱) طعام ہر وقت رکھا ہوا ہو (جو آئے سو کھائے)۔ (۲) معروف اور عمدہ چیز کی بخشش حاضر ہو۔ (۳) ایذا رسانی سے اجتناب کیا جائے۔ لیکن وہ؟ (گناہ و عصیان؟) وہ تو فریب کاری اور فسق و فجور ہے۔ پھر فرمایا: تم بتاؤ کہ مروت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہم نہیں جانتے! فرمایا: بخدا مروت یہ ہے کہ آدمی اپنا دسترخوان اپنے گھر کے صحن میں رکھ دے (کہ ہر شخص بے روک ٹوک کھا سکے)۔ اور مروت دو قسم کی ہے: ایک وہ مروت جو حضر میں ہوتی ہے۔ دوسری وہ جو سفر میں ہوتی ہے۔ (پھر تفصیل بیان کرتے ہوئے) فرمایا: وہ مروت جو حضر میں ہوتی ہے وہ تین چیزیں ہیں: (۱) قرآن کی تلاوت کرنا۔ (۲) مساجد کو لازم پکڑنا۔ (۳) بھائیوں کی حاجت برآری کے لیے ان کے ساتھ چلنا۔ اور نعمت و ثروت کا اثر خادم پر ظاہر ہونا۔ تاکہ اسے دیکھ کر دوست خوش ہو۔ اور دشمن ذلیل ہو۔ اور وہ مروت جو سفر میں ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ (۱) زادِ سفر زیادہ ہو۔ (۲) اس کا عمدہ ہونا۔ (۳) اور اس کا اپنے ساتھیوں پر خرچ کرنا۔ (۴) رفیقوں سے علیٰحدگی کے بعد ان کے (مخفی) معاملات کو چھپانا۔ (۵) سوائے ان باتوں کے جو خدا کی ناراضی کا باعث ہوں۔ بکثرت ہنسی مذاق کرنا۔ پھر فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس نے میرے جد نامدار کو حق کے ساتھ مبعوث برسالت کیا ہے خداوند عالم بندہ کو اس کی مروت کے مطابق روزی دیتا ہے اور اعانت بقدر خرچ نازل ہوتی ہے اور بلا و مصیبت کی شدت کے مطابق صبر نازل ہوتا ہے۔ (الفقیہ، معانی الاخبار)

۲۔ فرماتے ہیں، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ مروت نہیں ہے کہ آدمی سفر کی حالت میں جو اچھائی یا برائی دیکھے تو لوگ اس کی باتیں کریں۔ (الفقیہ، الامالی للصدوق ولابن الشیخ الطوسیؒ، المحاسن)

۳۔ شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود ابو قتادہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے معلی بن خنیس سے فرمایا: تجھ پر لازم ہے کہ سخاوت اور حسن اخلاق کا دامن تھامو۔ کیونکہ یہ دونوں صفتیں انسان کو اس طرح زینت دیتی ہیں جس طرح ہار کے بیچ کا جوہر ہار کو زینت دیتا ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۴۔ نیز اسی سلسلۂ سند سے ابو قتادہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے داؤد بن سرحان سے فرمایا کہ مکارم الاخلاق کی مختلف خصلتیں دوسری بعض سے مقید ہیں جنہیں خداوند عالم تقسیم کرتا ہے چنانچہ باپ میں بعض خصلتیں ہوتی ہیں اور اس کے بیٹے میں نہیں ہوتیں۔ یا غلام میں ہوتی ہیں اور اس کے سردار میں نہیں ہوتیں (اور وہ یہ ہیں): سچ بولنا، لوگوں سے سچی بات کہنا، سائل کو عطا کرنا، احسان کی جزاء احسان سے دینا، امانت کو ادا کرنا، صلۂ رحمی کرنا، پڑوسی اور ساتھی سے محبت کرنا، مہمان نوازی کرنا اور ان تمام خصلتوں کی سردار خصلت شرم وحیاء ہے۔ (الرضا)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن عثمان تمیمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام اپنے اصحاب پر برآمد ہوئے جبکہ وہ مروت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ فرمایا: تم کتاب خدا سے کیوں غافل ہو؟ (اس سلسلہ میں اس کی طرف کیوں رجوع نہیں کرتے؟) عرض کیا: اس کے کس مقام پر اس کا تذکرہ ہے؟ فرمایا: خدا کے اس ارشاد میں ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ﴾ (کہ خدا عدل واحسان کا حکم دیتا ہے)۔ فرمایا: پس عدل تو انصاف ہے اور احسان فضل ہے۔ (معانی الاخبار)

۶۔ عبدالرحمٰن مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے مروت کا مطلب پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: مروت یہ ہے کہ آدمی دین میں بخیل ہو۔ (اسے ضائع نہ کرے)، اپنے مال کی اصلاح کرے اور حقوق (شرعیہ) کو ادا کرے۔ (ایضاً)

۷۔ دوسری روایت میں معاویہ بن وضب سے منقول ہے کہ ایک بار حضرت امام حسن علیہ السلام معاویہ کے دربار میں موجود تھے کہ معاویہ نے آپؑ سے مروت کا مطلب دریافت کیا۔ فرمایا: آدمی اپنے دین کی حفاظت کرے، اپنی جائیداد کی اصلاح کرے، کسی سے جھگڑا کرے تو احسن طریقہ پر، سلام کو عام کرے، کلام کو نرم کرے۔ (لوگوں سے) اذیت کو روکے۔ اور (ایسے کام کرے کہ) لوگوں کا محبوب بنے۔ (ایضاً)

۸۔ حارث اعور (ہمدانی) بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے بیٹے جناب امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: بیٹا! مروت کیا ہے؟ عرض کیا: عفت (بطن وفرج) اور مال کی اصلاح۔ (ایضاً)

۹۔ علی بن حفص ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ مروت

کیا ہے؟ فرمایا: دین میں عفیف (پاکدامن) ہونا، معیشت میں ٹھیک اندازہ کرنا (میانہ روی سے کام لینا) اور مصیبت پر صبر کرنا۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابان بن تغلب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: مروت مال کی اصلاح کرنے کا نام ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ عبداللہ بن حماد انصاری مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: آدمی کا اپنی جائیداد کی دیکھ بھال کرنا بھی مروت میں سے ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ ھیثم بن عبداللہ نہدی اپنے باپ (عبداللہ) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مروت دو قسم کی ہے۔ ایک سفر میں اور دوسری حضر میں۔ (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) وہ مروت جو حضر میں ہے وہ یہ ہے: قرآن کی تلاوت کرنا، مسجدوں میں حاضر ہونا (اور ان کو آباد کرنا)، نیکوں کی صحبت اختیار کرنا (اور خدا کی خاطر ان سے دوستی کرنا)، فقہ پر نگاہ کرنا۔ اور جو مروت سفر میں ہے وہ یہ ہے: زادِ سفر کا خرچ کرنا، جو چیزیں خدا کو ناراض نہ کریں ان میں مزاح کرنا، ساتھیوں سے اختلاف کم کرنا (بلکہ ان سے حسن اخلاق سے پیش آنا) اور ان سے جدائی کے بعد ان کے بارے میں (ان کے خلاف) حکایتیں بیان کرنا ترک کرنا۔ (ایضاً)

۱۳۔ حماد بن عیسیٰ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیرؑ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ سے فرمایا: بیٹا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان آدمی کی مروت دو قسم کی ہے: ایک مروت حضر میں اور دوسری سفر میں۔ پس جو مروت حضر میں ہے وہ یہ ہے کہ آدمی قرآن کی تلاوت کرے، علماء کی ہمنشینی اختیار کرے، فقہ پر نظر کرے، نماز باجماعت پڑھنے پر محافظت و مداومت کرے، اور جو مروت سفر میں ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنا زادِ سفر (ساتھیوں پر) صرف کرے، ساتھیوں سے اختلاف کم کرے، ہر نشیب و فراز اور ہر اترتے، چلتے اور اٹھتے بیٹھتے وقت بکثرت ذکر خدا کرے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۵۲ و ۵۵ و ۶۴ و ۶۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵۰

جب کسی درندہ کا خوف دامن گیر ہو تو خدا سے پناہ مانگنا اور منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص (اثناءِ سفر میں) کسی ایسی منزل میں

اترے جہاں کسی درندے کا خطرہ ہو تو یہ دعا پڑھے: ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ سَبُعٍ﴾ تو خدا اسے اس کے اس منزل سے کوچ کرنے تک اس درندہ کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

(الفقیہ، المحاسن)

باب ۵۱

چلنے میں تیز رفتاری سے کام لینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ بن طلحہ نہدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چلو اور تیز چلو یہ تمہارے لیے آسائش کا باعث ہے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ پاپیادہ چلنے والے کچھ لوگوں سے اثناء راہ میں ملے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راہ چلنے کی تکلیف کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تیز روی سے مدد طلب کرو۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کچھ پیادہ لوگوں نے حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں تھکاوٹ کی شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تیز روی کو لازم پکڑو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ تو ان کی تھکاوٹ دور ہوگئی۔ گویا کہ ان کے پاؤں کی رسی کھول دی گئی۔ (المحاسن)

۴۔ عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ واقعہ اسی طرح نقل کیا ہے مگر اس کے الفاظ یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تیز رفتاری کو لازم پکڑو کہ یہ تھکاوٹ کو دور کرتی ہے اور راستہ کو طئے کرتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابراہیم بن ابو یحییٰ مدینی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (اور دوسری روایت میں ابو اسحاق مکی سے) روایت کرتے ہیں کہ (سفر حج میں) حضرت رسول خداؐ بمقام کراع الغمیم کچھ پاپیادہ چلنے والے لوگوں سے ملے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعاءِ خیر کی استدعا کی۔ آپؐ نے فرمایا: ﴿اللّٰهم اعطهم اجرهم و قوّهم﴾۔ پھر فرمایا: تیز رفتاری اور صبح سویرے جب کچھ اندھیرا باقی ہو چلنے کو لازم سمجھو۔ کیونکہ رات کے وقت زمین لپیٹی جاتی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ایک حدیث بیان کی جائے گی کہ جس میں وارد ہے کہ تیز رفتاری مؤمن کی رونق کو ختم کر دیتی ہے تو وہ بہت زیادہ تیز رفتاری پر محمول ہے۔ کیونکہ معمولی تیز رفتاری سے ایسا نہیں ہوتا یا اسے سفر یا تھکاوٹ کے بغیر تیز چلنے پر محمول کیا جائے گا۔ (ورنہ اس حالت میں درست ہے)۔

باب ۵۲

ان چند آداب کا بیان جو مسافر کے لیے مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱و۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا: بیٹا! جب کسی قوم کے ہمراہ سفر کرو تو اپنے اور ان کے معاملات میں ان سے بکثرت مشورہ کرو۔ اور ان کے روبرو بکثرت تبسم کرو اور اپنے زاد کو ان پر صرف کرنے میں جود و کرم کا مظاہرہ کرو۔ جب وہ تجھے بلائیں تو لبیک کہو۔ اور اگر تم سے مدد طلب کریں تو ان کی امداد کرو۔ اور طویل خاموشی کو عمل میں لاؤ۔ اور بکثرت نماز پڑھو۔ اور جو کچھ از قسم سواری، پانی اور زادِ سفر تمہارے پاس ہے اس کے صرف کرنے میں سخاوت سے کام لو اور جب تم سے کسی حق بات میں گواہی طلب کریں تو ان کے حق میں گواہی دو۔ اور جب تم سے مشورہ طلب کریں تو امکان بھر ان کو صحیح رائے دو۔ پھر کسی امر میں اس وقت تک عزم بالجزم نہ کرو جب تک اس کے تمام پہلوؤں پر اچھی طرح غور وفکر نہ کر لو اور کسی طلب کردہ مشورہ میں اس وقت تک جواب نہ دو۔ جب تک اٹھتے بیٹھتے، کھاتے (پیتے) اور نماز پڑھتے وقت اپنی عقل وفکر سے اچھی طرح غور وفکر نہ کر لو۔ کیونکہ جب کوئی شخص مشورہ طلب کرنے والے کو خالص نصیحت نہ کرے تو خدا اس سے اس کی رائے سلب کر لیتا ہے۔ اور امانت (عقل) اس سے چھین لیتا ہے اور جب اپنے ساتھیوں کو دیکھو کہ وہ چل رہے ہیں تو ان کے ساتھ چلو اور جب کوئی کام کر رہے ہوں تو تم بھی کام کرو۔ اور جب وہ صدقہ دیں اور قرضہ دیں تو تم بھی دو۔ اور جو شخص سن وسال میں تم سے بڑا ہے اس کی بات سنو۔ اور جب تمہیں کسی بات کا حکم دیں یا تم سے کچھ طلب کریں تو۔ ہاں کرو۔ نہ نہ کرو۔ کیونکہ نہ کرنا کمینگی ہے۔ اور جب راستہ کے سلسلہ میں متحیر ہو تو وہیں رحل اقامت ڈال دو۔ اور جب شک کرو تو رک جاؤ اور ایک دوسرے سے مشورہ کرو اور جب کوئی اکیلا شخص دیکھو تو اس سے اپنا راستہ نہ پوچھو کیونکہ جنگل میں اکیلا شخص مشکوک ہوتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ چوروں کا جاسوس ہو۔ یا وہ شیطان ہو جس نے تمہیں سرگردان کیا ہو۔ اور دو شخصوں سے بھی ڈرو۔ مگر یہ کہ تم وہ (سچائی کے وہ آثار) دیکھو جو میں نہیں دیکھ رہا۔ کیونکہ عقلمند جب اپنی آنکھوں سے کچھ دیکھتا ہے تو وہ حق کو (باطل سے) تمیز کر لیتا ہے۔ اور حاضر وہ کچھ دیکھتا ہے۔

جو غائب نہیں دیکھتا۔ اے بیٹا! جب نماز کا وقت داخل ہو جائے تو اسے کسی چیز کی خاطر موخر نہ کرو۔ اور اس سے فارغ ہو جاؤ کیونکہ وہ دین ہے اور نماز بھی باجماعت پڑھو اگرچہ نوکِ نیزہ پر ہو۔ اپنی سواری پر مت سوؤ کیونکہ اس سے اس کی پیٹھ پر جلدی زخم ہو جاتا ہے۔ اور یہ داناؤں کا طریقہ کار نہیں ہے۔ مگر یہ کہ تمہارے محمل میں اس قدر وسعت ہو کہ تم اپنے جوڑوں کو چھوڑ سکو۔ اور جب منزل کے قریب پہنچو تو سواری سے اتر آؤ۔ اپنی غذا کا انتظام کرنے سے پہلے اپنی سواری کے چارہ کا اہتمام کرو۔ کیونکہ وہ بمنزلہ تمہاری جان کے ہے اور جب کہیں اترنا چاہو تو اس جگہ پر اترو جس کا رنگ سب سے بہتر، جس کی مٹی سب سے زیادہ نرم ہو، اور جہاں گھاس سب سے زیادہ ہو۔ اور جب اترو تو پہلے دو رکعت نماز پڑھو۔ اور اس زمین سے الوداع کرو۔ جہاں اترے ہو اور اس پر اور اس کے ساکنوں پر سلام کرو کیونکہ زمین کے ہر ہر بقعہ کے فرشتوں میں سے کچھ اہل (ساکن) ہوتے ہیں۔ اور اگر ممکن ہو تو جب بھی کھانا کھاؤ تو پہلے اس سے کچھ صدقہ دو اور جب تک سواری پر سوار ہو تو جس قدر ممکن ہو کتاب خدا کی تلاوت کرتے رہو اور جب تک کام کرتے رہو خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے رہو اور جب فارغ ہو تو دعا و پکار کرتے رہو اور رات کے ابتدائی حصہ میں چلنے سے اجتناب کرو۔ ہاں اس کے آخری حصہ میں سفر کرو۔ اور خبردار چلتے وقت آواز بہت اونچی نہ کرو۔ (الفقیہ)

حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو اسی طرح نقل کیا ہے۔ ہاں انہوں نے اس کے آخری الفاظ کو اس طرح نقل کیا ہے: اوائل شب میں سفر کرنے سے اجتناب کر۔ اور تم پر کچھ اندھیرے میں آدھی رات کے بعد آخر شب تک سفر کرنا لازم ہے۔ (الروضۃ، کذا فی المحاسن و امان الاخطار)

باب ۵۴

جو شخص راستہ بھول جائے اس کے لیے قدرے دائیں طرف چلنا مستحب ہے اور یہ کہ (خشکی میں) پکارے: ﴿یا صالح ارشدونا﴾ اور سمندر میں پکارے: ﴿یا حمزہ﴾

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب راستہ گم ہو جائے تو دائیں طرف چلو۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب راستہ گم ہو جائے تو پکارو: ﴿یا صالح﴾ (یا کہو) ﴿يَا اَبَا صَالِحٍ اَرْشِدُوْنَا اِلَى الطَّرِيْقِ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ﴾۔ (ایضاً)

۳۔ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ خشکی میں صالح نامی (جن) اور تری میں حمزہ نامی (جن) مؤکل ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: تم میں سے جو شخص سفر میں گم ہو جائے یا اپنی جان کا خطرہ محسوس کرے تو پکارے: ﴿یا صالح اغثنی﴾ کیونکہ تمہارے جن بھائیوں میں سے ایک جن ہے جس کا نام صالح ہے۔ جو تمہاری خاطر شہروں میں چکر لگاتا رہتا ہے۔ پس جب وہ کسی کی آواز سنتا ہے تو لبیک کہتا ہے، راہ گم کردہ کی راہنمائی کرتا ہے اور اس کی سواری کو روکتا ہے۔ (الخصال)

باب ۵۴

منزل کو جھانکتے وقت یا اترتے وقت منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو جو وصیت فرمائی تھی اس میں یہ بھی تھا: یا علیؑ! جب کسی شہر یا بستی میں قیام کرنا چاہو تو جب اس پر نگاہ پڑے تو یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَهَا وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنَا اِلٰی اَهْلِهَا وَ حَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اِلَیْنَا﴾۔ (الفقیہ)

۲۔ فرماتے ہیں: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! جب کسی منزل پر اترو تو یہ پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبَارَکًا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ﴾ اس طرح اس منزل کی خیر و خوبی تمہیں نصیب ہوگی اور اس کا شر و ضرر تم سے دور ہوگا۔ (الفقیہ، المحاسن)

۳۔ جناب برقیؒ نے باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے وہی پہلی دعا نقل کی ہے مگر اس کے اس فقرہ ﴿و اعوذ بک من شرھا﴾ کے بعد یہ اضافہ ہے: ﴿اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْنَا مِنْ جَنَاهَا وَ اَعِذْنَا مِنْ وَبَاهَا، وَ حَبِّبْنَا اِلٰی اَهْلِهَا﴾۔ (المحاسن)

۴۔ علی بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جب سفر کرتے ہوئے اس بستی میں داخل ہونے لگو جہاں جانے کا ارادہ ہے تو جب اس پر جھانکو اور اس پر نظر پڑے تو اس وقت یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَ رَبَّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقَلَّتْ وَ رَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَتْ، وَ رَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ، اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَ خَیْرِ مَا فِیْهَا، وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِیْهَا﴾۔ (ایضاً)

باب ۵۵

جب حج وعمرہ کرنے والے آئیں تو ان پر سلام کرنے میں جلدی کرنا اور ان کی تعظیم وتکریم کرنا، ان سے مصافحہ کرنا، معانقہ کرنا، ان کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ دینا اور ان کے مونہوں اور آنکھوں پر بوسہ دینا اور ان کو مبارکباد پیش کرنا اور ان کے حق میں دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان جعفری اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے جب لوگ حج وعمرہ کر کے واپس آئیں تو قبل اس سے کہ وہ گناہ سے آلودہ ہوں ان پر سلام کرنے اور ان سے مصافحہ کرنے میں جلدی کرو۔(الفروع، الفقیہ)

۲۔ علی بن عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے حج نہ کرنے والا گروہ! حاجیوں کو خوش آمدید کہو، ان سے مصافحہ کرو اور ان کی تعظیم کرو۔ کیونکہ ایسا کرنا تم پر واجب ہے (سنت مؤکدہ ہے)۔ ایسا کرنے سے تم ان کے ساتھ اجر وثواب میں شریک ہو گے۔(الفروع، المحاسن، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حج وعمرہ کرنے والے کی تعظیم و توقیر کرو۔ کیونکہ یہ تم پر واجب ہے۔(الفقیہ)

۴۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی مکہ سے (حج یا عمرہ کر کے) واپس آتا تھا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے فرماتے تھے: ﴿قبل اللہ منک و اخلف علیک نفقتک و غفر ذنبک﴾ (خدا تیرا عمل قبول کرے، تیرے خرچہ کا خدا تجھے بدل دے اور تیرے گناہ معاف کرے)۔

(الفقیہ، المحاسن)

۵۔ ابوالحسین اسدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص گرد آلود حاجی سے بغلگیر ہو تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے حجر اسود کو بوسہ دیا ہے۔(الفقیہ)

۶۔ محمد بن ابی حمزہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی حاجی سے ملاقات کرے اور اس سے مصافحہ کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے حجر اسود کو بوسہ دیا ہے۔(الامالی، ثواب الاعمال)

۷۔ حضرت علی علیہ السلام نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: جب تمہارا بھائی (حج یا عمرہ کر کے) مکہ سے آئے تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان اور اس کے اس منہ پر بوسہ دو جس سے اس نے اس حجر اسود کو بوسہ دیا ہے جس کو حضرت رسول

خدا ﷺ نے بوسہ دیا ہے اور اس کی اس آنکھ کو بوسہ دو جس سے اس نے خانۂ خدا کی زیارت کی ہے اور اس کی جائے سجدہ (پیشانی) کو بوسہ دو اور اسے مبارکباد پیش کرتے ہوئے یہ دعا دو: ﴿قَبِلَ اللّٰهُ نُسُكَكَ وَ رَحِمَ سَعْيَكَ وَ اَخْلَفَ عَلَيْكَ نَفَقَتَكَ وَلَا جَعَلَكَ آخِرَ عَهْدِهِ بِبَيْتِهِ الْحَرَامِ﴾ (خدا تیرے اعمال قبول فرمائے، تیری سعی و کاوش پر رحم فرمائے اور تیرے اخراجات کا بدل دے۔ اور تیری اس حج کو آخری حج نہ بنائے)۔ (الخصال)

۸۔ جناب برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن محمد حجال سے اور وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں فرمایا: جب تک حاجی گناہ نہ کرے اس کا نور برابر برقرار رہتا ہے۔ (المحاسن)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالوہاب بن صباح سے اور وہ اپنے باپ (صباح) سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا خادم صدقہ احدب نامی مکہ سے واپس آیا تو جناب مسلم اس سے ملے اور یہ دعا دی: ﴿الحمد لله الذی یسّر سبیلک، و هدی دلیلک، و اقدمک بحال عافیة، و قد قضی الحج و اعان علی السعة، فقبل الله منک، و اخلف علیک نفقتک، و جعلها حجة مبرورة، و لذنوبک طهوراً﴾ جب یہ بات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک پہنچی تو انہوں نے مسلم سے فرمایا: تو نے صدقہ کو کیا دعا دی تو مسلم نے اس دعا کا اعادہ کیا۔ امام علیہ السلام نے پوچھا: تجھے یہ دعا کس نے تعلیم دی ہے؟ عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میرے آقا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے! فرمایا: تو نے بڑی اچھی دعا سیکھی ہے۔ جب اپنے کسی ایمانی بھائی سے ملو تو یونہی کہو کیونکہ ہر ہدایت یافتہ نے ہم سے ہی ہدایت پائی ہے۔ اور جب دوسرے لوگوں سے ملو تو ان سے وہ کہو جو وہ خود کہتے ہیں۔ (التہذیب، کذا فی السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳۲ و باب ۲۶ و ۱۳۳ از احکام عشرت میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶

آدمی کے لیے مستحب ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرے تو اپنے برادرانِ ایمانی کو اطلاع دے اور پیشگی اطلاع کے بغیر مسافر کے لیے (اچانک) رات کے وقت اپنے اہل و عیال کے پاس آنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان پر لازم ہے کہ جب سفر کرنا چاہے تو اپنے (دینی) بھائیوں کو اطلاع دے۔ اور اس کے (دینی)

بھائیوں پر لازم ہے کہ جب وہ سفر سے آئے تو وہ اس کے پاس (ملاقات کے لیے) آئیں۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسولِ خدا ﷺ نے آدمی کو جب وہ سفر سے آئے تو رات کے وقت (اچانک) گھر میں داخل ہونے کی ممانعت فرمائی ہے۔ جب تک ان کو (پہلے) اطلاع نہ دو۔ (الفقیہ، المحاسن)

۳۔ جناب حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے رات کے وقت (اچانک اپنی) عورتوں کے پاس جانے کی ممانعت فرمائی۔ ان کا بیان ہے کہ (اس نہی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے) دو آدمی اس طرح رات کے وقت اچانک اپنے گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنی عورتوں کے معاملہ میں وہ کچھ دیکھا جسے وہ ناپسند کرتے تھے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۶۵ از باب النکاح میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۷

جلاّلہ (فضلہ خور) اونٹ پر سوار ہو کر حج وعمرہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فضلہ خور اونٹوں پر حج وعمرہ کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

باب ۵۸

(جب مقصد سفر پورا ہو جائے تو) مسافر کے لیے جلدی واپس آنا مستحب ہے۔ اور حاجیوں سے سبقت لے جانا اور دو دو منزلوں کو ایک منزل بنانا مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ زمین قحط زدہ ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ معصوم علیہ السلام نے فرمایا: سفر عذاب کا ٹکڑا ہوتا ہے لہٰذا جب تم اپنا سفر پورا کر چکو تو جلدی اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ آؤ۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ ایوب بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے ولید بن صبیح کو سنا کہ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کر رہے تھے کہ ابوحنیفہ (سائق) نے ذی الحجہ کا چاند قادسیہ میں دیکھا اور پھر اس قدر تیز چلا کہ (نویں کو) عرفات میں ہمارے پاس موجود تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ اس کی کوئی نماز نہیں

ہے۔(ایضاً)

۳۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سیر المنازل زادِ سفر کو ختم کر دیتی ہے، اخلاق کو برا بناتی ہے اور کپڑوں کو کہنہ کرتی ہے۔ اس سیر المنازل سے مراد اٹھارہ میل چلنا ہے۔(ایضاً)

۴۔ سکونی باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نرم روی کو پسند کرتا ہے اور اس پر اعانت بھی کرتا ہے۔ پس جب تم لاغر سواریوں پر سوار ہو تو ان کو ان کی منازل پر اتارو۔ پس اگر زمین خشک سالی کا شکار ہے تو جلدی جلدی آگے بڑھ جاؤ۔ اور اگر ایسی نہیں ہے بلکہ سرسبز و شاداب ہے تو پھر منازل پر اتارو۔(ایضاً)

۵۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر زمین سرسبز و شاداب ہو تو آرام وسکون سے چلو اور اگر زمین خشک سالی کا شکار ہو تو پھر جلدی چلو۔(ایضاً)

۶۔ جناب کشی اپنے رجال میں باسناد خود عمرو بن عثمان سے، وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار قنبر حضرت امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ سائق الحاج (حاجیوں کے قافلے لے جانے والا) آیا ہے! امامؑ نے (بددعا کرتے ہوئے) فرمایا: خدا اس کا گھر قریب نہ کرے۔ یہ خاسر الحاج ہے (حاجیوں کو نقصان پہنچانے والا ہے)۔ جو (تیز ہانک کر) حیوان کو تھکاتا ہے اور کوے کی مانند نماز کو ٹھونگے مارتا ہے اسے دھتکار دو۔(رجال کشی)

۷۔ عبداللہ بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ابوحنیفہ سائق الحاج کا تذکرہ کیا گیا اور یہ کہ وہ چودہ (میل) چلتا ہے۔ امامؑ نے فرمایا: اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔(ایضاً)

باب ۵۹

سفر پر نکلتے وقت عمامہ باندھنا اور اس کی تحت الحنک رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: جو تحت الحنک کے ساتھ عمامہ باندھ کر گھر سے سفر پر روانہ ہو میں اس کے لیے تین چیزوں کا ضامن ہوں۔ نہ اس کی چوری ہوگی، نہ پانی میں غرق ہوگا اور نہ آگ میں جلے گا۔(الفقیہ، ثواب الاعمال، المحاسن)

۲۔ علی بن رئاب ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عمامہ باندھ کر سفر پر روانہ ہو میں اس کی بسلامت واپسی کا ضامن ہوں۔(ثواب الاعمال)

۴۔ جناب سید ابن طاؤسؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے نانا جناب ورام بن ابوفراس کے خط کے ساتھ دیکھا کہ انہوں نے باسنادخود محمد بن ابونصر بزنطی سے اور انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی سنیچر کے دن سفید رنگ کا عمامہ تحت الحنک کے ساتھ باندھ کر اپنے گھر سے نکلے تو اگر وہ پہاڑ سے بھی ٹکر لے تو اسے بھی اپنی جگہ سے ہٹا دے گا۔ (امان الاخطار)

باب ۶۰

جب سمندر طغیانی کی حالت میں ہو تو اس کا سفر مکروہ ہے۔
ہاں کاروبار کی غرض سے اس کا سفر کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے پدر بزرگوار کاروبار کی غرض سے سمندر میں داخل ہونے کو ناپسند کرتے تھے۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا طغیانی کی حالت میں سمندر کا سفر کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: آدمی اپنے دین کو ضرر نہ پہنچائے (دوسرے نسخہ کے مطابق فرمایا: اپنے دین کو دھوکہ نہ دے)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے سمندر کی طغیانی کی حالت میں اس کا سفر کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز فرمایا: جو شخص سمندر کا سفر کرتا ہے وہ عمدہ طلب (رزق) نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابن فضال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حسن بن جہم نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ابن اسباط کے لیے سوال کیا کہ آپ علیہ السلام کیا فرماتے ہیں وہ کسی شخص کی طرف جانا چاہے تو خشکی کے راستہ کا سفر کرے یا سمندری؟ فرمایا: خشکی کے راستہ سے!............ (یہاں تک کہ) حسن نے کہا: خشکی مجھے زیادہ پسند ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اور مجھے بھی خشکی زیادہ پسند ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد کچھ حدیثیں کتاب التجارہ (باب ۶۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۱

جو شخص سمندر کا سفر کرے اس کے لیے منقولہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا: جب

خداوند عالم تمہارے لیے سمندر کے سفر کا فیصلہ کرے تو وہ کلمات پڑھ جو خدا نے فرمائے ہیں: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّىْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور اگر سمندر میں ہیجان پیدا ہو تو تُو اپنی دائیں جانب پر ٹیک لگا اور یہ کہہ: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ اُسْكُنْ بِسَكِيْنَةِ اللّٰهِ وَ قَرِّ بِقَرَارِ اللّٰهِ وَ اهْدَءْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب الاستخارات (باب ۱مں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶۲

آدمی کا اپنے مہمان کے کوچ کرنے میں اس کی مدد کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب ابن ادریس حلیؒ ابوعبداللہ سیاری کی کتاب سے نقل کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں کچھ مہمان آئے اور جب جانا چاہا تو آپ کے غلام (ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر) بیٹھ گئے۔ انہوں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! اگر آپ ان (غلاموں) کو حکم دیتے تو وہ ہمارے کوچ کرنے میں ہماری امداد کرتے! فرمایا: جب تم ہم سے کوچ کر رہے ہو تو میں ان کو نہیں کہتا۔ (السرائر)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حریز بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار جھینہ کے کچھ لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام علیہ السلام نے ان کی مہمان نوازی فرمائی۔ جب انہوں نے کوچ کرنا چاہا تو ان کو زادِ سفر عطا کیا اور بہت کچھ عطا فرمایا۔ پھر اپنے شتربان سے فرمایا: ان سے علیحدہ ہو جاؤ اور رحلت میں ان کی امداد نہ کرو۔ جب وہ فارغ ہو کر الوداع کے لیے حاضر ہوئے تو عرض کیا: فرزند رسولؐ! آپ نے ہماری بہترین مہمان نوازی فرمائی۔ پھر اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ ہماری مدد نہ کریں؟ (یہ کیوں؟) فرمایا: ہم ایک خانوادہ ہیں جو اپنے مہمانوں کی ان کے کوچ کرنے پر امداد نہیں کرتے (بلکہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے ہاں قیام پذیر رہیں)۔ (امالی)

باب ۶۳

(زیادہ تیز) چلنا اور چلتے وقت ہاتھ پھیلا کر متکبرانہ چال چلنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (بہت) تیز تیز چلنا مومن کی رونق کو لے جاتا ہے۔ (الخصال)

۲۔ عمرو بن جمیع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھے میرے والدؑ نے حدیث بیان کی ہے اور انہوں نے اپنے اب وجد سے اور انہوں نے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کی ہے، فرمایا: جب میری امت ''مطیطا'' کی چال چلے گی اور فارس وروم ان کے خدمت گزار ہوں گے تو ان کے درمیان خانہ جنگیاں ہوں گی۔ ''مطیطا'' کی چال سے مراد ہاتھ پھیلا کر متکبرانہ چال چلنا ہے۔ (معانی الاخبار)

باب ۶۴

(اگر کوئی شخص سفر میں بیمار ہو جائے تو اس کے) رفیقوں کے لیے تین دن تک اس کے پاس قیام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود چند اصحاب سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ امام (جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا: مسافر کا اپنے ساتھیوں پر یہ حق ہے کہ جب وہ بیمار ہو جائے تو وہ تین دن تک اس کے پاس قیام کریں۔ (الخصال، المحاسن)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم سفر میں ہو اور تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو جائے تو تم اس کے پاس تین دن تک قیام کرو۔ (قرب الاسناد)

باب ۶۵

آدمی جس راستہ سے جائے مستحب یہ ہے کہ واپسی پر دوسرے راستہ سے آئے۔ خصوصاً عرفات سے منیٰ جاتے وقت۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ہمام حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ جب منیٰ (سے عرفات جا رہے تھے) تو براستہ ''ضب'' تشریف لے گئے اور واپسی پر براستہ ''مازمین'' تشریف لے گئے اور آپ کا دستور یہ تھا کہ جب کسی راستہ سے جاتے تھے تو دوسرے راستہ سے لوٹتے تھے۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (نماز عید، باب ۳۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آداب التجارہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۶

سوار کا پا پیادہ سے یہ کہنا کہ راستہ؟ (دے) کا کیا حکم ہے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ بات حق میں سے ہے کہ سوار پیدل سے کہے: راستہ (دے)۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوسرے نسخہ میں یوں ہے کہ یہ بات ظلم و جور میں سے ہے کہ سوار پیدل سے کہے کہ راستہ! (دے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پہلے نسخہ کی بنا پر معنٰی یہ ہوں گے کہ سوار کو چاہیئے کہ پیدل کو ڈرائے تا کہ وہ راستہ سے ہٹ جائے تا کہ اسے (سواری کی وجہ سے) کوئی ضرر و زیاں نہ پہنچ جائے۔ اور دوسرے نسخہ کے مطابق معنٰی یہ ہوں گے کہ سوار کو نہیں چاہیئے کہ پیدل کو راستہ چھوڑنے کی زحمت دے۔ بلکہ خود کنارہ کشی کر کے گزر جائے۔

باب ۶۷

مسافر جب واپس آئے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ کوئی تحفہ اپنے گھر والوں کے لیے لائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ مفسر قرآن عیاشیؒ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی سفر کرے اور جب واپس آنے لگے تو حسب توفیق اپنے اہل و عیال کے لیے کچھ تحفہ ضرور لائے اگرچہ پتھر ہی ہو۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ جب تنگ دل ہوتے تو اپنی قوم کے پاس جاتے۔ چنانچہ ایک بار دل تنگ ہوئے اور اپنی قوم کے پاس تشریف لے گئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ان کو دل تنگ دیکھا تو جس طرح گئے تھے ویسے واپس آ گئے۔ جب آگے گھر کے قریب پہنچے تو گدھے سے نیچے اترے۔ اور اپنی خرجین کو ریت سے بھر لیا تا کہ جناب سارہؑ کی روح کو تسکین دے سکیں۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو خرجین کو گدھے سے اتارا۔ اور نماز شروع کر دی۔ جناب سارہؑ آئیں اور خرجین کھولی تو دیکھا کہ وہ آٹے سے پُر ہے۔ تو اسے گوندھا اور اس کی روٹیاں پکائیں۔ پھر جناب ابراہیمؑ سے کہا: جلد نماز ختم کریں اور روٹی کھائیں۔ پوچھا: کہاں سے پکائی؟ کہا: اسی آٹے سے جو آپؑ کی خرجین میں تھا؟ یہ سن کر جناب ابراہیمؑ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو واقعاً خلیل ہے۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۶۸

سیر وتفریح اور شکار کے لیے باہر نکلنا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابومحمود سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: میں ایک بار سیر وتفریح کے لیے نکلا۔ اور غلام نمک (ہمراہ لے جانا) بھول گئے۔ پس انہوں نے ہمارے لیے بکری ذبح کی۔ (الفروع)

۲۔ عمرو بن حریث بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ اپنے بھائی عبداللہ بن محمد کے مکان میں قیام پذیر تھے۔ میں نے عرض کیا: (مولاؑ!) آپؑ نے یہاں نقل مکانی کیوں کی؟ فرمایا: سیر وتفریح کے لیے۔ (ایضاً والمحاسن)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص شقرے، باز اور (شکاری) کتے لے کر دو تین راتوں کے لیے گھر سے نکلتا ہے تاکہ تفریح کرے آیا وہ نماز قصر کرے یا پوری پڑھے؟ فرمایا: اس کا سفر لہوی ہے لہٰذا نماز قصر نہ کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس دوسرے حکم (لہوی سفر) پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے نماز مسافر (باب ۱۹ میں) گزر چکی ہیں۔

سفر وغیرہ میں (سواری اور بار برداری کے) حیوانات کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ترپن (۵۳) باب ہیں)

باب ۱

نصرتِ حق اور قضاء حوائج کے لیے حیوانات رکھنا، اور (گھر میں) باندھنا مستحب ہے اور ان کے خرچہ کے خوف سے ان کا نہ رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سواری کا جانور رکھو کیونکہ وہ باعث زیب و زینت ہے۔ اور اس پر (سوار ہو کر) حاجت برآری کی جاتی ہے اور اس کی روزی خدا کے ذمہ[۱] ہے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن رئاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے (مجھ سے) فرمایا: سواری کا جانور خرید لو۔ اس کا فائدہ تمہارے لیے ہے اور اس کی روزی خدا کے ذمہ ہے۔ (الفروع، المحاسن، ثواب الاعمال)

۳۔ محمد بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ بات مؤمن کی سعادت مندی میں سے ہے کہ وہ سواری کا جانور رکھے جس پر اپنے کاموں میں سوار ہو۔ اور اپنے بھائیوں کے حقوق ادا کرے۔ (الفروع، المحاسن)

۴۔ ابن ابوطیفور طبیب بیان کرتے ہیں کہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ جو شخص ہمارے ظہور کی امید میں سواری کا جانور (اپنے گھر) باندھے، (تا کہ اس پر سوار ہو کر جہاد کر سکے) اور اس طرح ہمارے دشمنوں کو غیظ و غضب دلائے اور وہ ہماری طرف منسوب ہو تو اس سے خدا اس کی روزی کشادہ کرتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

---

[۱] موجودہ دور میں ان جانوروں کی جگہ سائیکل، موٹر سائیکل اور کار وغیرہ نے لے لی ہے۔ لہٰذا بعید نہیں کہ اب وہ احکام ان چیزوں پر لاگو ہوں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ عبداللہ بن جندب ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رزق کے نو حصے سواری کے جانور والے آدمی کے ہمراہ ہیں۔ (الفروع)

۶۔ داؤد رقی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سواری کا جانور خریدے اس کی پشت تو اس کے لیے ہوگی اور اس کی روزی خدا کے ذمہ ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: گدھا رکھ، جو تیرا سامان اٹھائے گا اور اس کی روزی خدا کے ذمہ ہے۔ یونس بیان کرتے ہیں کہ میں نے گدھا رکھ لیا۔ اس کے بعد میں اور میرا بھائی یوسف سال گزرنے کے بعد اپنے اخراجات کا حساب کرتے تھے۔ مگر پہلے سے ہمارے اخراجات میں کچھ بھی اضافہ نہیں ہوا تھا۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں وارد ہے، فرمایا: سواری کے جانور رکھنے والے کے متعلق تعجب ہے کہ کس طرح اس کی حاجت برآری نہیں ہوتی؟ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد یہاں (باب ۲ میں) اور کتاب الجہاد (باب ۵۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

گھوڑوں کا رکھنا اور ان کا اکرام کرنا۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پہلے گھوڑے عرب میں وحشی جانور ہوتے تھے۔ (ایک بار) حضرت ابراہیم (خلیلؑ) اور جناب اسماعیلؑ نے (تعمیر کعبہ سے فارغ ہو کر) جیاد نامی پہاڑ پر چڑھے اور چلا چلا کر کہا: اِدھر آؤ اِدھر آؤ۔ چنانچہ اس آواز کے بعد کوئی ایسا گھوڑا باقی نہ رہا جس نے اپنا ہاتھ (اگلی ٹانگ) اور اپنی پیشانی ان کے قبضہ میں نہ دے دی (ان کے لیے رام ہو گیا)۔ (الفروع، المحاسن، الفقیہ)

(اس طرح گھوڑے آزاد رہے۔ یہاں تک کہ جناب سلیمان علیہ السلام نے ان کو رکھا)۔ (علل الشرائع)

۲۔ عمر بن ابان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ صبح قیامت کے طلوع ہونے تک ہر قسم کی خیر و خوبی گھوڑوں کی پیشانیوں سے بندھی ہوئی ہے۔

(الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال، المحاسن، قرب الاسناد، کذا عن معمر عن الباقر علیہ السلام)

۳۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حارث سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: قیامت تک خیر وخوبی گھوڑوں کی پیشانیوں سے بندھی ہوئی ہے جو شخص خدا کی راہ میں (جہاد کی خاطر) ایک گھوڑا باندھے تو اس کا چارہ، اس کی لید اور اس کا پانی بروزِ قیامت اس کے لیے نیکی بن جائے گا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۴۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے دشمن کو ڈرانے دھمکانے یا اس پر اپنا سامان لادنے کی خاطر گھوڑا رکھے تو جب تک وہ گھوڑا اس کی ملکیت میں ہے رہے گا وہ شخص باعافیت رہے گا (اور اس کا گھر سرسبز رہے گا)۔ (المحاسن)

۵۔ محمد بن قاسم بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپ گھوڑے دیکھ رہے تھے۔ جن میں ایک بڑا طاقتور اور بلند آواز گھوڑا تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد! یہ گھوڑا میرے والد بزرگوار کے گھوڑوں میں سے ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: گھوڑوں کی پشتوں میں (سوار کے لیے) عزت و عظمت ہے اور ان کے شکم خزانہ ہیں۔ (مجازات نبویہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳
گھوڑوں پر کھلا خرچ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں سے خیر وابستہ ہے۔ ان پر کھلا خرچ کرنے والا راہِ خدا میں کھلا خرچ کرنے والے کی مانند ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ نے آیت مبارکہ ﴿وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (جو لوگ اپنا مال رات اور دن میں پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں ان کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے۔ اور ان کے لیے کوئی حزن و ملال نہیں ہے) کے بارے میں فرمایا: یہ گھوڑوں پر خرچ کرنے کے بارے میں اتری ہے۔ (ایضاً)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ آیت دراصل حضرت امیر علیہ السلام کی شان میں اتری ہے اور پھر

گھوڑوں پر اور اس قسم کے دوسرے نیک کاموں پر خرچ کرنے کو بھی (بالواسطہ) شامل ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

عتیق[1] اور ہجین اور برذون گھوڑا باندھنا اور پہلی قسم کو دوسری پر اور دوسری کو تیسری پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: جو شخص عتیق گھوڑا راہِ خدا میں باندھے۔ اس کے ہر روز دس گناہ مٹائے جاتے ہیں اور گیارہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص ہجین باندھے اس کی ہر روز دو برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور نو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو برذون باندھے جس کا مقصد بار برداری یا حاجت برآری یا دشمن کا دفاع ہو۔ تو اس کی ہر روز ایک برائی مٹائی جاتی ہے اور چھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص عتیق گھوڑا (راہِ خدا میں) باندھے اس کی ہر روز تین برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور گیارہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو ہجین باندھے اس کی ہر روز دو برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور سات نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو برذون باندھے اس کی ہر روز ایک برائی مٹائی جاتی ہے اور چھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (الفروع، ثواب الاعمال، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جانوروں کو موٹا تازہ اور عمدہ رکھنا اور غلام کا خوبرو ہونا اور گھوڑے کا عمدہ ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن حسین علوی سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت

---

[1] عتیق نجیب الطرفین گھوڑے کو کہتے ہیں اور ہجین اس کو کہا جاتا ہے جس کی ماں نجیب اور باپ غیر نجیب ہو اور برذون اسے کہتے ہیں جس کے ماں باپ دونوں غیر نجیب ہوں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کرتے ہیں فرمایا: یہ بات کسی آدمی کی مروت اور شرافت میں سے ہے کہ اس کے جانور موٹے ہوں۔ نیز میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جانور کا عمدہ ہونا، غلام کا خوبرو ہونا اور گھوڑے کا اعلیٰ ہونا مروت میں سے ہے۔ (الفروع)

باب ۶

برذون گھوڑے اور خچر کو گدھے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابوطیفور طبیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ تم کس چیز پر سوار ہوتے ہو؟ عرض کیا: گدھے پر! فرمایا: کتنے میں خریدا ہے؟ عرض کیا: تیرہ دینار میں۔ فرمایا: یہ اسراف ہے کہ تم تیرہ دینار میں گدھا خریدو۔ اور "برذون" گھوڑا ترک کرو۔ راوی نے عرض کیا: میرے آقا! برذون کا خرچہ گدھے سے زیادہ ہے؟ فرمایا: جو گدھے کا خرچہ کرتا ہے وہ برذون کا خرچہ بھی کر سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن ابراہیم مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ ایک بار عبد الصمد بن علی (اپنے ساتھیوں سمیت) باہر نکلا اور دیکھا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام خچر پر سوار ہو کر تشریف لا رہے ہیں۔ (استہزاءً کہا) یہ کیا سواری ہے جس کے ذریعہ سے نہ انتقام لیا جا سکتا ہے اور نہ اس پر سوار ہو کر دشمن سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: میں نے گھوڑے کی بلندی سے سرنگونی اور گدھے کی ذلت سے بلندی اختیار کی ہے اور بہترین چیز وہ ہوتی ہے جو بین بین ہو۔ (الفروع، الارشاد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۷

گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے کون سے رنگ مستحب اور کون سے رنگ مکروہ ہیں؟

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے صفوان! میرے لیے ایک اونٹ خریدو۔ اور وہ بدشکل ہو۔ کیونکہ ایسے اونٹوں کی زندگی دراز ہوتی ہے۔ چنانچہ میں نے آپؑ کے لیے اسی درہم میں ایک اونٹ خریدا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے لئے سیاہ رنگ کے بدشکل اونٹ خریدو کیونکہ ان کی عمریں طویل ہوتی ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ سلیمان جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے یمن سے حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں چار گھوڑے ہدیۃً بھیجے۔ عرض کیا کہ ان کے نام تو بتائیں؟ پھر پوچھا: آیا ان میں کوئی ''وضح'' بھی تھا (جس کی پیشانی یا ٹانگوں پر سفیدی ہو)۔ فرمایا: ہاں ان میں ایک تو ''اشقر'' تھا۔ (سرخ و زرد رنگ والا) جس کی پیشانی یا ٹانگوں پر سفیدی تھی۔ اسے حضرت علی علیہ السلام نے خود رکھ لیا۔ اور ان میں دو ''کمیت'' وضیح (سرخ اور سیاہ رنگ والے جن کی پیشانی اور ٹانگیں سفید تھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں گھوڑے اپنے دونوں بیٹوں کو دے دو۔ اور چوتھے گھوڑے کا رنگ ''ادھم بھیم'' (بالکل سیاہ) تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے فروخت کرو۔ اور اپنے اہل و عیال کے نان ونفقہ کا انتظام کرو۔ پھر فرمایا: گھوڑوں کی تمام برکت سفید رنگ والے گھوڑوں میں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ اسی سلسلۂ سند سے سلیمان جعفری سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہم حیوانات میں سیاہ رنگ کو ناپسند کرتے ہیں سوائے گدھے (اونٹ)، خچر کے اور گدھے اور خچر میں سفیدی ناپسندیدہ ہے۔ اور میں خچر میں اس کی پیشانی پر سفید نشان کو ناپسند کرتا ہوں مگر یہ کہ وہ سفیدی لمبی چوڑی ہو۔ اور اس قسم کی سفیدی کا میں کسی جگہ بھی استثناء نہیں کرتا (کیونکہ وہ ہر جگہ مستحسن ہے)۔ (الفروع، المحاسن، الفقیہ)

۵۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم نے ہر چیز میں سے کسی چیز کو منتخب کیا ہے۔ چنانچہ اس نے اونٹوں میں سے ''ضائیہ''[1] (روشن رنگ والوں) کو منتخب کیا ہے۔ (الفروع)

۶۔ طرخان نخاس بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس سے گزرا جبکہ آپؑ بمقام حیرہ قیام پذیر تھے۔ آپؑ نے مجھ سے پوچھا: تیرا کیا مشغلہ ہے؟ عرض کیا: نخاس ہوں (غلاموں اور جانوروں کا کاروبار کرتا ہوں)۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے لیے ایک ایسا خچر خریدو جو ''فضحاء'' ہو۔ عرض کیا کہ ''فضحاء'' کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: سیاہ رنگ کا ہو۔ مگر اس کا پیٹ، ٹانگیں اور پیشانی سفید ہو۔ چنانچہ میں نے آپؑ کے لیے ایسا خچر خریدا

---

[1] اصل مصدر میں یوں وارد ہے کہ خدا نے اونٹوں میں سے ''ناقہ'' (اونٹنی) کو اور بکریوں میں سے ''ضائنہ'' بھیڑ دنبہ کو منتخب کیا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اور پیش کیا۔ فرمایا: میں ایسا ہی چاہتا تھا۔ (الفروع)

۷۔ ابن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: سرخ رنگ کے اونٹوں سے اجتناب کرو کیونکہ ان کی عمریں بالکل مختصر ہوتی ہیں۔ (الفروع، الفقیہ)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی سے خیر و خوبی وابستہ ہے۔ پس جب کوئی گھوڑا رکھو تو وہ بلند قامت ہو، جس کی ناک پر سفید داغ ہو۔ اس کے تینوں اعضاء (پیشانی، ٹانگیں اور پیٹ) سفید ہوں۔ تیز رو ہو اور کمیت رنگ کا ہو۔ فرمایا: پھر (اس پر سوار ہو کر کفار سے) جنگ لڑ۔ سلامت بھی رہے گا اور مال غنیمت بھی حاصل کرے گا۔ (الفقیہ)

۹۔ سلیمان بن جعفر جعفری ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص گہرے سرخ و زرد رنگ کا ایسا گھوڑا (راہِ خدا میں جہاد کرنے کے لیے) باندھے جس کی پیشانی سفید ہو یا سفید پیشانی والا ہو اور اگر اس کی یہ سفیدی لمبی ہو اور اس کی ٹانگیں بھی سفید ہوں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے۔ تو جب تک گھر میں یہ گھوڑا ہوگا وہاں فقر و فاقہ داخل نہیں ہوگا اور جب تک یہ گھوڑا اپنے مالک کی ملکیت میں رہے گا اس کے گھر ظلم و جور داخل نہ ہوگا۔ (ایضاً، المحاسن، ثواب الاعمال)

۱۰۔ نیز سلیمان جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے یا کسی اور کے گھر سے نکلے اور نکلتے ہی اس کی نگاہ ایسے گھوڑے پر پڑے جو سرخ و زرد رنگ کا ہو اور (اس کی پیشانی اور ٹانگوں وغیرہ پر) سفید داغ ہوں۔ تو اس کے لیے وہ دن مبارک ہوگا اور اگر اس کی پیشانی کی وہ سفیدی لمبی ہے تو پھر عیش و عشرت ہے۔ وہ شخص اس دن خوشی ہی خوشی دیکھے گا اور خدا اس کی حاجت برآری فرمائے[1] گا۔ (ایضاً)

۱۱۔ اس روایت کو حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ثواب الاعمال میں بھی نقل کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے۔ فرمایا: جو شخص گھر میں گھوڑا باندھے تا کہ اس سے دشمن کو ڈرائے، یا بار برداری کے معاملہ میں اس سے مدد حاصل کرے۔ تو اس کی برابر اعانت کی جائے گی جب تک وہ گھوڑا اس کی ملکیت میں رہے گا اور اس کے گھر میں فقر و فاقہ داخل نہ ہوگا۔ (ثواب الاعمال)

۱۔ اس حدیث سے اور اس قسم کی کئی دوسری حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں نیک فال لینا جائز ہے۔ ہاں اسلام نے شگون بد لینے کی بڑی شد و مد سے رد کی ہے۔ اور اعلان کیا ہے کہ ﴿لا طیرة فی الاسلام﴾ کہ اسلام میں شگون بد نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۸

اچھی سواری کا اختیار کرنا مستحب ہے اور بری سواری پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان آدمی کی یہ سعادتمندی ہے کہ اس کی سواری اچھی ہو۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ علی بن مغیرہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ زندگی کی بدبختی ہے کہ سواری بری ہو۔(الفروع)

باب ۹

سواری کے جانور کے مستحبی اور واجبی حقوق؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابوزیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سواری کے جانور کے مالک پر کچھ حقوق ہیں: (۱) جب اس سے اترے تو سب سے پہلے اس کے چارہ کا انتظام کرے۔ (۲) جب اثناءِ راہ میں پانی کے پاس سے گزرے تو اس پر پانی پیش کرے۔ (۳) اس کے منہ پر نہ مارے کیونکہ وہ خدا کی تسبیح کرتا ہے۔ (۴) اس کی پشت پر کھڑا نہ ہو۔ سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے۔ (۵) اس کی طاقت برداشت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ لادے۔ (۶) اور اس کی طاقت سے بڑھ کر اسے چلنے کی تکلیف نہ دے۔(الفقیہ، الخصال)

۲۔ جناب ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ سواری کا جانور کہتا ہے: یا اللہ! مجھے ایسا مالک عطا فرما جو میرا پیٹ بھرے اور مجھے (بروقت) پانی پلائے۔ اور میری طاقت برداشت سے زیادہ مجھے (بار برداری یا چلنے کی) تکلیف نہ دے۔(الفقیہ)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب بھی کوئی شخص سواری کا جانور خریدتا ہے تو جانور کہتا ہے: یا اللہ! اسے مجھ پر رحم کرنے والا بنانا۔(ایضاً، المحاسن)

۴۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے جو شخص سفر کرے تو سواری سے اترتے ہی اس کے چارہ اور پانی کا انتظام کرے۔(الفقیہ، الخصال)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: سواری کے جانور کے اپنے مالک پر چھ حقوق ہیں: (۱) اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ لادے۔ (۲) اس کی پشت کو اس طرح نشست گاہ نہ بنائے کہ جس پر بیٹھ کر (لوگوں سے) باتیں کرے۔ (۳) جب اترے تو پہلے اس کے چارہ کا بندوبست کرے۔ (۴) اسے گالی نہ دے۔ (۵) اس کے منہ نہ مارے کیونکہ وہ اس سے خدا کی تسبیح کرتا ہے۔ (۶) جب پانی کے پاس سے گزرے تو اس پر پانی پیش کرے۔

(الفروع، المحاسن، التہذیب، الامالی)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس روایت کو باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ہاں فرق اس قدر ہے کہ اس میں سات حقوق بیان کئے گئے ہیں چھ وہی جو اوپر بیان ہوئے اور ساتواں حق یہ ہے کہ اس کے بدکنے پر اسے نہ مارے۔ بلکہ اسے اس کے پھسلنے پر مارے۔ کیونکہ گھوڑے وہ کچھ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔[۱] (الامالی)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جناب ابوذرؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت رسول خدا ﷺ سے سنا، فرمایا: کوئی ایسا سواری کا جانور نہیں ہے جو ہر صبح خدا سے یہ سوال نہ کرتا ہو کہ یا اللہ مجھے نیک مالک عطا فرما جو میرا پیٹ بھرے اور پانی سے سیراب کرے اور مجھے میری طاقت برداشت سے زیادہ تکلیف نہ دے۔

(الفروع، المحاسن)

۸۔ عمرو بن جمیع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: سواریوں پر گھٹنے ٹیک کر نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کی پشتوں کو نشست گاہ بناؤ۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۲ از آداب سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

جانور کو اس کے منہ وغیرہ پر مارنا اور اس پر لعنت کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن سالم سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق

---

[۱] اس لیے وہ کوئی چیز دیکھ کر بدک سکتے ہیں لہٰذا مارنے کا کوئی جواز نہیں ہے بخلاف پھسلنے کے کہ وہ ان کی غفلت کا نتیجہ ہے۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بے شک جانوروں پر جو چیز مبہم ومخفی ہو سو ہو مگر سات چیزیں ان پر پوشیدہ نہیں رہتیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ ان کا کوئی خالق و پالک ہے۔ الحدیث۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ حیوانات کے منہ پر نہ مارو کیونکہ وہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ ان کے مونہوں پر داغ نہ دو۔ (ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز میں سے کوئی چیز قابل احترام ولائق حفاظت ہوتی ہے۔ اور حیوانات کی حرمت ان کے مونہوں میں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، المحاسن)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے حیوانات کے مونہوں پر مارنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ نیز شہد کی مکھی مارنے اور حیوانات کے مونہوں پر داغ دینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ فرماتے ہیں، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: (حیوانات کے) مونہوں پر نہ مارو۔ اور نہ ہی ان پر لعنت کرو۔ کیونکہ خداوند عالم ان پر لعنت کرنے والوں پر لعنت کرتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ چہروں کو بدنما نہ بناؤ۔ (ایضاً)

۸۔ فرماتے ہیں، حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جب حیوانات پر لعنت کی جائے تو وہ لازم ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

۹۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک اونٹنی پر چالیس حج کئے اور اس دوران اسے کبھی تازیانہ نہیں مارا تھا۔ (ایضاً)

دوسری روایت میں ہے کہ ایک سال وہ اونٹنی بیٹھ گئی تاہم امامؑ نے اسے تازیانہ نہ مارا۔ (المحاسن)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس کسی اونٹ پر تین سال تک حج کیا جائے اسے جنت کے چوپایوں میں سے بنا دیا جاتا ہے۔ (ایضاً، المحاسن)

۱۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حیوانات اور کسی بھی ذی روح چیز کو اس کے چہرہ پر نہ مارو کیونکہ وہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔ (المحاسن)

۱۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے پوچھا کہ آیا حیوانات کے منہ پر مارنا یا آگ سے (لوہا گرم کرکے) داغ دینا جائز

ہے؟ فرمایا: ہاں۔[1] (قرب الاسناد)

۱۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن علی سے اور وہ اپنے باپ (علی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے ہمراہ حج کیا۔ ان کی اونٹنی نے چلنے میں سست روی کی۔ آپؑ نے چھڑی مارنے کا اشارہ کیا۔ مگر یہ کہہ کر ہاتھ روک لیا۔ آہ کاش قصاص کا خوف[2] نہ ہوتا۔ (الارشاد)

باب ۱۱

مویشی کے کان وغیرہ میں داغ دینا جائز ہے ہاں البتہ منہ پر داغ دینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مویشی کو داغ دینے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: مونہوں کے سوا دیگر مقامات پر کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا میں بھیڑ بکریوں کے مونہوں پر داغ دے سکتا ہوں؟ فرمایا: ان کے کانوں پر داغ دو۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقی ؒ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مویشی کو داغ دینے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہاں۔ مونہوں کے سواء دوسرے اعضاء پر دو۔ (المحاسن)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری ؒ باسناد خود مسعدہ بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مویشی کو داغ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ ان کے مونہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں۔

۱۔ یہ حدیث دوسری حدیثوں کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس میں اس فعل کو جائز قرار دیا گیا ہے جبکہ دوسری حدیثوں میں اسے مکروہ ٹھہرایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر مکروہ جائز ہوتا ہے۔ تضاد صرف حرمت اور جواز میں ہے۔ کراہت اور جواز میں کوئی تضاد و تناقض نہیں ہے۔ کما لا یخفی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ اس حدیث سے اور اس جیسی اور بعض حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان تو انسان اگر حیوانات پر بھی ظلم کیا گیا تو عادل حقیقی اس کا بھی قصاص لے گا۔ اس لیے حیوانات پر بھی بلاوجہ ظلم و زیادتی کرنے سے اجتناب لازم ہے۔ جلّ العادل؟ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۲

جب جانور کا قدم پھسلے تو اس سے یہ کہنا مکروہ ہے کہ تو "ہلاک ہو جائے"۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود درست سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب کسی شخص کی سواری کا جانور پھسلے اور وہ اس سے کہے: "تو ہلاک ہو جائے" تو جانور کہتا ہے کہ وہ ہلاک ہو جو ہم میں سے خدا کا زیادہ نافرمان ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ، کذا فی المحاسن عن الکاظم علیہ السلام)

باب ۱۳

جب سواری کا جانور باوجود چلنے پر قدرت رکھنے کے چلنے میں کوتاہی کرے تو اس کو مارنا پیٹنا جائز ہے اور پھسلنے یا اڑیل ہونے کے وقت مارنے کا حکم؟ اور پھسلنے کے وقت منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابراہیم جعفری سے روایت کرتے ہیں اور وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ میں کب اپنی سواری کے جانور کو مار سکتا ہوں؟ فرمایا: جب وہ تمہارے نیچے اس طرح نہ چلے جس طرح اپنے توشہ دان (توبرہ) کی طرف چلتی ہے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ کئی حدیثوں میں بروایت مسمع بن عبدالملک از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام از حضرت رسول خدا ﷺ اور بعض حدیثوں میں مرفوعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ سواری کو بدکنے پر مارو اور پھسلنے پر نہ مارو۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گھوڑے کو پھسلنے پر مارو اور بدکنے پر نہ مارو کیونکہ وہ وہ کچھ دیکھتا ہے جو تم نہیں دیکھتے۔ (الفقیہ)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو علت بیان کی گئی ہے اس سے یہ حدیث صحیح معلوم ہوتی ہیں۔ اور سابقہ روایت (جو اس کے برعکس ہے) وہ جواز پر محمول ہے۔ یا پھسلنے پر مارنے کی ممانعت سخت مارنے پر محمول ہے۔

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ حدیث بیان ہے اور انہوں نے اپنے والد ماجد علیہ السلام سے، فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا گھوڑا جب پھسلتا تھا تو آپؑ یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَ مِنْ تَحْوِیْلِ عَافِیَتِکَ وَ مِنْ فُجَاۃِ نِقْمَتِکَ﴾۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۹ و ۱۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

(سوار ہوکر) تواضع وفروتنی کرنا اور جب سواری اکڑ کر چلے تو سر کا قربوس (زین کے کوہان کے حصے) پر رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشی باسناد خود عبداللہ بن عطا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے میری طرف آدمی بھیجا۔ جبکہ ایک خچر اور گدھے پر زین رکھی جا چکی تھی۔ فرمایا: ہم اپنے مال کی طرف جا رہے ہیں۔ آیا تم ہمارے ساتھ چلو گے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: ان دو سواریوں میں سے تمہیں کون سی زیادہ پسند ہے؟ عرض کیا: گدھا! امام علیہ السلام نے فرمایا: گدھا میرے لیے نرم و آسان رہتا ہے! چنانچہ میں خچر پر سوار ہو گیا اور آپ گدھے پر سوار ہو گئے پھر ہم چلے۔ اور باہم باتیں کرنے لگے کہ اچانک آپ کچھ دیر کے لیے زین پر جھک گئے۔ پھر سر بلند کیا۔ میں نے عرض کیا: میرا خیال ہے کہ گدھے کی زین تنگ ہے۔ تو اگر آپ خچر پر سوار ہو جائیں تو بہتر رہے گا؟ فرمایا: نہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ گدھے نے چلنے میں تکبر کیا تو میں نے (فروتنی کے لیے) اس طرح کیا جس طرح حضرت رسول خداؐ نے کیا تھا کہ آپؐ ایک بار "عفیر" نامی گدھے پر سوار ہوئے اور وہ اکڑ کر چلنے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "قربوس" پر سر رکھ دیا اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر کہا: یا اللہ! یہ عفیر کی روش ہے۔ میری روش نہیں۔ (رجال کشی)

باب ۱۵

جب سواری سختی کرے یا بدکنے لگے یا جب اسے لگام دینا چاہے تو اس وقت کیا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ دو اماموںؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی کوئی سواری لگام دیتے وقت یا بدکتے وقت سختی کرے تو اس کے کان میں یا اس کے اوپر یہ آیت پڑھی جائے (تو ٹھیک ہو جائے گی): ﴿اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَ لَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا

وَ کَرْهًا وَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ﴾۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۲۔ یعقوب بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ سواری اور بار برداری کے ہر جانور کے ہر نتھنے کے پاس ایک شیطان موجود ہوتا ہے۔ لہٰذا تم میں سے کوئی شخص جب اسے لگام دینا چاہے تو بسم اللہ پڑھے (تاکہ شیطان دور ہو جائے)۔ (ایضاً)

۳۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسنادِ خود معصومؑ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ابلیس لعین کی اولاد میں سے کچھ سرکش وخبیث بچے اہل ایمان کے محملوں کے درمیان داخل ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے ان کے اونٹ بدکنے لگتے ہیں اس لیے آیۃ الکرسی پڑھ کر ان سے بچو۔ (المحاسن)

۴۔ جناب حسین بن بسطام اور ان کے (شریک تالیف) بھائی باسنادِ خود جابر بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا جس پر حزن و ملال کے آثار واضح و آشکار تھے۔ امام علیہ السلام نے وجہ دریافت کی؟ اس نے عرض کیا کہ میری سواری کا جانور اڑیل ہے؟ فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! اس کے کان میں یہ آیت کیوں نہیں پڑھتا: ﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَا اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا یَاْكُلُوْنَ﴾۔ (طب الائمہ)

باب ۱۶

تواضع اور فروتنی کی خاطر گدھے پر سوار ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حکم بن محمد بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عطا کو کہتے ہوئے سنا کہ بیان کر رہے تھے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اٹھ اور دو سواریوں یعنی گدھے اور خچر پر زین رکھ۔ چنانچہ میں نے گدھے اور خچر پر زین رکھی اور یہ خیال کر کے ان کو خچر زیادہ پسند ہے ان کی خدمت میں خچر پیش کیا۔ فرمایا: تجھے کس نے حکم دیا کہ خچر پیش کر؟ عرض کیا: میں نے خود آپؑ کے لیے یہ تجویز کیا ہے! فرمایا: کیا میں نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اسے تجویز کر؟ پھر فرمایا: تمام سواریوں سے مجھے گدھا زیادہ پسند ہیں چنانچہ میں نے گدھا پیش کیا (اور رکاب تھام کر سوار کرایا)۔ اور آپؑ اس پر سوار ہوئے اور میں (خچر پر) سوار ہوا۔ الحدیث۔ (الفروع، المحاسن)

باب ۱۷

گھوڑوں اور سواری کے تمام جانوروں کو شائستہ بنانا اور صحیح عقلائی غرض کیلئے ان کا دوڑانا اور مقررہ شرائط کے تحت سبقت لے جانے والوں کو انعام دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ مشرکین نے ایک بار مدینہ کے مال مویشی پر ڈاکہ ڈالا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ) اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی تلاش میں نکلے مگر کسی کو نہ پایا۔ عرض کیا گیا: اگر مناسب سمجھیں تو یہاں گھوڑوں کا مقابلہ ہو جائے؟ فرمایا: ہاں۔ چنانچہ باہمی مقابلہ کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے سبقت لے گئے۔ (الفروع)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے حفص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوائے خف (اونٹ)، سم (گھوڑے) اور پھل (تیر) کے اور کسی چیز میں مسابقت (باہمی مقابلہ بازی) جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن اسماعیل مرفوعاً حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کا ہر لہو ولعب باطل ہے سوائے گھوڑے کو مہذب بنانے، تیر اندازی کرنے اور اپنی زوجہ سے خوش طبعی کرنے کے کہ یہ چیزیں برحق ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خداﷺ نے گھڑ دوڑ کا مقابلہ کیا اور سبقت لے جانے والے کے لیے چند اوقیہ چاندی مقرر کی۔ (ایضاً)

۵۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود ولید بن ابان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے زاذان بن فروخ مدائنی کو لکھا کہ وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھیں کہ ایک شخص (بظاہر) شکار کھیلتا ہے، گھوڑا دوڑاتا ہے مگر دراصل اس کا مقصد شکار طلب کرنا نہیں بلکہ صحت حاصل کرنا ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (ابواب سبق و رمایہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

بغیر ضرورت سوار کے ہمراہ پیدل چلنا اور بلاضرورت کسی کی ایڑی کے پیچھے جوتے چٹخانا (الغرض کسی کے پیچھے پیچھے چلنا) مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امیر علیہ السلام سوار ہوکر برآمد ہوئے، اور کچھ لوگ پیدل ان کے ہمراہ چلنے لگے! آپؑ نے فرمایا: آیا تمہیں مجھ سے کچھ کام ہے؟ عرض کیا: نہیں، ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپؑ کے ہمراہ چلیں! فرمایا: واپس لوٹ جاؤ۔ کیونکہ سوار کے ہمراہ پیدل کا چلنا سوار کے لیے فساد (تکبر) کا اور پیدل کے لیے ذلت کا باعث ہے۔

(الفروع، المحاسن)

۲۔ جناب برقیؒ نے بھی اسی طرح یہ روایت نقل کی ہے اور اس میں یہ تتمہ بھی ہے کہ ایک بار پھر آنجناب علیہ السلام سوار ہوکر نکلے اور کچھ لوگ آپؑ کے پیچھے پیدل چلنے لگے۔ آپؑ نے فرمایا: واپس لوٹ جاؤ۔ کیونکہ لوگوں کی ایڑیوں کے پیچھے جوتیاں چٹخانا احمقوں کے دلوں کے لیے خرابی کا باعث ہے۔ (المحاسن)

باب ۱۹

سواری پر سوار ہوکر ایک دوسرے کے پیچھے چلنا جائز ہے۔ اسی طرح سواری پر دو آدمیوں کا آگے پیچھے بیٹھنا بھی جائز ہے۔ ہاں البتہ تین آدمیوں کا اکٹھا سوار ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ اور حضرت امیر علیہ السلام اور مرثد بن ابی مرثد غنوی بدر کی طرف جاتے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے چلتے تھے جبکہ وہ اونٹوں پر سوار تھے۔ (الفقیہ)

۲۔ عبداللہ بن میمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فضل بن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خداﷺ کی بارگاہ میں ایک خچر ہدیہ کیا گیا جو کسریٰ یا قیصر نے بھیجا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہوئے جبکہ اس پر بالوں سے تیار کردہ جھول موجود تھا۔ اور مجھے اپنے پیچھے ردیف بٹھایا۔ (ایضاً والفروع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن سالم سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب بھی کسی سواری کے جانور پر تین آدمی آگے پیچھے سوار ہوتے ہیں تو ان میں سے ایک ضرور ملعون ہوتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، المحاسن، العلل، الخصال)

باب ۲۰

عورتوں کا زینوں پر سوار ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زینیں عورتوں کے لیے ملعون سواری ہے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جب حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا.......... عائشہ زین والے خچر پر سوار ہو کر جلدی جلدی نکلیں......اور یہ پہلی خاتون ہیں جو اسلام میں زین پر سوار ہوئیں۔ (الاصول من الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد کتاب النکاح (باب ۹۳) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

اس زین اور لگام کا استعمال جائز ہے جس میں ملاوٹ والی چاندی ہو۔ اور کوی اور حلقہ دار چیز جیسے کنگھی بالی، پازیب اور کنگن کا چاندی سے بنانا جائز ہے۔ نیز درندوں کے چمڑے سے بنی ہوئی زین پر نیز سرخ رنگ کی چادر پر سوار ہونا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا اس زین پر سوار ہونا اور اس لگام کا استعمال کرنا کیسا ہے جن میں چاندی لگی ہوئی ہو؟ فرمایا: اگر ایسی ملاوٹ ہو کہ جس کا جدا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ ورنہ جائز نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، بحار الانوار، السرائر)

۲۔ مسمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ کی ناقہ کی کوی چاندی کی تھی۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الصلوٰۃ (باب ۵ و ۴۸) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

سواری کے اس جانور پر سوار ہونا جائز نہیں ہے جس پر ایسے گھونگرو بندھے ہوئے ہوں جن سے آواز نکلے اور اگر ان میں آواز نہ ہو تو پھر اس پر سوار ہونا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علی بن جعفرؑ اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا آدمی سواری کے اس جانور پر سوار ہو سکتا ہے جس پر گھونگرو بندھا ہوا ہو؟ فرمایا: اگر آواز دار ہو تو نہ اور اگر بے آواز ہو تو پھر جائز ہے۔(بحار الانوار)

باب ۲۳

اونٹوں اور سواریوں کے جانوروں کی قیمتیں بہت زیادہ مقرر کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ خدا ضعیف اور کمزور کو مزدوری اور اجرت دیتا ہے تو وہ ہرگز جانور کی قیمت گراں نہ کرتے۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر حاجی کو معلوم ہوتا کہ اس کے لیے (پیدل چلنے کی) کیا اجرت ہے تو کوئی شخص اپنے اونٹ کی قیمت مہنگی نہ کرتا۔(کیونکہ لوگ پیدل چلنے کو سواری پر ترجیح دیتے)۔(المحاسن)

۳۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ مفضل بن عمر نے مجھ سے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے لیے ایک اونٹ خریدو۔ چنانچہ میں نے اسّی (۸۰) درہم میں ایک اونٹ خریدا اور جب امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے آیا یہ قبہ کو اٹھا سکتا ہے؟ چنانچہ میں نے اس پر قبہ باندھا اور اس پر سوار ہوا اور آپؑ پر پیش کیا۔ فرمایا: اگر لوگوں کو اس حقیقت کا علم ہوتا کہ خدا تعالیٰ ضعیف و کمزور کو (پیدل چلنے پر) کس قدر اجرت عطا کرتا ہے تو لوگ کبھی جانور کی قیمت مہنگی نہ کرتے۔(المحاسن)

۴۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میرے لیے ایک اونٹ خریدو۔ خیال رکھنا کہ وہ سیاہ رنگ کا ہو کیونکہ ایسے اونٹ کی عمر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ پھر فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہوتا تا آخر حدیث۔(ایضاً)

۵۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ خداوند عالم جسے کچھ (مال ومنال) دیتا ہے وہ اس کی عزت وعظمت کی وجہ سے ہے۔ اور جسے کچھ نہیں دیتا ہے وہ اس کی ذلت ورسوائی کی وجہ سے ہے؟ نہیں ہرگز ایسا نہیں ہے۔ ہاں مال خدا کا مال ہے۔ وہ اسے کسی شخص کے پاس بطور امانت رکھتا ہے اور اسے حکم دیتا ہے کہ میانہ روی سے کھائے اور میانہ روی سے پئے اور میانہ روی سے نکاح کرے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ اہل ایمان میں سے جو فقیر ونادار ہیں ان کو دے اور ان کی پراگندی کو دور کرے۔ پس جو ایسا کرے گا اس کا کھانا پینا، سواری پر سوار ہونا اور نکاح کرنا حلال ہوگا۔ اور جو ایسا نہیں کرے گا اس کا یہ سب کچھ حرام ہوگا۔ پھر فرمایا: ﴿وَلاَ تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ تمہارا کیا خیال ہے کہ خدائے حکیم کسی شخص کو مال کا امین بنائے۔ اور پھر اسے کہے کہ ایک گھوڑا دس ہزار میں خریدے جبکہ اس کے لیے صرف بیس درہم کا گھوڑا کافی ہو۔ یا اسے حکم دے کہ ایک ہزار دینار کی ایک کنیز خریدے جبکہ اس کے لئے بیس دینار کی کنیز کافی ہو۔ پھر فرمایا: ﴿لاَ تُسْرِفُوْا اِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

ضرورت اور زینت کے مطابق اونٹ خریدنا مستحب ہے اور بہت زیادہ اکٹھے کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ایک سو دینار میں سواری خریدتے تھے اور اس (گراں قیمت) سواری سے اپنی ذات کا احترام کرتے تھے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ حسین بن عمر بن یزید اپنے والد (عمر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب میں مدینہ میں قیام پذیر تھا تو میں نے ایک اونٹ خریدا۔ جو مجھے بہت پسند آیا۔ اس اثناء میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس اونٹ کا تذکرہ کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تجھے اونٹ سے کیا تعلق؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس کے رکھنے کی مصیبتیں بہت زیادہ ہیں؟ عمر بیان کرتے ہیں کہ ازبسکہ مجھے وہ اونٹ بہت پسند تھا۔ میں نے اسے کرایہ پر دیا اور اپنے غلاموں کے ساتھ اسے کوفہ بھیجا۔ مگر سب ناکارہ ثابت ہوئے۔ چنانچہ میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپؑ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ امام علیہ السلام نے جواب میں یہ آیت پڑھی: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ

﴿يُخَالِفُونَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (جو لوگ خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیئے کہ انہیں کہیں کوئی فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے)۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: (بقدر ضرورت) اونٹ اپنے مالکوں کے لیے عزت کا باعث ہیں۔(الفقیہ، المحاسن)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود حارث (ہمدانی) حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ سے اونٹ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا: یہ شیطانوں کی گردنیں ہیں اور ان کی خیر و خوبی ان کی زیادہ منحوس (بائیں) جانب سے آتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ اگر لوگوں نے یہ حدیث سن لی تو وہ تو اونٹوں کو چھوڑ دیں گے؟ فرمایا: (رکھنے والے)۔ کچھ شقی و فاجر مل ہی جائیں گے۔[1] (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

اونٹنی کو اونٹ پر ترجیح دینا اور دنبی کو بکری پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند حکیم نے ہر چیز میں سے ایک چیز کو منتخب کیا ہے۔ چنانچہ اونٹوں میں سے اونٹنی کو اور بکریوں میں سے دنبی کو منتخب کیا ہے۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

اونٹوں کو حقیر سمجھنا اور رام کرنا اور ان پر ذکر خدا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر اونٹ کی کوہان پر ایک شیطان ہوتا ہے۔ اس لیے اسے اپنے لیے حقیر و خوار سمجھو اور ان پر خدا کا ذکر کرو۔ کیونکہ خدا ہی اٹھاتا ہے۔(الفروع، المحاسن)

---

[1] یہ حدیث ضرورت سے زائد یا بلا ضرورت اونٹ رکھنے پر محمول ہے۔ واللہ العالم۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی اونٹنی سے اتر کر پیدل چل رہا تھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میرے پاس سے گزرے۔ فرمایا: تمہیں کیا ہے۔ سوار کیوں نہیں ہوتے؟ عرض کیا: میری ناقہ کمزور ہے! اس لیے اسے آرام پہنچانا چاہا! فرمایا: خدا تم پر رحم و کرم فرمائے کیونکہ خدا ہی طاقتور اور کمزور کو اٹھاتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو عبداللہ اپنے باپ میمون سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تند خو اونٹ پر سوار ہوئے۔ عمرو بن دینار نے عرض کیا کہ (مولا!) آپؑ کا اونٹ کس قدر سخت ہے؟ فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر اونٹ کی کوہان پر ایک شیطان ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کو حقیر جانو۔ اور رام کرو۔ اور ان پر خدا کا ذکر کرو۔ کیونکہ خدا ہی اٹھاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت (علیہ وآلہ السلام) نے فرمایا: ہر اونٹ کی کوہان پر ایک شیطان ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا پیٹ بھرو۔ اور اس کو حقیر جانو۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود حاتم بن اسماعیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہر اونٹ کی کوہان پر ایک شیطان ہوتا ہے۔ پس جب اس پر سوار ہو تو وہ پڑھو جس کے پڑھنے کا خدا نے حکم دیا ہے: ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا كُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ﴾ اور ان کو اپنے لیے رام کرو۔ کیونکہ خدا ہی اٹھاتا ہے۔ (المحاسن)

۶۔ عبدالاعلیٰ امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر اونٹ کی کوہان پر شیطان ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کو حقیر جانو اور تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں (پیدل چل کر) اونٹ کو آرام پہنچاتا ہوں کیونکہ خدا ہی اٹھاتا ہے۔ (ایضاً)

باب ۲۷

اونٹوں کی قطار کے درمیان سے گزرنا اور فضلہ خور اونٹ پر سوار ہو کر حج وعمرہ کرنا مکروہ ہے۔ اور استبراء سے پہلے فضلہ خور شتر پر سوار ہونا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن ابو عبداللہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے اونٹوں کی قطار کے درمیان سے گزرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! ایسا کیوں ہے؟ فرمایا: ہر قطار میں ہر دو اونٹ کے درمیان ایک شیطان ہوتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم (فضلہ خور شتر پر حج وعمرہ کرنے کی کراہت) پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے آداب سفر (باب ۵۷ میں) گزر چکی ہیں اور تیسرے حکم (استبراء سے پہلے فضلہ خور شتر پر سوار ہونے کے عدم جواز پر) دلالت کرنے والی حدیثیں اس کے بعد باب الاطعمہ (باب ۲۸) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

بیماری کی تعدّی سے خوفزدہ ہونا مکروہ ہے اور جانور وغیرہ کے لیے سیٹی بجانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود نظر بن قرواش جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک اونٹ کو خارش ہوتی ہے تو میں اسے دوسرے اونٹوں سے الگ رکھتا ہوں تا کہ اس کی خارش دوسروں تک نہ پہنچ جائے یا جانور کے لیے سیٹی بجاتا ہوں تا کہ وہ پانی پئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بدو حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! بعض اوقات مجھے خارش زدہ بکری اور گائے کم قیمت پر ملتی ہے مگر میں اس کی خریداری کو ناپسند کرتا ہوں تا کہ کہیں اس کی خارش میرے اونٹوں یا بکریوں تک نہ پہنچ جائے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے اعرابی! پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی ہے؟ پھر فرمایا: (اسلام میں) عدوٰی (ایک بیمار سے دوسرے کو بیماری کا لگنا)، طیرہ (شگونِ بد)، حامہ (انسان کے خاص لوگ، عمدہ اونٹ)، شوم (نحوست)، سیٹی، دودھ چھڑانے کے بعد پھر دودھ پلانا، ہجرت کے بعد پھر بدوپن، صبح سے شام تک خاموشی (کا روزہ)، نکاح سے پہلے طلاق، ملکیت میں داخل ہونے سے پہلے آزاد کرنا اور بلوغت کے بعد یتیمی نہیں ہے۔ (الروضۃ من الکافی)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود قاسم بن عبید مرفوعاً حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے اونٹوں کو خارش یا کوئی اور بیماری ہے وہ اس شخص کے اونٹوں پر وارد نہ کرے جس کے اونٹ تندرست ہیں[1]۔ (معانی الاخبار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن ذبائح کی ممانعت فرمائی ہے

---

[1] بظاہر ان دو حدیثوں میں تنافی معلوم ہوتی ہے۔ علماءِ اعلام نے ان کے درمیان اس طرح جمع کی ہے کہ جو کامل الایمان اور متوکل علی اللہ موحد ہیں ان کے لیے عدوٰی نہیں ہے (اور نہ ہی شگونِ بد وغیرہ ہے) اور نہ ہی ان پر اثر ہوتا ہے مگر جو لوگ اس مرتبہ و مقام پر فائز نہیں ہیں ان پر اس کا اثر ہوتا ہے اس لیے ان کو احتیاط و احتراز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(اس کی تفصیل یہ ہے کہ) جب کوئی آدمی کوئی نیا مکان خرید کرتا یا کوئی عمدہ چیز نکالتا تو وہ شگونِ بد سے خوفزدہ ہو کر کوئی ذبیحہ ذبح کرتا تھا اور یہ خیال کرتا تھا کہ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اسے جنات کی طرف سے کچھ نقصان پہنچے گا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چیز کو باطل قرار دیا۔ اور ایسا کرنے کی ممانعت فرمائی۔ (ایضاً)

۴۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ قوم لوط کو کس طرح پتہ چلتا تھا کہ جناب لوط علیہ السلام کے پاس (باہر سے) کچھ لوگ آئے ہیں۔ فرمایا: ان کی عورت باہر نکل کر سیٹی بجاتی تھی۔ پس جب لوگ سیٹی کی آواز سنتے تھے تو (بدفعلی کرنے کے لیے) جمع ہو جاتے تھے۔ اس لیے سیٹی بجانا مکروہ قرار دے دی گئی۔ (علل الشرائع)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تمہاری بکریاں جا رہی ہوں تو سیٹی نہ بجاؤ اور واپس آ رہی ہوں تو کوے کی طرح کاں کاں نہ کرو۔ (المحاسن)

باب ۲۹

بھیڑ بکریاں رکھنا اور ان کا احترام کرنا اور ان کو اونٹ پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: بیٹے! بھیڑ بکریاں رکھ اور اونٹ نہ رکھ۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ عمر بن ابان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: بکریاں بہترین مال ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: بھیڑ بکریوں کے باندھنے کی جگہ کو ستھرا رکھو اور ان کے ناک کی ریزش صاف کرو۔ (الفروع)

۴۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جب کوئی خانوادہ ایک بکری رکھتا ہے تو خداوند عالم اس کی روزی عطا کرتا ہے اور خود ان کے رزق میں اضافہ کرتا ہے۔ اور ان کے ہاں سے فقر و فاقہ ایک مرحلہ تک کوچ کر جاتا ہے اور اگر دو بکریاں رکھتا ہے تو خدا ان کو ان کی روزی عطا کرتا ہے، اور ان کے رزق میں اضافہ کرتا ہے اور فقر و فاقہ دو مرحلوں تک کوچ کر جاتا ہے اور اگر تین رکھتا ہے تو خدا ان کو ان کی روزی عطا فرماتا ہے اور ان کے ہاں سے فقر و فاقہ بالکل کوچ کر جاتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۵۔ سلیمان جعفری مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس خانوادہ کے پاس شام کے وقت تیس بکریاں آئیں تو صبح تک فرشتے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۰، ۳۶ اور ۴۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

زیادہ دودھ دینے والی ایک یا دو بکریاں یا ایک گائے گھر میں رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عجلان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس بھی خانوادہ کے پاس ایک بکری ہو اس کی ہر روز دو بار تقدیس کی جاتی ہے۔ میں نے عرض کیا: ان سے کیا کہا جاتا ہے؟ فرمایا: ان سے کہا جاتا ہے تمہیں برکت دی جائے۔ تمہیں برکت دی جائے۔ (گویا مبارک ہو۔ مبارک ہو)۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ محمد بن مارد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس مؤمن کے گھر میں زیادہ دودھ دینے والی ایک بکری ہو تو روزانہ اس گھر والوں کی تقدیس کی جاتی ہے اور ان کے لیے برکت کی دعا کی جاتی ہے! اور اگر ایسی دو بکریاں ہوں تو ہر روز ان کی دو بار تقدیس کی جاتی ہے اور دو بار مبارک دی جاتی ہے۔ بعض اصحاب نے عرض کیا: ان کی کس طرح تقدیس کی جاتی ہے؟ فرمایا: صبح اور شام ایک فرشتہ کھڑا ہو کر ان سے کہتا ہے: تم مقدس ہو۔ تم مبارک ہو۔ تم پاک و پاکیزہ ہو اور تمہارا اون بھی پاکیزہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ﴿قدستم﴾ (تم مقدس ہو) کے کیا معنیٰ ہیں؟ فرمایا: تم پاک کئے گئے ہو۔

(الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال، المحاسن)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے اپنی پھوپھی سے فرمایا کہ آپ کو اپنے گھر میں برکت کے رکھنے سے کیا امر مانع ہے؟ کہا: یا رسول اللہؐ! برکت کیا ہے؟ فرمایا: اس سے مراد وہ بکری ہے جس کا دودھ دوھا جائے۔ پس جس شخص کے گھر میں دودھ والی بکری یا دنبی یا گائے ہو تو یہ سب برکات ہی برکات ہیں۔ (الفروع، المحاسن)

۴۔ ابو الجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا ﷺ جناب ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمہارے گھر میں برکت نہیں دیکھ رہا؟ عرض کیا: ہاں۔ الحمد

للہ۔ میرے گھر میں برکت موجود ہے! فرمایا: خداوند عالم نے تین برکتیں نازل کی ہیں: پانی، آگ اور بکری۔(ایضاً)

۵۔ جنابِ برقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی خانوادہ کے پاس بکری موجود ہو تو فرشتے ان کی تقدیس کرتے ہیں۔(المحاسن)

۶۔ ابوخدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ ام ایمنؓ کے پاس گئے اور فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمہارے گھر میں "برکت" نہیں دیکھ رہا ہوں؟ عرض کیا: کیا میرے گھر میں برکت نہیں ہے؟ فرمایا: میری یہ مراد نہیں ہے! میرا مقصد یہ ہے کہ ایک بکری رکھ۔ جس کا دودھ تیرے بچے پئیں اور اس کا گھی مجھے کھلا۔ اور اس کے باندھنے کی جگہ پر نماز پڑھ۔(ایضاً)

۷۔ بعض اصحاب مرفوعاً حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بکریوں کے باندھنے کی جگہ صاف ستھری رکھو اور ان کی رینٹ کو صاف کرو کیونکہ یہ جنت کے چوپایوں میں سے ہیں۔(ایضاً)

۸۔ جناب ام ہانی کی کنیز ام راشد بیان کرتی ہیں کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام (اپنی ہمشیرہ) ام ہانی کے ہاں تشریف لے گئے۔ جناب ام ہانی نے مجھ سے فرمایا: جناب ابوالحسنؑ کی خدمت میں کھانا پیش کر۔ چنانچہ جو کھانا گھر میں موجود تھا۔ میں نے پیش کیا۔ فرمایا: کیا بات ہے میں تمہارے گھر میں برکت نہیں دیکھ رہا؟ جناب ام ہانی نے عرض کیا: کیا یہ سب کچھ برکت نہیں ہے؟ فرمایا: میری یہ مراد نہیں ہے بلکہ میری مراد بکری ہے! کہا: ہمارے پاس بکری تو نہیں ہے۔ پس آپؑ نے کھانا کھایا اور پانی پیا۔(ایضاً)

مؤلفِ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۲ و ۴۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

گھر میں کبوتر رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں کہا: کبوتر نبیوں کے پرندوں میں سے ہے۔(الفروع)

۲۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حرم کے کبوتروں کی اصل

حقیقت یہ ہے کہ یہ جناب اسماعیلؑ (ذبیح اللہ) کے کبوتروں کی نسل سے ہیں جو آپؑ نے رکھے ہوئے تھے جن سے آپؑ مانوس تھے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: پر کٹا پرندہ گھر میں رکھنا مستحب ہے تاکہ حشرات الارض کے خوف سے اس سے انس و پیار کیا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ یحییٰ ازرق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک کنواں کھودا اور اس میں (شیاطین نے) کنکر مارے۔ جب آنجناب علیہ السلام کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپؑ نے فرمایا: اس (حرکت سے) باز آجاؤ۔ ورنہ میں یہاں کبوتر رکھوں گا۔ (یہ واقعہ بیان کر کے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کبوتروں کے پروں کی سرسراہٹ شیطانوں کو دور بھگاتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ بعض اصحاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس کبوتر کا تذکرہ کیا گیا۔ تو ایک آدمی نے کہا کہ عمر (بن الخطاب) نے ایک کبوتر کو اڑتے ہوئے دیکھا جس کے نیچے ایک آدمی تھا تو اس نے کہا: شیطان ہے اور اس کے نیچے بھی شیطان ہے! حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے نزدیک جناب اسماعیل علیہ السلام کیسے آدمی تھے؟ عرض کیا: وہ صدیق تھے! فرمایا: حرم کے باقیماندہ کبوتر جناب اسماعیل علیہ السلام کے پالتو کبوتروں کی نسل میں سے ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ عبد الاعلی مولی آل سام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ سب سے پہلا کبوتر جو مکہ میں تھا وہ جناب اسماعیل علیہ السلام کا (پالتو) تھا۔ (ایضاً)

۷۔ ابو سلمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کبوتر انبیاء کے ان پرندوں میں سے ہے جسے وہ اپنے گھروں میں رکھتے تھے اور کوئی ایسا گھر نہیں ہے جس میں کبوتر ہو۔ مگر یہ کہ اس گھر کو جنات کی طرف سے کوئی آفت نہیں پہنچتی ہے۔ بے وقوف جنات گھر والوں سے مذاق کرتے ہیں اور جب گھر میں کبوتر ہو تو اس سے کھیلتے ہیں اور لوگوں کو نہیں چھیڑتے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر ایک کبوتر دیکھا جو کہ ان کے بیٹے اسماعیلؑ نے پال رکھا تھا۔ (ایضاً)

۸۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں وحشت و تنہائی کی شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کبوتروں کا ایک جوڑا رکھ لے۔ (ایضاً)

۹۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے کبوتروں کا تذکرہ کیا گیا۔ فرمایا: ان کو

اپنے گھروں میں رکھو۔ کیونکہ یہ پسندیدہ ہیں۔ جناب نوح علیہ السلام کی دعا ان کے شامل حال ہے۔ اور یہ گھروں میں سب سے زیادہ مانوس ہیں۔ (ایضاً)

۱۰۔ سہل مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کبوتر کی برکت سے گھر کو گرنے سے بچاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ یعقوب بن جعفر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اپنے گھر میں موجود کبوتر کو دیکھ کر فرمایا کہ جب بھی کبوتر پر پھاڑتا ہے تو خداوند عالم اس کی برکت سے اس گھر میں داخل ہونے والوں سے اہل زمین کے (برے) ارادوں کو دور بھگا دیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۷ و ۳۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

کبوتر، گائے اور بکری کا احترام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم نے تمہیں جو کچھ عنایت فرمایا ہے اس میں اور اپنے عجم (گونگے) مال میں خدا سے ڈرو۔ عرض کیا گیا: عجم سے مراد کیا ہے؟ فرمایا: بکری، گائے اور کبوتر۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

گھر میں راعبی کبوتر رکھنا مستحب مؤکد ہے اور اس کے طعام کے ٹکڑے کرنا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے ایک راعبی کبوتر دیکھا جو بہت دیر تک بولتا رہا۔ امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جانتے ہو کہ یہ پرندہ کیا کہہ رہا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ بخدا! میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت کرتا ہے۔ لہٰذا اسے اپنے گھروں میں رکھو۔ (الفروع)

۲۔ عثمان بن اصفہانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے اسماعیل نے مجھ سے ہدیہ طلب کیا۔ چنانچہ میں نے ان کو راعبی پرندہ (کبوتر) ہدیۃً پیش کیا۔ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام گھر میں داخل ہوئے تو فرمایا: یہ راعبی پرندہ میرے پاس گھر میں رکھو۔ تاکہ مجھے مانوس رکھے۔ چنانچہ عثمان کا بیان ہے کہ جب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ امام علیہ السلام کے سامنے کبوتر موجود ہیں۔ اور آپؑ ان کے لیے روٹی کے ٹکڑے کر رہے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: راعبی کبوتر گھروں میں رکھو۔ کیونکہ یہ حضرت امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرتا ہے۔ پھر خود امام علیہ السلام نے امام مظلوم علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت کی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۴ و ۳۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

گھر میں رکھنے کے لیے سبز و سرخ کبوتر رکھنا مستحب ہے اور جو شخص غصہ میں آکر کبوتر کو مارے اس پر ہر کبوتر کے عوض ایک دینار کفارہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالکریم بن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا کہ آپؑ کے بستر پر سبز رنگ کے تین کبوتر بیٹھے ہیں جنہوں نے بستر پر بٹھ کر دی تھی۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! یہ کبوتر تو بستر خراب کر رہے ہیں۔ فرمایا: نہیں۔ (اس سے بستر خراب نہیں ہوتا) بلکہ گھر میں کبوتر رکھنا مستحب ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابان ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ کے گھر میں سرخ کبوتروں کا ایک جوڑا تھا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب حسین بن بسطام باسناد خود محمد بن کرامہ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مکان میں کبوتروں کا ایک جوڑا دیکھا۔ نر کا رنگ مائل بہ گندم سبز تھا۔ اور مادہ کا رنگ سیاہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام دسترخوان پر بیٹھے ان کے لیے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر رہے تھے۔ اور فرمایا: جب یہ رات کے وقت حرکت کرتے ہیں تو مجھے مانوس رکھتے ہیں۔ اور فرمایا: یہ رات کے وقت جب بھی

پروں کو جھاڑتے ہیں تو خداوند عالم اس کی وجہ سے گھر میں داخل ہونے والی (بد) روحوں کو دور کرتا ہے۔

(طب الائمہ)

۴۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میری بیٹی کے پاس کچھ کبوتر تھے۔ جن کو میں نے غصہ میں آ کر ذبح کر ڈالا۔ پھر مکہ گیا۔ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؑ کے پاس بہت سے کبوتر دیکھے۔ اور آپؑ کو اپنے کبوتر ذبح کرنے کا قصہ سنایا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نے بُرا کیا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جب اہل زمین (جنات وغیرہ) ہمارے بچوں کو ضرر پہنچانا چاہتے ہیں تو کبوتروں کے پر مارنے سے ان کا ضرر دور ہو جاتا ہے اور یہ آخر شب میں نماز کے لیے اذان دیتے ہیں۔ لہٰذا تم ہر کبوتر کے عوض ایک دینار کفارہ ادا کرو کہ تم نے غصہ میں ان کو قتل کیا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اپنے گھروں میں مانوس شدہ کبوتر زیادہ رکھو کیونکہ شیطان تمہارے بچوں کی بجائے ان سے مصروف رہتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اسکے بعد بھی اس قسم کی حدیثیں بیان کی جائینگی جو فی الجملہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۵

پرندوں اور حیوانات کا اپنی بیٹی اور ماں (بہن) سے جفت کرنا جائز ہے۔ ہاں البتہ جفتی کے وقت ادھر سے منہ موڑ لینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ کبوتروں کا ایک جوڑا ہے۔ ان کے ہاں بچے پیدا ہوتے ہیں۔ آیا اس نر کو اس کی ماں یا بیٹی سے جفت کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: حیوانات میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ جناب برقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امیر علیہ السلام گزر رہے تھے کہ سر راہ ایک سانڈ کو مادہ سے جفتی کرتے ہوئے دیکھا تو آپ علیہ السلام نے اُدھر سے منہ موڑ لیا۔ عرض کیا گیا: یا امیر المومنینؑ! آپؑ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: جس طرح یہ (علانیہ) فعل کر رہے ہیں تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے! یہ ناپسندیدہ فعل ہے۔ مگر یہ کہ ان کو اس طرح چھپاؤ کہ ان کو (اس حالت میں) کوئی مرد اور عورت نہ دیکھے (تاکہ ان کے جذبات برانگیختہ نہ ہوں)۔ (المحاسن)

باب ۳۶

چوپاؤں کو خصی کرنا جائز ہے۔ اور ان کو ایک دوسرے کے خلاف (مقابلہ بازی کے لیے) اکسانا مکروہ ہے سوائے کتوں کے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے کتوں کے سوا دوسرے چوپاؤں کو ایک دوسرے کے خلاف اکسانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ چوپایوں کو خصی کرنا کیسا ہے؟ مگر امام علیہ السلام نے (کسی مصلحت کے تحت) جواب نہ دیا۔ پھر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: انہوں نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً والمحاسن)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ چوپاؤں کو خصی کرنے اور ان کو ایک دوسرے کے خلاف اکسانے کو مکروہ جانتے تھے۔ (المحاسن)

۴۔ ابوالعباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ چوپاؤں کو ایک دوسرے کے خلاف اکسانا کیسا ہے؟ فرمایا: کتوں کے سوا باقی سب میں مکروہ ہے۔

(ایضاً، کذا فی السرائر عن مسمع کردین عن الصادق علیہ السلام)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بکروں کو خصی کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(قرب الاسناد)

باب ۳۷

مرغ اور مرغی کا گھر میں رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مرغ کی بانگ اس کی نماز ہے اور اس کا پر مارنا اس کا رکوع وسجود ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابوشعیب محاملی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرغ میں انبیاء علیہم السلام کی

خصلتوں میں سے پانچ خصلتیں موجود ہیں: (۱) سخاوت۔ (۲) قناعت۔ (۳) اوقاتِ نماز کی معرفت۔ (۴) کثرت مقاربت۔ (۵) اور غیرت۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ پسند کرتے ہیں کہ گھر میں کبوتر اور مرغی قسم کی کوئی پالتو چیز موجود ہوتا کہ جنات کے بچے ان کے بچوں کی بجائے ان کے بچوں سے کھیلیں۔ (قرب الاسناد)

باب ۳۸

خطاف (لمبے بازوؤں اور چھوٹے پاؤں والا سیاہ رنگ کا ایک پرندہ) کا اکرام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب محمد بن حسن صفار باسناد خود محمد بن یوسف تمیمی سے اور وہ محمد بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: صنانیات یعنی خطاف کے بارے میں اچھی وصیت کرو۔ کیونکہ تمام پرندوں میں سے لوگوں کے ساتھ زیادہ مانوس ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: آیا تم جانتے ہو کہ جب خطاف بولتا ہے تو کیا کہتا ہے؟ فرمایا: وہ کہتا ہے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ یہاں تک کہ پوری سورۂ حمد پڑھتا ہے اور جب آخری بار بولتا ہے تو کہتا ہے: ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾۔ (بصائر الدرجات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (باب ۳۹ از صید میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۳۹

شاخ در شاخ کلغی والا سفید رنگ کا مرغ رکھنا مستحب مؤکد ہے اور اس کو مور پر ترجیح دینا اور مختلف رنگ والے کبوتر کو ان دونوں پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: شاخ در شاخ کلغی دار سفید رنگ کا مرغ اپنے مالکوں کے گھر اور اس کے اردگرد دیگر سات گھروں کی حفاظت کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن مخلد اہوازی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ مختلف رنگ والے کبوتر کا ایک بار پر پھاڑنا سفید کلغی دار سات مرغوں سے افضل ہے۔ (ایضاً)

۳۔ یعقوب ابن جعفر بن ابراہیم جعفری بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سامنے طاؤس (مور) کے حسن و جمال کا تذکرہ کیا گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: سفید رنگ کے مرغ سے زیادہ کوئی چیز حسین نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے امام علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مرغ کی آواز طاؤس کی آواز سے بہتر ہے۔ اور اس کی خیر و برکت زیادہ ہے۔ یہ تمہیں نماز کے اوقات پر جگاتا ہے جبکہ طاؤس اپنی اس خطاو لغزش[1] پر جس میں وہ مبتلا ہوا تھا واویلا اور افسوس کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ بعض اصحاب نے مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، فرمایا: سفید رنگ کا مرغ میرا دوست ہے اور ہر مؤمن کا بھی دوست ہے۔ (ایضاً)

باب ۴۰

قمری کا اور دیگر پالتو اور مانوس پرندوں کا گھر میں رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں کوئی پرندہ رکھنا چاہے اسے چاہیئے کہ قمری رکھے۔ کیونکہ وہ سب سے زیادہ خدا کا ذکر اور اس کی تسبیح کرتی ہے اور وہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ عثمان اصفہانی کا بیان ہے کہ جناب اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے عراق کے پرندوں میں سے کسی پرندہ کی خواہش کی۔ چنانچہ میں نے ایک قمری ان کی خدمت میں ہدیہ کی۔ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے اور اسے دیکھا تو فرمایا کہ قمری (جب بولتی ہے تو) کہتی ہے: "تم پر برکت کا نزول ہو۔ برکت کا نزول ہو"۔ اس لیے تم اسے رکھو۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل کو فاختہ رکھنے سے منع کیا۔ اور فرمایا: اگر ضرور کوئی پرندہ رکھنا ہے تو پھر قمری رکھ کہ وہ سب سے زیادہ ذکر خدا کرتی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب حسین بن بسطام فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: اپنے گھروں میں پالتو جانور زیادہ رکھو کہ شیطان ان سے مشغول رہتے ہیں اور تمہارے بچوں کو نہیں چھیڑتے۔ (طب الائمہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۴ میں) گزر چکی ہیں۔

---

[1] طاؤس ایک خوبصورت مرد تھا۔ جس نے ایک مؤمن مرد کی بیوی سے زنا کیا جو کہ اس کی پیار میں گرفتار رہتا تھا۔ اس نازیبا فعل کے سرزد ہونے پر خداوند عالم نے ان دونوں کو نر و مادہ طاؤس میں مسخ کر دیا۔ جس کو اردو میں "مور" کہا جاتا ہے۔ (مجمع البحرین)۔　　(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴۱

فاختہ گھر میں رکھنا مکروہ ہے۔ اور اس کا ذبح کرنا یا باہر نکال دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے گھر میں ایک فاختہ تھی۔ ایک دن امام علیہ السلام نے اسے چلاتے ہوئے سنا۔ (حاضرین سے) فرمایا: تم جانتے ہو کہ یہ کیا کہہ رہی ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: کہہ رہی ہے: میں تمہیں نہ پاؤں۔ میں تمہیں نہ پاؤں۔ (یعنی مر جاؤ)۔ پھر فرمایا: ہم تمہیں نہیں پائیں گے قبل اس کے کہ تو ہمیں نہ پائے۔ پھر امام علیہ السلام کے حکم سے اسے ذبح کر دیا گیا۔ (الفروع)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابومحمد! ہمارے ہمراہ چل اسماعیلؑ کی مزاج پرسی کر آئیں۔ جو ان دنوں بیمار تھے۔ چنانچہ ہم اٹھے اور وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ ان کے مکان میں پنجرہ کے اندر ایک فاختہ موجود ہے جو چلا رہی ہے۔ امام علیہ السلام نے شاہزادہ سے فرمایا: بیٹا! تمہیں اس کے رکھنے پر کس بات نے آمادہ کیا ہے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ منحوس ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ وہ کیا کہتی ہے؟ اسماعیل نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: یہ اپنے مالکوں کو بددعا کرتی ہے! اور کہتی ہے: "میں تمہیں نہ پاؤں۔ میں تمہیں نہ پاؤں۔" لہٰذا اسے گھر سے نکال دو۔ (الفروع، الخرائج)

۳۔ جناب محمد بن حسن صفار باسناد خود علی بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؑ نے فاختہ کی آواز سنی! فرمایا: یہ کہاں ہے جس کی میں آواز سن رہا ہوں؟ ہم نے عرض کیا کہ یہ گھر میں موجود ہے جو بعض اہل خانہ کو ہدیہ کی گئی ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا: ہم تجھے نہیں پائیں گے قبل اس کے کہ تو ہمیں نہ پائے۔ پھر امامؑ کے حکم پر اسے گھر سے باہر نکال دیا گیا۔ (بصائر الدرجات)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۹ و ۴۲ از صید میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

صلصل نامی پرندہ کا گھر میں رکھنا مکروہ ہے اور اگر ہو تو اس کا گھر سے نکالنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عثمان اصفہانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب شاہزادہ اسماعیل بن حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک صلصل نامی پرندہ (فاختہ) ہدیہ کیا۔ جب امام علیہ السلام گھر میں داخل ہوئے اور اسے دیکھا تو فرمایا: یہ منحوس پرندہ کیسا ہے؟ اسے نکالو۔ کیونکہ یہ (بد دعا کرتے ہوئے) کہتا ہے: "میں تمہیں نہ پاؤں"۔ لہٰذا اسے گم کرو۔ قبل اس کے کہ وہ تمہیں گم کرے۔ (الفروع، بصائر الدرجات)

باب ۴۳

شکاری یا مال مویشیوں کی حفاظت کرنے والے یا سخت ضرورت کے تحت رکھے ہوئے کتے کے سوا ہر قسم کا کتا گھر میں رکھنا مکروہ ہے مگر یہ کہ بند دروازہ کے اندر ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ حدیثوں کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان شخص کے گھر کتا کا ہونا مکروہ ہے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا سوائے شکاری یا مویشیوں والے کتے کے اور کسی کتے میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جراح مدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شکاری کتے کو گھر میں نہ رکھو۔ مگر یہ کہ اس کے اور تمہارے درمیان دروازہ بند ہو۔ (ایضاً)

۴۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کتا رکھتا ہے تو ہر روز اس کے عمل میں ایک قیراط کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ آیا گھر میں کتا رکھا جائے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

۶۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے اہل قاصیہ کو کتا رکھنے کی اجازت دی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اجازت یا تو (خاص حالات کے تحت) صرف اہل قاصیہ سے مخصوص ہے یا ضرورت پر محمول ہے۔ یا یہ کتا شکاری یا مویشی کے کتے پر محمول ہے۔ یہ تاویل سابقہ اور لاحقہ حدیثوں کے پیش نظر کی گئی ہے۔

باب ۴۴

سیاہ، سرخ، ابلق (سیاہ و سفید داغوں والا) اور سفید کتا رکھنا مؤکد مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: بالکل سیاہ رنگ کا کتا جنات میں سے ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ تھا جب ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے تو امام علیہ السلام اپنے بائیں طرف متوجہ ہوئے، دیکھا کہ وہاں ایک بالکل سیاہ رنگ کا کتا موجود ہے۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: خدا تجھے قبیح کرے! تو کس قدر تیز چلتا ہے۔ دیکھا کہ وہ اچانک پرندہ نما ہو گیا۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ عثم ہے جو جنوں کا ایلچی ہے! ابھی ابھی ہشام (بن عبد الملک) مرا ہے۔ یہ اڑ کر ہر ہر شہر اس کی خبر مرگ سنا رہا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ سالم ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کتوں کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: ہر وہ کتا جو بالکل سیاہ یا بالکل سرخ یا بالکل سفید ہو وہ کتے جنات میں سے ہیں۔ اور جو ابلق (سیاہ و سفید داغوں والا) ہو وہ جن وانس سے مسخ شدہ ہے۔ (ایضاً)

باب ۴۵

کتے کی موجودگی میں کچھ کھانا مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ اسے بھی کھلایا جائے یا اسے دور بھگا دیا جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ کتے کمزور قسم کے جنات ہیں لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو یا تو انہیں بھی کچھ کھلائے یا پھر انہیں دور بھگائے کیونکہ ان کی طبیعتیں بری ہوتی ہیں۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۹ از صدقہ میں) بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو چوپاؤں کو کھلانے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۶

لڑاکے کتوں کا قتل کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے مجھے مدینہ بھیجا اور فرمایا: (یا علیؑ!) جو (جاندار کی) تصویر نظر آئے اسے مٹا دو۔ اور جو (بلند) قبر نظر آئے اسے برابر کر دو۔ اور جو (کاٹنے والا) کتا نظر آئے۔ اسے قتل کر دو۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ از احکام مساکن میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد کتاب الصید (باب ۴۰ و ۴۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

سانپ، بڑی، چھوٹی چیونٹی اور تمام موذی چیزوں کا مارنا جائز ہے۔ ہاں البتہ گھروں کے سانپ کا مارنا مکروہ ہے جبکہ ان کی ایذا رسانی کا کوئی خطرہ نہ ہو۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص سانپ کو قتل کرتا ہے۔ اور سائل نے یہ بھی کہا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص سانپ کو مارنے کے انجام بد سے ڈرتے ہوئے اس کو چھوڑ دے وہ مجھ سے نہیں ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے یوں فرمایا: جو اس کے (مارنے کے) انجام سے ڈر کر اسے چھوڑ دے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسا سانپ ہے جو تمہارا طلبگار نہیں ہے۔ (تمہیں اذیت نہیں پہنچاتا) اور اس کے چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (معانی الاخبار)

۲۔ عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن زیاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جبکہ ان سے گھروں میں موجود اور اذیت پہنچانے والے سانپ اور چیونٹیوں کے مارنے کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ کہ ان کے مارنے اور جلانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن ''عوامر البیوت'' (گھروں میں موجود سانپوں) کو نہ مارو۔ کیونکہ ایک انصاری نوجوان جنگِ احد میں حضرت رسول خدا ﷺ کے ہمراہ نکلا اور اس کی خوبصورت بیوی تھی۔ جب وہ کچھ دن غائب رہنے کے بعد گھر آیا۔ تو دیکھا کہ وہ دروازہ سے نکل رہی تھی۔ اس نے جب اسے اس طرح نکلتے ہوئے دیکھا تو اسے نیزہ مارنا چاہا۔ عورت نے کہا: ایسا نہ کر۔ پہلے گھر میں داخل ہو اور دیکھ کہ گھر میں کیا ہے؟ چنانچہ جب وہ اندر داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ ایک ناگ ہے جو اس کے بستر پر کنڈلی مار کر بیٹھا ہوا ہے۔ عورت نے کہا: اس نے مجھے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ چنانچہ انصاری نے اس ناگ کے سر پر نیزہ مارا۔ پھر اس کو نیزہ پر لٹکایا۔ اور (سر اوپر کرکے) اس کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ جب کہ ناگ تڑپ رہا تھا۔ پس اچانک وہ شخص زمین پر گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع دی گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن ان (سانپوں) کے قتل کرنے کی ممانعت فرمائی۔ اور یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص

سانپ کو مارنے کے انجام بد سے ڈر کر سانپ کو نہ مارے وہ ہم سے نہیں ہے۔ یہ دوسرے سانپوں کے بارے میں ہے۔ اور جہاں تک گھر والے سانپوں کا تعلق ہے ان کو برافروختہ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن ان کے قتل کرنے کی ممانعت فرمائی تھی۔ (قرب الاسناد)

۳۔ جناب ابن ادریس حلیؒ نے ابان بن تغلب کی کتاب سے نقل کیا ہے۔ اور انہوں نے باسناد خود زرارہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: چھوٹی چیونٹیوں کا مارنا کیسا ہے؟ فرمایا: بے شک ان کو مار سکتے ہو۔ (سرائر)

۴۔ جناب علی بن جعفرؒ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ چیونٹیوں کا مارنا کیسا ہے؟ فرمایا: اگر تمہیں اذیت پہنچائیں تو ان کا مارنا جائز ہے۔ (بحار الانوار)

۵۔ جناب موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے ہدہد کو قتل کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اسے اذیت نہ دو۔ اور نہ ہی اسے قتل کرو۔ کیونکہ یہ بہترین پرندہ ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب احمد بن علی بن احمد بن عباس نجاشیؒ باسناد خود ابو رافع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپ سو رہے ہیں۔ یا ان پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ اور گھر کے ایک کونہ میں سانپ موجود ہے۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو میں نے سانپ کے موجود ہونے کی خبر دی؟ فرمایا: اسے قتل کر دو۔ چنانچہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ (رجال نجاشی)

۷۔ جناب حسن بن علی بن شعبہ حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! جب اپنی قیامگاہ میں سانپ کو دیکھو تو اسے فوراً قتل نہ کرو۔ جب تک اسے تین بار نہ دیکھ لو۔ ہاں جب چوتھی بار دیکھو تو اسے قتل کر دو کہ وہ کافر ہے اور جب راستہ پر سانپ دیکھو تو اسے قتل کر دو کیونکہ میں نے جنوں سے شرط کی ہے کہ وہ سانپ کی شکل میں ظاہر نہ ہوں۔ (تحف العقول)

۸۔ جناب سعید بن ھبۃ اللہ راوندیؒ باسناد خود سلیمان جعفری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ایک چڑی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے سامنے آ کر گری اور چلانا اور تڑپنا شروع کیا۔ امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جانتے ہو کہ یہ کیا کہتی ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: یہ کہتی ہے کہ ایک سانپ میرے بچے کھانا چاہتا ہے۔ پھر مجھے حکم دیا کہ اٹھو اور یہ لاٹھی لے کر گھر میں داخل ہو اور سانپ کو قتل کر دو۔ چنانچہ میں اٹھا اور لاٹھی پکڑی، اور گھر میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ وہاں ایک سانپ ہے جو دوڑ رہا ہے۔ میں نے اسے قتل کر دیا۔ (الخرائج والجرائح)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے قواطع نماز (باب ۱۹) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس

کے بعد تروک احرام اور کچھ کتاب الصید (باب ۳۹ و۴۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ جن میں چیونٹی کے مارنے کی ممانعت وارد ہے جو ان چیونٹیوں سے مخصوص ہے جو اذیت نہ پہنچائیں۔

باب ۴۸

مستحب یہ ہے کہ زراعت کو پیشہ بنایا جائے۔ اس کے بعد بکریوں کا کام کیا جائے۔ اس کے بعد گائے کا۔ اس کے بعد کھجور لگانے کا اور ان سب کو اونٹ رکھنے پر ترجیح دینا چاہیئے۔ اور اسی ترتیب کے ساتھ کام کرنا چاہیئے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ سے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر مال کون سا ہے؟ فرمایا: زراعت کرنا جب کہ زراعت کرنے والا عمدہ طریقہ پر کرے اور کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرے! پھر عرض کیا گیا: یارسول اللہؐ! زراعت کے بعد کون سا مال بہتر ہے؟ فرمایا: آدمی اپنی بکریوں میں دکھائی دے۔ جہاں بارش (اور اس کے نتیجہ میں گھاس ہو) وہاں سے جائے۔ نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہؐ! بکریوں کے بعد کون سا مال بہتر ہے؟ فرمایا: گائے۔ جو صبح و شام خیر و خوبی سے آئے جائے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! گائے کے بعد کون سا مال بہتر ہے؟ فرمایا: پھر وہ جو کیچڑ میں استوار ہوتی ہے اور قحط سالی میں کھائی جاتی ہے۔ یعنی کھجور، جو بہترین چیز ہے۔ اور جو اسے بیچتا ہے۔ تو اس کی قیمت (بے برکتی میں) ایسے ہے جس طرح کسی پہاڑ کی چوٹی پر راکھ پڑی ہو اور سخت ہوا چلے اور اسے اڑا کے لے جائے۔ مگر یہ کہ اس کی جگہ (اس سے) کوئی اور چیز خرید لی جائے۔ پھر عرض کیا گیا: یارسول اللہؐ! اس کے بعد کون سا مال بہتر ہے؟ آپؐ خاموش ہو گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا: اونٹ کہاں گیا؟ فرمایا: اس میں بدبختی ہے، جَور ہے، تھکاوٹ ہے اور گھر سے دوری ہے! صبح و شام نحوست کے ساتھ آتا جاتا ہے! اور اس کی خیر نہیں آتی مگر زیادہ منحوس جانب سے اسے شقی و فاجر لوگ مل ہی جاتے ہیں۔ (الفقیہ، الامالی، معانی الاخبار، الخصال، الفروع)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حدیث کے اس جملہ کہ "اس کی خیر نہیں آتی مگر زیادہ منحوس جانب سے" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ اس کا دودھ بائیں جانب سے دوہا جاتا ہے اور اس پر سوار بھی بائیں جانب سے ہوا جاتا ہے۔

۲۔ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکریوں کے بارے میں فرمایا: جب آتی ہے تو سیدھی آتی ہے اور جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو بھی آتی ہے۔ اور گائے کے بارے میں فرمایا: جب آتی ہے تو سیدھی آتی ہے اور

جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو جاتی ہے۔ اور اونٹ کے بارے میں فرمایا: جب آتا ہے تو پیٹھ پھیرے ہوئے اور جب جاتا ہے تو پھر جاتا ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابواسحاق سے اور وہ حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ تم پر بکریاں اور کاشتکاری لازم ہے کہ صبح وشام ان کی اچھی خبر آتی ہے۔ (المحاسن)

۴۔ کتاب الخصال میں بھی یہی روایت مذکور ہے۔ اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے: عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! اونٹ کہاں ہے؟ فرمایا: وہ تو شیطانوں کی گردنیں ہیں۔ ان کی خیر ان کی منحوس جانب سے آتی ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! اگر لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگئی تو وہ تو اونٹوں (کا کاروبار) چھوڑ دیں گے؟ فرمایا: ان کو شقی اور فاجر لوگ مل ہی جائیں گے۔ (الخصال)

باب ۴۹

اس طرح اونٹ کا گھٹنا باندھنا کہ اس کا پالان اس کے اوپر ہو مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ اپنے خاص سلسلۂ سند سے (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے) حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک اونٹنی دیکھی جس کا گھٹنا بندھا ہوا تھا اور اس کا پالان اس کے اوپر تھا۔ فرمایا: اس کا مالک کہاں ہے؟ اسے حکم دو کہ وہ کل (فردائے قیامت) خصومت (جھگڑے) کے لیے تیار ہو جائے (کہ اس سے اس زیادتی کی باز پرس کی جائے گی)۔ (الفقیہ، المحاسن)

باب ۵۰

بار برداری کے جانور پر وسط میں بوجھ لادنا اور پچھلی طرف لادنا مستحب ہے اور اس کا ایک طرف جھکانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد لحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس سے اونٹوں کی ایک قطار گزری۔ امام علیہ السلام نے ایک اونٹنی کو دیکھا کہ اس کا بوجھ ایک طرف ڈھلکا ہوا تھا۔ فرمایا: اے غلام! اس بوجھ کو برابر کر دو۔ کیونکہ خدا عدل کو پسند کرتا ہے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ فرماتے ہیں، دوسری روایت میں وارد ہے کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: بوجھ کو مؤخر کیا کرو۔ کیونکہ دونوں ہاتھ معلق ہیں اور دونوں پاؤں بندھے ہوئے ہیں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۱

جس جانور پر سوار ہو کر کئی بار حج کیا گیا ہو۔ جب وہ مر جائے تو اس کو دفن کرنا مستحب ہے اور اس کو مارنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنی وفات کے وقت اپنے فرزند (امام) محمد (باقر علیہ السلام) سے فرمایا: بیٹا! میں نے اس اونٹنی پر بیس حج کئے ہیں۔ اور میں نے اسے کبھی چابک نہیں مارا۔ جب یہ مر جائے تو اسے دفن کر دینا۔ اس کا گوشت درندے نہ کھائیں کیونکہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ اونٹ جس پر سات سال مقام عرفات میں وقوف کیا جائے۔ خداوند عالم اسے جنت کے چوپاؤں میں سے بنائے گا۔ اور اس کی نسل میں برکت دے گا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں: چنانچہ جب وہ اونٹنی مر گئی تو امام محمد باقر علیہ السلام نے اس کے لیے گڑھا کھودا اور اسے اس میں دفن کیا۔ (ثواب الاعمال، المحاسن)

۲۔ محمد بن مرازم اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ جانور جس پر پانچ سال تک بمقام عرفات وقوف کیا جائے وہ ضرور جنت کے چوپاؤں میں سے ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ فرماتے ہیں کہ بعض راویوں نے تین سال کی بھی روایت کی ہے۔ (المحاسن)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب خصال میں بھی روایت نمبر انقل کی ہے اور اس میں یہ تتمہ بھی مذکور ہے۔ فرمایا: حضرت امام زین العابدینؑ کے ہر سال بکثرت نماز پڑھنے کی وجہ سے مقام سجدہ سے سات گھٹے گرتے تھے اور امام علیہ السلام ان کو اکٹھا کر کے رکھتے رہتے تھے۔ جب امام علیہ السلام کی وفات ہوئی تو ان گھٹوں کو آپؑ کے ہمراہ دفن کیا گیا۔ (اور امام علیہ السلام اپنے باپؑ (مظلوم کربلا) پر بیس سال روئے۔ (الخصال)

باب ۵۲

اگر سواری کا جانور (بوقت جہاد) دشمن کی سرزمین میں اڑیل ہو جائے تو اس کی کوچیں کاٹنا مکروہ ہے بلکہ اسے ذبح کر دیا جائے۔ اور گدھے کا اعلیٰ نسل کی گھوڑی سے جفتی کرانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی سواری کا جانور راہِ خدا میں (جہاد کرتے ہوئے) دشمن کی زمین میں اڑیل ہو جائے (چلنے سے رک جائے!) تو اسے ذبح کر دے۔ اور اس کی کوچیں نہ کاٹے۔
(الفروع، التہذیب)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جنگ موتہ میں جناب جعفر بن ابیطالب (طیار) اپنے گھوڑے پر سوار تھے۔ جب دشمن سے مڈ بھیڑ ہوئی تو گھوڑے سے اتر آئے اور تلوار سے اس کی کوچیں کاٹ دیں۔ اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں گھوڑے کی کوچیں کاٹیں۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آخری حکم (عمدہ گھوڑی سے گدھے کی جفتی کی کراہت) پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اسباغ وضو کی بحث میں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۳

بلی اور درندہ و پرندہ کے علاوہ بھی کسی جانور کا قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ سوائے مستثنیات کے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے معذب ہوئی۔ اس نے ایک بلی کو باندھ دیا تھا۔ اور وہ شدت پیاس سے (بلک بلک کر) مر گئی تھی۔ (عقاب الاعمال)

۲۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسیؒ اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں کتاب محاسن کے حوالہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گندے گناہ تین ہیں: (۱) جانور کا قتل کرنا۔ (۲) عورت کا حق مہر روکنا۔ (۳) اور مزدور کی اجرت ادا نہ کرنا۔ (مکارم الاخلاق)

سفر و حضر میں معاشرت کے احکام کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) باب ہیں)

باب ۱

تمام لوگوں سے حتیٰ کہ مخالفین کے ساتھ اداءِ امانت، ادائیگی شہادت اور صداقت کے ساتھ معاشرت کرنا واجب ہے۔ بیماروں کی مزاج پرسی، جنازوں میں شرکت کرنا، پڑوسیوں سے اچھا برتاؤ کرنا اور مسجدوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں اپنی ایمانی برادری اور دوسرے عام لوگوں کے ساتھ کس طرح سلوک کرنا چاہیئے؟ فرمایا: ان کی امانت ادا کرو۔ ان کے حق میں یا ان کے خلاف گواہی دو۔ ان کے بیماروں کی مزاج پرسی کرو۔ اور ان کے جنازوں میں شرکت کرو۔ (الاصول)

۲۔ ابو اسامہ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: لوگوں میں سے جو میرے قول پر عمل کرتے اور میری اطاعت کرتے ہیں ان میں سے جسے دیکھو اسے میرا سلام کہو۔ اور میں تمہیں تقوائے خداوندی اختیار کرنے، اپنے دین میں ورع (حرام سے اجتناب کرنے)، نیکی بجا لانے میں) خدا کی خاطر جد و جہد کرنے، سچ بولنے، امانت ادا کرنے، سجدہ کو طول دینے اور پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ انہی چیزوں کے ساتھ حضرت رسول خدا ﷺ آئے ہیں۔ اور جو شخص بھی تمہارے پاس امانت رکھ جائے اسے ادا کرو خواہ رکھنے والا نیک ہو یا بد۔ کیونکہ حضرت رسول خدا ﷺ دھاگہ اور سلا ہوا کپڑے واپس کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ اپنے قبیلوں سے صلہ رحمی کرو۔ ان کے جنازوں میں شرکت کرو۔ ان کے بیماروں کی مزاج پرسی کرو۔ اور ان کے حقوق ادا کرو۔ کیونکہ تم میں سے جب کوئی شخص اپنے دین میں ورع و تقویٰ اختیار کرے گا، سچ بولے گا، امانت کو ادا کرے گا اور لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آئے گا تو کہا جائے گا یہ جعفری ہے تو اس سے مجھے خوشی ہوگی۔ اور کہا جائے گا کہ یہ جعفر (صادق علیہ السلام) کا ادب اور ان کی تہذیب ہے۔ اور جب (ہمارے

نام لیوا) کی روش و رفتار اس کے خلاف ہوگی تو اس کی عار و شنار مجھے لاحق ہوگی اور کہا جائے گا کہ یہ جعفر (صادق علیہ السلام) کا ادب ہے! بخدا میرے والد ماجد علیہ السلام نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے (پہلے دور میں) پورے قبیلہ میں جو شخص حضرت علی علیہ السلام کا شیعہ ہوتا تھا وہ اس قبیلہ کی زینت ہوتا تھا اور سب سے بڑھ کر امانت کا ادا کرنے والا۔ سب سے زیادہ ان کے حقوق ادا کرنے والا ہوتا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر سچا ہوتا تھا وہ لوگوں کی وصیتوں اور امانتوں کا مرکز ہوتا تھا۔ جب قبیلہ سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ کہتا تھا۔ فلاں جیسا کون ہے؟ وہ ہم سب سے زیادہ امانت کا ادا کرنے والا اور ہم سب سے زیادہ سچا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ معاویہ بن وھب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم اپنی قوم کے ساتھ اور دوسرے ان لوگوں کے ساتھ جو ہمارے مذہب پر نہیں ہیں کیا سلوک کریں؟ فرمایا: اپنے پیشواؤں کی روش پر نگاہ کرو اور ان کی اقتداء کرو۔ اور ان کے ساتھ وہی سلوک کرو جو یہ کرتے ہیں۔ بخدا تمہارے پیشوا ان لوگوں کے بیماروں کی مزاج پرسی کرتے ہیں، ان کے جنازوں میں شرکت کرتے ہیں اور ان کے حق میں اور ان کے خلاف شہادت دیتے ہیں اور ان کی امانتیں ادا کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ حبیب خثعمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تم پر ورع (حرام سے اجتناب) اور (واجب کی بجا آوری میں) جدوجہد کرنا لازم ہے۔ بیماروں کی مزاج پرسی کرو۔ اپنی قوم کے ہمراہ اپنی مسجدوں میں جاؤ اور لوگوں کے لیے وہ کچھ پسند کرو جو کچھ اپنی ذات کے لیے پسند کرتے ہو۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارا پڑوسی تو تمہارا حق پہچانے مگر تم اس کا حق نہ پہچانو۔ (ایضاً)

۵۔ مرازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر لازم ہے کہ مسجدوں میں نماز پڑھو۔ لوگوں کے پڑوس کو عمدہ طریقہ پر نبھاؤ۔ گواہی دو۔ جنازوں میں شرکت کرو۔ تمہارے لیے لوگوں کا (تعاون حاصل کرنا) ضروری ہے۔ کوئی شخص بھی مدت العمر تک لوگوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ (ایضاً)

۶۔ جناب ابن ادریس علی حسن بن محبوب کی کتاب المشیخہ سے نقل کرتے ہیں۔ اور وہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میں تمہیں تقوائے خداوندی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور لوگوں کو اپنے کاندھوں پر سوار نہ کرو۔ ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے۔ خداوند عالم اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ ﴿قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (لوگوں سے اچھی بات کہو)۔ پھر فرمایا: لوگوں کے بیماروں کی بیمار پرسی کرو۔ ان کے جنازوں میں شامل ہو۔ اور ان کے حق میں یا ان کے برخلاف گواہی دو۔ اور ان کی مسجدوں میں ان کے ساتھ نماز پڑھو تا کہ (تمہارے اور ان کے درمیان) تمیز

حاصل ہو جائے اور (تمہارے اور ان کے کردار میں) جدائی واضح ہو جائے۔ (السرائر، المحاسن)

۷۔ نیز کتاب سرائر میں حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ کی کتاب العیون والمحاسن سے اور وہ باسناد خود خیثمہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (اے خیثمہ) ہمارے موالیوں کو ہمارا سلام کہو۔ اور ان کو تقوائے الٰہی اختیار کرنے اور نیک عمل کرنے کی وصیت کرو۔ اور ان سے کہو کہ ان کا تندرست ان کے بیمار کی مزاج پرسی کرے، ان کا مالدار ان کے غریب و نادار پر دولت صرف کرے، ان کا زندہ ان کے مرنے والوں کے جنازہ میں شرکت کرے اور اپنے گھروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں۔ اور باہمی دینی علوم و امور پر تبادلۂ خیال کریں۔ کیونکہ یہ ہمارے مذہب کی زندگی ہے۔ خدا اس بندہ پر رحم کرے جو ہمارے مذہب کو زندہ کرتا ہے اور اے خیثمہ! ان کو بتاؤ کہ ہم تمہارے نیک عمل کے بغیر تمہیں خدا سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے کیونکہ ہماری ولایت و محبت ورع (حرام کاموں سے بچے) بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ بروزِ قیامت سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب اس شخص کو کیا جائے گا جو زبان سے تو عدل کی تعریف کرے مگر مقام عمل میں اس کی خلاف کرے۔ (ایضاً)

۸۔ کثیر بن علقمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مجھے کچھ وصیت کریں! فرمایا: میں تمہیں تقوائے الٰہی اختیار کرنے، ورع اختیار کرنے، عبادت کرنے، سجدہ کو طول دینے، امانت کو ادا کرنے، سچ بولنے اور پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اسی چیز کے ساتھ حضرت رسول خدا ﷺ تشریف لائے، اپنے قبیلوں میں نماز پڑھو اور اپنے بیماروں کی بیمار پُرسی کرو۔ اور اپنے جنازوں میں شرکت کرو اور ہمارے لیے باعث زیب و زینت بنو۔ اور ہمارے خلاف باعث ننگ و عار نہ بنو۔ ہمیں لوگوں کا محبوب بناؤ۔ اور مبغوض نہ بناؤ۔ ہماری طرف (لوگوں کی) محبت کھینچو۔ اور ہم سے ہر قسم کے شر و فساد کو دور رکھو۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ بن عمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: تمہارے دل میں لوگوں کی طرف نیاز اور ان سے بے نیازی دونوں جمع ہونی چاہئیں! تم ان کی طرف نیاز تو ہو کلام کی نرمی اور سیرت و کردار کی عمدگی میں۔ اور بے نیازی ہو اپنی عرض و ناموس کی پاکیزگی اور اپنی عزت کی بقاء میں۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ از نماز جماعت و باب ۲۷ از صدقہ میں اور یہاں باب ۱ و ۴۹ و ۵۲ از آداب مسافرت) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) اور جہاد نفس باب ۲۱ وغیرہ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

لوگوں سے احسن طریقہ پر معاشرت، مجاورت اور مرافقت کرنی چاہیئے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس سے بھی میل جول رکھو۔ ہو سکے تو اس پر اپنا ہاتھ بالا رکھو۔ (الاصول، الفقیہ، المحاسن)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس سے رفاقت کرو اپنے نفس کو اس سے اچھی رفاقت پر آمادہ کرو۔ اور اپنے اخلاق کو عمدہ بناؤ۔ اپنی زبان پر کنٹرول رکھو۔ اپنا غصہ پی جاؤ۔ یاوہ گوئی کم کرو۔ عفو و درگزر کو راسخ کرو۔ اور اپنے نفس کو سخی بناؤ۔ (ایضاً)

۳۔ ابو الربیع شامی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ مکان لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ فرمایا: اے آل محمدؐ کے شیعو! یاد رکھو۔ جو شخص غیظ و غضب کے وقت اپنے نفس پر کنٹرول نہ کرے اور اپنے ساتھی سے اچھی صحبت نہ کرے اور اپنے مخالف سے اچھی مخالفت نہ کرے، اور رفیق سے اچھی رفاقت نہ کرے اور اپنے پڑوسی سے اچھا پڑوس نہ رکھے اور مہربان سے مہربانی نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو اس مسلک کا سالک ہے۔ اگر اس میں تین خصلتیں نہیں ہیں تو اس کی کوئی پروا نہیں ہے: (۱) وہ ورع و تقویٰ جو اسے خدا کی نافرمانیوں سے بچائے۔ (۲) حلم و بردباری جس سے اپنے غصہ پر کنٹرول کرے۔ (۳) اپنے ساتھی سے اچھی صحبت۔ (الاصول، الخصال)

۵۔ عمار بن مروان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں تقوائے خداوندی اختیار کرنے، امانت کے ادا کرنے، سچ بولنے اور اپنے ساتھی کے ساتھ اچھی صحبت کرنے کی وصیت کرتا ہوں ولا قوۃ الا باللہ۔ (الاصول، الفقیہ، المحاسن)

۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے پوچھا: (اس سفر میں) تمہارا ساتھی کون تھا؟ میں نے عرض کیا: میرے دینی بھائیوں میں سے ایک شخص تھا؟ فرمایا: اس نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: جب سے یہاں آیا ہوں مجھے اس کے مکان و قیام کا کوئی پتہ نہیں ہے؟ فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تم جس مؤمن کے ساتھ صرف چالیس قدم تک چلنے کی رفاقت کرو گے۔ خدا اس کے بارے میں تم سے بروز قیامت باز پرس کرے گا (کہ اس کا حق ادا کیا تھا یا نہ؟)۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۷۔ جناب برقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ نہ ہوں اس کا کوئی کام مکمل نہیں ہوتا: (۱) ورع و تقویٰ جو اسے خدا کی نافرمانیوں سے باز رکھے۔ (۲) خلق جس سے لوگوں سے مدارات کرے۔ (۳) حلم و بردباری جس سے جاہل کی جہالت کا دفاع کرے۔ (المحاسن)

۸۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی وصیت نقل کرتے ہیں، فرمایا: لوگوں کے ساتھ اس طرح میل جول رکھو کہ اگر (چند دن کے لیے) ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاؤ (سفر میں چلے جاؤ) تو ان کے دل تمہاری طرف جھکتے ہوئے نظر آئیں اور اگر (بقضاءِ الٰہی) مر جاؤ تو وہ تم پر روتے ہوئے نظر آئیں۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۱ اور اس سے پہلے باب ۴۹ و ۵۲ از آدابِ سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ و باب ۱۰۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

مختلف بھائیوں کے ساتھ رہنے سہنے کے طریقے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب الخصال میں باسناد خود جابرؓ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور کتاب الاخوان میں باسناد خود یونس بن عبد الرحمٰن سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بصرہ میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بالوضاحت فرمائیں کہ بھائی کتنی قسم کے ہیں؟ فرمایا: بھائیوں کی دو قسمیں ہیں: ایک ثقہ بھائی۔ دوسرے مکاشرہ (ہنس مکھ اور دانت نکالنے والے) بھائی۔ فرمایا: جہاں تک قابل وثوق بھائیوں کا تعلق ہے تو وہ تو کف دست، بازو اور اہل و عیال اور مال و منال کی مانند ہیں۔ پس جو شخص تم سے محبت کرتا ہے اگر تمہیں اس پر بھروسہ ہے تو اس کے لیے اپنا مال اور اپنا ہاتھ (قوت) صرف کرو۔ اور اس کے دوست سے دوستی اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھو۔ اس کے راز کو چھپاؤ۔ اس کی اعانت کرو۔ اور اس کی اچھائیوں کا اظہار کرو۔ اور اے سائل! جان لے کہ ایسے بھائی کبریت احمر سے بھی کمتر ہیں۔ اور جہاں تک برادرانِ مکاشرہ کا تعلق ہے ان سے لذت اندوز ہو۔ ان سے قطع تعلق نہ کرو۔ اور اس (ظاہر داری) سے زیادہ خلوص ضمیر کا ان سے مطالبہ نہ کرو اور جو کچھ وہ تمہارے لیے خندہ پیشانی، زبان کا مٹھاس خرچ کریں تو تم بھی ان کے لیے وہی کچھ صرف کرو۔ (الخصال، مصادقۃ الاخوان، الاصول)

باب ۴

مجلس (نشست گاہ) کو وسعت دینا بالخصوص گرمیوں کے موسم میں اور ہر دو شخص کے درمیان بقدر ایک بازو کے فاصلہ رکھنا اور محتاج و کمزور کی اعانت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر بالواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿اِنَّا نَرٰکَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ (ہم تمہیں بھلائی کرنے والوں میں سے دیکھتے ہیں) کے بارے میں فرمایا کہ وہ (جناب یوسف علیہ السلام) مجلس کو وسعت دیتے تھے۔ محتاج کو قرضہ دیتے تھے اور کمزور کی اعانت فرماتے تھے۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: گرمیوں کے موسم میں باہم بیٹھنے والوں کو چاہیئے کہ اپنے درمیان بقدر ایک بازو کے فاصلہ رکھیں۔ تاکہ ان کا بیٹھنا ایک دوسرے پر شاق نہ گزرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۶۹ میں) اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

حضر میں آدمی کو اس کی کنیت سے اور سفر میں نام سے یاد کرنا اور اپنے ساتھیوں کی تعظیم کرنا اور ان کو نصیحت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص حاضر ہو تو اسے کنیت سے اور جب غائب ہو تو نام سے پکارو۔ (الاصول)

۲۔ علاء بن فضیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اپنے ساتھیوں کی تعظیم و تکریم کرو اور تم ایک دوسرے پر حملہ نہ کرو اور نہ ہی باہم حسد کرو اور خبردار بخل کے قریب نہ جانا اور خدا کے مخلص بندے بن کر رہو۔ (ایضاً)

باب ۶

لوگوں سے دور دور رہنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود داؤد بن ابی یزید (ثعلبہ) اور علی بن عقبہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں سے دور دور اور گھٹا گھٹا رہنا ان کی دشمنی کا موجب بنتا ہے۔

(الاصول من الکافی)

باب ۷

بھائی اور دوست بنانا اور ان سے پیار و محبت کرنا اور ان کا گلہ شکوہ قبول کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص محض خدا کی خوشنودی کی خاطر ایک برادر دینی بنائے تو گویا اس نے جنت میں ایک گھر بنایا ہے۔(ثواب الاعمال)

۲۔ جناب لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا: بیٹا! ہزار دوست بناؤ اور ہزار بھی کم ہے۔ مگر ایک دشمن نہ بناؤ۔ اور ایک بھی زیادہ ہے۔(آمالی)

۳۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

علیک باخوان الصفا فانھم عماد إذا استجلتھم و ظھور

تم پر مخلص بھائی بنانا لازم ہے کہ جب ان سے مدد طلب کرو گے تو ان کو اپنی پشت پناہ پاؤ گے۔

و لیس کثیرا ألف خلّ و صاحب و إنّ عدواً واحداً لکثیر

ہزار دوست اور ساتھی زیادہ نہیں ہے۔ مگر ایک دشمن بہت زیادہ ہے۔(ایضاً)

۴۔ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا جس کا پیشگی کچھ فرستادہ نہیں ہوگا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آیا آدمی کے لیے پیشگی کچھ بھیجنا ضروری ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اور منجملہ پیشگی فرستادہ کے ایک برادر ایمانی بھی ہے۔(مصادقۃ الارض)

۵۔ جعفر بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس قدر ہو سکے دنیا میں زیادہ دوست بناؤ کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچاتے ہیں۔ دنیا میں اس طرح کہ وہ تمہارا کاروبار کریں گے۔ اور

آخرت میں اس طرح کہ جہنمی کہیں گے: ﴿فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ﴾ (کہ ہمارا نہ کوئی سفارشی ہے اور نہ ہی کوئی مخلص دوست)۔ (ایضاً)

۶۔ احمد بن محمد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: برادر ایمانی زیادہ بناؤ کیونکہ مؤمن کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ فرمایا: دینی بھائی زیادہ بناؤ کیونکہ مؤمن کی سفارش ہوتی ہے اور فرمایا: اہل ایمان سے زیادہ برادرانہ تعلقات قائم کرو کہ ان کا خدا کے پاس احسان ہے جس کا وہ ان کو بروز قیامت معاوضہ دے گا۔ (ایضاً)

۷۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمام لوگوں سے بڑھ کر عاجز وہ ہے جو دوست بنانے سے عاجز ہو اور اس سے بھی بڑھ کر عاجز وہ ہے جو بنے ہوئے دوست کو ضائع کر بیٹھے۔ (نہج البلاغہ)

۸۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے حضرت رسول خدا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ مؤمن ایسا شریف ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کے دھوکہ میں آجاتا ہے اور منافق ایسا کمینہ ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کو دھوکہ دے جاتا ہے۔ سب اہل ایمان سے بہتر وہ ہے جو اہل ایمان سے الفت کرتا ہے اور اس شخص میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ جو نہ کسی سے الفت کرے اور نہ کوئی اس سے الفت کرے۔ فرمایا: بدترین خلائق وہ ہے جو اہل ایمان سے دشمنی رکھتا ہے اور ان کے دل اس سے نفرت کرتے ہیں، جو لوگوں کی چغلخوری کرتے ہیں۔ اور دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور لوگوں کی عیب جوئی کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن پر خدا بھی بروز قیامت نہ نظر رحمت کرے گا اور نہ ہی ان کا تزکیہ کرے گا پھر اس آیت کی تلاوت کی: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ﴾۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۹۔ جناب ابن ادریس حلیؒ کتاب مسائل الرجال کے حوالہ سے ایوب بن نوح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ہمارے بعض اصحاب کے نام خط لکھا جس میں لکھا تھا کہ فلاں کی سرزنش کرو۔ اور اس سے کہو کہ جب خدا کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو اس طرح کرتا ہے کہ جب اس کی سرزنش کی جائے تو وہ قبول کر لیتا ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و آداب سفر باب ۴۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ و ۵۱ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

عقلمند اور سخی سے رفاقت کرنا اور احمق اور کمینہ کی رفاقت سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اگر عقلمند کی صحبت اختیار کرو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگر چہ وہ کریم وسخی نہ ہو۔ لہٰذا اس کی عقل وفکر سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اس کی بدخلقی سے بچو اور کریم وسخی کی صحبت ہرگز ترک نہ کرو۔ اس طرح اگر چہ اس کی عقل سے تو استفادہ نہیں کرسکو گے مگر اپنی عقل سے اس کے جود وکرم سے تو استفادہ کرسکو گے اور جو شخص احمق بھی ہو اور کمینہ بھی اس سے بالکل راہِ فرار اختیار کرو۔ (الاصول من الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (باب ۱۱ و ۱۸ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

عقلمند سے مشورہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سہل بن عبداللہ سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ ایک اور صحابی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو فرمارہے تھے کہ عقلمند آدمی سے راہنمائی حاصل کرو۔ اور اس کی خلاف ورزی نہ کرو۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے استخارہ کی حدیثوں میں (باب ۲۱ کے اندر) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ و ۲۲ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

برادرانِ ایمانی کا باہم جمع ہونا اور آپس میں گفتگو کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اپنے صحابی سے پوچھا: کیا تم اکٹھے بیٹھ کر (دینی) بات چیت کرتے ہو؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: ان مجالس کو میں پسند کرتا ہوں (اس طرح) ہمارے مذہب کو زندہ کرو۔ خدا اس بندے پر رحم فرمائے جو ہمارے مذہب کو زندہ کرتا

ہے (پھر فرمایا) جو شخص ہمارا ذکر کرے یا جس کے پاس ہمارا ذکر کیا جائے اور (ہمارے مصائب سن کر) اس کی آنکھوں سے بقدر پرِ مگس آنسو نکل آئے تو خدا اس کے گناہ معاف کر دے گا اگرچہ (کثرت میں) سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ (مصادقۃ الاخوان)

۲۔ میسر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے مجھ سے دریافت فرمایا: آیا تم خلوت میں باہم بیٹھ کر جس قسم کی چاہو بات چیت کرتے ہو؟ عرض کیا: ہاں بخدا۔ فرمایا: بخدا میں چاہتا ہوں کہ ان مقامات پر میں بھی تمہارے ہمراہ ہوں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: خدا اس بندے پر رحم فرمائے جو ہمارے ذکر کو زندہ رکھتا ہے! راوی نے عرض کیا کہ آپ کے ذکر کو زندہ رکھنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: ثابت قدم (اہل ایمان) سے باہمی میل ملاقات کرنا اور آپس میں بات چیت کرنا۔ (ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ (دینی) بھائیوں کی ملاقات بہت بڑی غنیمت ہے۔ (ایضاً)

۵۔ فضیل بن یسار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آیا تم آپس میں مل کر بیٹھتے ہو۔ عرض کیا: ہاں! فرمایا: واہ ان مجالس کا کیا کہنا؟ (ایضاً)

۶۔ خیثمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: (اے خیثمہ) ہمارے موالیوں کو ہمارے سلام پہنچاؤ۔ اور ان کو وصیت کرو کہ تقوائے خداوندی اختیار کریں۔ اور ان کا مالدار غریب و نادار کے ساتھ اور طاقتور کمزور کے ساتھ نیکی کرے، ان کا زندہ ان کے مرنے والے کے جنازہ میں شرکت کرے۔ اور ایک دوسرے سے باہمی ملاقات کریں۔ کیونکہ ان کی باہمی میل ملاقات میں ہمارے مذہب کی حیات ہے۔ پھر فرمایا: خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو ہمارے مذہب کو زندہ رکھتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کی راحت اور اس کا سکون تین چیزوں میں ہے: (۱) آخر شب میں نماز تہجد پڑھنا۔ (۲) بھائیوں کی ملاقات۔ (۳) روزہ افطاری۔ (ایضاً)

۸۔ شعیب عرقوقی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ اپنے اصحاب سے فرما رہے تھے: خدا سے ڈرو اور آپس میں نیک بھائی، خالصاً لوجہ اللہ باہم محبت کرنے والے، صلہ رحمی کرنے والے اور ایک دوسرے پر رحم کرنے والے بنو۔ ایک دوسرے کی زیارت کرو۔ باہمی ملاقات کرو۔ ہمارے امر (مذہب) کا تذکرہ کرو۔ اور اسے زندہ رکھو۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اکٹھے ہو۔ باہم بات چیت کرو۔ تمہیں فرشتے گھیر لیں گے۔ خدا اس بندہ پر رحم کرے جو ہمارے امر (مذہب) کو زندہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد باب المعروف (باب ۲۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

اچھے لوگوں اور قدیمی دوستوں کی صحبت اختیار کرنا اور بُروں کی صحبت سے اجتناب کرنا اور ان کے قابل اعتماد سے بھی ڈرتے رہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعلی حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اچھی طرح دیکھو کہ تم کس شخص سے باتیں کرتے ہو۔ کیونکہ جو شخص بھی مرتا ہے اس کے سامنے اس کے احباب کی تصویریں پیش کی جاتی ہیں۔ اگر اچھے ہوں تو اچھی صورت میں اور اگر برے ہوں تو بری صورت میں۔ اور جو بھی مرتا ہے اس کے سامنے میری تمثال پیش کی جاتی ہے۔ (اصول من الکافی)

۲۔ علی بن اسباط بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شریر آدمی شرارت آگے بڑھاتا ہے۔ اور برا ساتھی ہلاک کرتا ہے۔ لہٰذا اچھی طرح دیکھ لو کہ کسے ساتھی بنا رہے ہو۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن مُسکان ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر قدیم (اصحاب) کی صحبت لازم ہے۔ اور خبردار ہر نئے (دوست) سے بچنا جس سے پہلے کبھی سابقہ نہ پڑا ہو۔ اور نہ ہی اس کے عہد و پیمان اور دیانت و امانت کا کوئی علم ہو۔ اور سب سے زیادہ قابل وثوق آدمی سے بھی چوکس رہو۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ وہ حضرت رسول خداؐ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ کون سا ہمنشین بہتر ہے؟ فرمایا: جس کا دیکھنا تمہیں خدا کی یاد دلائے، جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے اور جس کا عمل و کردار آخرت میں تمہاری رغبت بڑھائے۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود داؤد برقیؒ اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: ہر چیز پر نظر کرو۔ پس جو دین میں تمہارے لیے سودمند نہیں ہے اس کی پروانہ کرو۔ اور اس کے حاصل کرنے میں رغبت نہ کرو۔ کیونکہ جو کچھ خدا کے سوا ہے۔ اس کا انجام برا ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۹ از آداب سفر اور یہاں باب ۷ و ۱۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰۴ و ۱۵۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

نصیحت کا قبول کرنا اور اس شخص سے رفاقت کرنا مستحب ہے جو انسان کو اس کا عیب بتائے نہ اس سے جو دھوکہ بازی سے عیب چھپائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعدلیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے صالح! اس شخص کی پیروی کرو۔ جو تمہیں رلائے مگر وہ تمہارا ناصح ہو۔ اور اس شخص کی پیروی نہ کرو جو تمہیں ہنسائے مگر وہ دھوکہ باز ہو اور تم عنقریب خدا کی بارگاہ میں لوٹائے جاؤ گے اور تم جان لوگے (کہ تم کیا ہو؟)۔ (الاصول، المحاسن)

۲۔ احمد بن محمد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے تمام بھائیوں سے مجھے وہ زیادہ محبوب ہے جو میرے عیبوں کا مجھے ہدیہ پیش کرے۔ (الاصول)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن تین خصلتوں میں سے کسی ایک سے بھی بے نیاز نہیں رہ سکتا: (۱) خدائے تعالیٰ کی توفیق۔ (۲) اپنے نفس میں سے ایک ناصح۔ (۳) کسی ناصح کی نصیحت۔ (المحاسن)

باب ۱۳

اس شخص سے دوستی کرنا جو اپنے دوست کی حفاظت کرے اور اسے نصیحت کرے اور (مشکل کے وقت) چھوڑ نہ جائے، مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دوستی نہیں ہوتی۔ مگر اپنی حدود و قیود کے ساتھ! پس جس شخص میں یہ تمام حدود یا ان میں سے بعض پائے جائیں تو اسے دوست سمجھو اور جس میں ان میں سے کوئی چیز بھی نہ پائی جائے تو اسے دوستی کی طرف نسبت نہ دو۔

پہلی حد یہ ہے جس کا ظاہر و باطن تمہارے لیے یکساں ہو۔ دوسری یہ ہے کہ جو تمہاری زینت کو اپنی زینت اور تمہارے عیب کو اپنا عیب سمجھے۔ تیسری یہ ہے کہ اس کی امارت اور اس کا مال و منال اسے تبدیل نہ کر دے۔ چوتھی: وہ تمہارے لیے جو کچھ کر سکتا ہے اس سے دریغ نہ کرے۔ پانچویں: جو کہ تمام حدود کی جامع ہے یہ ہے کہ وہ تمہیں مصائب و شدائد کے وقت تنہا نہ چھوڑ جائے۔ (الاصول، مصادقۃ الاخوان)

۲۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی دوست اس وقت تک صحیح معنوں میں دوست نہیں ہوتا۔ جب تک تین باتوں میں اپنے بھائی کی حفاظت نہ کرے: (۱) اس کی مصیبت میں۔ (۲) اس کی عدم موجودگی میں۔ (۳) اور اس کی وفات کے بعد۔ (نہج البلاغہ)

باب ۱۴

بھائیوں کا آپس میں مواسات و ہمدردی کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود وصافی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تمہارے علاقہ کے جو (مدعی ایمان ہیں) ان میں سے اگر کسی شخص کے پاس چادر نہ ہو۔ جبکہ اس کے دوسرے بھائی کے پاس ہو تو آیا اس پر ڈالتا ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: اگر ایک کے پاس تہبند نہ ہو تو اس کا دوسرا بھائی اپنا فالتو تہبند اسے دیتا ہے تاکہ اس کے پاس بھی تہبند ہو جائے؟ عرض کیا۔ نہیں! امام علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر مارا اور فرمایا: پھر یہ لوگ باہم بھائی بند نہیں ہیں۔ (مصادقۃ الاخوان)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ نے اپنے برادران ایمانی کے ساتھ مواسات و ہمدردی کرنے اور ان کے حقوق واجبہ کا تذکرہ فرمایا۔ یہ سن کر میرے اندر ایک ہیجان پیدا ہوا (کہ ہم تو اس طرح نہیں کرتے پھر ہمارا انجام کیا ہوگا؟) امام علیہ السلام نے یہ محسوس کر کے فرمایا: یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب قائم آل محمد علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ تب ان پر واجب ہوگا کہ اپنے بھائیوں کو زاد سفر دیں اور ان کو مالدار بنائیں۔ (ایضاً)

۳۔ خلاد سندی مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے میں دیر کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیوں دیر کی؟ عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ننگے پن کی وجہ سے (کپڑا نہ تھا)۔ فرمایا: کیا تیرے پڑوسی کے پاس دو کپڑے نہ تھے۔ جو ایک تمہیں عاریۃً دے دیتا؟ عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! تھے تو! (مگر دیا نہیں)۔ فرمایا: وہ تیرا بھائی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ مفضل بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دیکھو تمہیں جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس سے اپنے بھائیوں پر سخاوت کرو کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾ (نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں)۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی یہ امت طاقت نہیں رکھتی: (۱) اپنے برادر ایمانی کے ساتھ مالی مواسات کرنا۔ (۲) لوگوں کی خاطر اپنے ساتھ انصاف کرنا۔ (۳) اور ہر حالت میں ذکر خدا کرنا۔ اور وہ (ذکر) ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ کہنا نہیں ہے۔ بلکہ جب کسی حرام کا سامنا ہو تو خدا سے ڈرنا (اور اس حرام کام کا ارتکاب نہ کرنا)۔ (ایضاً)

۵۔ ابن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مسلمان کا اپنے (مسلمان) بھائی پر کیا حق ہے؟ امام علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب میں الوداع کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا کہ میں نے سوال کیا تھا۔ مگر آپؑ نے جواب نہ دیا۔ فرمایا: مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں کافر نہ بن جاؤ۔ (سنو) خداوند عالم نے جو کچھ اپنے بندوں پر فرض کیا ہے۔ اس میں سے سخت ترین فرض تین چیزیں ہیں: (۱) اپنے بارے میں انصاف کرنا یہاں تک کہ اپنے برادر مؤمن کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (۲) خدا کی خاطر اپنے برادر مؤمن سے مالی مواسات و ہمدردی کرنا۔ (۳) اور ہر حال میں ذکر خدا کرنا اور اس سے مراد ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ کہنا نہیں بلکہ (خدا کو یاد کرکے) فعل حرام کا ترک کرنا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے صدقہ (باب ۷۲ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲۲ و ۱۲۳ میں) اور (فعل معروف (باب ۲۷) و جہاد النفس (باب ۳۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

فاسق و فاجر، احمق و کم عقل اور کذاب سے بھائی چارہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو نظر انداز کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سالم کندی بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام جب منبر پر تشریف لے جاتے تھے تو (وعظ کرتے ہوئے) فرماتے تھے: مسلمان کو چاہیئے کہ تین قسم کے لوگوں سے بھائی چارہ قائم کرنے سے اجتناب کرے: (۱) فاسق و فاجر سے۔

(۲) احمق و بے وقوف سے۔ (۳) اور کذاب سے۔ (پھر اس ممانعت کی مصلحت بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے) جہاں تک فاسق کا تعلق ہے تو وہ اپنے فعل بد کو زینت دے کر بیان کرے گا اور چاہے گا کہ تم بھی اس کی مانند ہو جاؤ' اور وہ تمہارے دینی اور اخروی امور میں تمہاری اعانت نہیں کرے گا۔ اس سے قرابت داری جور و جفا اور قساوت قلبی ہے اور اس کا تمہارے پاس آنا جانا تمہارے لیے باعث ننگ و عار ہے۔ اور جہاں تک احمق کا تعلق ہے۔ تو وہ کبھی تمہیں کار خیر کا مشورہ نہیں دے گا۔ اور نہ ہی اس سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ تم سے کسی برائی کو دور کرے گا۔ بلکہ بعض اوقات وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا جو اپنی حماقت کی وجہ سے) الٹا نقصان پہنچا بیٹھے گا۔ تو اس کا مر جانا اس کے زندہ رہنے سے بہتر ہے اور اس کا خاموش رہنا اس کے بولنے سے بہتر ہے۔ اور اس کی دوری اس کی نزدیکی سے بہتر ہے اور جہاں تک کذاب کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ تمہاری زندگی خوشگوار نہیں گزرے گی وہ تو تمہاری باتیں دوسروں کو بتائے گا اور دوسروں کی تم کو بتائے گا۔ جب کوئی قصہ ختم ہونے لگے تو اسے دوسرے کے ساتھ ملا دے گا۔ حتیٰ کہ وہ سچ بولنے کی کوشش بھی کرے گا۔ مگر وہ سچ نہیں بولے گا۔ وہ (غلط بیانی کر کے) لوگوں کے درمیان تفریق پیدا کرے گا (یا ان کے درمیان) دشمنی بھڑکائے گا۔ اور لوگوں کے دلوں میں کینے پیدا کرے گا۔ پس خدا سے ڈرو اور اپنے لیے غور و فکر کرو۔ (الاصول، المحاسن، مصادقۃ الاخوان)

۴۔ عبید بن زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! احمق کی دوستی سے بچنا۔ کیونکہ وہ اپنی طرف سے تمہیں سب سے زیادہ جس چیز سے خوش کرنے کی کوشش کرے گا تو وہی کام تمہاری بے آرامی کا باعث بن جائے گا۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ و ۱۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

غلاموں، پست لوگوں اور فاسقوں فاجروں کو معاملات میں شریک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ (ساباطی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے عمار! اگر تو چاہتا ہے کہ تیری نعمت مکمل، مروت کامل، اور تیری معیشت اور روزی خوشگوار ہو تو غلاموں اور سفلہ فطرت لوگوں کو اپنے کاروبار میں شریک نہ کر۔ کیونکہ اگر تم ان کو امین بناؤ گے تو وہ تمہاری امانت میں خیانت کریں گے۔ اور اگر کچھ بیان کریں گے تو جھوٹ بولیں گے۔ اور اگر تم گرفتار

بلا ہو گے تو وہ تمہیں چھوڑ جائیں گے۔ اور اگر وعدہ کریں گے تو وعدہ خلافی کریں گے۔ نیز عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نیکوکاروں کا نیکوکاروں سے محبت کرنا، نیکوکاروں کے لیے کارِ ثواب ہے۔ اور بدکاروں کا نیکوکاروں سے محبت کرنا، نیکوکاروں کے لیے فضیلت ہے۔ اور بدکاروں کا نیکوکاروں سے بغض و عداوت رکھنا نیکوکاروں کے لیے زیب و زینت کا باعث ہے۔ اور نیکوکاروں کا بدکاروں سے بغض رکھنا بدکاروں کے لیے ذلت و رسوائی کا موجب ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابراہیم بن ابوالبلاد مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! (لوگوں کے) بہت زیادہ قریب نہ ہو۔ مبادا دوری کا باعث بن جائے، اور بہت دور بھی نہ ہو مبادا تیری اہانت کی جائے۔ ہر جانور اپنے جیسے سے محبت کرتا ہے۔ اور فرزند آدمؑ بھی اپنے جیسے سے پیار کرتا ہے۔ اپنی نیکی کو اسی پر صرف کر جو اس کا طلبگار ہے جس طرح بھیڑیے اور بھیڑ میں دوستی نہیں ہے اسی طرح نیکوکار اور بدکار میں بھی کوئی دوستی نہیں ہے۔ جو شخص برائی کے قریب جائے گا تو کچھ برائی اس کے دامن پر لگ جائے گی۔ اسی طرح جو شخص فاسق و فاجر کے ساتھ شرکت کرے گا وہ بھی کچھ نہ کچھ اس سے برائی سیکھ لے گا۔ جو شخص جھگڑے کو پسند کرتا ہے اسے گالی دی جائے گی۔ اور جو شخص برے مقامات میں داخل ہوگا اسے متہم کیا جائے گا۔ اور جو شخص برے ساتھی کی ہمراہی اختیار کرے گا وہ سلامت نہیں رہے گا اور جو شخص اپنی زبان پر کنٹرول نہیں کرے گا وہ پشیمان ہوگا۔ (ایضاً)

کذا فی علل الشرائع۔ ہاں اس میں سفلہ کی شرکت کی بجائے ان سے مشورہ کرنا وارد ہے کہ اپنے معاملات میں ان سے مشورہ نہ کر۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میرے والد ماجدؑ فرمایا کرتے تھے کہ حق قائم کر۔ اور جو چیز فوت ہو جائے اس کے درپے نہ ہو۔ اور لایعنی کام سے الگ تھلگ رہ۔ اپنے دشمن سے پرہیز کر۔ اور مخلف دوستوں سے بھی ڈر۔ سوائے امین کے اور امین وہ ہے جو خدا سے ڈرتا ہے اور فاسق و فاجر سے صحبت نہ کر۔ اور نہ ہی اس کو اپنے راز سے آگاہ کر۔ اور نہ ہی اسے اپنی امانت پر امین بنا۔ اور اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ کر جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۴ از آدابِ تجارت میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

کذاب، فاسق، بخیل، احمق اور قطع رحمی کرنے والے شخص سے ہمنشینی کرنا اور ان سے گفتگو کرنا اور ان سے رفاقت کرنا۔ ضرورت یا تقیہ کے بغیر حرام ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم اور ابو حمزہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھ سے میرے والد ماجد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا! دیکھو پانچ شخصوں سے نہ ہمنشینی کرنا، نہ کلام کرنا، اور نہ ہی راستہ میں ہمراہی کرنا۔ میں نے عرض کیا: بابا جان! وہ کون ہیں؟ مجھے ان کا تعارف کرائیں! فرمایا: ایک تو کذاب ہے اس سے صحبت نہ کرنا جو بمنزلہ سراب (چمکیلی ریت) کے ہے۔ جو دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کرے گا۔ دوسرا فاسق ہے اس سے ہمنشینی نہ کرنا۔ جو تمہیں ایک لقمہ بلکہ اس سے بھی کم قیمت پر فروخت کر دے گا۔ تیسرا بخیل ہے۔ اس سے صحبت نہ کرنا کہ جب تمہیں اس کے مال کی ضرورت ہوگی تو وہ تمہیں بے سہارا چھوڑ دے گا۔ چوتھا: احمق ہے۔ اس کی صحبت سے بچنا کہ جو تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا مگر (اپنی حماقت سے) تمہیں نقصان پہنچا بیٹھے گا۔ اور پانچواں: قاطع الرحم ہے۔ اس کی ہمنشینی سے اجتناب کرنا۔ کیونکہ میں نے اسے کتاب خدا میں تین مقامات پر ملعون پایا ہے۔ چنانچہ: (۱) خدا فرماتا ہے: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ﴾۔ (۲) نیز فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ م بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾۔ (۳) اور سورۂ بقرہ میں فرماتا ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ م بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾۔

(الاصول، من الکافی، کذا فی نہج البلاغہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ اپنے والد (سدیر) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار قسم کے آدمیوں سے ہمنشینی اور بھائی چارہ قائم نہ کر۔ احمق، بخیل، بزدل اور کذاب۔ جہاں تک احمق کا تعلق ہے تو وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا۔ مگر نقصان پہنچا بیٹھے گا۔ اور بخیل تم سے لے گا مگر دے گا نہیں۔ اور بزدل وہ (ضرورت کے وقت) تجھ سے (بلکہ) اپنے والدین سے دور بھاگ جائے گا۔ اور جو جھوٹا ہے اس سے تو سچ بولا جاتا ہے مگر وہ سچ نہیں بولتا۔ (الخصال)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے سفر کا ارادہ کیا تو میرے والد ماجد حضرت امام زین العابدین ؑ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! خبردار! احمق سے ہمراہی نہ کرنا اور نہ ہی اس سے اختلاط کرنا۔ بلکہ اس سے بائیکاٹ کرنا حتیٰ کہ اس سے بات چیت تک نہ کرنا۔ کیونکہ احمق ناکارہ ہے۔ وہ حاضر ہو یا غائب عیب جوئی کرتا ہے۔ کلام کرتا ہے تو اس کا ہنسنا حماقت ہوتا ہے اور اگر خاموش رہتا ہے تو وہ اس کی بے زبانی کی وجہ سے ہے اگر کام کرتا ہے تو اسے خراب کرتا ہے۔ اگر مویشی چراتا ہے تو انہیں برباد کرتا ہے نہ اس کا ذاتی علم اسے کوئی فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی دوسروں کا علم اسے کوئی فائدہ پہنچاتا ہے۔ نہ اپنے ناصح کی اطاعت کرتا ہے۔ اور نہ ہی اپنے ساتھی کو راحت پہنچاتا ہے۔ اس کی ماں پسند کرتی ہے کہ وہ اس کی موت پر روئے۔ اور اس کی بیوی پسند کرتی ہے کہ وہ اسے گم کرے۔ اور اس کا پڑوسی چاہتا ہے کہ اس کا گھر دور ہو۔ اور اس کا ہم مجلس چاہتا ہے کہ وہ تنہا ہو اگر وہ بزم میں سب سے چھوٹا ہوتا ہے تو بڑوں کو تھکا دیتا ہے اور اگر بڑا ہوتا ہے تو چھوٹوں کو خراب کرتا ہے۔
(امالی شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ و ۱۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب (۳۷ و ۳۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

رذیل اور مالدار لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور عورتوں کے ساتھ باتیں کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محاربی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا دل کو مار دیتا ہے: (۱) رذیل لوگوں کے ساتھ بیٹھنا۔ (۲) عورتوں سے باتیں کرنا۔ (۳) اور سرمایہ دار لوگوں کے ساتھ بیٹھنا۔ (الاصول، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سلیمان سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک شخص سے فرمایا: اے فلاں! سرمایہ داروں کے پاس مت بیٹھو۔ کیونکہ جب ایک بندہ ان کے پاس (پہلی بار) بیٹھتا ہے تو اس کا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ اس پر خدا کا احسان ہے اور جب وہاں سے اٹھتا ہے تو یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر خدا کا کوئی احسان نہیں ہے۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

باب ۱۹

تہمت کے مقام پر جانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو تہمت کے لیے پیش کرے تو پھر وہ اس شخص کی ملامت نہ کرے جو اس کے بارے میں برا گمان کرے۔ اور جو شخص اپنا راز چھپاتا ہے تو خیر و خوبی اس کے اپنے ہاتھ میں ہوتی ہے۔
(الروضہ، کذا فی نہج البلاغہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تہمت کے مقامات میں سے کسی مقام میں داخل ہو اور پھر اسے متہم کیا جائے تو اپنے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔ (الامالی)

۳۔ جناب شیخ حسن بن شیخ طوسیؒ باسناد خود مجمع عقیلی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! تہمت کے مقامات اور اس جگہ بیٹھنے سے جس کے بارے میں گمان بد کیا جاتا ہے اجتناب کرنا۔ کیونکہ برا ساتھی اپنے ہمنشین کو بھی بدل دیتا ہے۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۴۔ جناب ابن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں جامع بزنطی سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے: شک و شبہ کے مقامات سے اجتناب کرو۔ اور تم میں سے کوئی شخص سر راہ اپنی ماں سے بھی باتیں نہ کرے کیونکہ ہر شخص تو اس کی ماں کو نہیں پہچانتا۔ (سرائر ابن ادریسؒ)

۵۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بغاوت کی تلوار کھینچتا ہے وہ اسی سے قتل کر دیا جاتا ہے اور جو شخص (سمندر کی) لہروں پر سوار ہوتا ہے وہ غرق ہو جاتا ہے اور جو شخص بُرے مقامات میں داخل ہوتا ہے وہ متہم ہو جاتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳۸ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

مؤمن کی فراست و دور بینی سے بچنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب محمد بن حسن صفار باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

انہوں نے ارشادِ خداوندی ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ﴾ (اس میں فہم و فراست رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں) کے بارے میں فرمایا کہ "متوسمین" سے مراد ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں۔ (پھر) فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ مومن کی فراست سے بچو کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔
(بصائر الدرجات، کذا فی البصائر عن سلیمان جعفری عن الکاظم علیہ السلام)

۲۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: اہل ایمان کے گمان سے بچو کیونکہ خداوند عالم ان کی زبانوں پر حق جاری کرتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

صاحبانِ رائے سے مشورہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسنادِ خود ابن قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! حزم (ارادہ کی پختگی اور مستقل مزاجی) کیا ہے؟ فرمایا: صاحبانِ رائے سے مشورہ کرنا اور ان کی (رائے کی) اتباع کرنا۔ (المحاسن)

۲۔ سرّی بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان وصیتوں کے جو حضرت رسول خداؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرمائیں ایک یہ تھی کہ فرمایا: مشورہ سے بڑی کوئی معاونت نہیں ہے اور سوچ بچار اور حسن انتظام سے بہتر کوئی عقل نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو الجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: توراۃ میں چار سطریں لکھی ہیں: (۱) جو شخص مشورہ نہیں کرتا وہ پشیمان ہوتا ہے۔ (۲) فقر و فاقہ بڑی موت ہے۔ (۳) جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ (۴) جو شخص کسی چیز کا مالک ہوتا ہے وہ (اپنے آپ کو) ترجیح دیتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی شخص مشورہ کر کے ہرگز کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۵۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: عقل جیسی کوئی تونگری نہیں، جہالت جیسا کوئی فقر نہیں، ادب جیسی کوئی میراث نہیں، اور مشورہ جیسا کوئی مددگار نہیں ہے۔ (نہج البلاغہ)

۶۔ نیز جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص صرف اپنی رائے پر عمل کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جو لوگوں سے مشورہ کرے گا وہ ان کی عقلوں میں ان کے ساتھ شریک ہوگا۔ (ایضاً)

۷۔ نیز فرمایا: مشورہ طلب کرنا عین ہدایت و رہنمائی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز فرمایا: جو شخص اپنی رائے پر اکتفا کرتا ہے وہ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ از استخارہ اور باب ۱۰ و ۵۲ از آداب سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ و ۵۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

عقلمند پرہیزگار، نیکوکار اور ناصح دوست سے مشورہ کرنا اور پھر اس کی اطاعت و اتباع کرنا مستحب ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے اندر وعظ و نصیحت کرنے والا اور اپنے اندر زجر و توبیخ کرنے والا (ضمیر) نہ ہو۔ اور اس کا کوئی ہمنشین راہنما نہ ہو۔ تو اس کا دشمن اس کی گردن پر مسلط ہو جائے گا۔ (الامالی)

۲۔ جناب برقی باسناد خود معاویہ بن وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے معاملہ میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ (المحاسن)

۳۔ سلیمان بن خالد کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ اس شخص سے مشورہ کر جو عقلمند ہو، پرہیزگار ہو، کیونکہ وہ خیر و خوبی کا ہی حکم دے گا۔ خبردار! اس کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ کیونکہ پرہیزگار عقلمند کی مخالفت کرنا دین و دنیا کی ہلاکت کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۴۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ عقلمند ناصح سے مشورہ کرنا رشد و ہدایت اور یمن و برکت اور خدا کی توفیق و عنایت ہے۔ پس جب کوئی ناصح عقلمند تمہیں کوئی مشورہ دے تو خبردار اس کی مخالفت نہ کرنا۔ کیونکہ اس میں ہلاکت ہے۔ (ایضاً)

۵۔ معلیٰ بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو ایسے کام سے واسطہ پڑ جائے جس کا اسے کوئی تجربہ نہ ہو۔ تو اسے ایک عقلمند دین دار اور پرہیزگار آدمی سے مشورہ کرنے میں کیا امر مانع ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: جب وہ ایسا کرے گا تو خدا اسے کبھی ذلیل نہیں کرے گا۔ بلکہ اسے بلند

و بالا کرے گا۔ اور اسے ایسا کام کرنے کی توفیق دے گا جو سب سے اچھا ہوگا اور سب سے بڑھ کر قرب خداوندی کا باعث ہوگا۔ (ایضاً)

۶۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مشورہ نہیں ہوتا۔ مگر اپنے حدود و قیود کے ساتھ! تو جو شخص اس کے حدود کے ساتھ اس کو پہچان کر (اس پر عمل درآمد کرے گا) تو فبہا ورنہ مشورہ کرنے والے کے لیے اس کا نقصان اس کے فائدہ سے زیادہ ہوگا۔ اوّل: یہ کہ جس سے مشورہ کرنا ہے وہ عقلمند ہو۔ دوّم: یہ کہ آزاد اور دیندار ہو۔ سیوّم: سچا دوست ہو۔ چہارم: اس کو اپنے معاملہ کے اندرونی حالات سے آگاہ کرو (متعلقہ امر کے جملہ پہلوؤں سے اسے مطلع کرو) تاکہ (اس معاملہ میں) اس کا علم تمہارے علم کی مانند ہو جائے۔ پھر وہ اس راز کو چھپائے کیونکہ جب وہ عقلمند ہوگا تو تم اس کے مشورہ سے استفادہ کروگے۔ اور جب آزاد اور دیندار ہوگا تو وہ تمہیں نصیحت کرنے میں اپنی پوری جدوجہد کرے گا۔ اور جب مخلص دوست ہوگا تو تمہارے راز کو پوشیدہ رکھے گا۔ اور جب اسے پورے کوائف سے آگاہ کروگے تو اس کا مشورہ مکمل ہوگا۔ اور نصیحت کامل ہوگی۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۱ میں اور اس سے بھی پہلے باب ۶ از احتضار میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

مشورہ طلب کرنے والے کو نصیحت کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ (امام) حسن علیہ السلام، (امام) حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن جعفر نے مجھ سے (میری بیٹی کا) رشتہ طلب کیا ہے (کس سے کروں؟) حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ (صحیح مشورہ دینے کا) امین ہوتا ہے۔ تو سن۔ حسنؑ کثیر الطلاق ہے۔ لہٰذا تو حسینؑ سے اس کی شادی کر کیونکہ وہ تیری بیٹی کے لیے بہتر ہیں۔ (المحاسن)

۲۔ حسین بن عمر بن یزید اپنے باپ (عمر) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے (اسلامی) بھائی سے مشورہ کرے اور وہ اسے مخلصانہ مشورہ نہ دے تو خدا اس سے اس کی رائے (اور عقل) سلب کر لیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵۲ از آدابِ سفر میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۴

انسان کا (علم و عقل میں) اپنے سے کمتر آدمی سے مشورہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضاؑ کا سعد نامی ایک غلام وفات پا گیا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: مجھے کوئی ایسا شخص بتاؤ جو فاضل اور امین ہو! میں نے عرض کیا: میں آپ کو مشورہ دوں؟ امام علیہ السلام نے غضبناک لہجہ میں فرمایا: حضرت رسول خداؐ اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کرتے تھے اور پھر اس کام کا عزم بالجزم کرتے تھے۔ جو کرنا چاہتے تھے۔ (المحاسن)

۲۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے ایک معاملہ میں مشورہ کیا۔ میں نے عرض کیا: اصلحک اللہ! مجھ جیسا آدمی آپ جیسے آدمی کو مشورہ دے؟ فرمایا: ہاں جب میں تم سے مشورہ کروں! (ایضاً)

۳۔ حسن بن جہم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؑ نے اپنے والد ماجد کا ذکر کیا اور فرمایا: وہ اس قدر عقلمند تھے کہ لوگوں کی عقلیں ان کی برابری نہیں کر سکتی تھیں۔ مگر اس کے باوجود وہ بعض اوقات اپنے سیاہ فام (غلاموں) میں سے کسی سیاہ فام سے مشورہ کر لیتے تھے۔ چنانچہ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا: آپ اس جیسے سے مشورہ کرتے ہیں؟ فرمایا: بعض اوقات خداوند عالم اس کی زبان پر (حق بات) جاری کر دیتا ہے۔ فرمایا: یہ (سیاہ غلام) بعض اوقات کھیتی باڑی اور باغ کے بارے میں آپؑ کو مشورہ دیتے تھے۔ اور آپ اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب سید رضیؒ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امیر علیہ السلام نے عبداللہ بن عباس کو ایسا مشورہ دیا جو ان کی رائے کے خلاف تھا۔ جس پر آپؑ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ مجھ سے مشورہ طلب کرو۔ اور جب میں (اپنے مشورہ میں) تمہاری رائے کے خلاف رائے دوں تو تم میری اطاعت کرو۔ (نہج البلاغہ)

۵۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے مجھے خط لکھا کہ فلاں سے میرے لیے مشورہ طلب کرو۔ کیونکہ وہ اپنے شہر کے حالات سے بہتر واقف ہے۔ اور یہ کہ اس نے حکام سے کس طرح معاملہ کرنا ہے۔ کیونکہ مشورہ مبارک ہے۔ خداوند عالم نے اپنی محکم کتاب میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ (معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ کرو۔ پس جب عزم بالجزم کر لو تو خدا پر توکل کرو) کیونکہ وہ جو کچھ کہے گا، اگر

جائز ہوا تو تم اس کی صائب رائے مجھے لکھ بھیجو اور اس کی رائے درست نہ ہوئی تو میں اسے صحیح راستہ پر لاؤں گا انشاء اللہ۔ اور ﴿وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ سے مراد طلب خیر کرنا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۲۵

عورتوں سے مشورہ کرنا مکروہ ہے سوائے اس مشورہ کے جو بقصد مخالفت کیا جائے۔ اور مردوں سے مشورہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! عورتوں پر جمعہ (واجب) نہیں ہے۔......... (یہاں تک کہ فرمایا) اور نہ ہی قضاوت ان کے سپرد کرنا جائز ہے۔ اور نہ ہی ان سے مشورہ کیا جائے۔ یا علیؑ! بدخلقی نحوست ہے اور عورت کی اطاعت باعث ندامت ہے۔ یا علیؑ! اگر کسی چیز میں نحوست ہے تو وہ عورت کی زبان میں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بعض مردوں کی رایوں کو دوسرے بعض مردوں کی رایوں سے ضم کرو۔ اور پھر ان میں سے اس رائے پر عمل کرو جو صواب کے زیادہ قریب ہو۔ اور شک وشبہ سے زیادہ بعید ہو۔ جو شخص اپنی رائے پر اکتفا کرتا ہے وہ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ اور جو شخص مختلف آراء کا جائزہ لیتا ہے وہ غلطی کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۹۶ از مقدمات نکاح میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

بزدل، بخیل، حریص، غلام، رذیل اور فاسق وفاجر سے مشورہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن آدم سے اور وہ اپنے باپ (آدم) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یا علیؑ! کبھی بزدل آدمی سے مشورہ نہ کرنا۔ ورنہ وہ تمہارے لیے نکلنے کا راستہ

تنگ کر دے گا۔ اور نہ ہی بخیل سے مشورہ کرنا کہ وہ تمہیں اپنے مقصد و مرام تک نہیں پہنچنے دے گا۔ اور نہ ہی حریص سے مشورہ کرنا کہ وہ تمہارے لیے برے کام کو زینت دے گا۔ اور جان لو کہ بزدلی، بخل اور حرص طبیعتیں ہیں جن کا مرکز (خدا کے بارے میں) بدگمانی ہے۔ (الفقیہ، الخصال، علل الشرائع)

۲۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے عمار! اگر چاہتے ہو کہ تمہارے لیے نعمت مکمل، مروت تمام اور معیشت خوشگوار ہو تو غلاموں اور پست فطرت لوگوں سے مشورہ نہ کرو۔ کیونکہ تم اگر ان کو امین بناؤ گے تو خیانت کرینگے۔ اور اگر وہ تم سے کوئی بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے، جب تم کسی مصیبت میں گرفتار ہو گے تو تمہیں چھوڑ جائیں گے اور جب تم سے کوئی وعدہ کریں گے تو وعدہ خلافی کریں گے۔ (علل الشرائع)

باب ۲۷

بدعتی لوگوں کے پاس بیٹھنا اور ان سے بات چیت کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بدعتی لوگوں سے صحبت اختیار نہ کرو۔ اور نہ ہی ان سے میل جول رکھو۔ ورنہ لوگوں کی نظروں میں تم انہی میں سے سمجھے جاؤ گے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اپنے دوست اور ہمنشین کے دین پر ہوتا ہے۔ (الاصول من الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد الامر بالمعروف و نہی عن المنکر کے باب (۳۷ و ۳۸) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

وہ چند لوگ جن کے ساتھ میل جول رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیئے اور جن کو سلام نہیں کرنا چاہیئے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! جو شخص اپنی دنیا اور دین سے فائدہ نہیں اٹھاتا اس کی ہمنشینی میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ اور جو شخص آپ کے (حقوق) واجب نہیں جانتا۔ آپ بھی اس کے حقوق کو واجب نہ جانیں اور نہ ہی اس کی کوئی عزت و کرامت ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا کہ جذامی (کوڑھی) آدمی سے کلام کرنا مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ اس کے اور تمہارے درمیان (کم از کم) ایک ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ اور فرمایا: جذامی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن احمد بن یحییٰ باسناد خود مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے چار قسم کے لوگوں پر سلام کرنے کی ممانعت فرمائی ہے: (۱) نشہ میں مدہوش پر۔ (۲) تصویر کھینچنے والے پر۔ (۳) نرد (ایک قسم کا کھیل) کھیلنے والے پر۔ (۴) اور جو چودہ (گوٹیوں سے) کھیلتا ہے۔ اور میں پانچویں شخص کا اضافہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ (۵) شطرنج کھیلنے والے پر۔ (الخصال)

۴۔ درست حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ شخص ایسے ہیں جن سے ہر حال میں اجتناب کیا جائے: (۱) جذامی۔ (۲) مبروص۔ (۳) دیوانہ۔ (۴) حرام زادہ۔ (۵) بدو۔ (ایضاً)

۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چھ اشخاص پر سلام نہیں کرنا چاہیئے: (۱) یہودی پر۔ (۲) نصرانی پر۔ (۳) پاخانہ کرنے والے پر۔ (۴) شراب نوشی کرنے والے پر۔ (۵) اس شاعر پر جو پاکدامن عورت پر تہمتِ زنا لگاتا ہے۔ (۶) اپنی ماؤں کی گالی پر خوش ہونے والوں پر۔ (ایضاً)

۶۔ اصبغ بن نباتہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: چھ شخص ایسے ہیں کہ جن پر سلام نہیں کرنا چاہیئے: (۱) یہودی، (۲) نصرانی، (۳) نرد اور شطرنج کے کھلاڑی۔ (۴) شرابخوار بربط اور طنبورہ بجانے والے۔ (۵) اپنی ماؤں کی گالیوں پر خوش ہونے والے (بے غیرت)۔ (۶) اور وہ شعراء (جو پاک دامن عورتوں پر تہمت زنا لگائیں)۔ (ایضاً)

۷۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہود و نصاریٰ اور مجوس پر سلام نہ کرو اور نہ ہی بت پرستوں پر سلام کرو۔ اور نہ ہی شارب الخمر پر اور نہ ہی شطرنج اور نرد کھیلنے والے پر، نہ ہجڑے پر، نہ اس شاعر پر جو پاکدامن عورتوں پر تہمت زنا لگائے، اور نہ نماز گزار پر (حالت نماز میں) کیونکہ وہ سلام کا جواب نہیں دے سکتا۔ اس لیے کہ سلام کرنا مستحب ہے اور جواب فرض ہے اور نہ رباخوار پر۔ نہ پاخانہ پھرنے والے پر اور نہ اس پر جو حمام میں (ننگا) نہار ہا ہو اور نہ علانیہ فاسق و فاجر پر۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (آداب حمام، باب ۱۴، قواطع نماز باب ۱۷ اور

یہاں باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

لوگوں کی نگاہوں میں محبوب بننے کی کوشش کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی تمیم کا اعرابی (بدو) حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں! تو منجملہ ان وصیتوں کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمائیں ایک یہ تھی کہ لوگوں کی نظروں میں محبوب بننے کی کوشش کر، وہ تجھ سے محبت کریں گے۔ (الاصول)

۲۔ موسیٰ بن بکر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں کی نگاہوں میں محبوب بننا نصف عقل ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب ابن ادریس حلیؒ نے بھی موسیٰ بن بکر کی کتاب سے نقل کرتے ہوئے مذکورہ بالا روایت کو نقل کیا ہے مگر اس میں یہ تتمہ بھی ہے کہ نرم روی نصف معیشت ہے اور میانہ روی کر کے کوئی شخص کبھی فقیر و نادار نہیں ہوسکتا۔ (السرائر)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن داؤد بن زیاد تمیمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قریب وہ ہے جسے محبت قریب کرے اگرچہ اس کا نسب بعید ہو۔ اور بعید وہ ہے جسے عداوت بعید کرے اگرچہ اس کا نسب قریب ہو۔ (پھر فرمایا) ہاتھ سے بڑھ کر بدن سے کوئی چیز قریب نہیں ہے۔ لیکن جب بھی ہاتھ چوری کرتا ہے تو اسے کاٹ دیا جاتا ہے اور پھر کاٹ کر اسے داغ دیا جاتا ہے تاکہ خون بند ہو جائے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ و ۳ اور اس سے پہلے باب ۴۹ از آداب سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

لوگوں سے خوش معاملگی کرنا اور ان سے خندہ پیشانی سے ملنا اور ان کا احترام کرنا اور ان سے کف ید کرنا (ایذا رسانی نہ کرنا) مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: لوگوں سے خوش معاملگی سے پیش آنا عقل کا تیسرا حصہ ہے۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو آدمی کی محبت کو اس کے برادرِ مسلمان کے لیے خالص کرتی ہیں: (۱) عند الملاقات خندہ پیشانی سے ملنا۔ (۲) جب وہ بیٹھنے لگے تو اس کے لیے جگہ کشادہ کرنا۔ (۳) اور اسے اس کے پسندیدہ نام سے پکارنا۔ (ایضاً)

۳۔ حذیفہ بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص لوگوں سے اپنا ہاتھ روکے (ان کو تکلیف نہ پہنچائے) تو وہ تو صرف ایک ہاتھ روکتا ہے۔ مگر وہ بہت سے ہاتھ اس سے روک لیتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ و ۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳۱

جو شخص کسی مؤمن سے محبت کرتا ہو اسے اپنی محبت کی خبر دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم کسی شخص سے محبت کرو تو اسے اس کی اطلاع بھی دو کیونکہ ایسا کرنا تمہاری محبت کی زیادہ پائیداری و استواری کا موجب ہے۔ (الاصول)

۲۔ نصر بن قابوس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اپنے برادران (ایمانی) میں سے کسی سے محبت کرو تو اسے اس کی اطلاع دو۔ چنانچہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا: ﴿رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی؟﴾ بارالہا! مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے؟ ﴿قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ﴾ فرمایا: کیا تمہارا اس پر ایمان نہیں ہے؟ ﴿قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ﴾ کہا: ایمان تو ہے مگر چاہتا ہوں کہ اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابراہیم بن ابو البلاد سے اور وہ اپنے اب وجد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے اس شخص سے محبت ہے۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اسے اس کی خبر کر دو۔ کیونکہ ایسا کرنا محبت کی زیادہ بقاء کا باعث ہے اور الفت کے لیے بہتر

ہے۔(المحاسن)

۴۔ عبداللہ بن قاسم جعفری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی سے یا اپنے (دینی) بھائی سے محبت کرے تو اسے بتادے۔(ایضاً)

باب ۳۲

(عند الملاقات) کلام کرنے سے پہلے سلام کرنا مستحب ہے۔ اور اس کا الٹا کرنا (پہلے کلام اور پھر سلام) مکروہ ہے اور جو اس طرح کرے اس کی بات کا جواب نہیں دینا چاہیئے اور جو سلام نہ کرے اس کو دعوتِ طعام نہیں دینی چاہئیں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر حدیث کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سلام کرنے میں پہل کرنے والا خدا اور رسولؐ کے زیادہ قریب ہے۔(الاصول)

۲۔ ابوحمزہ حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کے اخلاق میں سے ہے کہ تنگدستی میں اس کے مطابق خرچ کرنا اور وسعت میں اس کے مطابق صرف کرنا اور لوگوں سے انصاف کرنا اور ان پر سلام کرنے میں پہل کرنا۔(الکافی)

۳۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص سلام کرنے سے پہلے کلام کرے اسے جواب نہ دو۔ اور فرمایا: کلام کرنے سے پہلے سلام کرو۔ پس جو سلام سے پہلے کلام کرے اسے جواب نہ دو۔(الاصول)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک فرشتہ ایک شخص کے پاس سے گزرا جو ایک گھر کے دروازہ پر کھڑا تھا۔ فرشتہ نے اس سے پوچھا: تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟ کہا: اس میں میرا ایک (دینی) بھائی رہتا ہے۔ میں نے چاہا اسے سلام کرتا چلوں۔ فرشتے نے پوچھا: آیا اس کے اور تمہارے کوئی رشتہ داری ہے یا تمہیں اس سے کوئی کام ہے؟ اس نے جواب دیا: نہ تو میرے اور اس کے درمیان کوئی رشتہ داری ہے اور نہ ہی کوئی کام مجھے کھینچ کر یہاں لایا ہے! صرف اسلامی اخوت اور اس کا احترام مجھے یہاں لایا ہے۔ چاہتا ہوں کہ اس کو سلام کروں اور خدا کی خوشنودی کی خاطر اس سے ملاقات کروں! تب فرشتہ نے کہا: میں تمہارے پاس خدا کا ایلچی بن کر آیا ہوں۔ خدا تجھے سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: تو نے (گویا) میری زیارت کی ہے اور مجھ سے ملاقات کی ہے اور میں نے تیرے لیے جنت واجب قرار دے دی ہے۔ اور تجھے

اپنے قہر وغضب کی معافی دے دی ہے اور تجھے جہنم سے بچالیا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ اسماعیل بن زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سلام سے پہلے کلام کرے اسے جواب نہ دو۔ اور فرمایا: کسی شخص کو اس وقت تک اپنے کھانے پر نہ بلاؤ جب تک وہ سلام نہ کرے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آئندہ ابواب میں اور باب ۵۷ و۱۲۲ و۱۲۳ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

سلام کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے اور مستحب یہ ہے کہ جواب دینے کی بجائے سلام کرنے میں پہل کی جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مکتوب کا جواب دینا اسی طرح واجب ہے جس طرح سلام کا جواب دینا۔ اور سلام کرنے میں پہل کرنے والا خدا اور رسولؐ کے زیادہ نزدیک ہے۔ (الاصول)

۲۔ معاویہ بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اصل بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے۔ (ایضاً، معانی الاخبار)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا فرض ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ و ۱۷ از قواطع نماز میں) گزر چکی ہیں۔ اور گزشتہ حدیثوں میں تارک سلام کو جواب نہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کلام کا جواب نہ دینا ہے۔

باب ۳۴

سلام عام کرنا اور کلام کو پاکیزہ بنانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم سلام کے عام کرنے کو دوست رکھتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب سلیمان علیہ السلام فرمایا کرتے تھے

کہ سلام کو عام کرو۔ کیونکہ خدا کا سلام ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ (ایضاً)

۳۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ نہ غصہ کرو، نہ غصہ دلاؤ، سلام عام کرو، کلام پاکیزہ بناؤ، رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ پھر آپؑ نے ان پر خدا کا یہ کلام پڑھا: ﴿اَلسَّلامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ﴾۔ (ایضاً)

۴۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ بات تواضع میں سے ہے کہ ہر اس شخص پر سلام کرو جس سے ملاقات کرو۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام وصیت نامہ میں فرمایا: یا علیؑ! تین چیزیں (گناہوں کا) کفارہ ہیں: (۱) سلام کو عام کرنا۔ (۲) کھانا کھلانا۔ (۳) اور رات میں اس وقت نماز پڑھنا کہ جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (الفقیہ)

۶۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنت میں کچھ ایسے بالا خانے ہیں کہ (جو اس قدر صاف و شفاف ہیں کہ) جن کا باہر ان کے اندر سے اور ان کا اندر ان کے باہر سے نظر آتا ہے ان میں میری امت کے وہی لوگ سکونت رکھ سکیں گے جو کلام کو پاکیزہ بنائیں گے، کھانا کھلائیں گے، سلام عام کریں گے، روزہ ہمیشہ رکھیں گے اور رات کے وقت اس وقت نماز پڑھیں گے جب عام لوگ سوئے ہوئے ہوں گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ کی امت میں سے کون شخص ان باتوں کی طاقت رکھتا ہے؟ فرمایا: یا علیؑ! جانتے ہو کہ کلام کا پاکیزہ کرنا کیا ہے؟ جو شخص صبح و شام دس دس بار تسبیحات اربعہ پڑھے: ﴿سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ و اللّٰهُ اَكْبَرُ﴾، کھانا کھانے سے مراد اپنے اہل و عیال کو کھانا کھلانا ہے، اور ہمیشہ روزہ رکھنے سے مراد یہ کہ آدمی ماہ رمضان کے مکمل اور اس کے علاوہ ہر ماہ میں تین روزے رکھے۔ ایسا کرنے سے اس کے لیے ''صوم الدھر'' کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو اس وقت نماز پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ مغرب و عشاء اور صبح کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھے۔ کہ جو ایسا کرتا ہے گویا اس نے ساری رات جاگ کر نماز پڑھی ہے۔ اور سلام کو عام کرنے سے مراد یہ ہے کہ کسی مسلمان پر بھی سلام کرنے میں بخل نہ کرے۔ (معانی الاخبار، الامالی)

۷۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عاصم ابن ابوعثمان سے اور وہ بالواسطہ حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب لوگوں سے بڑا عاجز وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز ہو۔ اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۸۔ جناب حسین بن سعید اپنی کتاب الزہد میں باسنادِ خود معاویہ بن وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کون ہے جو مجھے چار چیزوں کی ضمانت دے تو میں اسے جنت میں چار گھروں کی ضمانت دوں! (کارِ خیر میں) خرچ کر اور فقر و فاقہ کا اندیشہ نہ کر۔ اپنے بارے میں لوگوں سے انصاف کر، عالم میں سلام کو عام کر اور اگرچہ تو حق پر بھی ہو تاہم لوگوں سے جھگڑا نہ کر۔ (کتاب الزہد، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از ذکر و باب ۱۱ از تسلیم و باب ۱۴ از زکوٰۃِ انعام و باب ۴۹ از صدقہ و باب ۴۹ از آدابِ سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۵ و ۱۲۲ اور باب ۱۶ از فعلِ معروف و باب ۳۰ از آدابِ مائدہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۵

بچوں کو سلام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عباس بن ہلال سے اور وہ حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ چیزیں ہیں جن کو میں تادمِ مرگ ترک نہیں کروں گا۔ (پھر ان کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) (۱) پست زمین پر بیٹھ کر غلاموں کے ساتھ کھانا کھانا۔ (۲) پالاں کسے ہوئے گدھے پر سوار ہونا۔ (۳) اپنے ہاتھوں سے بکریوں کا دودھ دوھنا۔ (۴) اونی کپڑا پہننا۔ (۵) بچوں کو سلام کرنا۔ تاکہ میرے بعد یہ سنت جاری رہ جائے۔
(علل الشرائع، عیون الاخبار، الامالی، الخصال)

۲۔ اسماعیل بن ابوزیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ چیزیں میں تادمِ مرگ ترک نہیں کروں گا: (۱) اونی لباس پہننا۔ (۲) پالان کسے گدھے پر سوار ہونا۔ (۳) غلاموں کے ہمراہ کھانا کھانا۔ (۴) اپنے ہاتھوں سے اپنا جوتا گانٹھنا۔ (۵) اور بچوں پر سلام کرنا تاکہ یہ سنت برقرار رہ جائے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں قبل ازیں (باب ۳۲ میں اور اس سے پہلے) باب الملابس (باب

۱۹) میں گزر چکی ہیں اور اونی لباس پہننے یا نہ پہننے کے بارے میں جو فی الجملہ اختلاف ہے اس کی توجیہ ہم وہاں بیان کر چکے ہیں۔ فراجع۔

باب ۳۶

غریب مسلمان اور امیر مسلمان کو سلام کرنے کی کیفیت میں فرق کرنا حرام ہے بلکہ اس سلسلہ میں برابری واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن کثیر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص فقیر مسلمان سے ملتے وقت اس طریقہ کے خلاف سلام کرے جس طریقہ سے مالدار کو سلام کرتا ہے۔ تو وہ بروزِ قیامت اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔

(عیون الاخبار، الامالی)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حجال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے جمیل بن درّاج سے کہا کہ حضرت رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا شریف آدمی آئے تو اس کا اکرام کرو۔ اس نے کہا: ہاں۔ پھر میں نے کہا: شریف کسے کہتے ہیں؟ (جمیل نے) کہا: میں نے اس بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تھا فرمایا: شریف وہ ہے جس کے پاس مال و منال ہو۔ (الروضہ)

مؤلف علام (ظاہری منافات کو رفع کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ یہ اکرام یا تو سلام کے علاوہ دوسرے اکرام سے مخصوص ہے یا اس اکرام سے وہ اکرام مراد ہے جو غریب و نادار کے احترام سے زیادہ نہ ہو۔ (ورنہ سابقہ بیان کردہ عقاب کی زد میں آ جائے گا)۔

باب ۳۷

جب کسی کافر یا گرفتار بلا شخص پر نظر پڑے تو آہستگی سے اسلام و عافیت پر خدا کی حمد و ثنا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا کسی غیر مسلمان کو دیکھے تو کہے: ﴿الحمد لله الذی فضلنی علیک

بـالاسلام دينا، و بالقرآن كتابا، و بمحمّد صلى الله عليه و آله وسلم نبيّا، و بعلي إماما، و بـالـمـؤمـنين إخوانا، و بالكعبة قبلةً ﴾ ایسا کرنے والے کو خدا کبھی اس (غیر مسلم) کے ساتھ جہنم میں اکٹھا نہیں کرے گا۔ (الامالی، ثواب الاعمال و قرب الاسناد)

۲۔ عیص بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی آفت رسیدہ یا گرفتارِ بلا پر نظر ڈالے تو اسی طرح سے آہستہ تین بار کہے کہ وہ آفت زدہ نہ سن سکے: ﴿الـحـمـد لله الذي عافاني مما ابتلاک به ولو شاء فعل﴾ تو اسے کبھی وہ بلا و آفت لاحق نہیں ہوگی۔ (الامالی)

باب ۳۸

سلام کرنا اور اس کا جواب دینا اس قدر بلند آواز سے ہو کہ مخاطب سن کے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو سلام کرے تو بلند آواز سے کرے (تاکہ پھر) یہ نہ کہے کہ میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب نہیں دیا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے (آہستہ) سلام کیا ہو۔ مگر انہوں نے نہ سنا ہو۔ اور جواب دینے والے کو بھی چاہیئے کہ بلند آواز سے جواب دے تاکہ سلام کرنے والے کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ میں نے سلام کیا۔ مگر انہوں نے جواب نہیں دیا۔ (الاصول، من الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۴ میں) اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۹ و ۴۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

سلام کرنے کی کیفیت اور کون سا صیغہ اختیار کرنا چاہیئے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن منذر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص (سلام کرتے ہوئے) کہے: ﴿الســلام عـليكم﴾۔ اسے دس نیکیاں ملتی ہیں اور جو کہے: ﴿سـلام عـليـكم و رحمة الله﴾۔ اسے بیس اور جو کہے: ﴿سلام عليكم و رحمة الله و بركاته﴾ اسے تیس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی

کے لیے یہ مکروہ ہے کہ وہ کسی کو صرف ﴿حیاک اللہ﴾ (خدا تمہیں زندہ رکھے) کہہ کر خاموش ہو جائے جب تک اس کے ساتھ سلام کا اضافہ نہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب عورتیں مردوں کے پاس جائیں تو کس طرح سلام کریں؟ فرمایا: وہ کہیں ﴿علیکم السلام﴾۔ اور مرد کہیں: ﴿السلام علیکم﴾۔ (الفقیہ)

۴۔ وھب یمانی ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے جناب آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ ملائکہ کے اس گروہ کے پاس جاؤ اور ان کو اس طرح سلام کرو: ﴿السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ﴾۔ چنانچہ انہوں نے اسی طرح سلام کیا۔ اور فرشتوں نے جواب دیا: ﴿و علیک السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ﴾ پس جب لوٹ کر پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو خدا نے فرمایا: (اے آدمؑ) یہ قیامت تک تمہارا اور تمہاری ذریت کا سلام ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۴۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۰

جب سلام کا جواب یا (داخلہ کا) اذن نہ ملے تو تین بار سلام کرنا مستحب ہے۔ ہاں مخاطب کے لیے ایک بار جواب دینا کافی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ (باسناد خود) حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بنی سعد کے ایک شخص سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اپنا اور فاطمہ (زہراء سلام اللہ علیہا) کا واقعہ نہ سناؤں؟......... (یہاں تک کہ فرمایا) ایک مرتبہ حضرت رسول خداؐ صبح سویرے ہمارے ہاں تشریف لائے۔ جبکہ ہم ہنوز زیر لحاف تھے۔ (دروازہ پر آکر) فرمایا: ﴿السلام علیکم﴾ تو ہم شرم و حیا کی وجہ سے خاموش رہے۔ پھر فرمایا: ﴿السلام علیکم﴾ اب ہمیں یہ اندیشہ دامن گیر ہوا کہ اگر اب بھی جواب نہ دیا تو کہیں آپ واپس نہ لوٹ جائیں۔ کیونکہ آپؐ کا یہ وتیرہ تھا کہ وہ تین بار سلام کیا کرتے تھے۔ اگر اذن مل جاتا تو فبہا ورنہ واپس لوٹ جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے کہا: ﴿و علیک السلام یا رسول اللہؐ﴾۔ تشریف لائیں۔ چنانچہ آپؐ اندر تشریف لائے۔ بعد ازاں امام علیہ السلام نے سوتے وقت جناب سیدہؑ کی تسبیح پڑھنے کا تذکرہ کیا ہے۔

(الفقیہ و علل الشرائع)

۲۔ ابان بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے بارہ درہم والی حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت رسول خداﷺ نے کنیز سے فرمایا کہ تو میرے آگے آگے چلتی جا اور مجھے اپنے گھر والوں کا پتہ بتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر کے دروازہ پر پہنچے تو فرمایا: ﴿السلام علیکم یا اهل الدار!﴾ مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ سلام کیا۔ مگر انہوں نے پھر بھی جواب نہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہ بار سلام کیا۔ اب انہوں نے جواب میں کہا: ﴿و علیک السلام یا رسول اللّٰه و رحمة اللّٰه و برکاته﴾ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا وجہ ہے۔ تم نے میرے پہلے اور دوسرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہم نے آپ کا سلام سنا اس لئے چاہا کہ زیادہ سلام (سلامتی) سمیٹ لیں۔ (الخصال، الامالی)

باب ۴۱

سلام یا چھینک وغیرہ کے وقت ایک مؤمن کو دعا دیتے ہوئے جمع کے صیغے استعمال کرنا مستحب ہیں اور اس سے اس کے ساتھ موجود فرشتوں کا قصد کرنا چاہیئے!

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ اگر وہ تنہا بھی ہوں تو ان کو جمع کے صیغہ سے خطاب کرنا چاہیئے: (۱) چھینک کے وقت کہو: ﴿یرحمکم اللّٰه﴾ اگرچہ اس کے ہمراہ کوئی اور نہ ہو۔ (۲) سلام کرتے وقت کہو: ﴿السلام علیکم﴾۔ (۳) جب کوئی کسی کو دعا دے تو کہے: ﴿عافاکم اللّٰه﴾ اگرچہ وہ تنہا ہو اور کوئی ہمراہ نہ ہو۔

(الاصول، کذا فی خصال الصدوق" عن محمد بن الحسین ابی الخطاب عن الصادق علیہ السلام)

باب ۴۲

جنازہ کے ہمراہ جانے والے، نماز جمعہ کی طرف جانے والے اور حمام کے اندر بغیر ازار کے نہانے والے پر سلام کرنا مستحب نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حسین سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخصوں پر سلام نہیں کرنا چاہیئے: (۱) جو جنازہ کے ہمراہ چل رہا ہو۔ (۲) جو نمازِ جمعہ کی طرف جا رہا ہو۔ (۳) جو حمام میں ہو۔ (الاصول، معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱۴ از آداب حمام میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ حمام کے اندر جس نے تہبند باندھا ہوا ہو۔ اس کو سلام کرنا جائز ہے۔

باب ۴۳

حاضر اور غائب کے سلام کا جواب دینے کی کیفیت کا بیان۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ حذاء سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امیر علیہ السلام ایک قوم کے پاس سے گزرے اور ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب میں کہا: ﴿و علیک السلام و رحمة اللّٰہ و بر کاتہٗ و مغفرتہ و رضوانہ﴾ اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ فرشتوں نے ہمارے باپ ابراہیم (خلیل خداؑ) سے کہا تھا اس سے تجاوز نہ کرو۔ انہوں نے (سلام کے ساتھ صرف) یہ کہا تھا: ﴿رحمة اللّٰہ و بر کاتہٗ علیکم اھل البیت﴾۔ (الاصول، معانی الاخبار)

۲۔ حکم بن عینیہ (عتیبہ) بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور گھر لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کہ ایک بزرگ حاضر ہوا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر اس طرح سلام کیا: ﴿السلام علیک یابن رسول اللّٰہ و رحمة اللّٰہ و بر کاتہ﴾ پھر خاموش ہو گیا۔ امام علیہ السلام نے جواب دیا: ﴿و علیک السلام و رحمة اللّٰہ و بر کاتہ﴾ پھر وہ بزرگ تمام اہل خانہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا: ﴿السلام علیکم﴾ پھر خاموش ہو گیا۔ یہاں تک کہ سب لوگوں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ الحدیث۔ (الروضہ)

۳۔ ابو کہمش بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عبداللہ بن ابی یعفور آپؑ کو سلام عرض کرتا تھا۔ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: ﴿ و علیک و علیہ السلام﴾ جب تم عبداللہ کو ملو تو اسے میرا سلام کہنا الحدیث۔ (الاصول)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نے خدا سے دعا مانگی کہ اسے تمام لوگوں کی باتیں سننے کی قوت عطا فرمائے۔ چنانچہ خدائے قادر نے اسے یہ قوت عطا فرمائی۔ پس جو بندۂ مؤمن کہتا ہے: ﴿صلی اللّٰہ علی محمد و آلہ و سلم﴾ تو وہ فرشتہ اس کے جواب میں کہتا ہے: ﴿و علیک السلام﴾ پھر وہ فرشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتا ہے: یا رسول اللہؐ! فلاں شخص آپؐ پر درود و سلام پڑھتا ہے! تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی فرماتے ہیں: ﴿و علیہ السلام﴾۔ (آمالی طوسیؒ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امیر علیہ السلام بمقام رحبہ (جو کوفہ کے مضافات میں ہے) تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس طرح سلام کیا: ﴿السلام علیک یا امیر المؤمنین و رحمة اللّٰہ و بر کاته﴾۔ جناب امیر علیہ السلام نے اسے دیکھا اور فرمایا: ﴿و علیک السلام و رحمة اللّٰہ و بر کاته﴾ اور فرمایا: تو کون ہے؟ یہاں ان دس چیزوں کی تفصیل مذکور ہے جن میں سے ہر ایک دوسرے سے زیادہ سخت ہے۔[۱]

(الخصال)

۶۔ قاسم بن سلام مرفوعاً حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز میں اور سلام میں عرار (غرار) نہیں ہے۔ (حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ) ''عرار'' (غرار) کا مطلب ہے: نقص اور وہ نماز میں اس طرح ہوتا ہے کہ اس کا رکوع یا سجود مکمل نہ کیا جائے یا دوسری رکعت میں زیادہ دیر نہ ٹھہرا جائے۔ اور سلام میں ''عرار'' یہ ہے کہ سلام کرنے والا صرف کہے: ﴿السلام علیک﴾ اور جواب دینے والا ﴿و علیکم السلام﴾ کہنے کی بجائے صرف یہ کہے: ﴿و علیک﴾۔ (معانی الاخبار)

۷۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ آیت مبارکہ ﴿وَ اْمُرْ اَهْلَکَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ ہر روز نماز صبح کے وقت حضرت علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ (علیہم السلام) کے دروازہ پر تشریف لاتے تھے اور کہتے تھے: ﴿السلام علیکم و رحمة اللّٰہ و بر کاته﴾ اور وہ حضرات جواب میں کہتے تھے: ﴿و علیک السلام یا رسول اللّٰہ و رحمة اللّٰہ و بر کاته﴾ اور آپؐ فرماتے: ﴿الصلٰوة یرحمکم اللّٰہ﴾ (نماز ادا کرو۔ خدا آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے)۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۹ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۴۷ و ۴۹ و ۵۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔

باب ۴۴

جب مقیم اور مسافر کو سلام کیا جائے تو مقیم سے مصافحہ اور مسافر سے معانقہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن رئاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مقیم کو سلام کرنا تب مکمل ہوتا ہے جب اس سے مصافحہ کیا جائے اور مسافر پر سلام کرنے کی تکمیل اس سے

---

[۱] وہ کتاب خصال شیخ صدوق علیہ الرحمہ باب العشرہ میں مذکور ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

معانقہ کرنے سے ہوتی ہے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ از نماز جعفر طیارؑ و باب ۵۵ از آداب سفر میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۵

مستحب یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو، تھوڑے زیادہ کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو، سوار پیادہ کو، خچر کا سوار گدھے پر سوار کو اور گھڑ سوار خچر سوار کو سلام کرے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جراح مدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چاہیئے کہ چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑا زیادہ کو سلام کرے۔ (الاصول)

۲۔ جمیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کچھ لوگ کسی جگہ بیٹھے ہوں اور ان پر کچھ وارد ہوں تو سب سے آخر میں داخل ہونے والے پر لازم ہے کہ وہ ان پر سلام کرے۔ (ایضاً)

۳۔ عنبسہ بن مصعب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تھوڑے زیادہ پر سلام کرنے میں پہل کریں اور سوار پیادہ پر، خچر سوار گدھا سوار پر اور گھڑ سوار خچر سوار پر پہل کرے۔ (ایضاً)

۴۔ ابن بکیر بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ سوار پیادہ کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ اور جب کوئی جماعت کسی جماعت سے ملے تو تھوڑے زیادہ پر سلام کریں۔ اور کوئی اکیلا شخص کسی جماعت سے ملے تو وہ جماعت کو سلام کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۴۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶

جب ایک جماعت میں سے ایک شخص سلام کر دے تو دوسروں سے کافی ہے اور جب کسی جماعت میں سے کوئی ایک شخص جواب دے دے تو باقیوں سے مجزی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی جماعت میں سے صرف ایک شخص سلام کر دے تو دوسروں سے مجزی ہے۔ (الاصول)

۲۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی (گزرنے والے) گروہ میں سے ایک شخص (کسی گروہ کو) سلام کردے تو سب کی طرف سے مجزی ہے۔ اور جب (دوسرے) گروہ کی جانب سے صرف ایک شخص جواب دے دے تو سب کی طرف سے کافی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود زید بن اسلم سے اور وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چاہیئے کہ سوار پیادہ کو سلام کرے اور جب کسی جماعت میں سے کوئی ایک شخص سلام کردے تو سب کی طرف سے کافی ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۴۷

مؤمن کو سلام نہ کرنا اگرچہ تقیہ کی حالت بھی ہو، مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علی بن عیسیٰ (اربلی) جناب عبداللہ بن جعفر حمیری کی کتاب الدلائل سے اور وہ باسنادخود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے مسجد کوفہ میں اپنے اصحاب کو سلام نہیں کیا تھا۔ اور ایسا میں نے سخت تقیہ کی وجہ سے کیا تھا۔ امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے اسحاق! تو نے کب سے اپنے بھائیوں پر یہ ظلم شروع کیا ہے کہ تو ان کے پاس سے گزرتا ہے مگر ان کو سلام نہیں کرتا؟ میں نے عرض کیا: (مولا!) تقیہ کی وجہ سے ایسا کیا ہے؟ فرمایا: تقیہ کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ سلام نہ کیا جائے۔ تقیہ تو صرف شہرت دینے اور پھیلانے میں ہوتا ہے۔ (پھر فرمایا) جب ایک مؤمن چند اہل ایمان کے پاس سے گزرتا ہے اور وہ ان پر سلام کرتا ہے تو فرشتے جواب دیتے ہیں: ﴿**سلام اللّٰہ علیک و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ ابداً**﴾۔ (کشف الغمہ)

باب ۴۸

مرد کا عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے۔ البتہ جوان عورت کو سلام کرنا مکروہ ہے اور ان کا جواب دینا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ربعی بن عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ عورتوں پر سلام کرتے تھے۔ اور عورتیں ان کے سلام کا جواب بھی دیتی تھیں اور حضرت امیر علیہ السلام بھی عورتوں پر سلام کرتے تھے۔ ہاں البتہ وہ جوان عورت کو سلام کرنا مکروہ (ناپسند) جانتے

تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس کی آواز مجھے پسند آجائے اور اس کی وجہ سے مجھے جو نقصان پہنچ جائے وہ کہیں اس اجر و ثواب سے زیادہ نہ ہو جو میں سلام کر کے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔[1] (الاصول، الفقیہ)

باب ۴۹

کافروں اور گانے بجانے اور دیگر بے ہودہ کام کرنے والوں کو مجبوری کے سوا سلام کرنا مکروہ ہے۔ اور (اگر وہ سلام کریں) تو ان کے جواب دینے کی کیفیت؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل کتاب پر سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ اور اگر وہ تم پر سلام کریں تو تم جواب میں کہو: ﴿و علیکم﴾۔ (الاصول)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اہل کتاب کے سلام کے جواب میں صرف کہو: ﴿سلام﴾۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی یہودی یا نصرانی یا کوئی (اور) مشرک تم پر سلام کرے تو تم جواب میں کہو: ﴿علیک﴾۔ (الاصول، السرائر)

۴۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ایک یہودی حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ عائشہ بھی آپؐ کے پاس موجود تھیں[2]۔ اور آکر کہا: ﴿السام علیکم﴾۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا: ﴿علیکم﴾۔ پھر ایک اور یہودی آیا۔ اس نے بھی اسی طرح کہا۔ آنحضرتؐ نے اسے بھی اسی طرح جواب دیا۔ پھر ایک اور آیا۔ اس نے بھی ایسا کیا۔ اور آپؐ نے اسے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ ان کی اس روش پر عائشہ کو سخت غصہ آیا اور بولیں: ﴿علیکم السام﴾ (تم پر موت ہو) اور اس کا غضب اور (خدا کی) لعنت اے گروہ یہود! اے برادران بندر و خنزیر! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اگر فحش کلامی کوئی شکل

---

[1] اس حسین و جمیل پرایہ میں امام معصوم علیہ السلام نے عامۃ الناس کی حالت کی ترجمانی فرمائی ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ معصوم علیہ السلام کے متعلق تو یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ وساوس شیطانیہ میں مبتلا ہو۔ کما لا یخفی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ کیونکہ پردہ کا حکم سنہ ۲ ہجری میں نازل ہوا ہے۔ اور اس کے بعد تو ازواج کی موجودگی میں یہود و نصاریٰ (بلکہ کسی مسلمان کے بھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس طرح حاضر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اختیار کرتی تو بہت ہی بدشکل ہوتی۔ نرمی جب بھی کسی چیز پر رکھی جاتی ہے تو اسے زینت دیتی ہے۔ اور جب کسی چیز سے اٹھائی جاتی ہے تو اسے عیب لگاتی ہے۔ عائشہ نے کہا: یارسول اللہؐ! آپؐ نہیں سن رہے کہ وہ برابر کہہ رہے ہیں: ﴿السام علیکم﴾ (تم پر موت واقع ہو)۔ فرمایا: ہاں سن رہا ہوں مگر کیا تو نے نہیں سنا کہ میں جواب کیا دے رہا ہوں؟ میں بھی تو کہہ رہا ہوں کہ ﴿علیکم﴾ (تم پر موت واقع ہو)۔ (پھر فرمایا) جب کوئی مسلمان تمہیں سلام کرے تو کہو: ﴿سلام علیکم﴾ اور جب کوئی کافر سلام کرے تو کہو: ﴿علیک﴾۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں متعدد روایات متواترہ میں یہ بات گزر چکی ہے کہ جب کوئی مسلمان سلام کرے تو جواب میں صیغۂ جمع کے ساتھ ﴿و علیکم السلام﴾ کہہ کر جواب دینا چاہیئے! اور یہ جو یہاں جواب ﴿سلام علیکم﴾ مذکور ہے یہ یا تو منسوخ ہے یا اس سے تقدیم وتاخیر کا لحاظ کئے بغیر صرف غرض لفظ ﴿سلام﴾ کا اظہار ہے۔ یا پھر ایسا کہنے کے جواز پر محمول ہے۔ (اگرچہ افضل وہی ﴿و علیکم السلام﴾ ہے)۔

۵۔ سالم بن مکرم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک یہودی حضرت رسول خداؐ کے پاس سے گزرا اور اس نے کہا: ﴿السام علیک﴾ جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ﴿علیک﴾ اصحاب نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! اس شخص نے تو موت کی بددعا سے سلام کیا ہے کہ تم مر جاؤ۔ فرمایا: میں نے جواب بھی تو اسی طرح دیا ہے۔ (ایضاً)

باب ۵۰

اذن حاصل کئے بغیر، بتلائے بغیر اور سلام کئے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونا مکروہ ہے۔ اور اگر گھر میں کوئی شخص نہ ہو تو اپنے آپ پر سلام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں سوال کیا: ﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا﴾ (اپنے گھروں کے علاوہ لوگوں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو۔ جب تک مانوس نہ ہو جاؤ۔ یا جب تک گھر والوں کو سلام نہ کر لو)۔ فرمایا: مانوس ہونے سے مراد جوتا (زمین پر) مارنا اور سلام کرنا ہے۔ (معانی الاخبار)

۲۔ ابوالصباح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ﴾ کا مطلب پوچھا کہ (جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے آپ پر سلام کرو)؟ فرمایا: اس

سے گھر میں داخل ہوتے وقت آدمی کا گھر والوں پر سلام کرنا اور ان کا جواب دینا مراد ہے۔ یہ ہے تمہارا اپنے اوپر سلام کرنا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ فرماتے ہیں کہ ابوالجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی گھر میں داخل ہو تو اگر گھر میں کوئی فرد موجود ہو تو اسے سلام کرے اور کوئی نہ ہو تو پھر کہے: ﴿السلام علینا من عند ربنا﴾ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً﴾۔ (تفسیر قمی)

باب ۵۱

کن لوگوں کے دروازوں پر آمد و رفت رکھنی چاہیئے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گزشتہ دور کے حکماء کہا کرتے تھے کہ دس وجوہ کی بناء پر لوگوں کے دروازوں پر آمد و رفت رکھنی چاہیئے: (۱) خدا کے گھر پر اس کے مناسک و اعمال بجا لانے اور اس کا فریضہ ادا کرنے کی خاطر۔ (۲) ان (دینی) حاکموں کے دروازے پر جن کی اطاعت خدا کی اطاعت کے ساتھ متصل ہے اور جن کا حق عظیم ہے، نفع عظیم اور نقصان شدید ہے۔ (۳) ان علماء و فضلاء کے دروازے پر جن سے دنیا و دین کا علم حاصل کیا جاتا ہے۔ (۴) ان صاحبانِ جود و سخا کے دروازے پر جو اپنا مال خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اور آخرت کو طلب کرتے ہوئے صرف کرتے ہیں۔ (۵) ان احمقوں (مگر طاقتوروں) کے دروازے پر جن سے حوادثِ روزگار میں مدد طلب کی جاتی ہے۔ (۶) اشراف کے دروازے پر جن سے مال و دولت اور نیل مرام کی امید ہے۔ (۷) ان (عقلاء) کے دروازے پر جن سے اہم امور میں رائے لینا اور مشورہ کرنا مطلوب ہو۔ (۸) برادران ایمانی کے دروازے پر جن کے حقوق کی رعایت واجب ہو اور صلہ رحمی لازم ہو۔ (۹) ان دشمنوں کے دروازے پر جن سے نرمی و مدارات کرکے ان کے فتنہ و شر سے بچنا مقصود ہو۔ (۱۰) ان لوگوں کے دروازے پر جن پر آنے والے ادب و شائستگی حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کی گفتگو سے مانوسیت ہوتی ہے۔ (الخصال)

باب ۵۲

مجلس سے اٹھتے وقت سلام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی بزم سے اٹھے تو اپنے بھائیوں کو سلام کہہ کر الوداع کرے۔ پس اس کے بعد اگر وہ کسی نیکی میں مشغول ہوئے وہ ان کے ساتھ شریک متصور ہوگا۔ اور اگر کسی غلط کام میں مصروف ہوئے تو اس کا وزر و وبال صرف انہی پر ہوگا۔ (قرب الاسناد)

۲۔ جناب شیخ حسن طبرسیؒ حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی بزم سے واپس جانے لگے تو اسے چاہیئے کہ سلام کرے کیونکہ پہلا (سلام) اس آخری سے اولیٰ نہیں ہے۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۵۳

ضرورت کے وقت (کافر) ذمی پر سلام کرنا اور اس کے حق میں دعاءِ خیر کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مولا! اگر مجھے کسی نصرانی طبیب سے کام پڑ جائے۔ تو آیا اس کو سلام کر سکتا ہوں اور اس کے حق میں دعا کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ تیری دعا اسے کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ (الاصول)

۲۔ محمد بن عرفہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہودی و نصرانی کے حق میں کس طرح دعا کروں (اگر کرنی پڑ جائے؟) فرمایا: یوں کہہ: ''خدا تیری دنیا میں تجھے برکت دے۔'' (ایضاً)

باب ۵۴

مسلمان کے لیے ضرورت کے وقت اہل ذمہ سے خط و کتابت کرنا اور ان کے ناموں سے ابتداء کرنا اور خط میں سلام کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مجوس کے کسی بڑے عامل (گورنر وغیرہ) کو خط لکھتا ہے۔ تو آیا اس کا نام اپنے نام سے پہلے لکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر کسی فائدہ کی خاطر ایسا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنے علاقہ کے کسی عظیم عامل یا زمیندار کو کسی سخت ضرورت کے تحت خط لکھتا ہے اور وہ یہودی یا نصرانی ہے آیا اس کے نام سے ابتداء کر سکتا ہے اور آیا اس پر سلام کر سکتا ہے تا کہ اس کی حاجت برآری ہو جائے؟ فرمایا: اس کے نام سے تو ابتداء نہ کر۔ مگر خط

میں سلام کر لے۔ کیونکہ حضرت رسول خداﷺ کسریٰ (ایران) اور قیصر (روم) کو خطوط لکھتے تھے۔ (اور ظاہر ہے کہ سلام بھی لکھتے تھے)۔ (ایضاً)

باب ۵۵

جناب خضر علیہ السلام کا جب ذکر کیا جائے تو ان پر سلام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسن بن فضال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جناب خضر علیہ السلام نے چونکہ آب حیات پیا ہے۔ اس لیے وہ زندہ ہیں اور وہ نفخ صور تک نہیں مریں گے اور وہ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر سلام کرتے ہیں اور ہم ان کی آواز سنتے ہیں مگر ہم ان کے جسم کو نہیں دیکھتے اور جب ان کو یاد کیا جائے تو وہ وہاں حاضر ہو جاتے ہیں اور تم میں سے جو شخص ان کو یاد کرے اسے چاہیئے کہ وہ ان پر سلام کرے۔ (اکمال الدین)

باب ۵۶

برادرانِ ایمانی سے چشم پوشی کرنا اور ان سے انصاف کا تقاضا نہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ثعلبہ بن میمون سے اور بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص نے ایک آدمی کا تذکرہ کیا۔ اور اس کا شکوہ و شکایت کی! امام علیہ السلام نے فرمایا: تجھے مکمل بھائی کہاں سے ملے گا۔ اور کون سا آدمی پوری طرح مہذب ہوتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں کی پوری تفتیش نہ کرو ورنہ بے یار و مددگار رہ جاؤ گے۔ (ایضاً)

۳۔ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسنادِ خود ضحاک بن مخلد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: یہ چیز انصاف سے نہیں ہے کہ بھائیوں سے انصاف کرنے کا مطالبہ کیا جائے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۵۷

جس مسلمان کو چھینک آئے اسے دعا دینا مستحب ہے اگرچہ دور ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جراح مدائنی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان کا مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب اس سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے، جب بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کرے، جب غیر حاضر ہو تو اسے نصیحت کرے، اور جب اسے چھینک آئے تو اسے دعا دے۔ اور کہے: ﴿الحمد لله رب العالمين لا شريک له﴾۔ اور کہے: ﴿يرحمک الله﴾۔ اور وہ جواب میں کہے: ﴿يهديکم الله و يصلح بالکم﴾، جب اسے دعوت دے تو اسے قبول کرے۔ اور جب مر جائے تو اس کے (جنازہ کی) تشییع کرے۔ (الاصول)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب آدمی کو چھینک آئے تو اسے دعا دو اگرچہ وہ جزیرہ کے اس پار ہو۔ (ایضاً)

۳۔ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ اگرچہ سمندر کے اس پار ہو۔ (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن یزید، معمر بن ابی زیاد اور ابن رئاب بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی کو چھینک آئی اور حاضرین میں سے کسی نے اسے دعا نہ دی۔ یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: ﴿سبحان الله﴾ تم نے دعائے خیر کیوں نہیں دی؟ مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ جب بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کی جائے۔ جب وہ دعوت دے تو اسے قبول کیا جائے۔ مر جائے تو اس کے جنازہ کی تشییع کی جائے اور جب اسے چھینک آئے تو اسے دعاءِ خیر دی جائے۔ (ایضاً)

۵۔ داؤد بن حصین بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے۔ میں نے شمار کیا تو گھر میں پورے چودہ آدمی تھے۔ امام علیہ السلام کو چھینک آئی۔ مگر کسی نے کچھ نہ کہا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم دعاءِ خیر نہیں کرو گے؟ مؤمن کا (مؤمن پر) فرض (حق) ہے کہ جب بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے، مر جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرے، جب اسے چھینک آئے تو دعاءِ خیر کرے اور جب وہ دعوت دے تو اسے قبول کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۵۸ و ۶۳ اور ۱۲۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۸

چھینک والے آدمی کو دعا دینے کی کیفیت اور اس کا جواب دینے کا طریقہ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن ابو خلف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو جب چھینک آتی تھی تو ان کو اس طرح دعا دی جاتی تھی: ﴿یرحمک اللہ﴾۔امام علیہ السلام جواب میں کہتے تھے: ﴿یغفر اللہ لکم و یرحمکم﴾ اور جب آپؑ کے پاس کسی آدمی کو چھینک آتی تھی تو آپؑ فرماتے تھے: ﴿یرحمک اللہ عزوجل﴾۔(الاصول)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی کو چھینک آئے تو کہے: ﴿الحمد للہ رب العالمین لا شریک لہ﴾۔اور جب چھینک والے آدمی کو دعا دو تو کہو: ﴿یرحمک اللہ﴾ اور جب وہ جواب دے تو کہے: ﴿یغفر اللہ لک و لنا﴾ کیونکہ حضرت رسول خداﷺ سے کسی ایسی آیت یا کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جس میں ذکر خدا تھا۔فرمایا: جس چیز میں ذکر خدا ہو وہ عمدہ ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے تو اسے یوں دعا دو: ﴿یرحمکم اللہ﴾ اور وہ جواب میں کہے: ﴿یغفر اللہ لکم و یرحمکم﴾۔چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا﴾۔(الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵۷ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔(اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔)

باب ۵۹

جب عورت کو چھینک آئے تو بچہ اسے دعا دے سکتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی نسیم نامی خادمہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ میں امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام کی ولادت کے ایک رات بعد ان کے پاس گئی اور مجھے وہاں چھینک آئی تو امام علیہ السلام نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: ﴿یرحمک اللہ﴾۔میں اس پر خوش

ہوئی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں تمہیں چھینک کے بارے میں بشارت نہ دوں؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: وہ تین دن تک موت سے امان ہے۔ (اکمال الدین واتمام النعمہ)

باب ۶۰

چھینک کا لینا مستحب ہے اور بدنما چھینک لینا مکروہ ہے اور جو تین سے زائد ہو۔ (اس کا حکم؟)

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جو فرما رہے تھے کہ جمائی شیطان کی جانب سے ہوتی ہے اور چھینک رحمٰن کی طرف سے۔ (الاصول)

۲۔ حذیفہ بن منصور (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:) چھینک تمام بدن کو فائدہ پہنچاتی ہے بشرطیکہ تین بار سے زائد نہ ہو۔ اور اگر بڑھ جائے تو پھر وہ بیماری ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ﴾ (تمام آوازوں سے زیادہ قبیح آواز گدھے کی ہے) کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: اس سے قبیح چھینک لینا مراد ہے۔ (ایضاً)

۴۔ احمد بن محمد بعض اصحاب سے اور وہ بعض عامی المذہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ چھینک مادۂ منویہ کی طرح تمام جسم سے نکلتی ہے۔ اور اس کا مخرج پیشاب والی نالی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب چھینک آتی ہے اس کے تمام اعضاء کپکپا جاتے ہیں اور جسے چھینک آئے وہ سات دنوں تک موت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

باب ۶۱

جب مسلسل چھینک آئے تو تین بار دعا کرنا مستحب ہے۔ اس سے زائد نہیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی کو تین بار چھینک آئے تو اسے (تین بار) دعا دو۔ بعد ازاں اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود وھب بن منبہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام چھینکنے والے کو تین بار دعاءِ خیر دیتے

تھے۔ (اور فرماتے تھے کہ) جو تین بار سے زائد بار آئے وہ ریح ہے۔ (الخصال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ جب آدمی کو تین سے زائد بار چھینک آئے تو اسے کہا جائے: ﴿شفاک اللہ﴾ کیونکہ یہ کسی بیماری کی وجہ سے ہے۔ (ایضاً)

باب ۶۲

جسے چھینک آئے یا جو سنے اس کے لیے مستحب ہے کہ خدا کی حمد و ثنا کرے اور انگلی ناک پر رکھے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صالح بن ابوحماد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے عالم (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے چھینک اور اس کے آنے پر حمد خدا کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: بندہ کی صحت بدنی اور اعضاء کی سلامتی میں خدائے منان کے کئی احسان ہیں! مگر بندہ خدا کا ذکر کرنا بھول جاتا ہے۔ تو خدا ریح کو حکم دیتا ہے۔ اور وہ اس کے بدن میں گھس جاتی ہے۔ پھر اسے اس کی ناک سے باہر نکالتا ہے۔ تب وہ خدا کی حمد کرتا ہے اور اس کی یہ حمد اس نعمت کا شکر ہے جو وہ بھول گیا تھا۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ایک نابالغ لڑکے کو چھینک آئی تو اس نے کہا: ﴿الحمد للہ﴾۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: ﴿بارک اللہ فیک﴾۔ (ایضاً)

۳۔ مسمع بن عبدالملک بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو چھینک آئی۔ امام علیہ السلام نے کہا: ﴿الحمد للہ رب العالمین﴾ پھر اپنی انگلی ناک پر رکھی اور کہا: ﴿رغم انفی اللہ رغماً داخراً﴾۔ (ایضاً)

۴۔ ابن فضال بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے دردِ دندان اور دردِ کان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب کسی چھینکنے والے کی آواز سنو تو پہلے خدا کی حمد کرو۔ یعنی ﴿الحمد للہ﴾ کہو کہ ایسا کرنے سے ان دردوں سے محفوظ رہو گے۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن مروان مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی کو چھینک آئے اور وہ کہے: ﴿الحمد للہ رب العالمین علیٰ کل حال﴾ اسے کانوں اور دانتوں کا درد نہیں ہوگا۔ (ایضاً)

۶۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ایک مسلمان کو چھینک آئے اور وہ کسی تکلیف کی وجہ سے خاموش ہو جائے تو فرشتے اس کی نیابت میں کہتے ہیں: ﴿الحمد للہ رب

العالمین﴾ اور اگر وہ خود کہہ دے: ﴿الحمد للہ رب العالمین﴾ تو پھر فرشتے کہتے ہیں: ﴿یغفر اللہ لک﴾ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: بیمار کو چھینک کا آنا اس کی صحت و عافیت کی دلیل ہے اور جسم و جان کے لیے راحت و سکون ہے۔ (الاصول، الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ از قواطع نماز میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۳

جسے چھینک آئے یا جو اس کی آواز سنے اس کے لیے محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کو چھینک آئی اور اس نے کہا: ﴿الحمد للہ﴾۔ امام علیہ السلام نے اسے دعا نہ دی۔ اور فرمایا: اس نے ہمارے حق میں کمی کی ہے! اور فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو کہے: ﴿الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علیٰ محمد و اھلبیتہ﴾ چنانچہ اس شخص نے ایسا کہا۔ تب امام علیہ السلام نے اس کو دعاءِ خیر دی۔ (الاصول)

۲۔ ابو اُسامہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص چھینک کی آواز سنے اور خدا کی حمد کرے اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھے تو اس کی آنکھ اور دانت میں درد نہیں ہوگا۔ پھر فرمایا: جب چھینک کی آواز سنو تو یہ کہو اگرچہ تمہارے اور اس شخص کے درمیان سمندر حائل ہو۔ (ایضاً)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چھینک بڑی اچھی چیز ہے۔ یہ پورے جسم کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اور خدا کی یاد دلاتی ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں کچھ لوگ رہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت رسول خداﷺ کو چھینک نہیں آتی تھی! فرمایا: اگر یہ لوگ اس بات میں جھوٹے ہیں تو انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔ (ایضاً)

۴۔ قاسم بن یحییٰ اپنے جد حسن بن راشد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو چھینک آئے اور وہ اپنے ناک کے بانسہ پر ہاتھ رکھے اور پھر کہے: ﴿الحمد للہ حمداً کثیراً کما ھو اھلہ و صلی اللہ علیٰ محمد النبی و الہ﴾ تو اس کے ناک کے بائیں نتھنے سے ایک چھوٹا سا پرندہ نکلتا ہے جو مکھی سے بڑا اور مکڑی سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اور وہ اڑ کر عرش الٰہی کے نیچے پہنچ کر قیامت کے دن تک

اس شخص کے لیے طلب مغفرت کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۴

چھینک، ذبح کرنے اور مباشرت کے وقت سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (کچھ) لوگ تین مقامات پر درود پڑھنا مکروہ جانتے ہیں: (۱) چھینک کے وقت۔ (۲) ذبح کرتے وقت۔ (۳) مباشرت کے وقت۔ امام علیہ السلام نے سن کر فرمایا: انہیں کیا ہوگیا ہے۔ افسوس ہے ان کے لیے کہ وہ منافق ہوگئے ہیں۔ خدا ان پر لعنت کرے (کہ من گھڑت مسئلے بیان کرتے ہیں)۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام خط میں لکھا کہ تمام مقامات پر سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا واجب (سنت مؤکدہ) ہے اور چھینک کے وقت، ذبح وغیرہ کے وقت۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۲ از ذکر میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶۵

(کافر) ذمی کو جب چھینک آئے تو اس کے لیے ہدایت و رحمت کی دعا کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابو نجران بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کے پاس ایک نصرانی کو چھینک آئی۔ تو حاضرین نے اسے دعا دی: ﴿هداک الله﴾۔ امام علیہ السلام نے اسے یوں دعا دی: ﴿يرحمک الله﴾ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ تو نصرانی ہے! فرمایا: جب تک خدا اس پر رحم نہیں کرے گا۔ اس وقت تک اس کو ہدایت نہیں کرے گا۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو (اپنے عموم سے) اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶۶

کسی بات کی صداقت پر اس کے ساتھ متصل چھینک سے استدلال کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ کسی بات کی تصدیق چھینک سے ہوتی ہے (جو اس کے ساتھ آئے)۔(الاصول)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے مروی ہے، فرمایا: جب کوئی شخص کوئی واقعہ بیان کر رہا ہو اور کسی کو چھینک آ جائے۔تو وہ اس کی صداقت کا گواہ ہے۔(ایضاً)

باب ۶۷

سفید ریش مؤمن کا اکرام واحترام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: بوڑھے بزرگ کا احترام کرنا خدا کے احترام کے مترادف ہے۔(الاصول)

۲۔ ابوبصیر وغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفید ریش مسلمان کا احترام خدائے دوجہاں کا احترام ہے۔(ایضاً)

۳۔ احمد بن محمد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہمارے بڑے کا احترام نہیں کرتا اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: سفید ریش مؤمن کا احترام خدا کے احترام میں سے ہے اور جو شخص بندۂ مؤمن کا اکرام کرتا ہے۔وہ گویا خدا کے احترام سے ابتداء کرتا ہے۔اور جو کسی سفید ریش مؤمن کی توہین کرتا ہے تو خدا اس کی موت سے پہلے کوئی ایسا آدمی بھیجتا ہے جو اس کی توہین کرتا ہے۔(ایضاً)

۵۔ ابوالخطاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ ان کے حقوق کا انکار کوئی پکا منافق ہی کر سکتا ہے: (۱) سفید ریش مسلمان۔(۲) حامل قرآن۔(۳) امام عادل۔(ایضاً)

۶۔ وصافی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے بزرگوں کا احترام کرو۔اور اپنے رشتہ

داروں سے صلہ رحمی کرو۔ (ایضاً)

۷۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی بزرگ سال آدمی کی کبر سنی کی فضیلت کو پہچانے اور پھر اس کا احترام کرے۔ خدا اسے قیامت کی جزع فزع سے امن عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۸۔ اسی سلسلۂ سند سے مروی ہے، فرمایا: جو سفید ریش مسلمان کا احترام کرے خدا اسے قیامت کے دن گھبراہٹ سے محفوظ رکھے گا۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی کی فضیلت کا قائل نہ ہوں وہ متکبر مزاج ہے۔ (معانی الاخبار)

۱۰۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود انس سے اور وہ حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بزرگوں کا احترام کرو کیونکہ بزرگوں کا احترام کرنا خدا کے احترام کرنے کے مترادف ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۶۸

کریم اور شریف کا اکرام واحترام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حجال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے جمیل بن دراج سے کہا کہ کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی شریف آدمی آئے تو اس کا احترام کرو۔ کہا: ہاں۔ میں نے کہا کہ شریف کون ہے؟ جمیل نے کہا کہ میں نے اس کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا تھا کہ شریف سے مراد مالدار آدمی ہے۔ میں نے کہا: تو پھر حسب کیا ہے؟ فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے مال وغیرہ سے اچھے کام کرے۔ عرض کیا: کرم کیا ہے؟ فرمایا: تقویٰ۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب تمہارے پاس کسی قوم کا کریم و شریف آدمی آئے تو اس کا اکرام کرو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ علوی سے اور وہ اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب عدی بن حاتم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے انہیں اپنے گھر

میں داخل فرمایا جبکہ گھر میں جناب حفصہ اور چمڑے کے ایک تکیہ کے سوا کچھ نہ تھا تو آپؐ نے وہ تکیہ ان کی طرف بڑھایا۔(ایضاً)

باب ۶۹

جب کسی بزم میں کسی کی تکیہ یا خوشبو وغیرہ پیش کر کے عزت افزائی کی جائے تو اس کا انکار کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب علیہ السلام نے دونوں کی طرف تکیے بڑھائے۔ چنانچہ ان میں سے ایک تو اس پر بیٹھ گیا۔ مگر دوسرے نے اس پر بیٹھنے سے انکار کر دیا! آنجنابؑ نے اس سے فرمایا کہ اس پر بیٹھ جا۔ کیونکہ احترام کا انکار نہیں کرتا مگر گدھا! (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن جہم سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ عزت (افزائی) کا انکار نہیں کرتا مگر گدھا۔ راوی نے عرض کیا: اس کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: اس کے لیے مجلس میں جگہ کشادہ کی جائے یا اسے خوشبو پیش کی جائے (اور وہ اس کے قبول کرنے سے انکار کر دے)۔(معانی الاخبار)

۳۔ دوسری روایت میں جو بروایت ابوزید کمی انہی جنابؑ سے مروی ہے، اس میں عزت (افزائی) کا مطلب خوشبو اور تکیہ پیش کرنا (الغرض جس طریقے سے بھی آدمی کا احترام کیا جائے) وہ عزت افزائی میں داخل ہے۔(ایضاً)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے جب کسی شخص پر کوئی عزت (افزائی) کی چیز پیش کی جائے تو وہ اسے مسترد نہ کرے۔ کیونکہ عزت کو گدھا ہی ٹھکراتا ہے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے آداب حمام (باب ۹۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۷۰

مستحب ہے کہ صاحب خانہ آنے والے کے آتے جاتے وقت اس کے ساتھ چلے اور آنے والا صاحب خانہ کو (اپنا) امیر بنائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: آنے والے کا صاحب خانہ پر حق ہے کہ وہ اس کے آتے جاتے وقت (اس کے احترام کی خاطر) اس کے ساتھ چلے۔ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے گھر میں داخل ہو تو وہ (صاحب خانہ) اس کے واپس جانے تک اس پر حاکم ہے۔ (آمدن بارادت و رفتن باجازت)۔ (الاصول من الکافی)

باب ۷۱

جو شخص کسی کے پاس بیٹھے اور وہ اسے کسی بات کا امین بنائے (صرف اسے بتائے) تو اس کی اجازت کے بغیر ثقہ آدمی کے سوا اور کسی کے سامنے اس کا اظہار جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس میں اس کا ذکر خیر ہو یا یہ کہ مقررہ شروط کے ساتھ کسی فعل حرام پر شہادت دینی ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں ایک حدیث کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ مجالس و محافل امانت کے ساتھ ہوتی ہیں۔ (الاصول)

۲۔ عثمان بن عیسیٰ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجالس و محافل امانت کے ساتھ ہوتی ہیں (یعنی) کسی شخص کو اس بات کے اظہار کا حق نہیں پہنچتا جسے بات کرنے والا چھپانا چاہتا ہو۔ مگر اس کی اجازت سے یا یہ کہ اس بات میں اس شخص کا ذکر خیر ہو۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود جابر بن عبداللہ (انصاری) سے اور وہ حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجالس و محافل امانت کے ساتھ ہوتی ہیں۔ مگر تین مجلسیں (کہ جن کا راز ظاہر کرنا جائز ہے): (۱) وہ مجلس جس میں خونِ حرام بہایا جائے۔ (۲) وہ مجلس جس میں حرام شرمگاہ کو حلال بنایا جائے۔ (۳) یا وہ مجلس جس میں بغیر حق مال حرام کو حلال بنایا جائے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۲۷

جب کسی جگہ تین آدمی اکھٹے ہوں تو تیسرے کے بغیر دو کا آپس میں سرگوشی کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کل آدمی تین ہوں تو دو آدمی تیسرے کے بغیر کوئی سرگوشی نہ کریں۔ کیونکہ اس سے اس کو ملال پہنچے گا اور اذیت ہوگی۔ (الاصول)

۲۔ یونس بن یعقوب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی گھر میں صرف تین آدمی ہوں۔ تو صرف دو آدمی تیسرے کے بغیر باہم کوئی سرگوشی نہ کریں کیونکہ یہ بات اسے غم پہنچائے گی (وہ خیال کرے گا کہ وہ اس کا شکوہ و شکایت کر رہے ہیں)۔ (ایضاً)

باب ۳۷

مسلمان کی گفتگو پر اعتراض کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو شخص بولنے والے کسی مسلمان بھائی کی بات پر اعتراض کرے تو گویا اس نے اس کے منہ کو نوچا ہے۔ (الاصول)

باب ۴۷

بیٹھنے کا کون سا طریقہ مستحب ہے اور کون سا مکروہ ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالعظیم بن عبداللہ بن الحسن علوی سے اور وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ تین طرح بیٹھا کرتے تھے: (۱) قرفصاء۔ یعنی اپنی دونوں پنڈلیاں کھڑی کر کے اور ان پر اس طرح دونوں ہاتھ رکھتے تھے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی کہنی پر کس کے رکھتے تھے۔ (۲) دو زانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ (۳) ایک پاؤں دوہرا کر کے رکھتے تھے اور دوسرا اس پر پھیلاتے تھے۔ مگر آپ ؐ کو التی پالتی مار کر بیٹھے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ (الاصول)

۲۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھا کہ انہوں

نے اپنا ایک پاؤں (دوسرے پاؤں کی) ران پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ تو اس طرح بیٹھنے کو مکروہ جانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ طریقہ خدا کے بیٹھنے کا ہے۔ فرمایا: میں اس طرح تھکاوٹ کی وجہ سے بیٹھا ہوں مگر خدا نہیں تھکتا۔ اور نہ ہی اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ (ایضاً)

۳۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس طرح بطورِ تورک بیٹھے کہ آپؑ کا دایاں پاؤں ان کی بائیں ران پر تھا۔ ایک شخص نے عرض کیا: (مولا!) میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! بیٹھنے کا یہ طریقہ تو مکروہ ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ یہ بات صرف یہود کی اختراع ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا جب زمین و آسمان کی تخلیق سے فارغ ہو کر عرش پر بیٹھا تو اس طرح (ران پر پاؤں رکھ کر) بیٹھا تا کہ راحت و سکون حاصل کرے! اس پر خدا نے یہ آیت نازل کی: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾ اور امام علیہ السلام اسی طرح تورک کی حالت میں بیٹھے رہے جس طرح پہلے بیٹھے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ حسن طبرسیؒ بیان کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ جب بیٹھتے تھے تو بطور ''قرفصاء'' بیٹھتے تھے (جس کی وضاحت پہلی حدیث میں مذکور ہے)۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۵۷

انسان کا اپنی مناسب حال نشست سے ادنیٰ جگہ پر ازراہِ تواضع بیٹھنا اور داخل ہوتے وقت اپنی قریبی نشست پر بیٹھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو سلیمان زاہد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی قدر و منزلت سے پست جگہ پر بیٹھنے پر راضی ہو جائے تو جب تک وہ وہاں سے اٹھتا نہیں ہے۔ برابر خدا اور اس کے فرشتے اس پر درود پڑھتے ہیں۔ (الاصول)

۲۔ عبداللہ بن مغیرہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ جب کسی جگہ داخل ہوتے تھے تو داخل ہوتے وقت جو قریبی نشست خالی ہوتی اس پر بیٹھ جاتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلامَ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ چیز تواضع میں سے ہے کہ آدمی اپنے مقام و شرف سے پست تر جگہ پر بیٹھ جائے۔ (ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ چیز تواضع میں سے ہے کہ تم اپنے مقام سے فروتر جگہ پر بیٹھنے پر راضی ہو جاؤ۔ اور جو شخص ملے اس پر سلام کرو۔ اور جھگڑے کو ترک کرو۔ اگرچہ حق پر ہو۔

اور اپنے تقویٰ و پرہیزگاری پر تعریف کو پسند نہ کرو۔ (ایضاً، معانی الاخبار، الامالی)

۵۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ زمین پر بیٹھتے تھے، کھانا زمین پر بیٹھ کر کھاتے تھے، بکری کو اپنے ہاتھ سے باندھتے تھے اور اگر غلام جو کی روٹی کی دعوت کرتا تو آپؐ قبول فرماتے تھے۔ (الامالی)

۶۔ مصعب بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جائیں تو اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کو بلائے اور اس کے لیے جگہ بنائے تو وہ وہاں آجائے کیونکہ اس نے اس کی عزت افزائی کی ہے اور اگر اس کا بھائی اس کے لیے جگہ نہ بنائے تو پھر جہاں بھی کشادہ جگہ دیکھے وہاں بیٹھ جائے۔ (ایضاً)

باب ۷۶

ہر مجلس میں رو بقبلہ ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنے گھر کے دروازہ کے پاس رو بقبلہ ہو کر بیٹھتے تھے۔ (الاصول)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اکثر و بیشتر حضرت رسول خدا ﷺ رو بقبلہ ہو کر بیٹھتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ بہائیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے کہ بہترین مجلس (نشست گاہ) وہ ہے جس میں رو بقبلہ کیا جائے۔ (مفتاح الفلاح، الشرائع)

باب ۷۷

سورج کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سہل بن زیاد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورج کی طرف منہ نہ کرو۔ کیونکہ وہ بخار آلود ہے۔ وہ رنگ کو بگاڑتا ہے اور کپڑے کو بوسیدہ کرتا ہے۔ اور دفن شدہ بیماری کو ظاہر کرتا ہے۔ (الخصال)

۲۔ موسیٰ بن ابراہیم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ سورج میں چار خصلتیں ہیں: (۱) رنگ کو متغیر کرتا ہے۔ (۲) ریح کو بدبو کرتا ہے۔ (۳) کپڑوں کو بوسیدہ کرتا

ہے۔(۴) بیماری کا باعث ہوتا ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جب دھوپ میں بیٹھے تو سورج کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھے (اس کی طرف منہ کرکے نہ بیٹھے) کیونکہ وہ چھپی ہوئی بیماری کو ظاہر کرتا ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعد ازیں مقدمات تجارت (باب ۳۰) میں بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دھوپ کی بجائے سایہ میں چلنا مستحب ہے۔

باب ۷۸

مستحب یہ ہے کہ دوسرے کے گھر میں آدمی وہاں بیٹھے جہاں وہ کہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس اس کی قیام گاہ میں جائے، تو وہ اس جگہ بیٹھے جہاں صاحب منزل کہے کیونکہ وہ بہ نسبت آنے والے کے اپنے گھر کے ان مقامات کو بہتر جانتا ہے جو چھپانے کے قابل ہیں۔(قرب الاسناد)

باب ۷۹

احتباء (پاؤں پر بیٹھ کر ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے سے باندھ کر سہارا لینا) جائز ہے اگرچہ ایک ہی کپڑا ہو جو شرمگاہ کو چھپا لے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ''احتباء'' عربوں کی دیواریں ہیں۔(الاصول)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک ہی کپڑے سے ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے باندھ کر سہارا دیتا ہے تو؟ فرمایا: جب اپنی شرمگاہ کو ڈھانپ رکھے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (مساجد، باب ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ از مقدمات طواف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۰

ہنسی اور مزاح مستحب ہے بشرطیکہ بہت زیادہ نہ ہو اور اس میں فحش کلامی نہ ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ ایک شخص کچھ ایسے لوگوں کے ہمراہ ہے جو آپس میں مذاق کرتے ہیں اور ہنستے ہیں تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں جب تک وہ نہ ہو۔ میں نے خیال کیا کہ آپؑ کی ''وہ'' سے مراد یہ ہے کہ فحش کلامی نہ ہو۔ پھر فرمایا: ایک اعرابی حضرت رسول خداﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور جب بھی آتا تو کوئی نہ کوئی ہدیہ بھی لاتا تھا۔ اور پھر اسی وقت کہتا تھا کہ ہمارے ہدیہ کی قیمت ادا کرو۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑتے تھے (یہی اس کے ہدیہ کی قیمت ہوتی تھی)۔ اور جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان ہوتے تھے تو فرماتے: اعرابی کہاں گیا۔ کاش وہ آ جاتا۔

(الاصول، من الکافی)

۲۔ ابراہیم بن مہزم بالواسطہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام صرف روتے تھے اور ہنستے نہیں تھے۔ مگر حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ ہنستے بھی تھے اور روتے بھی تھے۔ (پھر فرمایا) جو کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کرتے تھے وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے کام سے افضل تھا۔ (ایضاً)

۳۔ فضل بن ابوقرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر مؤمن میں ضرور ''دعابہ'' ہوتا ہے۔ راوی نے عرض کیا: ''دعابہ'' کیا ہے؟ فرمایا: مزاح کرنا۔ (الاصول، السرائر، معانی الاخبار)

۴۔ یونس شیبانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تم آپس میں مزاح کس قدر کرتے ہو؟ عرض کیا: بہت کم! فرمایا: ایسا نہ کرو کیونکہ مزاح کرنا حسن خلق میں سے ہے۔ کیونکہ تم اس کے ذریعہ سے اپنے برادر مؤمن کے دل میں سرور داخل کرتے ہو۔ حضرت رسول خداﷺ آدمی سے مزاح کرتے تھے۔ آپ کا مقصد اسے خوش کرنا ہوتا تھا۔ (الاصول)

۵۔ عبداللہ بن محمد جعفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم جماعت میں مزاح کو پسند کرتا ہے بشرطیکہ اس میں فحش گوئی نہ ہو۔ (ایضاً)

۶۔ جناب ابن ادریس حلیؒ جناب ابوالقاسم بن قولویہ کی روایت سے حمران بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں! فرمایا:

میں تمہیں تقوائے خداوندی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور خبردار! مزاح نہ کرنا کیونکہ وہ آدمی کی ہیبت اور آبرو کو لے جاتا ہے۔ (السرائر)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! مزاح نہ کرو۔ ورنہ تمہارے چہرہ کی رونق چلی جائے گی۔ اور جھوٹ نہ بولو ورنہ تمہارا نور چلا جائے گا۔ (الفقیہ)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ ان دو حدیثوں میں مزاح کی جو ممانعت وارد ہوئی ہے۔ یہ بہت زیادہ مزاح کرنے (یا پھر فحش کلامی والے مزاح) پر محمول ہے۔

باب ۸۱

قہقہہ لگانا مکروہ ہے اور اگر لگایا جائے تو خدا کی عدم ناراضگی کی دعا کرنا مستحب ہے ہاں مسکراہٹ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قہقہہ شیطان کی طرف سے ہے۔ (الاصول)

۲۔ خالد بن طہمان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: جب قہقہہ لگاؤ تو اس کے بعد کہو: ﴿اَللّٰهُمَّ لَا تَمْقُتْنِيْ﴾ (اے اللہ مجھے دشمن نہ رکھ)۔ (الاصول)

۳۔ حسن بن کلیب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کی ہنسی صرف تبسم (مسکراہٹ) ہوتی ہے۔ (ایضاً)

باب ۸۲

تعجب کے بغیر ہنسنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بغیر تعجب کے ہنسنا جہالت ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ہنستے ہوئے اپنے دانت ظاہر نہ کر جبکہ تو جانتا ہے کہ تو نے رسوا کرنے والے کیا کیا گناہ کئے ہیں۔ اور جو شخص برائیاں کرتا ہے وہ شبخون سے محفوظ نہیں ہوتا۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن علی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو (دنیا میں) بہت بے ہودہ ہنستے ہیں مگر قیامت کے دن ان کا گریہ و بکا بہت زیادہ ہوگا۔ اور بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو (دنیا میں) اپنے گناہوں پر بہت گریہ و بکاء کرتے ہیں مگر بروزِ قیامت جنت میں ان کی ہنسی اور ان کا سرور بہت زیادہ ہوگا۔ (عیون الاخبار)

۳۔ محمد بن معلّی ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین کام ایسے ہیں جن میں خدا کی ناراضی ہے: (۱) شب بیداری کے بغیر (دن میں) سونا۔ (۲) تعجب کے بغیر ہنسنا۔ (۳) شکم پُری کی حالت میں کھانا۔ (الخصال)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مدینہ میں ایک مسخرا آدمی رہتا تھا جو لوگوں کو ہنسایا کرتا تھا اس نے ایک دن کہا کہ اس شخص یعنی امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھے تھکا دیا ہے کہ میں انہیں نہیں ہنسا سکا۔ الحدیث۔

اس حدیث میں وارد ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: اس شخص سے کہو کہ خدا کا ایک دن ہے (قیامت) جس میں باطل پرست خسارہ میں رہیں گے۔ (الامالی)

باب ۸۳

بکثرت مزاح کرنا اور زیادہ ہنسنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! مزاح نہ کرو کیونکہ وہ آبرو کو لے جاتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہت ہنسنا دل کو مار دیتا ہے۔ اور فرمایا: زیادہ ہنسنا دین کو اس طرح مار دیتا ہے جس طرح پانی نمک کو مار دیتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابن ابی عمیر بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی آدمی سے محبت کرو تو نہ اس سے مزاح کرو اور نہ کج بحثی کرو (کہ ان سے نفرت پیدا ہوتی ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ اسی سلسلۂ سند سے آنجناب علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: مزاح کرنا چھوٹی سی گالی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ عمار بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کج بحثی نہ کرو ورنہ تمہارے چہرہ کی

رونق چلی جائے گی۔ اور مزاح نہ کرو ورنہ (مخاطب) تم پر جرأت کرے گا۔ (ایضاً)

۶۔ داؤد بن فرقد، علی بن عقبہ اور ثعلبہ مرفوعاً امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زیادہ مزاح کرنا آبرو کو لے جاتا ہے اور زیادہ ہنسنا ایمان کو بری طرح دور پھینک دیتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ سعد بن ابی خلف حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنی بعض اولاد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: خبردار! مزاح نہ کرنا کہ یہ تمہارے نور ایمان کو لے جائے گا اور تمہاری مروت کو سبک کرے گا۔ (الاصول، الفقیہ)

۸۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خبردار! مزاح نہ کرنا۔ کیونکہ یہ دشمنی کو کھینچتا ہے اور کینہ کا باعث ہوتا ہے اور یہ چھوٹی سی گالی ہے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بکثرت مزاح کرنا آبرو کو لے جاتا ہے اور بکثرت ہنسنا ایمان کو مٹا دیتا ہے۔ اور بکثرت جھوٹ بولنا چہرہ کی رونق کو لے جاتا ہے۔ (الآمالی)

۱۰۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی محمد بن جعفرؒ بن محمدؒ اپنے والد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا صرف تبسم تھا۔ ایک بار انصار کے ایک محلہ کے پاس سے گزر رہے تھے کہ دیکھا وہاں کچھ لوگ بیٹھے پورا منہ کھول کر ہنس رہے تھے۔ فرمایا: رک جاؤ! جس شخص کی امیدوں نے اسے دھوکہ دے رکھا ہے اور نیکیوں میں اس کا عمل (صالح) کم ہے۔ وہ قبرستان میں جائے اور (بروز قیامت) زندہ ہونے سے عبرت حاصل کرے اور موت کو یاد کرو کیونکہ وہ لذتوں کو مٹا دینے والی ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۱۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن جعفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم چند لوگوں سے محبت کرتا ہے: (۱) جو گروہ میں بیٹھ کر (ہلکا پھلکا) مزاح کرتا ہے۔ اور فحش کلامی نہیں کرتا۔ (۲) جو تنہا بیٹھ کر غور و فکر کرے۔ (۳) جو خلوت میں بیٹھ کر عبرت حاصل کرے۔ (۴) جو نماز پڑھنے پر فخر و مباہات کرے۔ (المحاسن)

۱۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب سلیمان علیہ السلام سے فرمایا: بیٹا! خبردار! زیادہ نہ ہنسنا۔ کیونکہ زیادہ ہنسنا آدمی کو قیامت کے دن (نیکیوں سے) قلاش و نادار بنا دیتا ہے۔

(قرب الاسناد)

۱۳۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص مزاح کرتا ہے تو اس کی عقل سے کچھ عقل کھینچ لی جاتی ہے۔ (نہج البلاغہ)

باب ۸۴

مؤمن کے سامنے تبسم کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی کام کے لیے گھر سے نکلے اور اپنے چہرہ پر گلاب کا پانی چھڑکے۔ تو اس کے چہرہ کو کبھی فقر و فاقہ اور ذلت و رسوائی نہیں ڈھانپے گی اور جو شخص از راہِ تواضع و انکساری اپنے مؤمن بھائی کا جوٹھا پئے تو خداوند عالم اسے ضرور جنت میں داخل کرے گا۔ اور جو شخص اپنے مؤمن بھائی کے روبرو مسکرائے تو خدا اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور جس کے لیے خدا ایک نیکی لکھ دے پھر اسے عذاب نہیں کرتا۔ (مصادقۃ الاخوان)

۲۔ جابر بن یزید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کا اپنے برادرِ مؤمن کے سامنے مسکرانا نیکی ہے اور اس سے تکلیف کا دور کرنا بھی نیکی ہے۔ اور مؤمن کو خوش کرنے سے بہتر طریقہ سے خدا کی عبادت نہیں کی گئی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص اپنے مؤمن بھائی کے چہرہ سے تنکا (تکلیف) دور کرے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص اپنے مؤمن کے روبرو مسکرائے اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ (ایضاً)

باب ۸۵

پڑوسی وغیرہ کی اذیت پر صبر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن عکرمہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے اذیت پہنچاتا ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لیے رحمت کی دعا کر۔ میں نے عرض کیا: خدا اس پر رحم نہ کرے (میرا یہ جواب سن کر) آپؑ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ تو میں نے عرض کیا: میرے ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا جائے۔ اور کرے بھی وہ اور مجھے اذیت بھی

پہنچائے۔ (اور پھر میں اس کے حق میں دعا کروں؟)۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم اس کی کھلم کھلا مخالفت کروگے تو کیا تم اس سے اپنا پورا حق وصول کرلوگے؟ پھر فرمایا: یہ ان لوگوں میں سے ہے جو لوگوں پر ان کی نعمتوں کی وجہ سے حسد کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی پر کوئی نعمت دیکھتا ہے تو اگر وہ اس کا اہل ہوتا ہے تو اس پر نزلہ گراتا ہے۔ اور اگر اس کا کوئی اہل نہ ہو تو اپنے خادم پر ڈال دیتا ہے اور اگر کوئی خادم بھی نہ ہو تو پھر رات بھر جاگتا ہے اور دن کی گرمی برداشت کرتا ہے۔ (الاصول، الزہد)

۲۔ حسن بن عبداللہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پڑوسی سے حسن سلوک صرف یہ نہیں ہے کہ اس سے اذیت کو روکا جائے بلکہ حسن جوار یہ ہے کہ اس کی ایذاء رسانی پر صبر کیا جائے۔ (ایضاً)

۳۔ ابن مسکان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن تین باتوں میں سے کسی ایک سے نہیں بچ سکتا بلکہ بسا اوقات تینوں چیزیں اکٹھی ہو جاتی ہیں: (۱) یا تو وہ شخص اس کے ہمراہ گھر میں رہتا ہے۔ جو دروازہ بند کر کے اسے اذیت پہنچاتا ہے۔ (۲) یا پڑوسی اسے اذیت پہنچاتا ہے۔ (۳) یا جہاں وہ کاروبار کے سلسلہ میں جاتا ہے۔ راستہ میں کوئی شخص اسے اذیت پہنچاتا ہے۔ اور اگر کوئی مؤمن کسی پہاڑ کی چوٹی پر بھی موجود ہو تو خدا وہاں بھی کسی ایسے شیطان کو بھیج دے گا جو اسے وہاں اذیت پہنچائے گا مگر خدا اس کے ایمان میں سے اس کے لیے ایسا مونس و انیس قرار دیتا ہے کہ وہ اس کی موجودگی میں کسی اور انیس کا محتاج نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نہ کوئی مؤمن گزرا ہے اور نہ آئندہ (قیامت تک) ہوگا۔ مگر یہ کہ اس کا کوئی نہ کوئی ایسا پڑوسی ہوتا ہے جو اسے اذیت پہنچاتا ہے۔ اور کوئی مؤمن سمندر کے جزیروں میں سے کسی جزیرہ میں بھی موجود ہو تو وہاں بھی خدا کسی ایسے شخص کو بھیج دے گا جو اس کو اذیت پہنچائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ حنان بن سدیر اپنے باپ (سدیر) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے پڑوسی کی ایذا رسانی کی شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صبر کر۔ کچھ دنوں کے بعد دوبارہ حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا: صبر کر۔ (ایضاً)

۶۔ ابراہیم بن ابو رجاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پڑوسی سے حسن سلوک روزی بڑھاتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی بن ابوحمزہ سے اور وہ اپنے باپ (علیؒ) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر کوئی مؤمن کسی پہاڑ کی چوٹی پر موجود ہو تو بھی خدا وہاں

کسی کو بھیج دے گا جو اسے اذیت پہنچائے گا تاکہ اسے اس کا اجر عطا فرمائے۔ (علل الشرائع)

۸۔ یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن اپنے باپ (عبداللہ) سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: میں اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاءؑ ہمیشہ ایسے لوگوں سے مبتلا رہے ہیں جو ہمیں اذیت پہنچاتے ہیں اور اگر مؤمن کسی پہاڑ کی چوٹی پر بھی ہو تو خدا وہاں بھی کسی ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو اسے اذیت پہنچائے گا۔ تا (وہ صبر کرے اور) خدا اسے اس کا اجر دے۔ اور حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جب سے میری ماں نے مجھے جنا ہے میں ہمیشہ سے مظلوم رہا ہوں۔ یہاں تک کہ عقیل کی آنکھوں میں تکلیف ہوتی تھی۔ اور وہ کہتے تھے کہ جب تک علیؑ کی آنکھوں میں دوائی نہیں ڈالو گے اس وقت تک میں دوائی نہیں ڈالوں گا۔ چنانچہ باوجودیکہ میری آنکھ میں تکلیف نہیں ہوتی ہیں۔ مگر پھر بھی میری آنکھ میں دوائی ڈالتے تھے۔ (ایضاً)

۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصوری سے اور وہ اپنے باپ کے چچا سے اور وہ امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نہ کوئی مؤمن گزرا ہے اور نہ کوئی آئندہ قیامت تک پیدا ہوگا۔ مگر یہ کہ اس کا کوئی ایسا پڑوسی ہوتا ہے جو اسے اذیتیں پہنچاتا ہے۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص کی دنیا (شدائد و مصائب سے) صاف ہو۔ تو اسے اس کے دین میں متہم سمجھو۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تمہارا کوئی دوست حاکم بن جائے اور وہ پورے دس سالوں تک اسی روش پر قائم رہے جس پر حاکم بننے سے پہلے تھا تو وہ تمہارا برا دوست نہیں ہے (بلکہ اچھا ہے)۔ اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: مؤمن کی فراست سے بچو کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر امام علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ﴾۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۰۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ تین چیزیں نیکی کا دروازہ ہیں: (۱) نفس کی سخاوت۔ (۲) کلام کی پاکیزگی۔ (۳) (لوگوں کی) اذیت پر صبر کرنا۔ (المحاسن)

باب ۸۶

پڑوسی سے ایذا رسانی کو روکنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن عکرمہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خداﷺ کی خدمت میں ایک انصاری شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے بنی فلاں سے ایک گھر خریدا ہے اور میرے قریب ترین پڑوس میں ایک ایسا شخص ہے جس کی خیر کی تو مجھے کوئی امید نہیں ہے اور اس کے شر سے امن نہیں ہے۔ فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام، سلمانؓ، ابوذرؓ اور ایک شخص کو جو غالباً مقدادؓ تھے کو حکم دیا کہ مسجد (نبویؐ) میں بآواز بلند اعلان کرائیں کہ اس شخص میں کوئی ایمان نہیں ہے جس کے شر اور برائی سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ چنانچہ ان حضرات نے تین بار یہ اعلان کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ آدمی کے آگے، پیچھے اور دائیں بائیں چالیس چالیس گھروں تک پڑوس ہے۔ (الاصول، الزہد)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت رسول خداﷺ نے مہاجرین اور انصار اور اہل یثرب میں سے جو ان کے ساتھ شامل تھے ان کو لکھوایا کہ پڑوسی بمنزلۂ جان کے ہوتا ہے۔ اور پڑوسی کا احترام ماں کے احترام کی مانند ہے۔ (الاصول)

۳۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) حضرت رسول خداﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور اپنے حالات کی شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک لکڑی دی (جس میں خیمہ کے ڈنڈے کا سرا رکھا جاتا ہے) اور فرمایا: اس کے اندر جو کچھ ہے اسے معلوم کرلو۔ دیکھا کہ اس میں لکھا تھا: جو شخص خدا اور رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ پہنچائے۔ اور جو شخص خدا اور رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کا احترام کرے، اور جو شخص خدا اور رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مؤمن وہ ہے کہ جس کے ''بوائق'' سے اس کا پڑوسی محفوظ ہو۔ عرض کیا گیا: ''بوائق'' کیا ہے۔ فرمایا: اس کا ظلم و ستم۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص اپنے پڑوسی کو اذیت پہنچائے خدا اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام قرار دے دیتا ہے اور اس کی بازگشت جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جائے بازگشت ہے۔ اور جو شخص اپنے پڑوسی

کا حق ضائع کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (فرمایا) جبرئیل علیہ السلام برابر مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ اسے میرے مال میں وارث بنا دیں گے۔ اور وہ برابر مجھے مملوکوں کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ ان کے لیے ایک وقت مقرر کر دیں گے کہ جب اس تک پہنچیں گے تو خود بخود آزاد ہو جائیں گے۔ اور وہ برابر مجھے مسواک کرنے کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ اسے فرض قرار دے دیں گے اور وہ برابر مجھے نماز شب کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ میری امت کے جو بہترین لوگ ہیں وہ رات کو نہیں سوئیں گے (بلکہ نماز ہی پڑھتے رہیں گے)۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال)

۶۔ ابراہیم بن ابومحمود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن وہ ہے کہ جب نیکی کرے تو خوش ہو جائے اور جب برائی کرے تو استغفار کرے اور مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہوں۔ اور وہ شخص ہم سے نہیں ہے جس کے ظلم و زیادتی سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (معانی الاخبار)

۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے پڑوسی سے اپنی اذیت کو روکے گا تو خداوند عالم بروزِ قیامت اس کی لغزش سے درگزر فرمائے گا۔ اور جس شخص کا شکم اور شرمگاہ عفیف ہوں گے وہ جنت میں مسرور اور خوش شکل فرشتہ (کی مانند) ہوگا۔ اور جو ایک مؤمن غلام آزاد کرے گا تو خداوند تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ (الآمالی)

باب ۸۷

پڑوسی سے حسن سلوک کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ پڑوسی سے حسن سلوک شہروں کو آباد کرتا ہے اور عمروں کو لمبا کرتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابراہیم بن ابورجاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پڑوسی سے حسن سلوک زیادتی رزق کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو الربیع شامی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جبکہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ کہ جان لو کہ وہ شخص ہم سے نہیں ہے جو اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک نہیں کرتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ از مساکن اور یہاں باب ۱ و ۸۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۸

پڑوسیوں کو کھانا کھلانا مستحب ہے۔ اور اگر ضرورت ہو تو پھر واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ وصافی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جو پیٹ بھر کر کھانا کھا کر رات گزارے جبکہ اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ نیز فرمایا: جس بستی کے مکینوں میں کوئی شخص بھوکا شب باشی کرے خدا قیامت کے دن ان پر نظر (کرم) نہیں کرے گا۔ (الاصول)

۲۔ کابلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب (حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد) حضرت یعقوب علیہ السلام سے بنیامین بھی چلا گیا۔ تو جناب یعقوب علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا: بارالٰہا! کیا تو مجھ پر رحم نہیں کرتا۔ تو نے میری آنکھیں بھی لے لیں۔ اور میرے بیٹے بھی لے گیا۔ تو خداوند عالم نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ (اے یعقوبؑ) اگر میں نے تمہارے بیٹوں کو موت بھی دے دی ہے تو بھی ان کو زندہ کر کے تمہیں ملاؤں گا۔ مگر وہ بکری یاد کرو جسے تم نے ذبح کیا تھا اور اس کا گوشت بھونا تھا اور اسے کھایا تھا مگر فلاں تمہارے پڑوس میں روزہ دار تھا۔ (جو بھوکا سو گیا تھا) مگر تم نے اسے کچھ نہیں دیا تھا۔ (جس کی وجہ سے تم گرفتار بلا ہوئے)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں وارد ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کا منادی صبح و شام ایک فرسخ (کچھ اوپر تین میل) تک منادی کرتا تھا کہ جو شخص بھی صبح یا شام کا کھانا کھانا چاہتا ہے وہ یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور آ کر کھائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے صدقہ (کے باب ۴۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (فعل معروف، باب ۱۶ میں) اور اطعمہ (کے باب ۲۶ و ۳۰ و ۳۲ از آداب مائدہ) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۹

بُرے پڑوسی کے پڑوس میں رہنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن طریف سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان باتوں کے جو آدمی کی کمر کو توڑ دیتی ہیں ایک کمر شکن چیز بُرا پڑوسی بھی ہے جو اگر (تمہاری) کوئی اچھائی دیکھتا ہے تو اسے چھپاتا ہے اور اگر کوئی برائی دیکھتا ہے تو اسے اچھالتا ہے۔(الاصول)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں ایسے برے پڑوسی سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جس کا دل تمہارا نگران اور نگاہیں نظران ہوتی ہیں لہٰذا اگر وہ تمہیں خوشحال دیکھتا ہے تو اسے یہ بات بری لگتی ہے اور اگر تمہیں بدحال دیکھتا ہے تو یہ بات اسے اچھی لگتی ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! چار چیزیں کمر کو توڑ دیتی ہیں: (۱) وہ پیشوا جس کی اطاعت کی جائے مگر وہ خود خدا کی نافرمانی کرے۔ (۲) وہ زوجہ جس کا شوہر تو اس کی حفاظت کرے مگر وہ اس کی خیانت کرے۔ (۳) وہ فقر و فاقہ کہ فقیر اس کا کوئی مداوا نہ پائے۔ (۴) وہ اقامت گاہ میں برا پڑوسی۔(الفقیہ)

باب ۹۰

اس پڑوس کی حد جس کی رو رعایت مستحب ہے وہ ہر چہار طرف سے چالیس چالیس گھر ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: پڑوس کی حد چاروں طرف یعنی آگے، پیچھے اور دائیں بائیں جانب سے چالیس چالیس گھر تک ہے۔(الاصول)

۲۔ عمرو بن عکرمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ (آدمی کے) آگے، پیچھے اور دائیں بائیں چالیس چالیس گھر باہم پڑوسی ہیں۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! پڑوس کی کیا حد ہے؟ فرمایا: ہر طرف سے چالیس گھر۔ (معانی الاخبار)

۴۔ قبل ازیں احکام مساجد میں بروایت عقبہ بن خالد از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ مسجد کا حرم چالیس ہاتھ تک اور پڑوس چاروں طرف سے چالیس گھر تک ہوتا ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۸۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۹۱

سفر میں ساتھی کے ساتھ نرم روی برتنا اور اگر بیمار ہو جائے تو اس کی خاطر تین دن تک ٹھہرنا اور اگر بہرہ ہو تو اس تک آواز پہنچانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مخصوص چند اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا کہ مسافر کا (اپنے ساتھیوں پر) یہ حق ہے کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو وہ اس کی خاطر تین دن تک قیام کریں۔ (الاصول، قرب الاسناد)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا جب بھی سفر میں دو شخص ساتھی ہوں تو ان میں خدا کی نگاہ میں زیادہ محبوب اور زیادہ مستحق اجر وہ شخص ہوگا جو اپنے ساتھی سے زیادہ نرمی برتے گا۔ (الاصول، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ابن فضال کی کتاب میں دیکھا ہے کہ انہوں نے ابو البختری سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، فرمایا: بہرے آدمی کو بغیر اکتاہٹ محسوس کیے آواز سنانا خوشگوار صدقہ ہے۔ (ثواب الاعمال، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۲

رفیق سفر کی مشایعت کرنا اور اس کے علیحدہ ہوتے وقت تھوڑا سا اس کے ہمراہ چلنا اگرچہ ذمی ہو مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے کچھ دیر ایک کافر ذمی کے ساتھ اکٹھا سفر کیا۔ ذمی نے آپؑ سے پوچھا: اے بندۂ خدا! آپؑ کہاں جائیں گے؟ فرمایا: کوفہ۔ جب ذمی کا راستہ بدلنے لگا تو آنجنابؑ بھی اس کے ہمراہ ہو لئے۔ ذمی نے کہا کہ آپؑ نے اپنا راستہ کیوں چھوڑا ہے (اور میرے ہمراہ کیوں چلے ہیں؟) فرمایا: یہ بات صحبت و رفاقت کی تکمیل میں سے ہے کہ جب اس کا ساتھی الگ ہونے لگے تو تھوڑی سی دیر اس کی مشایعت کرے اور ہمارے نبیؐ نے اسی طرح ہمیں حکم دیا ہے۔ الی آخر الحدیث جس میں وارد ہے کہ وہ کافر ذمی حضرت امیر علیہ السلام کا یہ اخلاق اور اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ (الاصول، قرب الاسناد)

باب ۹۳

سفر میں باہمی خط و کتابت کرنا مستحب ہے اور خط کا جواب دینا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خط کا جواب دینا اسی طرح واجب ہے جس طرح سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابن محبوب بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضر میں بھائیوں کے درمیان رابطہ باہمی میل و ملاقات سے ہوتا ہے اور سفر میں خط و کتابت سے ہوتا ہے۔

(ایضاً، کذا فی مصادقۃ الاخوان للشیخ صدوقؒ)

باب ۹۴

کتابت کی ابتداء بسم اللہ سے کرنا اور اسے بہترین خط سے لکھنا مستحب ہے اور باء کو زیادہ نہ کھینچو جب تک سین کو اونچا نہ کرو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (کا لکھنا یا پڑھنا) ترک نہ کرو۔ اگرچہ اس کے بعد ایک شعر ہی (لکھنا یا پڑھنا) ہو۔(الاصول)

۲۔ سیف بن ہارون ال جعدہ کا غلام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کو اپنے بہترین خط سے لکھ اور "باء" کو اس وقت تک نہ کھینچ جب تک "سین" کو بلند نہ کرے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن احمد بن عامر طائی سے اور وہ اپنے باپ (احمد) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ "تبع" نامی شخص کا نام "تبع" کیوں رکھا گیا؟ فرمایا: وہ ایک غلام کاتب تھا اور ایک بادشاہ کے لیے کتابت کرتا تھا۔ اور جب کوئی چیز لکھتا تھا تو اس کی ابتداء میں لکھتا تھا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ خلق صيحاً و ريحاً﴾ (سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے آواز اور ہوا پیدا فرمائی)۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ رعد و برق کے بادشاہ کے نام سے ابتداء کر۔ اس نے کہا: میں تو کسی خدائی نام سے ہی ابتداء کروں گا۔ اور اس کے بعد آپ کی مطلوبہ تحریر لکھوں گا۔ تو خداوند عالم نے اس کے اس کام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس بادشاہ کی بادشاہت اسے عطا فرمائی اور لوگوں نے اس کی متابعت کی۔ اس لیے اس کا نام تبع پڑ گیا۔(علل الشرائع، عیون الاخبار)

باب ۹۵

مستحب یہ ہے کہ خط کی پشت کے عنوان پر منجانب فلاں اور اس کے اندر عنوان پر فلاں کی طرف لکھا جائے اور اس کے برعکس کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن سری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خط کے عنوان پر نہ لکھو: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ منجانب فلاں﴾ ہاں البتہ خط کی پشت پر لکھو منجانب

فلاں۔(الاصول)

۲۔ نیز حسن بن سری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خط کے اندر نہ لکھو: منجانب ابو فلاں۔البتہ وہاں یہ لکھو کہ "ابوفلاں کی طرف" اور اس کی پشت پر لکھو: "منجانب ابوفلان۔" (ایضاً)

باب ۹۶

خط کی ابتداء میں مکتوب الیہ کا نام لکھنا مستحب ہے اگر مؤمن ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حدید بن حکیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر آدمی اپنے نام سے پہلے مکتوب الیہ کا نام لکھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الاصول)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی خط میں آدمی (مکتوب الیہ) کے نام سے ابتداء کرے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(بلکہ) اس میں فضیلت ہے کہ اپنے بھائی کے احترام میں اس کے نام سے ابتداء کرے[1]۔(ایضاً)

باب ۹۷

خط میں ہر مناسب جگہ انشاء اللہ کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم بن حکیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کسی کام کے سلسلہ میں مجھے ایک خط لکھنے کا حکم دیا۔ جو لکھا گیا۔ اور پھر آپؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ دیکھا کہ اس میں مناسب جگہ پر انشاء اللہ نہیں لکھا گیا تھا۔ فرمایا: تم کس طرح یہ امید کر سکتے ہو۔ کہ یہ کام مکمل ہوگا حالانکہ اس میں انشاء اللہ نہیں ہے۔ لہٰذا دیکھو اور ہر مناسب جگہ پر انشاء اللہ لکھ دو۔(الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۵ و ۲۷ از) ایمان میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] ولنعم ما قیل ؎

میری انتہائے نگارش یہی ہے = تیرے نام سے ابتداء کر رہا ہوں (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۹۸

خط کو خاک آلود کرنا (سیاہی خشک کرنے کے لیے) مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ مکتوب کو خاک آلود کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(الاصول، کذا فی قرب الاسناد)

۲۔ علی بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بعض خاک آلود خطوط دیکھے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود دارم بن قبیصہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبح سویرے طلب حوائج کے لیے نکلو کہ برآوردہ ہوں گی۔ اور مکتوب کو خاک آلود کرو۔ کہ یہ چیز حاجت برآری کا موجب ہے۔ اور خوبصورت لوگوں سے خیر و خوبی کی جستجو کرو۔ (الخصال)

باب ۹۹

ضرورت اور خوف کے سوا ان کاغذوں کا آگ سے جلانا جائز نہیں ہے جن پر قرآن یا بسم اللہ لکھی ہوئی ہو۔ ہاں ان کا دھونا اور پھاڑنا اور کسی ضرورت کے تحت پاک چیز سے مٹانا جائز ہے۔ نہ نجس سے اور نہ قدم سے۔ اور تھوک سے مٹانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالملک بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا ان جمع شدہ کاغذوں کا آگ سے جلانا جائز ہے جن میں ذکر خدا درج ہو؟ فرمایا: نہ۔ (بلکہ) پانی سے دھو دیا جائے۔ (الاصول)

۲۔ عبداللہ بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کاغذوں کو نہ جلاؤ۔ بلکہ ان کو مٹاؤ اور پھاڑ دو۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا خدا کا کوئی نام تھوک سے مٹایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: تمہیں جو پاکیزہ ترین چیز ملے اس سے مٹاؤ۔ (الاصول)

۴۔ محمد بن اسحاق بن عمار نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ کاغذ کے جن بیرونی حصوں پر ذکر خدا درج ہے؟ فرمایا: ان کو دھوڈالو۔ (ایضاً)

۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے: کتاب خدا کو اس پاکیزہ ترین چیز سے دھوؤ جو تمہیں دستیاب ہو۔ اور اس بات سے منع فرمایا کہ کتاب خدا کو جلایا جائے۔ نیز اس سے ممانعت فرمائی کہ اسے پاؤں سے مٹایا جائے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوک سے کتاب اللہ کے مٹانے یا لکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ حسن بن علی وشاء بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے جعفر بن اشعث نے خواہش کی کہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھوں کہ آیا میں اپنی (دینی) کتابیں پڑھ کر مٹا دوں اس اندیشہ کے پیش نظر کہ کسی غیر کے ہاتھ نہ لگ جائیں؟ وشاء بیان کرتے ہیں کہ قبل اس کے میں آپ سے سوال کرتا آپؑ نے مجھے خط لکھا کہ اپنے ساتھی (جعفر بن اشعث) کو بتاؤ کہ جب اپنی کتابیں پڑھ چکے تو انہیں جلا دے۔ (عیون الاخبار، کشف الغمہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ یا تو جواز پر محمول ہے (کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے) یا ضرورت پر۔۔۔ یا اس صورت پر کہ ان کتابوں میں ذکر خدا یا قرآن مجید کی کوئی آیت نہ ہو۔ (واللہ العالم)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کاغذ پر کچھ تحریر ہو تو آیا اسے آگ میں جلانا جائز ہے؟ فرمایا: اگر کسی چیز کا اندیشہ ہو تو پھر جلانے میں کوئی حرج نہیں[1] ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۰۰

انسان کیلئے مستحب ہے کہ اپنے اصحاب میں اپنی التفات وتوجہ برابر تقسیم کرے اور انکے درمیان پاؤں نہ پھیلائے اور مصافحہ کرتے وقت اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچے جب تک دوسرا شخص اپنا ہاتھ نہ کھینچے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ اپنے اصحاب میں اپنی التفافات وتوجہات برابر برابر تقسیم فرماتے تھے۔

---

[1] اس حدیث کی وہی تاویل کی جائے گی جو اس سے پہلے والی کی گئی ہے۔ فلا تغفل۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

پس وہ کبھی اس کی طرف اور کبھی اس کی طرف برابر نگاہ فرماتے تھے۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان کبھی پاؤں دراز نہیں فرمائے تھے اور جب کوئی آپؐ سے مصافحہ کرتا تھا تو جب تک وہ شخص اپنا ہاتھ نہیں کھینچتا تھا۔ آپؐ کبھی اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہیں کھینچتے تھے۔ پس جب لوگوں کو آپؐ کی اس عادت کریمہ کا علم ہو گیا تو وہ مصافحہ کرتے ہی فوراً اپنا ہاتھ کھینچ لیتے تھے (تاکہ آپ کو تکلیف نہ ہو)۔ (الاصول، الروضہ)

۲۔ معاویہ بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سے خداوند عالم نے حضرت رسول خدا ﷺ کو مبعوث برسالت فرمایا: اس دن سے لے کر اپنی وفات تک کبھی تکیہ لگا کر آپؐ نے از راہ تواضع و فروتنی کچھ تناول نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی آپ نے کبھی کسی بزم میں اپنے ہمنشین کے سامنے اپنے گھٹنے پھیلائے تھے اور جب کبھی آپ کسی سے مصافحہ کرتے تھے تو جب تک دوسرا اپنا ہاتھ نہ کھینچتا تھا اس وقت آپؐ اپنا ہاتھ نہیں کھینچتے تھے۔ اور آپؐ نے کبھی کسی سائل کو نہیں روکا تھا۔ اگر کچھ پاس ہوتا تو عطا فرماتے۔ اور اگر کچھ نہ ہوتا، فرماتے: خدا تجھے رزق دے گا۔ (الروضہ)

۳۔ مالک بن اعین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنے ساتھی سے مصافحہ کرے تو ان میں زیادہ اجر و ثواب اس کو ملے گا جو مصافحہ سے ہاتھ (پہلے) نہیں کھینچے گا۔ آگاہ باشید! (مصافحہ کرنے سے) ان کے گناہ اس طرح گرتے ہیں کہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (الاصول)

باب ۱۰۱

(سفر میں) اپنے ساتھی اور ہمنشین سے اس کا نام ونسب اور اس کی کنیت پوچھنا مستحب ہے اور اس سوال کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الملک بن قدامہ سے اور وہ اپنے باپ (قدامہ) سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دن حضرت رسول خدا ﷺ نے اپنے ہمنشیوں سے فرمایا: جانتے ہو کہ عجز و کمزوری کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: خدا اور رسولؐ بہتر جانتے ہیں! فرمایا: عجز تین قسم کا ہے: (۱) تم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی کے لیے کھانا تیار کرانے میں جلدی کرے۔ مگر وہیں چھوڑ جائے اور اس کے پاس نہ لے جائے۔ (۲) کوئی شخص کسی سے صحبت یا ہمنشینی کرے اور چاہے کہ اس کا نام ونسب معلوم کرے مگر یہ معلوم کئے بغیر اس سے جدا ہو جائے۔ (۳) عورتوں کا معاملہ ہے۔ تم میں سے کوئی شخص اپنی اہلیہ کے پاس جائے اور اس کی حاجت پوری ہونے سے پہلے وہ اپنی حاجت پوری کر کے اس سے جدا ہو جائے۔ اس موقع پر عبداللہ بن عمرو بن

عاص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کس طرح ہے؟ فرمایا: اس کے ہمراہ جمع رہے۔ اور ٹھہرے تاکہ دونوں فارغ ہو جائیں۔ (الاصول)

۲۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: سب عجزوں سے بڑا عجز یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے ملاقات کرے اور اس کی گفتگو اسے پسند آئے۔ مگر اس سے اس کا نام و نسب اور مقام نہ پوچھے۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی سے محبت کرے تو اس سے اس کا اور اس کے باپ اور اس کے قوم وقبیلہ کا نام پوچھے۔ کیونکہ اس کے واجبی حقوق اور سچے بھائی چارہ کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے یہ سوال کرے ورنہ یہ احمقانہ جان پہچان ہوگی۔ (الاصول، مصادقۃ الاخوان)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ظلم کی قسم سے ہیں: (۱) کوئی شخص کسی سے صحبت کرے مگر اس سے اس کا نام وکنیت نہ پوچھے۔ (۲) کسی شخص کو دعوت طعام دی جائے مگر وہ قبول نہ کرے اور اگر قبول کرے تو کچھ نہ کھائے۔ (۳) اور آدمی ملاعبت، دست درازی اور بوس وکنار کرنے سے پہلے اپنی زوجہ سے ہمبستری کرے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۰۲

(دینی) بھائیوں کے درمیان اپنی حشمت اور غضب کو بالکل ختم کر دینا اور ان پر اندھا اعتماد کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے بھائی پر بالکل اندھا اعتماد نہ کرو کیونکہ بہت ڈھیل دینے کی لغزش کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ (الاصول)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اپنے اور

اپنے بھائی کے درمیان حشمت و حیا کو بالکل ختم نہ کرو۔ کیونکہ حشمت کے کلی خاتمہ سے حیا رخصت ہو جاتی ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود یزید بن مخلد نیساپوری اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ دوستی کے کچھ حدود ہیں جس شخص میں یہ حدود موجود نہ ہوں۔ اسے دوستی کی طرف نسبت نہ دو: (۱) پہلی حد یہ ہے کہ تمہارے لیے اس کا ظاہر و باطن ایک ہو۔ (۲) تمہاری زینت کو اپنی زینت اور تمہارے عیب کو اپنا عیب سمجھے۔ (۳) مال و منال اور اس کا جاہ و جلال اسے تبدیل نہ کرے۔ (۴) جو کچھ اس کے اختیار میں ہو وہ تم سے نہ روکے۔ (۵) مصائب و شدائد میں تمہارا ساتھ چھوڑ نہ جائے۔ (الآمالی، الخصال، مصادقۃ الاخوان)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ جو شخص تین بار تم پر ناراض ہو مگر اس کے باوجود تمہارے بارے میں کوئی بری بات نہ کہے اسے اپنا دوست بناؤ۔ (الآمالی)

۵۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اپنے رازوں میں سے اپنے دوست کو مطلع نہ کر۔ مگر صرف اسی راز پر کہ جس پر اگر تمہارا دشمن مطلع ہو جائے تو تمہیں ضرر وزیاں نہ پہنچا سکے۔ کیونکہ بعض اوقات دوست بھی دشمن ہو سکتا ہے۔(ایضاً)

۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسنادخود اسماعیل بن علی دعبلی سے اور وہ اپنے باپ (علی) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اپنے دوست سے محبت کرو۔ مگر درمیانی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کبھی تمہارا دشمن ہو جائے۔ اور جب کسی سے دشمنی کرو تو بھی درمیانی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کل کلاں آپ کا دوست بن جائے۔[1]

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۷۔ جناب شیخ فضل بن الحسن طبرسیؒ ارشاد خداوندی ﴿وَتَـاْتُوْنَ فِىْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ﴾ (اے قوم لوط! تم اپنے محفل میں برے کام کرتے ہو) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس میں کئی وجوہ ہیں۔ ایک یہ ہے کہ وہ لوگ شرم و حیاء کو بالائے طاق رکھ کر اپنی مجالس و محافل میں گوز مارتے تھے۔ جیسا کہ ابن عباس سے مروی ہے۔ اور یہی تفسیر حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔ (تفسیر مجمع البیان)

---

[1] مہد سے لے کر لحد تک عقیدہ ہو یا عمل، محبت ہو یا عداوت، خورد ہو یا نوش، کام ہو یا آرام الغرض جینا ہو یا مرنا، ہر چیز میں اسلام اعتدال و میانہ روی کی تعلیم و تلقین کا علمبردار ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۰۳

ان لوگوں سے دوستی کرنا چاہیئے جو نماز کے اوقاتِ فضیلت کی پابندی کرتے ہوں اور اپنے (غریب) بھائیوں سے نیکی کرتے ہوں۔ اور اگر ان میں ان خصائل میں سے کوئی خصلت بھی نہ ہو تو پھر ان سے جدائی کرنی چاہیئے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمرو اور یونس بن ظبیان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے بھائیوں کی دو خصلتوں کے ذریعہ سے آزمائش کرو۔ اگر یہ ان میں پائی جائیں تو فبہا ورنہ ان سے دور بھاگو: (۱) اوقاتِ فضیلت میں نمازوں کی پابندی۔ (۲) تنگی اور آسائش میں بھائیوں سے نیکی واحسان کرنا۔ (الاصول)

باب ۱۰۴

لوگوں سے حسن خلق سے پیش آنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھتیس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی بتیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمام اہل ایمان میں سے بڑھ کر وہ کامل الایمان ہے جس کا اخلاق سب سے اعلیٰ ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابو ولاّد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں اس کا ایمان مکمل ہوتا ہے۔ اگرچہ سر سے پاؤں تک گناہوں سے پُر ہو۔ مگر وہ اس کے ایمان میں کمی کا باعث نہیں بنیں گے۔ (۱) صداقت و سچائی۔ (۲) امانت کی ادائیگی۔ (۳) شرم و حیا۔ (۴) اور حسن اخلاق۔ (ایضاً)

۳۔ ذریح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے: اچھے خلق کے مالک آدمی کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا کہ صائم النہار اور قائم اللیل آدمی کو ملتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نیکی اور حسن خلق شہروں کو آباد کرتے ہیں اور زندگیوں میں درازی کا باعث ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن سنان اور حسین احمسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حسن خلق خطاء و گناہ کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو پگھلا دیتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ علاء بن کامل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب لوگوں سے معاشرت کرو تو اگر ہو سکے تو کسی سے بھی معاشرت نہ کرو۔ مگر یہ کہ تمہارا ہاتھ بالا ہو۔ کیونکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی بندہ کی عبادت میں کچھ کمی ہوتی ہے۔ مگر اس کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں تو خدا ان کی وجہ سے اسے صائم النہار اور قائم اللیل کے درجہ پر فائز کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ زیادہ تر جس چیز کی وجہ سے میری امت جنت میں داخل ہوگی وہ تقوائے خداوندی اور حسن خلق ہے۔ (ایضاً)

۸۔ ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب لوگوں سے بڑا عقلمند وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہے۔ (ایضاً)

۹۔ عنبسۃ العابد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بندۂ مؤمن فرائض کی ادائیگی کے بعد لوگوں سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنے سے بہتر کوئی عمل خدا کی بارگاہ میں پیش نہیں بھیجتا۔ (ایضاً)

۱۰۔ بحر سقا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے بحر! حسن خلق ٹوٹا ہوا ہے (جس کو جوڑنے کے لئے کچھ کام کرنے کی ضرورت ہے) پھر ایک ایک چیز بیان فرمائی، آخر میں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ حسن خلق کے مالک تھے۔ (ایضاً)

۱۱۔ عبداللہ بن سنان ایک آدمی کے توسط سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بروزِ قیامت کسی انسان کے میزانِ اعمال میں حسن خلق سے افضل کوئی عمل نہیں رکھا جائے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حسن خلق خدا کا ایک عطیہ ہے جو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے کچھ خلق بجیہ ہے اور کچھ نیت ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ افضل کون سا ہے؟ فرمایا: جو بجیہ ہے وہ تو فطری ہے۔ جسے آدمی بدل نہیں سکتا۔ اور نیت والا طاعت خداوندی پر صبر کرتا ہے (جس پر آدمی زبردستی اپنے آپ کو آمادہ کرتا ہے)۔ لہٰذا یہ افضل ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ علی بن ابوعلی لہبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم بندہ کو حسن خلق پر اسی طرح ثواب عطا کرتا ہے جس طرح اس مجاہد فی سبیل اللہ کو عطا فرماتا ہے جو صبح و شام جہاد کے لیے جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن خالد حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین

علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رب العالمین کی جانب سے جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: یا محمدؐ! حسن خلق کو لازم پکڑو۔ کیونکہ حسن خلق دنیا و آخرت کی خیر و خوبی لے گیا ہے۔ آگاہ باشید میں تم سب سے زیادہ اعلیٰ اخلاق کا حامل ہوں۔ (عیون الاخبار، صحیفۃ الرضا)

۱۵۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حسن خلق کو لازم پکڑو۔ کیونکہ حسن خلق یقیناً جنت میں جائے گا۔ اور بدخلقی سے احتراز کرو۔ کیونکہ بدخلقی یقیناً جہنم میں جائے گی۔ (ایضاً)

۱۶۔ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: بدخلقی اس طرح ایمان کو خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ نیز فرمایا: بروزِ قیامت میزان عمل میں حسن خلق سے زیادہ وزنی کوئی عمل نہیں رکھا جائے گا۔ (ایضاً)

۱۸۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تم سب سے بڑا کامل الایمان وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ نیز حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: حسن خلق بہترین ساتھی ہے۔ (ایضاً)

۲۰۔ حضرت امیرؑ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ چیز کیا ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ جنت میں داخل ہوں گے؟ فرمایا: تقویٰ اور حسن خلق۔ (ایضاً)

۲۱۔ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تم میں سے اس شخص کی نشست سب سے زیادہ مجھ سے قریب ہوگی جس کا اخلاق سب سے اعلیٰ ہوگا اور جس کا اپنے اہل و عیال سے سلوک اچھا ہوگا۔ (ایضاً)

۲۲۔ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: سب لوگوں سے بڑھ کر اس شخص کا ایمان اچھا ہے جس کا حسن خلق سب سے زیادہ اچھا ہے اور اپنے اہل خانہ سے سب سے بڑھ کر لطف و مدارات کرتا ہے اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل خانہ سے لطف و مہربانی سے پیش آتا ہوں۔ (ایضاً)

۲۳۔ حسن بصری حضرت امام حسنؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے زیادہ حسین حسن خلق ہے۔ (الخصال)

۲۴۔ انس حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدھا دین حسن خلق ہے۔ (ایضاً)

۲۵۔ زیاد بن علاقہ بن شریک بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خداﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! وہ افضل ترین چیز کیا ہے جو ایک مسلمان کو عطا کی گئی ہے؟ فرمایا: اچھا خلق۔ (ایضاً)

۲۶۔ حسن بن ابان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے تمہارے لیے دین اسلام کو منتخب کیا ہے۔ پس سخاوت کرکے اور حسن خلق اختیار کرکے اس کی صحبت کو خوشگوار بناؤ۔ (الامالی)

۲۷۔ موسیٰ بن ابراہیم مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جناب ام سلمہؓ نے حضرت رسول خداﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں! ایک عورت کے (یکے بعد دیگرے) دو خاوند تھے اور دونوں فوت ہو کر (حسن اتفاق سے) جنت میں داخل ہو گئے۔ تو وہ ان میں سے کس کو ملے گی۔ (اگر وہ بھی جنت میں داخل ہو گئی؟) فرمایا: وہ اسے اختیار کرے گی جس کا ان دونوں میں سے حسن خلق زیادہ اچھا تھا اور جو اپنے اہل و عیال سے زیادہ اچھا سلوک کرتا تھا۔ اے ام سلمہؓ! حسن خلق دنیا و آخرت کی ہر خوبی لے گیا۔

(ثواب الاعمال، الآمالی، الخصال)

۲۸۔ موسیٰ بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ خداوند عالم جب کسی بندہ کا خلق اور اس کی خلقت عمدہ بناتا ہے تو پھر اس بات سے حیا کرتا ہے کہ قیامت کے دن اس کا گوشت جہنم کو کھلائے۔ (ثواب الاعمال)

۲۹۔ علی بن میمون صائغ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ خدا اسے اپنی رحمت میں داخل کرے۔ اور اسے اپنی جنت میں سکونت عطا فرمائے۔ وہ اپنے اخلاق کو اچھا بنائے، اپنے ساتھ انصاف کرے، یتیم پر رحم کرے، کمزور کی اعانت کرے اور اپنے خالق کے لیے تواضع کرے۔ (الآمالی)

۳۰۔ احمد بن ابوعبداللہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جناب لقمان نے اپنے بیٹے کو (نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا: بیٹا! سو آدمی سے دوستی کر۔ مگر ایک سے دشمنی نہ کر۔ اے بیٹا! تمہارا ایک خلاق (نیکی کا حصہ) ہے اور دوسرا اخلاق! چنانچہ خلاق تو تمہارا دین ہے اور تمہارا اخلاق لوگوں کے ساتھ ہے۔ اپنے آپ کو ان کا مبغوض نہ بناؤ۔ اور اچھے اخلاق حاصل کرو۔ اے بیٹا! نیکوکاروں کے غلام بن جاؤ۔ مگر بدکاروں کے بیٹے نہ بنو۔ اے بیٹا! امانت کو ادا کرو۔ تمہاری دنیا و آخرت سلامت رہے گی۔ اور امین بن جاؤ۔ مالدار بن جاؤ گے۔ (معانی الاخبار)

۳۱۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب اہل ایمان میں سے بڑا کامل الایمان وہ ہے جس کا اخلاق سب سے زیادہ اچھا ہے۔ اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی عورتوں سے زیادہ اچھا سلوک کرتا ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۳۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بروزِ قیامت کسی بندہ کے میزان عمل میں جو سب سے پہلا عمل رکھا جائے گا وہ اس کا حسن خلق ہوگا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲و ۸۰ میں اور اس سے قبل باب ۱۱ از صدقہ و باب ۴۹ از آدابِ سفر میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰۵و ۱۰۶و ۱۰۸و ۱۱۰و ۱۱۶و ۱۳۵و ۱۳۷و غیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۵

لوگوں سے الفت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حبیب خثعمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم سب سے افضل وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اعلیٰ ہیں۔ جن کے کاندھے جھکے ہوئے ہیں (متواضع مزاج ہیں) جو لوگوں سے الفت کرتے ہیں اور ان سے الفت کی جاتی ہے اور ان کی اقامت گاہوں کو پاؤں سے روندا جاتا ہے (ہر وقت وہاں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں)۔ (الاصول)

۲۔ عبداللہ بن میمون قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن سے الفت کی جاتی ہے اور اس شخص میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے جو نہ الفت کرتا ہے اور نہ اس سے الفت کی جاتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں کے دل وحشی ہیں جو ان سے الفت و محبت کرتا ہے وہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ (نہج البلاغہ)

باب ۱۰۶

انسان کا نرم خو ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ آیا میں تمہیں ان لوگوں کی خبر نہ دوں جن پر کل کلاں جہنم حرام ہوگی؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: جو کمزور (لوگوں کے) قریب ہو (کسی پر ظلم نہ کرے)، نرم خو اور سہل ہو۔ (ثواب الاعمال، الامالی)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوالبختری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اہل ایمان مالوف اونٹ کی مانند نرم خو ہوتے ہیں کہ جسے مہار سے کھینچا جائے تو کھچ جاتا ہے۔ اور سخت پتھر پر بھی بٹھا دیا جائے تو بیٹھ جاتا ہے۔ (الاصول)

۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود محمد بن عبدالرحمٰن عزرمی سے اور وہ اپنے باپ (عبدالرحمٰن) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صاحب ایمان سے معرفت اور صاحب معرفت سے حلم و بردباری اور بردباری سے مہربانی اور مہربانی سے نرمی اور نرم خوئی سے سہولت و ہمواری پیدا ہوتی ہے۔
(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۴۔ علی بن علی بن دعبل حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن سہل طبع، نرم خو اور سخی ہوتا ہے اور اس کا خلق اچھا ہوتا ہے اور کافر درشت طبع اور بدخو ہوتا ہے جس کا اخلاق برا ہوتا ہے اور اس میں غلظت اور درشتی ہوتی ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۰۷
خندہ پیشانی اور خوش روئی مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے (اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (لوگوں سے) بھلائی کرنا اور خوش روئی سے پیش آنا (وہ اچھی صفتیں ہیں جو) میل و محبت کو جلب کرتی ہیں اور جنت میں داخلہ کا موجب بنتی ہیں اور کنجوسی اور ترشروئی (وہ بری صفتیں ہیں جو) خدا سے دور کرتی ہیں اور جہنم میں داخلہ کا باعث بنتی ہیں۔ (الاصول)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے کچھ وصیت فرمائیں! تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جو وصیت فرمائی اس میں ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا: اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔ (ایضاً)

۳۔ ابن محبوب بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: خوش خلقی کی حد کیا ہے؟ فرمایا: اپنے پہلو کو جھکاؤ (تواضع کرو)، کلام کو پاکیزہ بناؤ اور اپنے بھائی سے خندہ روئی سے پیش آؤ۔ (ایضاً)

۴۔ حسن بن الحسین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: اے اولادِ عبدالمطلبؑ! تم سب لوگوں کے پاس اس قدر مالی وسعت نہیں ہے کہ مال دے کر ان کو خوش کرسکو۔ اس لیے جب ان سے ملو تو خندہ پیشانی اور خوش روئی سے ملو (اور اس طرح ان

کو خوش کرو)۔ (ایضاً)

۵۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو شخص ان میں سے ایک چیز بھی لے کر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو خدا اس کے لیے جنت واجب قرار دے گا: (۱) باوجود تنگ دستی کے مال خرچ کرنا۔ (۲) تمام لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ (۳) اپنے آپ سے انصاف کرنا۔ (ایضاً)

۶۔ سماعہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: خندہ روئی کینہ کو دور کرتی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جناب عبدالعظیم حسنی سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم سب لوگوں کو مال دے کر خوش نہیں کر سکتے۔ لہٰذا تم خندہ پیشانی اور خوش روئی سے ملاقات کر کے انہیں خوش کرو۔ کیونکہ میں نے حضرت رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ تم سب لوگوں کو مال دے کر خوش نہیں کر سکتے۔ لہٰذا تم خوش اخلاقی سے ان کو خوش کرو۔ (آمالی)

باب ۱۰۸

صدق و راست گفتاری واجب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ابن یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زبان سے کچھ کہے بغیر لوگوں کو خیر وخوبی کی دعوت دو۔ (اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ) لوگ تمہاری عملی جدو جہد، صدق و راست گفتاری اور حرام سے اجتناب کاری کو دیکھیں (یعنی گفتار کی بجائے کردار سے دعوت دو)۔ (الاصول)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی زبان راست گو ہوتی ہے اس کا عمل پاکیزہ ہوتا ہے اور بڑھتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کبھی بندہ (مسلسل) سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے نزدیک سچا لکھا جاتا ہے اور کبھی (مسلسل) جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے نزدیک جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ پس جب وہ سچ بولتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ اس نے سچ بولا

ہے اور نیکی کی ہے۔ اور جب جھوٹ بولتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے اور فاسق ہو گیا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حسن بن زیاد صیقل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی زبان راست گو ہو اس کا عمل پاکیزہ ہوتا ہے اور جس کی نیت اچھی ہو اس کا رزق زیادہ ہوتا ہے اور جس کا اپنے اہل و عیال سے سلوک اچھا ہو اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ عمرو بن ابو المقدام بیان کرتے ہیں کہ میں جب پہلی بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: بات چیت کرنے سے پہلے سچائی سیکھو۔ (ایضاً)

۶۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: راست گو آدمی کی سب سے پہلے خدا تصدیق کرتا ہے جو جانتا ہے کہ وہ سچا ہے اور پھر اس کا نفس اس کی تصدیق کرتا ہے جو اس کی صداقت کو جانتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ احمد بن نضر خزاز اپنے دادا ربیع بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ربیع! ایک شخص (برابر) سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا اسے صدیق لکھ دیتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زید بن علی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بروزِ قیامت تم سب میں سے میرے زیادہ نزدیک اور میری شفاعت کا زیادہ مستحق وہ ہوگا جو تم میں سے زیادہ راست گو اور امانت کو زیادہ ادا کرنے والا اور سب سے زیادہ خوش خلق اور سب سے زیادہ لوگوں کے قریب ہوگا۔ (الآمالی)

۹۔ جناب برقیؒ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! میں تمہیں اپنی ذات کے بارے میں چند خصلتوں کی وصیت کرتا ہوں۔ (پھر دعا کرتے ہوئے فرمایا) اے اللہ! علیؑ کی اعانت فرما! پہلی خصلت راست گوئی ہے۔ تمہارے منہ سے کبھی جھوٹ نہ نکلے۔ الحدیث۔ (المحاسن للبرقی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ و ۱۰۴ میں اور اس سے پہلے باب ۴۹ از آداب سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۳۸ و ۱۴۰ و ۱۴۱ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۹

وعدہ میں سچائی مستحب ہے اگرچہ ایک سال تک انتظار کرنا پڑے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ (قرآن میں) حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اس لیے ''صادق الوعد'' (وعدہ کا سچا) کہا گیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص سے ایک جگہ ملنے کا وعدہ کیا۔ اور پھر انہوں نے (اس وعدہ کی وفا میں) ایک سال تک اس شخص کا وہاں انتظار کیا۔ پس خدا نے ان کا نام ''صادق الوعد'' رکھا۔ پھر وہ شخص ایک سال کے بعد آیا تو آپؑ نے اس سے فرمایا: میں برابر تیرا انتظار کر رہا ہوں۔

(الاصول، کذا فی عیون الاخبار عن سلیمان الجعفری عن الرضا علیہ السلام)

۲۔ شعیب عرقوفی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے وعدہ کی وفا کرے۔ (ایضاً)

۳۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ مؤمن کا اپنے بھائی سے وعدہ کرنا وہ نذر ہے جس کا کفارہ نہیں ہے۔ پس جو شخص وعدہ خلافی کرتا ہے وہ خدا سے وعدہ خلافی کرتا ہے اور اس کے قہر و غضب کے درپے ہوتا ہے اور یہ خدا کا ارشاد ہے: ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ خدا کے نزدیک یہ بات اس کی بڑی ناراضی کا باعث ہے کہ وہ بات کہو جو کرو نہیں۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ حضرت رسول خداؐ نے بمقام صخرہ ایک شخص سے ملنے کا وعدہ کیا۔ اور فرمایا کہ میں تیرے آنے تک وہاں رہوں گا! چنانچہ آپ وہاں پہنچ گئے۔ اور جب دھوپ سخت ہوئی۔ تو اصحابؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ سایہ کی طرف منتقل ہو جاتے تو اچھا ہوتا! فرمایا: (نہیں!) میں نے اس سے اس جگہ کا وعدہ کیا تھا۔ اور اگر وہ نہ آیا تو پھر (میرا) حشر یہیں سے ہوگا۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۲۲ و ۱۴۰ و ۱۵۲ جہاد نفس میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو وعدہ وفائی کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں (جیسا کہ اس باب کی حدیثیں بھی کرتی ہیں۔ کما لا یخفٰی)

باب ۱۱۰

شرم وحیاء کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاذ بن کثیر سے اور وہ امامین علیہم السلام میں سے ایک بزرگوارؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیا اور ایمان ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں جب ان میں سے ایک چلا جائے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے چلا جاتا ہے۔(الاصول)

۲۔ ابو عبیدہ حذاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیاء ایمان میں سے ہے اور ایمان جنت میں جائے گا۔(ایضاً)

۳۔ فضیل بن کثیر بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص میں حیا نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے۔(ایضاً)

۴۔ حسن صیقل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیا، پاکدامنی اور کلام کرنے سے عاجزی (یعنی کم گوئی) ایمان میں سے ہیں۔(ایضاً)

۵۔ علی بن ابو علی لہبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ چار صفتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں بھی پائی جائیں تو وہ اگرچہ سر سے پاؤں تک گناہوں سے لبریز ہو تو بھی خدا ان کو نیکیوں سے بدل دے گا: (۱) صداقت وسچائی۔(۲) شرم وحیا۔(۳) خوش خلقی وخوش کلامی۔(۴) اور شکر وسپاس گزاری۔(ایضاً)

۶۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو حیا اپنا لباس پہنا دے (وہ باحیا ہو جائے) تو پھر لوگ اس کے عیب کو نہیں دیکھ سکتے۔(نہج البلاغہ)

۷۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود انس سے اور وہ حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس چیز میں فخر وتکبر ہو تو وہ اسے عیب لگاتا ہے اور جس میں شرم وحیا ہو تو وہ اسے زینت بخشتا ہے۔
(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ کے مختصر اور جامع کلمات میں سے ہے، فرمایا: حیا خیر محض ہے۔(الفقیہ)

۹۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: جس شخص کو حیا اپنا کپڑا اوڑھا دیتا

ہےتو لوگوں کی نظروں سے اس کا عیب پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ انس حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیا سب کا سب خیر ہے۔ یعنی یہ دیندار اور بے دین کو فعل قبیح کرنے سے روکتا ہے اس لیے یہ ہر اچھے کام کا مرکز ہے۔ (معانی الاخبار)

۱۱۔ سابقہ سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداؐ سے روایت ہے، فرمایا: جب خدا کسی بندہ سے حیا سلب کر لے تو وہ ناپسندیدہ اور قابل نفرت بن جاتا ہے۔ پہلے اس سے حیا پھر رحمت و رأفت سلب کی جاتی ہے۔ بعد ازاں اس کی گردن سے دین اسلام کا جُوا اتار لیا جاتا ہے۔ پس اس طرح وہ شیطان لعین بن جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰۴ میں اور اس سے پہلے باب ۴۹ از آدابِ سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۱۱۷ اور باب ۲۷ از جہاد النفس میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱۱

احکام دین کے بارے میں شرم و حیا کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عوام بن زبیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کا چہرہ رقیق ہو (سوال کرنے میں شرم کرے) اس کا علم بھی رقیق (کمزور) ہوتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ بعض اصحاب مرفوعاً حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیا دو قسم کی ہے: ایک عقلمندانہ حیاء۔ دوسرا: احمقانہ حیا۔ چنانچہ عقلمندانہ حیا (کا ثمرہ) علم ہے اور احمقانہ حیا (کا نتیجہ) جہالت ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۱۲

عفو و درگزر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن فضال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب بھی دو گروہوں کی مڈبھیڑ ہوتی ہے تو وہی گروہ مظفر و منصور ہوتا ہے جو عفو و درگزر میں بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ اسماعیل بن ابو زیاد سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ تم پر عفو و درگزر کرنا لازم ہے۔ کیونکہ معاف کرنا آدمی کی عزت کو بڑھاتا ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے کو معاف کرو۔ خدا تمہیں عزت عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ کی خدمت میں اس یہودیہ عورت کو پیش کیا گیا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھلانے کے لیے بکری کا گوشت زہر آلود کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے پر آمادہ کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے کہا اگر (آپ) واقعی نبی ہیں تو زہر آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گی۔ اور اگر صرف بادشاہ ہیں تو میں لوگوں کو آپ کے شر سے بچالوں گی۔ فرمایا: پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے معاف کر دیا۔ (ایضاً)

۴۔ حمران حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: معاف کر کے پچھتانا سزا دے کر پچھتانے سے بہتر ہے۔ (ایضاً)

۵۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداﷺ کے کلمات قصار میں سے ہے، فرمایا: بادشاہ کا معاف کرنا اس کے ملک کی بقا کا زیادہ باعث ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ علی بن حسن بن علی بن افضال اپنے باپ (حسن) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ "عفو جمیل" سے مراد یہ ہے کہ عتاب کے بغیر معاف کر دیا جائے۔ (معانی الاخبار، الآمالی)

۷۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب دشمن پر قدرت حاصل ہو تو اس نعمت کا شکر یہ سمجھ کر اسے معاف کر دو۔ (نہج البلاغہ)

۸۔ نیز فرمایا: زیادہ سے زیادہ معاف کرنے کا حقدار وہ شخص ہے جو سزا دینے کی سب سے زیادہ قوت رکھتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا جس کو میدانِ حشر کا آخری آدمی بھی اس طرح سنے گا جس طرح پہلا سنے گا۔ کہ اہل فضل کہاں ہیں؟ پس اس وقت لوگوں کی ایک جماعت کھڑی ہوگی اور ملائکہ ان کا استقبال کریں گے اور ان سے پوچھیں گے کہ تمہارا وہ کون سا فضل ہے جس کی بناء پر تمہیں پکارا گیا ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ دنیا میں ہم سے جہالت (زیادتی) کی جاتی تھی مگر ہم برداشت کرتے تھے اور ہم سے برائی کی جاتی تھی اور ہم معاف کر دیتے تھے۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی۔ میرے بندے سچ کہہ رہے ہیں ان کا راستہ چھوڑ دو تا کہ یہ بغیر حساب جنت میں داخل ہو جائیں۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۱۱۳و۱۱۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱۳

ظالم سے درگزر کرنا، قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرنا اور برائی کرنے والے سے بھلائی کرنا اور نہ دینے والے کو دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے ایک خطبہ میں فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ دنیا و آخرت کے تمام لوگوں سے بہتر لوگ کون ہیں؟ (لوگوں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا) (۱) جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کر دو۔ (۲) جو تم سے قطع رحمی کرے تم اس سے صلۂ رحمی کرو۔ (۳) جو تم سے برائی کرے تم اس سے بھلائی کرو۔ (۴) جو تمہیں نہ دے تم اسے دو۔ (الاصول)

۲۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور خداوند عالم تمام اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا تو ایک منادی ندا دے گا کہ اہل فضل کہاں ہیں؟ اس وقت لوگوں کا ایک گروہ اٹھے گا۔ ملائکہ ان کا استقبال کریں گے اور ان سے پوچھیں گے کہ تمہارا فضل کیا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ جو ہم سے قطع رحمی کرتا تھا ہم اسے صلہ رحمی کرتے تھے، جو ہمیں محروم کرتا تھا ہم اسے عطا کرتے تھے اور جو ہم پر ظلم کرتا تھا ہم اسے معاف کر دیتے تھے۔ ان سے (منجانب اللہ) کہا جائے گا کہ تم سچ کہتے ہو: جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (ایضاً)

۳۔ حمران بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں دنیا و آخرت کے مکارم و مفاخر میں سے ہیں: (۱) جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کر دو۔ (۲) جو تم سے قطع رحمی کرے تم اس سے صلہ رحمی کرو۔ (۳) اور جو تم سے بدتمیزی کرے تم اس سے بردباری کرو۔ (ایضاً)

۴۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے خداوند عالم ایک مسلمان کی عزت و عظمت میں اضافہ ہی کرتا ہے: (۱) جو اس پر ظلم کرے یہ اسے معاف کر دے۔ (۲) جو اسے محروم کرے یہ اسے عطا کرے۔ (۳) جو اس سے قطع تعلق کرے یہ اس سے وصل کرے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود محمد بن علی بن حسین بن زید بن علیؑ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مکارم

اخلاق کا اختیار کرنا تم پر لازم ہے کیونکہ میرے پروردگار نے مجھے الٰہی اخلاق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اور منجملہ مکارم اخلاق کے ایک یہ ہے کہ آدمی اس شخص کو معاف کر دے جو اس پر ظلم کرے، اسے عطا کرے جو اسے محروم کرے، اس سے صلہ رحمی کرے جو اس سے قطع رحمی کرے اور اس کی مزاج پرسی کرے جو اس کی مزاج پرسی نہ کرے۔
(آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: تمہارے (اسلامی) بھائی کو تم سے قطع تعلق کرنے پر اس سے تمہاری صلۂ رحمی کرنے پر زیادہ طاقتور نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ ہی اسے تمہارے ساتھ برائی کرنے پر تمہاری اس سے بھلائی کرنے پر تم سے زیادہ قادر ہونا چاہیئے۔ (الفقیہ)

۷۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ ہم ایسا خانوادہ ہیں کہ جن کی مروت ہے کہ جو ہم پر ظلم کرتا ہے ہم اسے معاف کر دیتے ہیں۔ (ایضاً)

۸۔ جناب کشیؒ باسناد خود علی بن جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ محمد بن اسماعیل نے اپنے چچا بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عراق جانے کی اجازت چاہی جو امام علیہ السلام نے دے دی۔ محمد بن اسماعیل نے کہا: چچا جان! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کچھ وصیت فرمائیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ میرا خون بہانے میں خدا سے ڈرنا! محمد نے کہا: خدا اس شخص پر لعنت کرے جو آپ کا خون بہانے کی کوشش کرے۔ پھر کہا: چچا جان! مجھے کچھ وصیت کریں! امام نے پھر فرمایا: میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ میرا خون بہانے میں خدا سے ڈرنا! یہ فرما کر امام نے اسے ایک تھیلی دی جس میں ڈیڑھ سو دینار تھے۔ چنانچہ اس نے وہ تھیلی لے لی۔ پھر ایک اور تھیلی دی جس میں بھی ڈیڑھ سو دینار تھے جو اس نے لے لی۔ پھر ایک اور دی جس میں بھی ڈیڑھ سو دینار تھے۔ اس نے وہ بھی لے لی۔ پھر امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ جو پندرہ سو درہم موجود ہیں وہ بھی اسے دے دیئے جائیں۔ راوی (علی بن جعفر بن محمد) بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس بخشش کو بہت زیادہ سمجھتے ہوئے امام سے بات کی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ اگر وہ اس پر بھی قطع رحمی کرے تو میری طرف سے اس پر حجت تمام ہو جائے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے باوجود اس (بد بخت) نے ہارون رشید عباسی کے پاس جا کر امامؑ کی شکایت کی کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (تیرے بالمقابل) دعوائے خلافت کرتے ہیں اور ان کو خراج پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہارون نے (اس چغلخوری کے صلہ میں) حکم دیا کہ اسے ایک لاکھ درہم دیا جائے۔ مگر وہ اسی رات مر گیا۔ (رجال کشی)

حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو اسی طرح نقل کیا ہے۔ مگر اس کا تتمہ یوں ہے کہ ہارون نے ایک تھیلی پیش کی جس میں کل ایک سو دینار تھا اور بروایتے تین ہزار درہم تھے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲ از دعا میں) اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶۴ میں اور باب ۳ و ۶ از جہاد نفس میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱۴

غصہ کا ضبط کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غصہ ایک بہترین گھونٹ ہے۔ جو آدمی اس پر صبر کرے (اور اسے پی جائے)۔ کیونکہ بڑا اجر بڑی آزمائش پر ہی ملتا ہے اور خدا جب بھی کسی قوم سے پیار کرتا ہے تو اسے کسی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں نہیں چاہتا کہ ذلت نفس کے ساتھ سرخ رنگ کے اونٹ لوں! اور میں نے کبھی ایسا گھونٹ نہیں پیا جو غصہ کے گھونٹ سے مجھے زیادہ پسند ہو۔ (ایضاً)

۳۔ ربعی بالواسطہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھ سے میرے والد (حضرت امام زین العابدین علیہ السلام) نے بیان کیا کہ تیرے باپ کی آنکھوں کو غصہ کا گھونٹ پینے سے زیادہ کوئی چیز ٹھنڈا نہیں کرتی۔ جس کا انجام صبر ہو۔ اور یہ چیز مجھے پسند نہیں ہے کہ ذلت نفس کے عوض سرخ رنگ کے اونٹ حاصل کروں۔ (ایضاً)

۴۔ ابوحمزہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم کو دو گھونٹ سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں: ایک غصہ پینے کا گھونٹ جسے حلم و بردباری سے پیو۔ دوسرا: مصیبت کا گھونٹ جسے صبر و ضبط سے پیو۔ (ایضاً)

۵۔ مالک بن حصین سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بھی غصہ کو پی جاتا ہے تو خدا دنیا و آخرت میں اس کی عزت و آبرو میں اضافہ کرتا ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ اور خداوند عالم اسے غصہ پینے کے عوض اجر و ثواب بھی دے گا۔ (ایضاً)

۶۔ ابوحمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس قدر گھونٹ انسان پیتا ہے۔ ان سب

میں سے غصہ کے گھونٹ سے بڑھ کر خدا کو کوئی گھونٹ پسند نہیں ہے جسے آدمی غصہ کے وقت صبر کے ساتھ، بردباری کے ساتھ پیتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ اس روایت کو برقیؒ نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ البتہ اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ فرمایا: آنسو کا کوئی قطرہ خدا کی بارگاہ میں اس قطرہ سے زیادہ محبوب نہیں ہے جسے کوئی بندہ محض خوفِ خدا سے رات کی تاریکی میں بہائے۔ (المحاسن)

۸۔ سیف بن عمیرہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنا غصہ جھاڑنے پر قدرت رکھتے ہوئے اپنا غصہ پی جائے تو خداوند عالم بروزِ قیامت اس کے دل و دماغ کو اپنی رضا سے بھر دے گا۔ (ایضاً)

۹۔ وصافی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے غصہ کے جھاڑنے پر قدرت رکھتے ہوئے بھی اسے پی جائے تو خداوند عالم بروزِ قیامت اس کے دل کو امن و ایمان سے لبریز کرے گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداﷺ کے مختصر الفاظ میں سے ہے کہ فرمایا: جو شخص غصہ کو پئے گا تو خدا اسے اجر دے گا۔ اور جو مصیبت پر صبر کرے گا تو خدا اسے عوض دے گا۔ (الفقیہ)

۱۱۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے وار وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: یا علیؑ! میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں اسے یاد کرو۔ جب تک تم اس وصیت کو یاد رکھو گے تو فائدہ میں رہو گے۔ یا علیؑ! جو شخص اپنا غصہ پورا کرنے پر قادر ہوتے ہوئے بھی اسے پی جائے تو اس کے عوض خدا اسے وہ امن و ایمان عطا فرمائے گا جس کا وہ خود مزہ محسوس کرے گا۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۱۲۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص غصہ جھاڑنے پر قدرت رکھتے ہوئے بردباری سے کام لے کر اسے پی جائے تو خدا اسے شہید کا اجر عطا فرماتا ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ ربیع بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ بخدا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام متوسّمین (فہم و فراست سے جاننے والوں) میں سے تھے وہ جانتے تھے کہ ان کے اصحاب میں سے کون شخص ان پر توقف کرے گا اور ان کے بعد والے امام برحق کا انکار کرے گا۔ مگر اس کے باوجود وہ ان کے بارے میں اپنا غصہ پی جاتے تھے۔ اور وہ ان کے بارے میں جو کچھ جانتے تھے اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کا نام ''کاظم'' پڑ گیا۔ (علل الشرائع)

۱۴۔ حضرت رسول خداؐ نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا کہ جو شخص اپنے غصہ کو پی جائے اور اپنے مسلمان بھائی کو معاف کردے تو خدا اسے شہید کا اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ (عقاب الاعمال)

۱۵۔ جناب برقیؒ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں بھی پائی جائینگی تو خدا جس طرح چاہے گا حور العین سے اس کی تزویج کرے گا: (۱) غصہ کا ضبط کرنا۔ (۲) خوشنودئ خدا کی خاطر تلواروں پر صبر کرنا۔ (۳) جس شخص کو مال حرام پر دسترس حاصل ہو اور خوف خدا سے اسے ترک کردینا۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس اس کے بعد (باب ۱۱۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱۵

دشمنانِ دین کی حکومت میں غصہ کو ضبط کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ثابت مولی آل حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دشمنوں کی حکومت کے دور میں بطور تقیہ ان سے غصہ کو ضبط کرنا خردمندی ہے۔ اور دارِ دنیا میں بلاء ومصیبت سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ اور دشمنوں کی حکومت کے دور میں ان سے کھلم کھلا دشمنی کرنا اور ان سے لڑنا جھگڑنا حکم خدا کی خلاف ورزی ہے۔ پس تم لوگوں سے خوش معاملگی کرو کہ ایسا کرنا تمہیں ان کی نظروں میں بڑا بنائے گا۔ اور ان سے دشمنی نہ کرو۔ ورنہ ان کو اپنی گردنوں پر مسلط کروگے اور اس طرح ذلیل ورسوا ہو جاؤ گے۔

(الاصول، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱۶

حاسدوں اور اس قسم کے دوسرے نعمتوں کے دشمن لوگوں (کی شرارتوں پر) صبر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: نعمت کے دشمن لوگوں کی حرکتوں پر صبر کرو۔ کیونکہ جو (حاسد) تمہارے بارے میں (حسد کرکے) خدا کی نافرمانی کرتا ہے تم اس سے خدا کی اطاعت (صبر) کرنے سے بہتر بدلہ نہیں لے سکتے۔ (الفقیہ، الخصال، الاصول)

۲۔ ابوحمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم نے مؤمن سے چار عہد و پیمان لئے ہیں: (۱) ان سب سے زیادہ سخت اس مؤمن کا اس سے حسد کرنا ہے جو کہ اس کا ہم خیال ہے۔ (۲) وہ منافق جو اس کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔ (۳) وہ شیطان جو اسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ (۴) وہ کافر جو اس کا (کفر کے خلاف) جہاد دیکھتا ہے (اور اس وجہ سے اس کی مخالفت کرتا ہے)۔ پس اس کے بعد مؤمن کے زندہ رہنے کا کیا مزہ ہے؟ (الاصول)

۳۔ داؤد بن سرحان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ چار (مصیبتیں) ایسی ہیں کہ جن سے یا ان میں سے کسی ایک سے کوئی مؤمن خالی نہیں ہوتا: (۱) کوئی مؤمن ہوگا جو اس سے حسد کرے گا اور یہ سب سے زیادہ سخت ہے۔ (۲) کوئی منافق ہوگا جو اس کا پیچھا کرے گا۔ (۳) کوئی دشمن ہوگا جو اس سے برسرِ پیکار ہوگا۔ (۴) یا کوئی شیطان ہوگا جو اسے گمراہ کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ ابواُسامہ زید شحام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث اسی طرح روایت کی ہے۔ البتہ اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ فرمایا: اے زید! خداوند عالم نے (تمہارے لیے) اسلام کو منتخب کیا ہے۔ پس سخاوت اور خوش اخلاقی کے ساتھ اس کی صحبت کا حق ادا کرو۔ (ایضاً)

باب ۱۱۷

سوائے کلمۂ خیر کہنے کے دیگر عام حالات میں خاموشی مستحب ہے۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی انیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فقہ و معرفت کی علامات میں سے ایک علم، دوسری حلم اور تیسری خاموشی ہے۔ خاموشی حکمت و دانائی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ خاموشی محبت کو جلب کرتی ہے اور ہر نیکی کی راہنما ہے۔

(الاصول، کذا فی الخصال وعیون الاخبار وقرب الاسناد)

۲۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، فرما رہے تھے کہ ہمارے شیعہ (یاوہ گوئی سے) گونگے ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ جس کی برکت سے خدا تمہیں جنت میں داخل فرمائے؟ اس نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: جو کچھ خدا نے

تجھے دیا ہے اس سے (دوسروں کو) دے۔ اس نے عرض کیا: اگر میں اس دوسرے شخص سے زیادہ محتاج ہوں تو؟ فرمایا: پھر مظلوم کی نصرت کر۔ عرض کیا: اگر میں اس سے زیادہ کمزور ہوں تو؟ فرمایا: احمق کے لیے کام کر یعنی اسے اچھا مشورہ دے! عرض کیا: اگر میں اس سے زیادہ احمق ہوں تو؟ فرمایا: پھر سوائے کلمۂ خیر کہنے کے زبان کو خاموش رکھ۔ (پھر فرمایا) کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ تیرے اندر ان خصلتوں میں سے کوئی خصلت موجود ہو۔ جو تمہیں کھینچ کر جنت کی طرف لے جائے۔ (الاصول)

۴۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے بیٹا! اگر تمہارا گمان ہے کہ کلام کرنا چاندی ہے تو یقین رکھو کہ خاموشی سونا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ وشاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کوئی عبادت کرنا چاہتا تھا تو اس سے دس سال پیشتر خاموشی اختیار کر لیتا تھا۔ (الاصول، عیون الاخبار)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: جھوٹ، بہتان، گناہ اور ظلم و زیادتی کے ساتھ تیز کرنے سے اپنی زبانوں کو بچاؤ۔ کیونکہ اگر تم اپنی زبانوں کو ان بری باتوں سے روکو جن سے خدا نے تمہیں منع کیا ہے۔ تو یہ بات تمہارے لیے بہتر ہوگی۔ کیونکہ خداوند عالم کی ممنوع اور ناپسندیدہ باتوں سے زبانوں کی تیزی خدا کی بارگاہ میں بندہ کی ہلاکت اور اس کے قہر و غضب کا باعث ہے اور بروزِ قیامت گونگا اور اندھا ہونے کا موجب ہے۔ (الروضہ)

۷۔ حلبی مرفوعاً حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی زبان کو روک کر رکھ کہ یہ ایک ایسا صدقہ ہے جو تو اپنے اوپر کرتا ہے۔ پھر فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ جب تک اپنی زبان کو محفوظ نہ رکھے۔ (الاصول)

۸۔ علی بن حسن بن رباط اپنے بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک ایک بندۂ مؤمن خاموش رہتا ہے تب تک برابر نیکوکار لکھا جاتا ہے۔ اور جب ہی بولتا ہے تو پھر یا نیکوکار لکھا جاتا ہے یا بدکار! (الاصول، الفقیہ، الخصال، ثواب الاعمال)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حق کی بات کرنا باطل پر خاموش رہنے سے بہتر ہے۔ (الفقیہ)

۱۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خاموشی ایک بڑا خزانہ ہے جو عقلمند کی زینت ہے اور جاہل کا پردہ ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ ربیع بن محمد مسلی ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خاموشی اور خانہ خدا کی طرف چلنے سے بہتر کسی چیز سے خدا کی عبادت نہیں کی گئی ہے۔ (ثواب الاعمال)

۱۲۔ علی بن مہزیار مرفوعاً بیان کرتے ہیں (امام علیہ السلام نے) فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب عافیت و سلامتی کے دس اجزاء میں سے نو جزء لوگوں سے علیٰحدگی میں ہوں گے۔ اور ایک (دسواں) جز خاموشی میں ہوگا۔ (ثواب الاعمال، الخصال)

۱۳۔ سعدان بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نیند جسم کی راحت ہے، بولنا روح کی راحت ہے اور خاموشی عقل کی راحت ہے۔ (الآمالی)

۱۴۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اچھی بات مال اور رزق کو بڑھاتی ہے، موت کو مؤخر کرتی ہے، اپنے اہل و عیال کا محبوب بناتی ہے اور جنت میں داخل کرتی ہے۔ (الامالی، الخصال)

۱۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا: بیٹا طویل خاموشی کو لازم پکڑو۔ کیونکہ طویل خاموشی پر ایک بار پشیمان ہونا زیادہ بولنے پر کئی بار پشیمان ہونے سے بہتر ہے۔ بیٹا! اگر کلام کرنا چاندی ہے تو خاموشی یقیناً سونا ہے۔ (قرب الاسناد)

۱۶۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دانشمندانہ بات کہنے سے خاموش رہنے میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ جس طرح کہ جاہلانہ بات کرنے میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۷۔ نیز فرمایا: زیادہ خاموش رہنے میں ہی ہیبت و وقار ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ نیز فرمایا: جس شخص کا کلام زیادہ ہوگا۔ اس کی لغزش زیادہ ہوگی اور جس کی لغزش زیادہ ہوگی۔ اس کی حیا کم ہوگی اور جس کی حیا کم ہوگی اس کی پرہیزگاری کم ہوگی۔ اور جس کی پرہیزگاری کم ہوگی۔ اس کا دل مردہ ہو جائے گا اور جس کا دل مر جائے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ (ایضاً)

۱۹۔ نیز فرمایا: کلام تمہاری قید میں ہے۔ جب تک کلام نہیں کرتے۔ اور جب کلام کرو گے تو پھر تم اس کی قید میں ہو جاؤ گے۔ پس تم اپنے کلام کو اس طرح ذخیرہ کرو جس طرح سونے اور چاندی کو ذخیرہ کرتے ہو۔ کیونکہ بعض کلمات نعمت کو سلب کر لیتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۴۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱۸

جہاں کلام کرنا واجب نہ ہو وہاں بھی اچھی بات کہنے کو خاموشی پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذرؓ! غافلوں میں ذکر خدا کرنے والا ایسا ہے جیسے فرار کرنے والوں میں راہِ خدا میں جہاد لڑنے والا۔ اے ابوذرؓ! اچھا ساتھی تنہائی سے بہتر ہے اور تنہائی بُرے ساتھی سے بہتر ہے۔ اور (بول کر) نیکی لکھوانا خاموشی سے بہتر ہے اور (بول کر) برائی لکھوانے سے خاموشی بہتر ہے۔ اے ابوذرؓ! فضول کلام کرنا ترک کرو۔ اور تمہارے لیے بقدر ضرورت کلام کرنا کافی ہے۔ اے ابوذرؓ! کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے صرف یہی بات کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے وہ (بلاتحقیق) بیان کردے۔ اے ابوذرؓ! زبان سے بڑھ کر کوئی چیز بھی قید کی مستحق نہیں ہے۔ ابوذرؓ! خداوند عالم ہر کہنے والے کی زبان کے پاس ہوتا ہے (جو سنتا ہے)۔ پس آدمی کو چاہیئے کہ خدا سے ڈرے اور یہ سوچے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ (آمالی شیخ طوسیؒ)

۲۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب طبرسیؒ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ کلام اور خاموشی میں کون سی چیز افضل ہے؟ فرمایا: ان میں سے ہر ایک کے لیے (جہاں کچھ فوائد ہیں وہاں) کچھ آفات ہیں۔ پس جب وہ ان آفات سے محفوظ ہوں تو پھر کلام خاموشی سے بہتر ہے! عرض کیا گیا: فرزند رسولؐ! یہ کس طرح ہے؟ فرمایا: وہ اس طرح کہ خداوند عالم نے انبیاء و مرسلین کو خاموشی کے ساتھ نہیں بھیجا۔ بلکہ ان کو کلام کے ساتھ بھیجا ہے۔ اور نہ کوئی شخص خاموشی سے جنت کا مستحق ہوتا ہے۔ اور نہ ہی خاموشی سے کوئی خدا کی محبت کا مستحق ہوتا ہے۔ اور نہ ہی خاموشی سے جہنم سے بچا جا سکتا ہے اور نہ ہی خاموشی سے خدا کے قہر و غضب سے بچا جا سکتا ہے۔ یہ سب کچھ کلام سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ (فرمایا) میں کبھی چاند کو سورج کے برابر نہیں قرار دے سکتا۔ تو چاہتا ہے کہ خاموشی کی فضیلت کلام پر بیان کرے۔ اور یہ نہیں چاہتا کہ کلام کی فضیلت سکوت پر بیان کرے۔ (الاحتجاج للطبرسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱۶ و ۱۱۷) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱۹

ناجائز کلام سے زبان کی حفاظت کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تیئس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اولادِ آدمؑ کی زبان ہر روز صبح کے وقت دوسرے اعضاء کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ان سے (زبانِ حال سے) پوچھتی ہے؟ تم نے کس حال میں صبح کی ہے؟ وہ کہتے: اگر تو ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دے تو پھر تو ہم خیریت سے ہیں! اور کہتے ہیں: ہمارے بارے میں خدا سے ڈرنا اور پھر خدا کی قسمیں دے کر کہتے ہیں کہ اگر ہمیں ثواب ملے گا تو تیری وجہ سے اور اگر عقاب ہوگا تو تیری ہی وجہ سے۔(الاصول، الآمالی، الخصال، عقاب الاعمال)

۲۔ ابو جوانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپؑ اپنے ہونٹ پر ہاتھ رکھ کر اپنے سالم نامی غلام سے فرمارہے تھے کہ اے سالم! اپنی زبان کی حفاظت کر سلامت رہے گا اور (غلط باتیں کرکے) لوگوں کو ہماری گردنوں پر مسلط نہ کر۔(الاصول)

۳۔ عثمان بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ایک شخص نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: مجھے کچھ وصیت کریں! فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کر عزت پائے گا! اور لوگوں کو اپنی گردن پر مسلط نہ کر ورنہ ذلیل ہو جائے گا۔(ایضاً)

۴۔ عبیداللہ بن علی حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد ایزدی ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ﴾ (کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا کہ جن سے کہا گیا کہ اپنے ہاتھ روک لو) کے متعلق فرمایا یعنی اپنی زبانوں کو روکو۔(ایضاً)

۵۔ مسعدہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: جس سے آپ نے بڑا لمبا کلام کیا تھا۔ اے شخص! کیا تو کلام کو حقیر و صغیر جانتا ہے؟ حالانکہ خداوند حکیم نے اپنے انبیاء و مرسلینؑ کو سونا اور چاندی دے کر نہیں بھیجا۔ بلکہ کلام دے کر بھیجا ہے۔ اور خدا نے اپنی مخلوق سے اپنی معرفی کلام سے اور دلالات اور نشانیوں سے کرائی۔(الروضہ)

۶۔ حلبی مرفوعاً (بطریق آئمہؑ) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کی نجات اس کی حفاظت زبان میں ہے۔(الاصول)

۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ ابوذر

رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ اے علم کے حاصل کرنے والو! یہ زبان نیکی کی کلید بھی ہے اور بدی کی بھی۔ پس اپنی زبان پر اس طرح مہر لگاؤ جس طرح کہ اپنے سونے چاندی پر لگاتے ہو۔ (ایضاً)

۸۔ قیس ابو اسماعیل مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے کچھ وصیت کریں! فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کر۔ پھر عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے کچھ وصیت کریں! فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کر۔ پھر عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے کچھ وصیت کریں! فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کر! افسوس ہے تجھ پر! لوگ جو جہنم میں ناک کے بل ڈالے جائیں گے تو یہ سب کچھ ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی چیزوں کے سبب سے۔ (ایضاً)

۹۔ منصور بن یونس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آل داؤد علیہ السلام کی حکمت میں درج ہے کہ عقلمند آدمی پر لازم ہے کہ وہ اپنے ابناء زمان کو پہچانتا ہو، اپنی حالت کی طرف متوجہ ہو اور اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا ہو۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابو جمیلہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں ہر ہر جزء بدن زبان کو خدا کا واسطہ دے کر نہ کہتا ہو کہ ہم تیری وجہ سے معذب نہ ہوں۔ (ایضاً)

۱۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: اگر کسی چیز میں نحوست ہے تو وہ زبان میں ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زبان کاٹنے والا درندہ ہے اگر اسے آزاد چھوڑا گیا تو کاٹے گا۔ (نہج البلاغہ)

۱۳۔ نیز فرمایا: جب عقل کامل ہو جائے تو کلام کم ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: (بیٹا!) خدا نے کوئی مخلوق کلام سے زیادہ حسین اور اس سے زیادہ قبیح خلق نہیں کی۔ کلام کے ذریعہ سے ہی (بروز قیامت) کچھ چہرے سفید اور اسی کی وجہ سے بعض چہرے سیاہ ہوں گے۔ یہ بات سمجھ لو کہ جب تک تم کلام نہیں کرتے تب تک وہ تمہاری قید میں ہوتا ہے۔ مگر جب کلام کرتے ہو تو پھر تم اس کی قید میں ہو جاتے ہو۔ زبان کو اس طرح حفاظت کے ساتھ جمع کر کے رکھو جس طرح سونے اور چاندی کو رکھتے ہو۔ کیونکہ زبان کاٹنے والا کتا ہے۔ اگر تم اسے کھلا چھوڑ دو گے تو وہ ضرور تمہیں کاٹے گا۔ اور بسا اوقات بعض کلمے ایسے (ناشکری کے) ہوتے ہیں جو نعمت کو سلب کر دیتے ہیں بے سوچے بولنا آدمی کو ہر ناپسندیدہ بات اور رسوائی تک پہنچاتا ہے۔ اور پھر زندگی بھر وہ خدا کی ناراضی اور لوگوں کی مذمت سے گلو

خلاصی نہیں کرا سکتا۔ (نہج البلاغہ والفقیہ)

۱۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حارث سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کلام سے زیادہ زیادہ قید کر کے رکھنے کا کوئی حقدار نہیں ہے۔ (الخصال)

۱۶۔ معمر بن خلاد حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مؤمن کی عظمت زبان کی حفاظت کرنے میں ہے اور حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنی زبان کی حفاظت کرے گا خدا اس کی قابل ستر چیزوں کی حفاظت کرے گا۔ (ثواب الاعمال)

۱۷۔ سلیمان بن مہران بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپؑ کے پاس چند شیعہ حاضر تھے۔ تو میں نے آپؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: اے ہمارے شیعو! ہمار لیے باعث زیب و زینت بنو۔ اور ہمارے لیے باعث ننگ و عار نہ بنو۔ لوگوں سے اچھی بات کہو اور اپنی زبانوں کی حفاظت کرو۔ اور فضول اور بری بات سے ان کو روکو۔ (الآمالی)

۱۸۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمر سے اور وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ذکر خدا کے علاوہ بہت کلام نہ کرو۔ کیونکہ ذکر خدا کے علاوہ زیادہ کلام کرنا قساوت قلبی کا سبب ہوتا ہے۔ اور سب لوگوں سے زیادہ خدا سے دور وہ شخص ہے جو قسی القلب ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۹۔ عبداللہ بن عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھ سے ایک ایسا کلام سنو جو تمہارے لیے درہم سے بہتر ہے۔ تم میں کوئی شخص لایعنی (بے مطلب) کلام نہ کرے۔ اور مطلب کا کلام بھی موقع ومحل کی مناسبت سے زیادہ نہ کرے۔ کیونکہ کئی بے محل بولنے والے اپنے خلاف اپنے کلام سے نشان لگاتے ہیں۔ اور تم میں سے کوئی شخص کسی سے کج بحثی نہ کرے کیونکہ اگر عقلمند سے بحث کرے گا تو وہ اسے رسوا کرے گا۔ اور اگر احمق سے کرے گا تو وہ اسے ہلاک کرے گا۔ اور جب تمہارا کوئی بھائی تم سے غائب ہو جائے تو اس کے پس پشت اس کا اسی طرح اچھائی سے تذکرہ کرو جس طرح تم خود چاہتے ہو کہ تمہارے پس پشت تمہارا ذکر خیر کیا جائے۔ اور اس شخص کی طرح کام کرو جس کو یقین ہوتا ہے کہ اگر وہ نیکی کرے گا تو اسے اس کی جزاء دی جائے گی اور اگر برائی کرے گا تو اسے سزا دی جائے گی۔ (ایضاً)

۲۰۔ جناب برقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں نجات دہندہ ہیں: (۱) تمہارا

زبان کو روکنا۔ (۲) اپنی خطاؤں پر رونا۔ (۳) اپنے گھر میں رہنا۔ (المحاسن)

۲۱۔ جناب ابن ادریس حلیؒ حریز بن عبداللہ کی کتاب سے اور وہ فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے فضیل! ہمارے موالیوں میں سے جس سے بھی ملو اسے میرے سلام پہنچاؤ اور ان سے کہو کہ ہم تمہیں ورع و تقویٰ کے بغیر کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ پس اپنی زبانوں کی نگہداشت کرو۔ اور اپنے ہاتھوں کو روکو۔ اور تم پر صبر اور نماز لازم ہے۔ کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (السرائر)

۲۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر بولنے والے کی زبان پر ایک نگران مقرر ہے۔ بس بندہ کو چاہیئے کہ خدا سے ڈرے اور دیکھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ (قرب الاسناد)

۲۳۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے روایت فرماتے ہیں، فرمایا: آدمی کے اسلام کی عمدگی میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لایعنی کلام و کام سے اجتناب کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۱۱۷ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲۰

ذکر خدا کے علاوہ بکثرت کلام کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن جمیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ذکر خدا کے علاوہ زیادہ کلام نہ کرو۔ کیونکہ ذکر خدا کے علاوہ زیادہ کلام کرنے سے لوگوں کے دل سخت ہوتے ہیں۔ مگر وہ نہیں جانتے۔ (الاصول)

۲۔ ابن فضال ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا ہے: جو شخص اپنے کلام کو اپنے عمل سے شمار نہیں کرتا (اور بے تحاشا کلام کرتا ہے) اس کی خطائیں زیادہ ہوتی ہیں اور اس کا عذاب حاضر ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جعفر بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے کلام کو اپنے عمل و کردار سے شمار کرتا ہے۔ اس کا کلام سوائے

ضروری باتوں کے کم ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے نام اپنے رسالہ میں لکھا: تقوائے خداوندی اختیار کرو اور سوائے خیر وخوبی کے باقی باتوں سے اپنی زبانوں کو روکو۔ اور سوائے ان باتوں کے جو آخرت سے تعلق رکھتی ہیں اور خدا تمہیں ان پر اجر وثواب دے گا۔ باقی حالات میں تم پر خاموشی لازم ہے۔ اور بکثرت خدا کی تہلیل، تقدیس، تسبیح اور اس کی حمد وثنا کرو۔ اور اس کی بارگاہ میں تضرع وزاری کرو۔ اور اس کے پاس جو کچھ خیر وخوبی ہے جس کی کوئی قدر نہیں کرسکتا۔ اور جس کی اصل حقیقت تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ اس میں رغبت کرو۔ پس اپنی زبانوں کو انہی چیزوں میں مصروف رکھو۔ اور ان باطل اور غلط باتوں سے اپنی زبانوں کو روکو جو انجام کار آدمی کو ابدی جہنم میں لے جاتی ہیں۔ بشرطیکہ وہ شخص توبہ نہ کرے اور ان سے باز نہ آئے بلکہ اپنی موت تک ان پر قائم رہے۔ (الروضہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو فضول باتیں کر رہا تھا۔ آنجناب علیہ السلام اس کے پاس ٹھہر گئے۔ پھر فرمایا: او فلاں! تو اپنے دو کاتبوں سے اپنے پروردگار کی طرف مکتوب لکھ رہا ہے۔ لہٰذا ضروری باتیں کر اور غیر ضروری باتوں کو ترک کر۔ (الفقیہ، الآمالی)

۶۔ نیز حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تین خصلتیں ہیں: (۱) نظر کرنا۔ (۲) خاموش رہنا۔ (۳) کلام کرنا۔ پس ہر وہ نگاہ جس میں عبرت نہ ہو وہ سہو ہے۔ اور ہر وہ کلام جس میں ذکر خدا نہ ہو وہ لغو ہے اور ہر وہ خاموشی جس میں غور وفکر نہ ہو وہ غفلت ہے۔ پس خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس کی نگاہ عبرت آموز، خاموشی تدبر وتفکر اور اس کا کلام ذکر خدا ہو اور اپنی خطاؤں پر روئے۔ اور لوگ اس کے فتنہ وشر سے محفوظ ہوں۔ (الفقیہ، الآمالی، ثواب الاعمال، الخصال، المحاسن، معانی الاخبار)

۷۔ جناب حسین بن سعید اپنی کتاب الزہد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا خبردار! کج بحثی پر فریفتہ نہ ہونا۔ کیونکہ جو شخص کسی چیز پر فریفتہ ہوتا ہے وہ اپنے آخری لحات تک اس کے حق میں دلیلیں پیش کرتا رہتا ہے۔ اور جب اس کی مدت ختم ہوتی ہے تو اس کی یہ فریفتگی اسے آتش دوزخ سے جلا دیتی ہے۔ (کتاب الزہد)

۸۔ ابوارا کہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جن کے دل خدا کے خوف سے شکستہ ہوتے ہیں وہ (فضول) بات کرنے سے اجتناب کرتے ہیں حالانکہ فصیح الکلام اور عقلمند ہیں۔ وہ خدا کی بارگاہ میں پاکیزہ اعمال بھیجنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بہت نیکی کو بھی بہت نہیں جانتے۔ اور وہ اس کے لیے مختصر نیکی پر اکتفا نہیں کرتے۔ اور وہ

اپنے آپ کو بدترین خلائق سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سب نیکوکاروں سے زیادہ نیک اور عقلمند ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

۹۔ زید بن علی اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سے حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کلام تین قسم کا ہوتا ہے: (۱) رابح (سودمند)۔ (۲) سالم۔ (۳) شاحب (کمزور)۔ پھر فرمایا: سودمند کلام وہ ہے جس میں ذکر خدا کیا جائے۔ سالم وہ کلام ہے جسے خدا پسند کرے۔ اور شاحب وہ ہے جو لوگوں میں گھس جائے۔ (اور ان کی یاوہ گوئی میں شریک ہو جائے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲۱

لوگوں سے لطف و مدارا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ خدا نے مجھے لوگوں سے لطف و مدارا کرنے کا اسی طرح حکم دیا ہے جس طرح فرائض کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ (الاصول)

۲۔ حبیب سجستانی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تورات میں لکھا ہے کہ منجملہ ان مناجاتوں کے جو خداوند عالم نے جناب موسیٰ بن عمران سے کیں۔ ایک مناجات (راز و نیاز کی بات) یہ بھی تھی کہ فرمایا: اے موسیٰ! میرے خاص راز کو اپنے اندر پوشیدہ رکھو اور میری مخلوق میں سے میرے اور اپنے دشمن سے مدارات ظاہر کرو۔ اور ان کے پاس میرے مخصوص راز کو ظاہر کر کے مجھے گالی دلوانے کی کوشش نہ کرو۔ ورنہ مجھے اس گالی دینے میں تم بھی میرے دشمن کے ساتھ شریک ہو گے۔ (ایضاً)

۳۔ حسین بن حسن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک بار جناب جبرئیل علیہ السلام حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: یا محمدؐ! آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میری مخلوق سے لطف و مدارات کرو۔ (ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: تین ایسی خصلتیں ہیں کہ جس میں یہ نہ پائی جائیں اس کا عمل مکمل نہیں ہوتا: (۱) وہ ورع و تقویٰ جو اسے خدا کے گناہوں سے روکے۔ (۲) ایسے اخلاقِ حسنہ جن سے لوگوں سے مدارات کرے۔ (۳) وہ حلم و بردباری جس سے کسی جاہل کے جاہلانہ رویہ کو رد کر سکے۔ (ایضاً)

۵۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: لوگوں سے لطف مدارات کرنا نصف ایمان ہے۔ اور ان سے نرمی برتنا نصف عیش ہے۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نیکوکاروں سے پوشیدہ میل جول رکھو اور بدکاروں سے ظاہری اختلاط رکھو۔ اور ان کی طرف میلان نہ کرو۔ مبادا تم پر ظلم کریں کیونکہ عنقریب ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اہل دین و دیانت میں سے وہی شخص (لوگوں کے فتنہ و شر سے) محفوظ رہ سکے گا۔ جس کے بارے میں لوگ یہ گمان کرتے ہوں گے کہ وہ بے وقوف ہے اور وہ اس بات پر صبر کرے گا کہ اسے بیوقوف کہا جائے۔ (ایضاً)

۶۔ حذیفہ بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ کچھ لوگ جو قوم قریش سے تھے جن کے نسب میں کوئی شک نہ تھا مگر ان کے لوگوں سے مدارات نہ کرنے کی وجہ سے قریش سے الگ کر دیا گیا۔ اور کچھ لوگ جو قریش میں سے نہ تھے محض ان کے مدارات کی وجہ سے وہ قریش کے بڑے خانوادہ میں شامل کر دیے گئے۔ پھر فرمایا: جو شخص اپنا ہاتھ لوگوں سے روکے تو وہ تو صرف ایک ہاتھ روکے گا۔ مگر لوگ اس سے بہت سے ہاتھ روک لیں گے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے اسحاق! منافق کے ساتھ صرف زبان سے مدارات کر۔ اور مؤمن سے خالص پیار کر۔ اور اگر کوئی یہودی بھی تمہارے پاس بیٹھے تو اس کی ہمنشینی کو احسن طریقہ سے نبھاؤ۔ (الفقیہ)

۸۔ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: تمام لوگوں سے اس طرح بھلائی کرو جس طرح تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے بھلائی کریں۔ اور ان کے لیے وہ کچھ پسند کرو۔ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ اور اپنی طرف سے ان کے لیے وہ کچھ برا سمجھو جو ان کی طرف سے اپنے لیے بُرا سمجھتے ہو۔ اور تمام لوگوں کے ساتھ ایسے اچھے اخلاق سے پیش آؤ کہ جب ان سے دور چلے جاؤ تو وہ آپ کے مشتاق نظر آئیں اور اگر مر جاؤ تو وہ تم پر روتے ہوئے اور انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے نظر آئیں۔ اور ان لوگوں سے نہ بنو کہ جن کی موت پر کہا جاتا ہے: ﴿الحمد للّٰہ رب العالمین﴾ اور یہ جان لو کہ خدائے عزوجل پر ایمان لانے کے بعد کمال عقل یہ ہے کہ لوگوں سے مدارات کی جائے۔ اس بندہ میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے جو ان لوگوں سے مدارات نہیں کرتا جن سے اسے مجبوراً میل جول رکھنا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا اس کے لیے ان لوگوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوئی صورت پیدا کرے۔ کیونکہ میں نے پایا ہے کہ لوگوں کے ساتھ رہن سہن اور میل جول رکھنے سے ایک پیمانہ بھرا ہوا ہے۔ جس کا دو تہائی حصہ لوگوں سے بھلائی کرنا ہے اور

ایک تہائی نظر انداز کرتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ محمد بن احمد کاتب مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: اے بیٹو! خبردار! لوگوں سے دشمنی نہ کرو۔ کیونکہ لوگ دو قسم کے ہیں: ایک عاقل جو تم سے مکر وفریب کرے گا۔ دوسرا احمق اور جاہل جو تم سے جاہلانہ سلوک کرے گا۔ (اور جب تو تو میں میں شروع ہو جائے) تو پہلے کلام مذکر اور اس کا جواب مؤنث ہے اور جب زن وشوہر کا ملاپ ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی ثمرہ بھی سامنے آتا ہے (جو دنگل وفساد کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ ؏ یا اپنا گریباں چاک یا دامن یزداں چاک)۔ پھر یہ دو شعر پڑھے ؎

سلیم العرض من حذر الجوابا	و من داری الرجال فقد أصابا
یعنی اسی شخص کی عزت محفوظ رہتی ہے جو جواب سے ڈرتا ہے	اور جو لوگوں سے مدارات کرتا ہے وہ درستی پر ہے
و من هاب الرجال تهيبوه	و من حقر الرجال فلن يهابا
یعنی جو شخص لوگوں (کی توہین کرنے سے) ڈرتا ہے تو لوگ بھی اس سے ڈرتے ہیں	اور جو لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے پھر اس سے بھی ڈرا نہیں جاتا۔ (الخصال)

۱۰۔ سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زہری سے کہا کہ تم نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملاقات کی ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ ملا ہوں۔ اور میں نے ان سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اور میں ان کا کوئی باطنی (مخلص) دوست اور کوئی کھلم کھلا دشمن نہیں جانتا۔ جب زہری سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو کہا: کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ جو ان سے محبت بھی کرتے ہیں وہ ان کے فضل وکمال کی وجہ سے ان سے حسد کرتے ہیں اور جو ان سے بغض بھی رکھتے ہیں وہ ان کے لطف ومدارات کی وجہ سے ان سے رواداری برتنے پر مجبور ہیں۔ (علل الشرائع)

باب ۱۲۲

مؤمن کے حقوق کا ادا کرنا واجب ہے اور اس کے چند واجبی اور مستحبی حقوق کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل پچیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی بیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کے حق کی ادائیگی سے بہتر کسی چیز سے خدا کی عبادت نہیں کی گئی۔ (الاصول)

۲۔ ابو المعزا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اس سے خیانت کرتا ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ باہمی صلۂ

رحمی اور لطف و مہربانی میں جدوجہد کریں۔ اور صاحبانِ حاجت سے مواسات و ہمدردی کریں۔ اور ایک دوسرے پر مہربانی کریں۔ تاکہ تم اس طرح بن جاؤ۔ جس طرح خدا فرماتا ہے: ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ (کہ مسلمان باہم مہربان ہوتے ہیں) ایک دوسرے پر باہمی رحم و کرم کرتے ہیں اور عہد رسالتؐ میں جس حالت پر انصار تھے اس حالت کے فوت ہو جانے پر غمناک رہتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ عیسیٰ بن ابو منصور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: چھ خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں پائی جائیں وہ خدا کی بارگاہ میں (عزت و عظمت کے ساتھ) حاضر ہوگا۔ ابن ابی یعفور نے عرض کیا۔ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں وہ خصلتیں کیا ہیں؟ فرمایا: ایک مسلمان آدمی اپنے برادر اسلامی کے لیے وہ کچھ پسند کرے جو اپنے عزیز ترین اہل و عیال کے لیے پسند کرتا ہے اور اپنے برادر مسلمان کے لیے وہ کچھ ناپسند کرے جو اپنے عزیز ترین اہل و عیال کے لیے ناپسند کرتا ہے۔ اور اس سے خالص دوستی رکھے۔.................. اور جب وہ اس منزلت پر ہو تو اس سے اپنا ہم و غم ظاہر کرے۔ اور اگر وہ خوش ہو تو اس کی خوشی کی وجہ سے یہ بھی خوش ہو۔ اور اگر وہ غمناک ہو تو اس کے حزن کی وجہ سے یہ بھی غمناک ہو۔ اور اگر اس کے غم کو دور کر سکتا ہو تو کرے ورنہ اس کے حق میں دعا کرے۔ ....فرمایا کہ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا ہے کہ (فردائے قیامت) کچھ لوگ عرش الٰہی کے دائیں طرف بارگاہِ ایزدی میں اس حال میں حاضر ہوں گے کہ ان کے چہرے برف سے بھی زیادہ سفید اور سورج سے زیادہ روشن ہوں گے۔ پوچھنے والا پوچھے گا: یہ کون لوگ ہیں؟ تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جو خدا کے جلال (و جمال) کی خاطر ایک دوسرے سے (مخلصانہ) محبت کرتے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ حرث بن مغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے اور اس کی آنکھ، آئینہ اور اس کا راہنما ہوتا ہے۔ نہ اس سے خیانت کرتا ہے، نہ اسے دھوکہ دیتا ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اس کی غیبت کرتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کا مؤمن پر حق ہے کہ (اگر وہ بھوکا ہو تو) اس کا پیٹ بھرے اور (اگر ننگا ہو تو) اس کی شرم گاہ کو چھپائے، اس کا رنج و غم دور کرے، اس کا قرضہ ادا کرے اور جب وہ مر جائے تو اس کے اہل و عیال میں اس کا جانشین ہو۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن عقبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن مؤمن کا بھائی ہوتا ہے، اس کی آنکھ ہوتا ہے، اس کا راہنما ہوتا ہے، نہ اس سے خیانت کرتا ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے۔ نہ اسے دھوکہ دیتا ہے اور نہ

اس سے وعدہ کر کے وعدہ خلافی کرتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ معلیٰ بن خنیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مسلمان کا مسلمان پر کیا حق ہے؟ فرمایا: سات حقوق تو اس طرح اس پر واجب ہیں کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی ضائع کیا تو خدا کی ولایت اور اطاعت سے خارج ہو جائے گا۔ اور اس میں خدا کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: اے معلیٰ! میں تم پر مہربان ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ان حقوق کو ضائع نہ کر دو۔ اور ان کی حفاظت نہ کر سکو اور جان تو لو مگر ان پر عمل نہ کرو......؟ میں نے عرض کیا: ﴿لا قوۃ الا باللّٰہ﴾ (وہی ادائیگی کی توفیق دے گا)۔ فرمایا: (۱) ان حقوق میں سے آسان ترین حق یہ ہے کہ اس کے لیے وہ کچھ پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ اور اس کے لیے وہ کچھ ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔ (۲) اس کی ناراضی سے اجتناب کرو اور اس کی خوشنودی کے طلبگار بنو۔ اور اس کے حکم کی تعمیل کرو۔ (۳) اپنی جان، مال، زبان اور اپنے ہاتھ پاؤں سے اس کی امداد کرو۔ (۴) تم اس کی آنکھ، راہنما اور اس کا آئینہ بنو۔ (۵) تم پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤ جبکہ وہ بھوکا ہو۔ سیراب نہ ہو جبکہ وہ پیاسا ہو۔ اور تم لباس نہ پہنو جبکہ وہ ننگا ہو۔ (۶) اگر تمہارا خادم ہو۔ اور اس کا نہ ہو۔ تو تم پر واجب ہے کہ اپنے خادم کو بھیجو۔ جو اس کے کپڑے دھوئے، اس کا کھانا پکائے۔ اور اس کا بچھونا بچھائے۔ (۷) اگر وہ کوئی قسم کھائے تو اس کی قسم کو سچا کر دکھاؤ۔ اس کی دعوت پر لبیک کہو، اس کی بیمار پرسی کرو۔ اور اگر فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو۔ اور جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ اسے کوئی ضرورت درپیش ہے تو اس کے سوال کرنے سے پہلے اسے پورا کر دو۔ (فرمایا) جب ایسا کرو گے تو پھر تم اپنی ولایت کو اس کی ولایت سے وصل کرو گے۔ اور اس کی ولایت کو اپنی ولایت سے ملاؤ گے۔

(الاصول، الخصال، مصادقۃ الاخوان، امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۸۔ ابراہیم بن عمر یمانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ (۱) وہ پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائے جبکہ اس کا بھائی بھوکا ہو۔ (۲) یہ سیراب ہو کر پانی نہ پئے جبکہ اس کا بھائی پیاسا ہو۔ (۳) یہ لباس نہ پہنے جبکہ اس کا بھائی ننگا ہو۔ پس مسلمان کا مسلمان بھائی پر کس قدر عظیم حق ہے؟ اور فرمایا: (۴) اپنے برادر مسلمان کے لیے وہ کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (۵) اگر تو محتاج ہے تو اس سے سوال کر۔ اور اگر وہ سوال کرے تو پھر اسے عطا کر۔ (۶) اسے فائدہ پہنچانے سے ملول خاطر نہ ہو اور نہ ہی وہ ایسا کرنے سے ملول ہو۔ (۷) تم اس کے پشت پناہ بنو کیونکہ وہ تمہارا پشت پناہ ہے۔ (۸) جب وہ غیر حاضر ہو تو اس کی غیر حاضری کی حفاظت کرو۔ (۹) اور جب حاضر ہو تو اس کی زیارت کرو۔ (۱۰) اس کا اکرام و احترام کرو۔

کیونکہ وہ تم سے ہے اور تم اس سے ہو۔ (۱۱) اور اگر وہ تم پر ناراض ہے تو اس سے اس وقت تک جدا نہ ہو۔ جب تک اس کا رنج و کینہ دور نہ کرو۔ (۱۲) اگر اسے کوئی فائدہ پہنچے تو خدا کی حمد کرو۔ (۱۳) اور اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کی پشت پناہی کرو۔ (۱۴) اگر وہ قحط زدہ ہو تو اس کی اعانت کرو۔ جب کوئی شخص اپنے بھائی سے ''اُف'' کہے تو ان کی باہمی ولایت ختم ہو جاتی ہے۔ اور جب اس سے کہے کہ تو میرا دشمن ہے تو ان میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے اور اگر وہ اس پر کوئی تہمت لگائے تو اس کے دل میں ایمان اس طرح پگھل جاتا ہے جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ علی بن عقبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان کا مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب اس سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے، جب بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کرے، جب غیر حاضر ہو تو اسے نصیحت کرے۔ جب اسے چھینک آئے تو اسے دعا دے، جب اسے دعوت دے تو لبیک کہے۔ اور جب مر جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرے۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابوالمیمون حارثی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مؤمن کا مؤمن پر کیا حق ہے؟ فرمایا: مؤمن کا مؤمن پر ایک حق یہ ہے کہ اس کے لیے اپنے دل میں محبت رکھے، اور اپنے مال سے اس کے ساتھ ہمدردی کرے، (جب وہ موجود نہ ہو تو) اس کے اہل و عیال میں اس کی جانشینی کرے، جو اس پر ظلم کرے یہ اس کے برخلاف اس کی امداد کرے، اور اگر مسلمانوں میں کچھ مالی اعانت تقسیم کی جائے اور وہ موجود نہ ہو تو یہ اس کا حصہ لے کر (اس تک پہنچائے)......اور جب مر جائے تو قبر تک اس کے جنازہ کی مشایعت کرے، اس پر ظلم نہ کرے، نہ اسے دھوکہ دے اور نہ اس سے خیانت کرے۔ اسے تنہا نہ چھوڑے، اس کی تکذیب نہ کرے، اور اس کے لیے ''اف'' نہ کہے۔ اور اگر ''اف'' کہہ دے تو پھر ان کے درمیان کوئی ولایت نہیں رہتی۔ اور جب اس سے کہے کہ تو میرا دشمن ہے۔ تو ان میں سے ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے۔ اور جب اس پر تہمت لگائے تو اس کے دل میں ایمان اس طرح پگھل جاتا ہے جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے بھائی کے حق کو محض باہمی تعلقات کی بناء پر ضائع نہ کر۔ کیونکہ تم جس کے حق کو ضائع کرو گے وہ تمہارا بھائی نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۱۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: مؤمن کے مؤمن پر منجانب اللہ سات حق واجب ہیں: (۱) اس کی عدم موجودگی میں اس کا احترام کرنا۔ (۲) اپنے

سینہ میں اس کی محبت رکھنا۔ (۳) اس کے ساتھ مالی ہمدردی کرنا۔ (۴) اس کی گلہ گوئی کو حرام جاننا۔ (۵) اس کی بیاری میں مزاج پرسی کرنا۔ (۶) اس کے جنازہ کی مشایعت کرنا۔ (۷) اس کی موت کے بعد اس کے حق میں خیر و خوبی کے سوا کچھ نہ کہنا۔ (الفقیہ، الآمالی، الخصال)

۱۳۔ ابراہیم بن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو کبھی ایک کلمہ سے بھی کسی پر بھی جور و جفا کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی کبھی ان کو کسی کا کلام قطع کرتے ہوئے دیکھا۔ اور نہ ہی کبھی ایسے حاجتمند شخص کو خالی لوٹایا جس کی حاجت برآری کر سکتے تھے۔ اور نہ ہی آپؑ نے کبھی اپنے ہمنشین کے روبرو اپنا پاؤں دراز کیا تھا۔ اور نہ ہی کسی ہمنشین کے سامنے ٹیک لگا کر لیٹے۔ اور نہ ہی کبھی ان کو اپنے غلاموں کو گالی دیتے ہوئے دیکھا۔ اور نہ ہی کبھی ان کو (لوگوں کے سامنے) تھوکتے ہوئے دیکھا۔ اور نہ ہی کبھی ان کو ہنسنے میں قہقہہ لگاتے ہوئے دیکھا بلکہ ان کا ہنسنا صرف مسکرانے تک محدود تھا۔ (عیون الاخبار)

۱۴۔ داؤد بن حفص بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؑ کو چھینک آئی۔ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم ان کے لیے دعاءِ خیر کریں کہ امام علیہ السلام نے (پہلے) فرمادیا۔ کیا دعا نہیں کرو گے؟ مؤمن کے اپنے مؤمن بھائی پر چار حق ہیں: (۱) جب اسے چھینک آئے تو اس کے لئے دعا کرے۔ (۲) جب وہ اسے بلائے تو یہ لبیک کہے۔ (۳) جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ (۴) اور جب مرجائے تو اس کے جنازہ کی تشییع کرے۔ (مصادقۃ الاخوان)

۱۵۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ طواف کر رہا تھا کہ ہمارے ہم مذہب لوگوں میں سے ایک شخص سامنے آیا جس نے مجھے اپنے ایک کام کے سلسلہ میں ہمراہ جانے کو کہا تھا۔ پس اس نے مجھے اشارہ کیا۔ اور امام علیہ السلام نے اسے دیکھ لیا۔ اور مجھ سے پوچھا: ابان! آیا اس شخص کا تم سے کچھ کام ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! پھر پوچھا: آیا وہ تمہارا ہم خیال ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: پھر طواف قطع کر دے اور اس کے ہمراہ جا۔ عرض کیا: اگرچہ طوافِ فریضہ بھی ہو؟ فرمایا: ہاں! چنانچہ میں (طواف قطع کرکے) اس کے ہمراہ گیا۔ اور جب واپس امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؑ سے پوچھا کہ مؤمن کا حق کیا ہے؟ فرمایا: اسے رہنے دو۔ جب میں نے بار بار اصرار کیا تو فرمایا: اے ابان! (پہلا حق یہ ہے کہ) اپنا مال تقسیم کرکے آدھا اس کو دو۔ امام علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ سن کر میری کیا کیفیت ہوئی ہے؟ فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ خدا نے ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: جب تم اس طرح مال تقسیم کرو گے تو تم نے ایثار نہیں کیا۔ ایثار تو یہ ہے (کہ اس کا نصف اسے دینے کے بعد) اپنے نصف سے بھی اسے

کچھ دو۔ (ایضاً)

۱۶۔ مرازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ بات کسی آدمی کے لیے کس قدر قبیح ہے کہ اس کا (دینی) بھائی تو اس کا حق پہچانے مگر یہ اس کا حق نہ پہچانے۔ (ایضاً)

۱۷۔ یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کا حق دبائے تو خداوند جبار اسے سو سال تک اس کے پاؤں پر کھڑا رکھے گا۔ یہاں تک کہ اس کے پسینہ سے کئی وادیاں بہہ نکلیں گی۔ پھر خدا کی جانب سے ایک منادی ندا دے گا کہ یہ وہ ظالم ہے جس نے خدا کا مقرر کردہ حق روکا تھا۔ اس طرح چالیس سال تک اس کی زجر و توبیخ کی جائے گی۔ پھر حکم ہوگا کہ اسے آتش دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ (الخصال)

۱۸۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے پاس اہل جبل میں سے ایک شخص آیا اور میں اس کے ہمراہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس شخص نے امام علیہ السلام سے رخصت ہوتے وقت عرض کیا: مجھے کچھ وصیت کریں! امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا تقویٰ اختیار کرو، اپنے مسلمان بھائی سے بھلائی کرو، اس کے لیے وہ کچھ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، اور اس کے لیے وہ کچھ ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ اگر وہ تم سے کچھ مانگے تو اسے عطا کرو۔ اور اگر وہ رکے تو تم خود اس پر پیش کرو۔ اس سے مال کو پیارا نہ کرو۔ کیونکہ وہ بھی تم سے مال کو عزیز نہیں رکھے گا۔ اس کے لیے پشت پناہ بنو۔ جیسا کہ وہ تمہارا پشت پناہ ہے۔ اور اگر وہ کسی وجہ سے تم پر ناراض ہو جائے تو اس وقت تک اس سے جدا نہ ہو جب تک اس کے اندر سے اس کا کینہ باہر نہ کھینچ لو۔ اور اگر وہ غیر حاضر ہو تو اس کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرو۔ اور اگر حاضر ہو تو اسے گھیرے رہو۔ اور اس کا اکرام کرو۔ اور اس سے نرمی کرو۔ کیونکہ وہ تم سے ہے اور تم اس سے ہو۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۹۔ جناب شیخ محمد بن علی کراجکی باسناد خود قاسم بن محمد بن جعفر علوی سے اور وہ اپنے باپ اور وہ اپنے آباء سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان کے اپنے (مسلمان) بھائی پر تیس (۳۰) حقوق ہیں۔ وہ اس وقت تک ان سے بریٔ الذمہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک ان کو ادا نہ کرے یا معاف نہ کرائے (تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ) (۱) اس کی لغزش معاف کرے۔ (۲) اس کی اشک فشانی پر رحم کرے۔ (۳) اس کی شرمگاہ کو ڈھانپے۔ (۴) اس کی لغزش پا سے درگزر کرے۔ (۵) اس کے عذر کو قبول کرے۔ (۶) اس کی گلہ گوئی ہو رہی ہو تو اس کا دفاع کرے۔ (۷) ہمیشہ اسے اچھی نصیحت کرے۔ (۸) اس

کی دوستی کی حفاظت کرے۔ (۹) اس کی حرمت کا لحاظ رکھے۔ (۱۰) اس کی بیماری میں اس کی مزاج پرسی کرے۔ (۱۱) اس کے جنازہ میں شرکت کرے۔ (۱۲) اس کی دعوت کو قبول کرے۔ (۱۳) اس کے ہدیہ کو قبول کرے۔ (۱۴) اس کی صلۂ رحمی کی جزا دے۔ (۱۵) اس کے احسان کا شکریہ ادا کرے۔ (۱۶) اس کی اچھی طرح نصرت کرے۔ (۱۷) اس کی بیوی کی ناموس کی حفاظت کرے۔ (۱۸) اس کی حاجت برآری کرے۔ (۱۹) اس کی خواہش کی سفارش کرے۔ (۲۰) اس کی چھینک پر دعا کرے۔ (۲۱) اس کی گم شدہ چیز کو تلاش کرے۔ (۲۲) اس کے سلام کا جواب دے۔ (۲۳) اس سے پاکیزہ کلام کرے۔ (۲۴) اس کے انعام کا بدلہ نیکی سے دے۔ (۲۵) اس کی قسم کی تصدیق کرے۔ (۲۶) اس کے دوست سے دوستی کرے اور اس سے دشمنی نہ کرے۔ (۲۷) وہ ظالم ہو یا مظلوم یہ ہر حال اس کی نصرت کرے۔ اس کے ظالم ہونے کی صورت میں اس کی نصرت یہ ہے کہ اسے ظلم و جور سے باز رکھے اور مظلوم ہونے کی شکل میں اس کی نصرت یہ ہے کہ اس کے حق حاصل کرنے میں اس کی اعانت کرے۔ (۲۸) بوقت ضرورت اسے تنہا نہ چھوڑے۔ (۲۹) اس کیلئے وہ کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (۳۰) اور اس کیلئے وہ کچھ ناپسند کرے جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ میں نے حضرت رسول خداﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے برادر اسلامی کے حقوق میں سے کچھ ترک کر دیتا ہے۔ تو وہ بروز قیامت اس سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرے گا۔ پس اس کے حق میں یا اس کے برخلاف فیصلہ کیا جائے گا۔

(کنز الفوائد کراجکی)

۲۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خداﷺ نے لوگوں کو سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں کی ممانعت فرمائی...... (۱) ان کو حکم دیا کہ بیماروں کی بیمار پرسی کریں۔ (۲) جنازوں کی مشایعت کریں۔ (۳) ان کی قسموں کو پورا کریں۔ (۴) چھینکنے والے کو دعائے خیر دیں۔ (۵) مظلوم کی نصرت کریں۔ (۶) سلام کو عام کریں۔ (۷) دعوت دہندہ کی دعوت کو قبول کریں۔ الحدیث۔

(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۷ و ۵۸ میں اور اس سے پہلے مقدمۃ العبادات نمبر ۱ اور لباس مصلی باب ۳۰ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں اور باب ۴۲ از طواف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲۳

عالم دین کے مستحب مؤکد حقوق کا بیان؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ عالم کے حقوق میں سے چند حق یہ ہیں کہ (۱) اس سے بہت زیادہ سوال نہ کرو۔(۲) اس کا کپڑا نہ پکڑو۔(۳) جب اس کی خدمت میں داخل ہو اور اس کے پاس لوگوں کی جماعت موجود ہو تو سب کو عمومی سلام کرو۔ مگر اسے مخصوص قسم کا سلام کرو۔(۴) اس کے سامنے (مؤدب ہوکر) بیٹھو۔ اور اس کے پیچھے نہ بیٹھو۔(۵) اس کی جانب نہ آنکھ سے اشارہ کرو اور نہ ہاتھ سے۔ (۶) اس کے قول کے خلاف اس کے سامنے یہ چیز بار بار نہ کہو کہ فلاں نے یہ کہا ہے اور فلاں نے یہ۔(۷) اس کی صحبت کی طوالت سے ملول نہ ہو۔ کیونکہ ایک عالم کی مثال کھجور جیسی ہے جس کے نیچے بیٹھنے والے کو انتظار ہوتی ہے کہ کب اس کا پھل تم پر گرتا ہے۔(اور تم کھاتے ہو)۔ایک (صحیح) عالم دین کا اجر وثواب (جو اسے دین حق کی نشر واشاعت کرنے سے ملے گا) وہ روزہ دار، قائم اللیل اور راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کے اجر وثواب سے زیادہ ہے۔(الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن حسن سے اور وہ اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ عالم دین کے حقوق میں سے (بعض یہ) ہیں: (۱) اس سے زیادہ سوال نہ کرو۔ (جس سے وہ تنگ آ جائے)۔(۲) جواب دینے میں اس پر سبقت نہ کرو۔(۳) جب وہ روگردانی کرے تو تم اصرار نہ کرو۔(۴) جب وہ سستی کرے تو تم اس کا کپڑا نہ پکڑو۔(۵) اور ہاتھ یا آنکھ سے اس کی طرف اشارہ نہ کرو۔(۶) اس کی مجلس میں بیٹھ کر آپس میں راز و نیاز کی باتیں نہ کرو۔(۷) اس کی خامیاں تلاش نہ کرو۔ (۸) اس کے قول کے خلاف یہ نہ کہو نہ فلاں نے یوں کہا ہے۔(۹) اس کے راز کو فاش نہ کرو۔(۱۰) اس کے پاس بیٹھ کر کسی کی غیبت نہ کرو۔(۱۱) وہ حاضر ہو یا غائب (اس کے حقوق کی) حفاظت کرو۔(۱۲) (جب اس کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوں تو) سب کو ایک عمومی سلام کرو۔ اور اسے خصوصی سلام کرو)۔(۱۳) اس کے سامنے کی جانب بیٹھو۔(۱۴) اگر اس کا کوئی کام ہو تو دوسروں سے بڑھ کر تم اسے انجام دو۔(۱۵) اس کی صحبت کی طوالت سے ملول نہ ہو۔ کیونکہ وہ بمنزلۂ کھجور کے ہے۔ جس کے نیچے بیٹھنے والا ہر وقت منتظر ہوتا ہے کہ کب کھجور گرتا ہے اور عالم بمنزلۂ روزہ دار، قائم اللیل اور مجاہد فی سبیل اللہ کے ہے۔ اور جب عالم دین کا انتقال ہو جائے تو اسلام میں ایک ایسا

شگاف پڑ جاتا ہے جسے قیامت تک کوئی چیز پُر نہیں کرسکتی۔ اور طالب علم کی آسمان کے ستر ہزار مقرب بارگاہ فرشتے مشایعت کرتے ہیں۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد جہاد النفس میں حدیث الحقوق کے اندر بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲۴

باہمی رحم وشفقت اور لطف ونرمی اور میل ملاقات کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود شعیب عرقوفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے اصحاب سے فرمار ہے تھے کہ خدا سے ڈرو۔ اور ایسے بھائی بنو جو نیکوکار ہوتے ہیں اور خدا کی خاطر باہم محبت کرتے ہیں۔ آپس میں میل ومحبت رکھتے ہیں اور باہم رحم وکرم کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملو، ملاقات کرو اور ہماری شریعت کا تذکرہ کرو اور اسے زندہ رکھو۔ (الاصول)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خدا اس بندہ پر رحم فرمائے۔ جو ہمارے دو دوستوں کے درمیان الفت پیدا کرے۔ اے گروہِ مؤمنین! باہم الفت رکھو۔ اور ایک دوسرے سے مہربانی کے ساتھ پیش آؤ۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن یحییٰ کاہلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ باہم وصل کرو، ایک دوسرے سے بھلائی کرو، ایک دوسرے پر رحم کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کرو۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حرث سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدائے عزوجل رحیم ہے اور وہ ہر رحیم (رحم کرنے والے) سے محبت کرتا ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹۳ و ۱۲۲ میں اور اس سے پہلے باب ۱۱ از آداب سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳۱ میں اور) باب الزیارات میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲۵
معذرت کا قبول کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! جو شخص کسی عذر خواہ کا عذر قبول نہ کرے خواہ وہ اپنے عذر میں سچا ہو یا جھوٹا اسے میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ (الفقیہ)

۲۔ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: محض کسی شک وشبہ کی بناء پر اپنے بھائی سے تعلقات قطع نہ کر۔ اور حقیقت حال کی جستجو کئے بغیر اس سے مراسم نہ توڑ۔ ممکن ہے اس کے پاس کوئی عذر ہو۔ مگر تم (لاعلمی کی وجہ سے) اس کی ملامت کر رہے ہو۔ عذر خواہ کا عذر قبول کر خواہ وہ اپنی عذر خواہی میں سچا ہو یا جھوٹا۔ تاکہ تجھے شفاعت نصیب ہو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اگر کوئی شخص دائیں جانب سے تمہیں گالی دے اور پھر بائیں طرف سے آکر معذرت طلب کرے تو اس کی معذرت قبول کرلو۔ (الروضہ)

باب ۱۲۶
ملاقات کے وقت سلام اور مصافحہ کرنا اگرچہ حالت جنابت میں ہوں اور علیحدہ ہوتے وقت استغفار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سترہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب دو (۲) مؤمن باہم ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو خداوند عالم ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب تک وہ جدا نہیں ہو جاتے برابر ان کے چہروں سے گناہ جھڑتے رہتے ہیں۔ (الاصول)

۲۔ ابو عبیدہ حذاء حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مؤمنین کرام باہمی ملاقات کریں

اور پھر مصافحہ کریں تو خداوند عالم ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ان کے اس طرح گناہ جھڑتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ایک حدیث میں فرما رہے تھے کہ مؤمن کی توصیف نہیں ہو سکتی اور جب ایک مؤمن اپنے برادر ایمانی سے ملاقات کرتا ہے۔ اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو خداوند عالم برابر ان کی طرف نظر کرم کرتا ہے اور ان کے چہروں سے اس طرح گناہ گرتے ہیں جس طرح درخت سے پتے گرتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مؤمن سے مصافحہ کرنا فرشتوں سے مصافحہ کرنے سے افضل ہے۔ (ایضاً)

۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دوسرے سے مصافحہ کرو۔ کیونکہ یہ اندرونی بغض و کینہ کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ ابو خالد قماط حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب دو مؤمن آپس میں ملتے ہیں اور باہم مصافحہ کرتے ہیں تو خداوند عالم اپنا دست (قدرت) ان کے ہاتھوں کے درمیان داخل کر دیتا ہے تو جس کو جس سے سخت محبت ہوتی ہے وہ اسی سے مصافحہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ مالک بن اعین جہنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب دو مؤمن آپس میں ملتے ہیں اور باہم مصافحہ کرتے ہیں تو خداوند عالم اپنا دست (قدرت) ان کے ہاتھوں میں ڈال دیتا ہے۔ اور ان دو میں سے جس کی محبت سخت ہوتی ہے۔ اس کی طرف خصوصی توجہ فرماتا ہے۔ اور جب خدا ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ان کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح درخت کے پتے گرتے ہیں۔ (ایضاً)

۸۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے۔ اور اس سے مصافحہ کرے۔ کیونکہ خداوند عالم نے اس شرف سے فرشتوں کو نوازا ہے۔ پس تم بھی فرشتوں والا کام کرو۔ (ایضاً و مصادقة الاخوان)

۹۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا جب آپس میں ملو تو سلام اور مصافحہ کرنے سے ملاقات کرو۔ اور جب جدا ہو تو استغفار کرتے ہوئے جدا ہو۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار حضرت رسول خدا ﷺ نے حذیفہؓ سے ملاقات کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کی طرف (مصافحہ کے لیے) بڑھایا۔

مگر حذیفہ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حذیفہ! میں نے اپنا ہاتھ تمہاری طرف بڑھایا۔ مگر تم نے اپنا ہاتھ روک لیا؟ حذیفہ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ کے دست مبارک میں رغبت تو تھی مگر میں جب تھا۔ اس لیے میں نے نہ چاہا کہ آپ کا دست مبارک مجھے چھوئے جبکہ میں جب تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور پھر مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے اس طرح گناہ گرتے ہیں جس طرح درخت کے پتے گرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۱۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: مؤمن کی قدر و قیمت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ مؤمن جب اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو خداوند عالم ان پر نظر (رحمت) کرتا ہے اور ان کے چہروں سے اس طرح گناہ گرتے ہیں جس طرح تند و تیز ہوا درخت سے پتے گراتی ہے۔ (ایضاً، مصادقۃ الاخوان، ثواب الاعمال)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہیں آپس میں مصافحہ کرنے سے اس طرح اجر و ثواب ملتا ہے جس طرح مجاہدوں کو ثواب ملتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۱۳۔ ابوعبیدہ حذاء حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ایک مؤمن دوسرے مؤمن سے مصافحہ کرتا ہے تو وہ اس حالت میں ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں کہ ان کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (الخصال)

۱۴۔ محمد بن جعفر تمیمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے جناب ابراہیم علیہ السلام اور اس شخص والی حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ وہ شخص اٹھا اور جناب ابراہیم علیہ السلام سے معانقہ کیا۔ پس جب خدا نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو مصافحہ کا حکم نازل ہوا۔ (الآمالی)

۱۵۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روئے زمین پر سب سے پہلے جن دو شخصوں نے مصافحہ کیا وہ جناب ذوالقرنینؑ اور جناب ابراہیمؑ تھے۔ جناب ان سے ملے اور ان سے مصافحہ کیا اور روئے زمین پر پہلا درخت کھجور ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۶۔ جناب برقیؒ باسناد خود مالک بن اعین جہنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم بخدا ہمارے شیعہ ہو۔ کوئی شخص نہ مؤمن کے حقوق بیان کر سکتا ہے اور نہ ہی خدا کے جواب کردہ حقوق ادا کر سکتا ہے۔ بخدا اے مالک! جب دو مؤمن آپس میں ملتے ہیں اور پھر مصافحہ

کرتے ہیں تو خداوند عالم برابر ان کی طرف محبت اور مغفرت کی نگاہ کرتا ہے اور ان کے چہروں اور ان کے اعضاء و جوارح سے گناہ برابر گرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ جدا ہوتے ہیں۔ پس کوئی شخص خدا کی صفت یا اس شخص کی صفت بیان کرسکتا ہے جس کی یہ کیفیت ہو۔ (المحاسن)

۱۷۔ جناب حسن بن محمد دیلمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کو مصافحہ کے عوض ایک ہزار نیکیاں ملتی ہیں (ارشاد القلوب دیلمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۴ و ۳۴ اور باب ۵۵ از آداب سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲۷ و ۱۳۰ و ۱۳۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲۷

اگرچہ پہلے تازہ ملاقات ہو چکی ہو۔ یعنی کھجور کے درخت کا چکر لگانے کے برابر ہی وقت گزرا ہو، تاہم مصافحہ مستحب ہے۔ اور اس کی کیفیت؟ اور ذمی سے مصافحہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ مصافحہ کی حد کیا ہے؟ فرمایا: درخت خرما کا چکر۔ (الاصول)

۲۔ ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ردیف تھا اور میں پہلے سوار ہوتا تھا۔ اور امام علیہ السلام بعد میں سوار ہوتے تھے۔ پس جب ہم برابر ہو کر بیٹھ جاتے تو امام علیہ السلام سلام کرتے اور اس طرح آدمی کی مزاج پرسی کرتے جیسے پہلے اپنے ساتھی سے سابقہ ہی نہ پڑا ہو اور مصافحہ کرتے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب اترنے کا وقت آتا تو امام علیہ السلام مجھ سے پہلے اترتے۔ پس جب وہ اور میں اتر کر پوری طرح زمین پر قرار پکڑتے تو پھر سلام کرتے اور حسب سابق مزاج پرسی کرتے۔ (اور مصافحہ کرتے)۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! جس طرح آپ کرتے ہیں۔ ہماری طرف تو لوگ ایسا نہیں کرتے اور اگر کریں بھی تو صرف ایک بار کرنے کو بہت زیادہ سمجھتے ہیں۔ فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ مصافحہ کرنے کا کیا ثواب ہے؟ جب دو مؤمن باہم ملاقات کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے اس طرح گناہ گرتے ہیں جس طرح درخت کے پتے گرتے ہیں۔ اور ان کے الگ ہونے تک خداوند عالم برابر ان پر نظرِ کرم کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز ابوعبیدہ حذاء بیان کرتے ہیں کہ مدینہ سے مکہ جاتے ہوئے میں محمل کی ایک جانب حضرت امام محمد باقر علیہ

السلام کا ردیف تھا۔ راستہ میں امام علیہ السلام نیچے اترے اور جب قضاءِ حاجت سے فارغ ہو کر واپس لوٹے تو مجھے فرمایا: (مصافحہ کے لیے) ہاتھ بڑھاؤ۔ چنانچہ میں نے ہاتھ بڑھایا تو امام علیہ السلام نے اس طرح گرمجوشی سے مصافحہ کیا کہ میں نے اپنی انگلیوں میں تکلیف محسوس کی۔ پھر فرمایا: اے ابوعبیدہ! جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرے اور اس سے مصافحہ کرے اور انگلیوں کو دبائے تو ان کے اس طرح گناہ جھڑتے ہیں جس طرح موسم خزاں میں درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں (ایک سفر میں) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ردیف ہوا۔ جب ہم منزل پر اترے اور آپؑ تھوڑا سا چلے تو واپسی پر میرا ہاتھ پکڑ کر اسے زور سے دبایا۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آیا میں محمل میں آپؑ کے ہمراہ نہیں تھا؟ فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مؤمن جب چکر لگائے اور پھر اپنے برادر (مؤمن) کا ہاتھ پکڑے (مصافحہ کرے) تو خداوند عالم ان پر خاص نظر ڈالتا ہے۔ اور (ان کے) گناہوں سے کہتا ہے کہ تم جھڑ جاؤ۔ تو اے ابوحمزہ! وہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ پس وہ اس حالت میں ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں کہ ان کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۵۔ ابوعبیدہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو مؤمنوں کو چاہیئے کہ جب کسی درخت کی وجہ سے (چند لمحوں کے لیے) ایک دوسرے سے پوشیدہ ہو جائیں تو جب پھر ملیں تو مصافحہ کریں۔ (ایضاً)

۶۔ رزین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان جب حضرت رسول خداﷺ کے ہمراہ غزوات پر جاتے تھے تو جب کبھی ایسی جگہ سے گزرتے جہاں درخت زیادہ ہوتے تھے اور پھر کھلی جگہ پر نکلتے اور ایک دوسرے کو دیکھتے تھے تو باہم مصافحہ کرتے تھے۔ (ایضاً)

۷۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے (کافر) ذمی سے مصافحہ کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: جب اپنے (اسلامی) بھائیوں سے ملو تو ان سے مصافحہ کرو اور ہشاش بشاش ہو کر ملو۔ (جب ایسا کرو گے تو) جب جدا ہو گے تو تم پر (گناہوں کا) کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔ اپنے دشمن سے بھی مصافحہ کرو اگرچہ وہ ناپسند کرے۔ چنانچہ خدا نے ایسا کرنے کا اپنے بندوں کو حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ ......الآیتین......﴾ (برائی کا احسن طریقہ پر دفاع کرو......)۔ (ایضاً)

باب ۱۲۸

آنے والے کا استقبال کرنے اور اس کی تشییع کرنے کے آداب

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود یوسف بن محمد بن زیاد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جناب جعفر طیارؓ حبشہ سے واپس آئے۔ تو حضرت رسول خدا ﷺ ان کے لیے اٹھے اور بارہ قدم آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ ان سے معانقہ کیا اور ان کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔........ اور ان کو دیکھ کر شدت سرور سے رو پڑے[1]۔ (عیون الاخبار)

۲۔ درام بن قبیصہ اور نعیم بن صالح حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مہمان کا یہ حق ہے کہ تم (مشایعت کرتے ہوئے) اس کے ہمراہ چلو اور اپنے گھر کے دروازہ سے اسے رخصت کرو۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کی تعظیم کی خاطر اپنی جگہ سے کھڑا ہو تو کیسا ہے؟ فرمایا: مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ دین کی وجہ سے کسی (دیندار) آدمی کے لیے کھڑا ہو۔ (المحاسن)

۴۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ تنہا مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ اس کے لیے اپنی جگہ سے ہلے اور فرمایا کہ مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ جب وہ (آئے اور) بیٹھنا چاہے تو اس کے لیے اپنی جگہ سے ہلا جائے۔ (مکارم الاخلاق)

۵۔ نیز فاضل طبرسی بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں (اور وہ بیٹھا رہے) تو وہ اپنی جگہ جہنم میں مہیا سمجھے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اس طرح نہ اٹھا کرو۔ جس طرح عجمی لوگ بعض دوسرے بعض کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ ہاں تھوڑا سا اپنی جگہ سے اٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ از آداب سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ

---

[1] اور فرمایا: "میں نہیں جانتا کہ آج مجھے کس چیز پر زیادہ خوشی ہے۔ تیرے واپس آنے پر۔ یا تیرے بھائی علی علیہ السلام کے ہاتھوں پر قلعۂ خیبر کے فتح ہونے پر۔ (عیون الاخبار)

اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (اور پھر جمع بین الروایات کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ) یہ اٹھنے کی ممانعت یا تو دوام پر محمول ہے (کہ ہمیشہ ایسا کرنا مکروہ ہے) یا یہ حکم منسوخ[1] ہے۔

باب ۱۲۹

اشراف کے بچھونے کو چومنے اور چلتے وقت ان کے سامنے تیز تیز پیدل چلنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوقرۃ صاحب جاثلیق نے مجھ سے خواہش کی کہ میں اسے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچاؤں! میں نے امام علیہ السلام سے اجازت طلب کی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے لاؤ۔ چنانچہ جب وہ امامؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ان کے بچھونے کو بوسہ دیا۔ اور کہا کہ ہمارے دین میں یہی حکم ہے کہ ہم اپنے زمانہ کے اشراف کے ساتھ یہی سلوک کریں۔...... تا آخر حدیث۔...... حدیث میں مذکور نہیں ہے کہ امام علیہ السلام نے اس کا انکار کیا۔[2]

(عیون الاخبار)

۲۔ جناب سید رضیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام شام کے طرف تشریف لے جاتے وقت مقام انبار کے دھقان آپؑ سے ملے اور آپؑ کی سواری کے آگے آگے تیز تیز پیدل چلنے لگے۔ آپؑ نے فرمایا: تم یہ کیا کر رہے ہو؟ عرض کیا: ہم اپنے امراء و اعیان کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: بخدا اس سے تمہارے امراء کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور تم مفت کی مشقت جھیلتے ہو۔ اور اس کی وجہ سے آخرت میں مشقت جھیلو گے۔ کس قدر نقصان رساں ہے وہ مشقت جس کے پیچھے عذاب ہو۔ اور کس قدر سود بخش ہے وہ راحت جس کی وجہ سے آتش دوزخ سے امان مل جائے۔ (نہج البلاغہ)

---

[1] اس سلسلہ میں بہترین جمع بین الاخبار وہ ہے جو اس باب کی حدیث نمبر ۳ سے ظاہر ہوتی ہے کہ دینی مرتبہ و مقام رکھنے والے دیندار شخص کے لیے کھڑا ہونا درست ہے اور محض دنیا دار کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ حضرت رسول خدا ﷺ کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدت تواضع و انکساری کی وجہ سے اپنے اٹھتے بیٹھتے وقت لوگوں کا اٹھنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ہاں بدعتی اور معلن بالفسق کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے کہ اس سے اس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور جرأت بڑھتی ہے حالانکہ اس کی حوصلہ شکنی واجب ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] اگر انکار مذکور نہیں ہے۔ تو یہ بھی کہیں مذکور نہیں ہے کہ امام علیہ السلام نے ابوقرہ کے اس فعل کو پسند کیا! چونکہ اس نے کہہ دیا تھا کہ ہمارے دین میں یہ حکم ہے کہ ہم اپنے اشراف کے ساتھ یہ سلوک کریں۔ تو عین ممکن ہے کہ امام علیہ السلام نے انکار کو اس کی مذہبی رسم میں مداخلت سمجھا ہو اور اسے نہ ٹوکا ہو۔ کیونکہ نہی عن المنکر وہاں لازم ہوتی ہے جہاں وہ فعل اپنے فاعل اور ناہی دونوں کی نگاہ میں منکر ہو۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۴۰

شیعوں کو (ملاقات سے) روکنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ (ثمالی) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آپؑ اس مسلمان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ وہ ایک مسلمان کے پاس گیا۔ جو اپنے گھر میں موجود تھا۔ اس نے اذن چاہا۔ مگر اس نے نہ اندر آنے کی اجازت دی اور نہ ہی (ملنے کیلئے) باہر نکلا؟ فرمایا: اے ابوحمزہ! جو مسلمان کسی مسلمان کے پاس اس کی ملاقات کی غرض سے یا کسی کام سے جائے۔ اور وہ گھر میں موجود ہو۔ یہ اجازت چاہے اور وہ نہ اسے (اندر آنے کی) اجازت دے اور نہ جو باہر نکلے۔ تو جب تک ان کی ملاقات نہ ہو وہ برابر خدا کی لعنت میں گرفتار رہتا ہے۔ میں نے (از راہِ تعجب) عرض کیا: میں آپ پر قربانؑ ہو جاؤں آیا وہ ان کی ملاقات تک خدا کی لعنت میں گرفتار رہتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الاصول)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام علیہ السلام نے ترشروئی سے میری طرف دیکھا۔ میں نے عرض کیا: کس چیز نے میرے لیے آپ میں یہ تبدیلی پیدا کی؟ فرمایا: جس چیز نے تمہارے اندر اپنے مؤمن بھائیوں کے لیے تبدیلی پیدا کی؟ (پھر فرمایا) اے اسحاق! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم نے اپنے دروازہ پر دربان بٹھا رکھا ہے۔ جو غریب و نادار شیعوں کو وہاں سے واپس لوٹا دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں میں نے شہرت سے ڈر کر ایسا کیا ہے (کہ فلاں سخی ہے جو غریبوں کی اعانت کرتا ہے)۔ فرمایا: کیا تو بلاء و مصیبت سے نہیں ڈرا (کہ ایسا کرنے سے تم پر نازل نہ ہو جائے)۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ دو مؤمن جب ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو خداوند رحیم ان پر رحمت نازل کرتا ہے۔ تو اس میں ننانوے حصے اس شخص کو ملتے ہیں جو ان میں سے دوسرے بھائی سے سخت محبت کرتا ہے۔ جب وہ باہم موافق ہوتے تو انہیں رحمت ایزدی ڈھانپ لیتی ہے۔ اور جب بیٹھ کر باہم باتیں کرتے ہیں تو کراماً کاتبین ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ الگ ہو جاؤ کہ شاید انہوں نے کوئی راز و نیاز کی بات کرنا ہو۔ اور خدا بھی اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہو۔ میں نے عرض کیا: کیا خدا یہ نہیں فرماتا کہ ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (آدمی منہ سے کوئی بات نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ اس کے پاس ایک نگراں موجود ہوتا ہے؟) فرمایا: اے اسحاق! اگر اس وقت کراماً کاتبین نہیں سنتے تو عالم السر (خدا) تو جانتا ہے اور دیکھتا بھی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص اور ایک بندۂ مؤمن کے

درمیان حجاب و پردہ ہوگا تو خدا اس کے اور جنت کے درمیان ستر ہزار فصیل کھڑی کر دے گا۔ کہ ہر ایک فصیل سے دوسری فصیل تک ہزار سالہ فاصلہ ہوگا۔ (الاصول، عقاب الاعمال، المحاسن)

۴۔ محمد بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے پاس موجود تھا کہ پھر ایک طویل حدیث بیان کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے تین آدمیوں نے ایک مؤمن کو روکا۔ اور اسے ملاقات کا اذن نہ دیا۔ پھر تینوں اکٹھے ہوئے۔ پس آسمان سے آگ نازل ہوگئی اور ان تینوں کو جلا کر بھسم کر دیا۔ اور وہ (مؤمن) محفوظ رہا۔ (الاصول)

۵۔ جناب ابن فہد حلیؒ باسناد خود عبدالمؤمن انصاری سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن مؤمن کا پدری و مادری (سگا) بھائی ہے۔ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے برادرِ مؤمن پر کوئی تہمت لگائے۔ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے برادرِ مؤمن سے دھوکہ کرے، ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے برادرِ مؤمن کو نصیحت نہ کرے۔ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے برادرِ مؤمن سے چھپ جائے (ملاقات نہ کرے) اور ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے برادرِ مؤمن کی غیبت کرے۔ (عدۃ الداعی)

باب ۱۳۱

مؤمن سے معانقہ کرنا (گلو گیر ہونا) اور احوال پُرسی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن محمد جعفی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو مؤمن اپنے مؤمن بھائی کی زیارت کے لیے (اپنے گھر سے) نکلے۔ جبکہ اس کے حق کی معرفت رکھتا ہو تو خداوند کریم اس کے ہر ہر قدم پر اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے۔ اور ایک برائی مٹاتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔ اور جب وہ (منزل پر پہنچ کر) دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جب دونوں (مؤمن بھائی) آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں تو خداوند عالم ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور پھر ملائکہ میں ان پر فخر اور مباہات کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کی طرف دیکھو۔ جو کہ ایک دوسرے کی زیارت کر رہے ہیں اور باہم برحق محبت کرتے ہیں۔ مجھ پر لازم ہے کہ ان کے اس جگہ اکٹھے ٹھہرنے کے بعد ان کو آتش دوزخ سے معذب نہ کروں۔ (الاصول)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب دو مؤمن آپس میں معانقہ کرتے ہیں تو ان کو رحمت (خداوندی) ڈھانپ لیتی ہے اور جب محض خدا کی خوشنودی کے لیے ایک دوسرے سے

-چمٹ جاتے ہیں اور ان کی کوئی دنیوی غرض و غایت نہیں ہوتی تو ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے (سابقہ) گناہ معاف ہوگئے ہیں از سر نو عمل کرو۔ اور جب ایک دوسرے کی احوال پرسی کرنا شروع کرتے ہیں تو (اعمال لکھنے والے) فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ ایک طرف ہو جاؤ کیونکہ (ہوسکتا ہے کہ) ان کا کوئی راز ہو جسے خدا بھی چھپانا چاہتا ہو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں ان سے فرمایا: اپنے برادرانِ ایمانی کی زیارت سے نہ اکتاؤ۔ کیونکہ مؤمن جب اپنے (دینی) بھائی سے ملتا ہے اور اس سے مرحبا (خوش آمدید) کہتا ہے۔ تو اس کی یہ مرحبا قیامت تک رکھی جاتی ہے اور جب اس سے مصافحہ کرتا ہے تو خدا ان دونوں کے ہاتھوں کے انگوٹھوں کے درمیان سو (۱۰۰) رحمتیں نازل کرتا ہے۔ ان میں ننانوے رحمتیں اس شخص کے لیے ہوتی ہیں جو ان میں سے اپنے ساتھی کے ساتھ زیادہ محبت کرتا ہے۔ پھر خدا ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور زیادہ توجہ اس کی طرف کرتا ہے جس کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔ اور جب معانقہ کرتے ہیں تو ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔ تا آخر...... (ثواب الاعمال)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲۸ میں اور اس سے پہلے نمازِ جعفر طیارؓ، باب اج ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳۲

قربۃً الی اللہ دینی بھائی بنانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن زید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص محض خدا کی خوشنودی کے لیے دینی بھائی بنائے تو گویا اس نے جنت میں اپنا گھر بنایا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس فضل بن عبدالملک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کوئی مسلمان اسلام لانے کے بعد برادر اسلامی کے حاصل کرنے سے بہتر کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتا۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: اے فضل! ہمارے غریب شیعوں میں بے رغبتی نہ کرو۔ کیونکہ ہمارا ایک غریب شیعہ قیامت کے دن ربیعہ و مضر جیسے (کثیر التعداد) لوگوں کی شفاعت کرے

گا۔ پھر فرمایا: اے فضل! مؤمن کو مؤمن اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ خدا پر امانت پیش کرتا ہے اور خدا اس کی امانت کو نافذ کر دیتا ہے۔ پھر فرمایا: کیا تم نے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا جو کہ تمہارے مخالفوں کے بارے میں ہے، فرماتا ہے کہ وہ بروز قیامت دیکھیں گے کہ تمہارا ایک شخص اپنے دوست کی سفارش کر رہا ہے تو وہ کہیں گے: ﴿فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ﴾ (ہمارا کوئی سفارشی اور مخلص دوست نہیں ہے؟)۔ (امالی فرزند حضرت شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳۳

مؤمن کا مؤمن کو بوسہ دینا مستحب ہے اور بوسہ دینے کی جگہ کا بیان۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو اپنے کسی قرابت دار کو رشتہ داری کی بنا پر بوسہ دے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور بھائی کا بوسہ رخساروں پر ہوتا ہے جبکہ امام کو بوسہ اس کی دو آنکھوں کے درمیان ہوتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابو الصباح مولیٰ آل سام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منہ کے اوپر بوسہ صرف زوجہ کو دیا جاتا ہے یا چھوٹے بچے کو۔ (ایضاً)

۳۔ رفاعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوائے حضرت رسول خدا ﷺ یا اس شخص کے جس سے حضرت رسول خدا ﷺ کا ارادہ کیا جائے۔ (امام علیہ السلام) اور کسی کا سر اور ہاتھ نہ چوما جائے۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن مزید صاحب سابری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپؑ کا ہاتھ پکڑ کر چوما۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: خبردار! یہ نبیؐ یا وصی نبیؐ کے سوا کسی کیلئے روا نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اپنا ہاتھ میری طرف بڑھائیں تا کہ میں اسے بوسہ دوں! چنانچہ امام علیہ السلام نے ہاتھ بڑھایا (اور میں نے بوسہ دیا) پھر عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ سر بھی اِدھر بڑھائیں۔ امام علیہ السلام نے ایسا کیا۔ تو میں نے اسے بھی بوسہ دیا۔ میں نے کہا: پاؤں بھی بڑھائیں! یہ سن کر امام علیہ السلام نے تین بار فرمایا: میں قسم دیتا ہوں (یعنی ایسا نہ کر)۔ پھر تین بار فرمایا: کوئی چیز باقی رہی ہے!۔ (ایضاً)

۶۔ یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے (اہل ایمان کے) لیے

ایک نور ہوتا ہے جس سے تم دنیا میں پہچانے جاتے ہو۔ یہاں تک کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو اس کی پیشانی پر اس نور والی جگہ پر بوسہ دیتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ احمد بن ابراہیم بن ادریس اپنے باپ (ابراہیم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد ان یعنی صاحب العصر والزمان علیہ السلام کو دیکھا جبکہ وہ نوخیز تھے اور ان کے سر اور ہاتھوں کو چوما۔ (ایضاً)

۸۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا آدمی کے لیے جائز ہے کہ وہ مرد یا عورت کو بوسہ دے؟ فرمایا: ہاں، بھائی، بیٹے، بہن اور بیٹی اور ان جیسے قرابتداروں کو بوسہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲۸ میں اور اس سے پہلے ج ۳ باب ا از نمازِ جعفر طیارؓ و باب ۵۵ از آدابِ سفر میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳۴

تکفیر (سینہ پر ہاتھ رکھ کر گردن جھکانا) مکروہ ہے حتیٰ کہ امامؑ برحق کے لیے بھی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن جعفر بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کھڑے کھڑے ایک لمبا قصہ بیان کیا۔ اور ایک کافر آدمی کا سلام بھی پہنچایا۔ پھر اس شخص نے امام علیہ السلام سے استدعا کی کہ میرے آقا! آیا مجھے اجازت نہیں ہیں کہ میں تکفیر کروں؟ اور بیٹھ بھی جاؤں؟ امامؑ نے فرمایا: میں تجھے بیٹھنے کی تو اجازت دیتا ہوں مگر تکفیر کی اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ وہ شخص بیٹھ گیا۔ اور امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا آپؑ میرے ساتھی (کافر) کے سلام کا جواب نہیں دیں گے؟ فرمایا: میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اسے ہدایت دے۔ باقی رہا سلام تو یہ تب ہوگا کہ جب وہ ہمارے دین (اسلام) میں داخل ہو جائے گا۔ (ورنہ کافر کو سلام جائز نہیں ہے)۔ (الاصول من الکافی)

باب ۱۳۵

کج بحثی اور جھگڑا کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے: خبردار! کج بحثی اور جھگڑے سے اجتناب کرو۔ کیونکہ یہ دونوں بری خصلتیں بھائیوں کے بارے میں دلوں کو بیمار کر دیتی ہیں اور نفاق کو اگاتی ہیں۔ (الاصول)

۲۔ حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جوان کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ وہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہوگا: (۱) جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ (۲) جو (لوگوں کے) حضور و غیاب میں خدا سے ڈرے گا۔ (۳) جو کج بحثی اور جھگڑے کو ترک کرے گا۔ اگرچہ حق پر بھی ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص خداوند عالم کی ذات کو اپنی بحث و تمحیص (کج بحثی) کا نشانہ بنائے گا قریب ہے کہ وہ حق سے باطل کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ عمار بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نہ عقلمند سے بحث کرنا اور نہ احمق سے۔ کیونکہ عقلمند تم سے دشمنی کرے گا اور احمق تمہیں اذیت پہنچائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ عنبسہ العابد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! کسی سے جھگڑا نہ کرنا۔ کیونکہ یہ دل کو مصروف کر دیتا ہے (کہ آدمی دوسرے شخص کے خلاف سوچتا رہتا ہے)۔ اور نفاق کا باعث بنتا ہے اور کینوں کو پیدا کرتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ معروف بن خربوز حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: افسوس ہے اس گروہ پر جو فاسق ہے، جو ہمیشہ کج بحثی کرتا ہے۔ افسوس ہے اس گروہ پر جو فاجر ہے، جو ہمیشہ جھگڑا کرتا رہتا ہے۔ اور افسوس ہے اس گروہ پر جو گنہگار ہے، جو خدا کی ذات (اور اس کا ذکر کرنے) کے سوا بہت کلام کرتا ہے۔ (الروضہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں اس شخص کے لیے جو اگرچہ حق پر ہو مگر کج بحثی نہ کرے جنت میں تین مکانوں کا ضامن ہوں: (۱) ایک جنت کے بلند بالا حصہ میں۔ (۲) دوسرا جنت کے وسط میں۔ (۳) اور تیسرا ریاض الجنۃ میں۔ (ربض الجنۃ:۔ جنت کے نچلے حصہ میں ہے)۔ (الخصال)

۸۔ بروایت جبلۂ افریقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی حدیث مروی ہے۔ ہاں اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ فرمایا: اور اس شخص کے لیے بھی جنت میں تین مکانوں کا ضامن ہوں۔ جو جھوٹ کو ترک کرے اگرچہ بطور مذاق ہی ہو۔ اور اس کے لیے بھی ضامن ہوں جس کا اخلاق اچھا ہو۔ (ایضاً)

۹۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو اپنی عزت عزیز ہے وہ کج بحثی کو

ترک کرے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۴ و ۵۷ و ۸۳ و ۱۱۹ و ۱۲۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳۶

لوگوں کی عداوت اور دشمنی اور ان کے بغض و عناد سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب بھی جبرئیلؑ میرے پاس آئے تو مجھے یہی کہا: یا محمدؐ! لوگوں کی عداوت اور دشمنی سے بچیں۔ (الاصول)

۲۔ ولید بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جبرئیلؑ نے کبھی مجھے کسی کام کی اتنی تاکید نہیں کی جتنی لوگوں کی عداوت (سے بچنے) کے بارے میں کی۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالرحمن بن سیابہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! لوگوں کو بھڑکانے سے اجتناب کرو کہ یہ ننگ و عار کا باعث ہے اور عیب کو ظاہر کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ احمد بن ابوعبداللہ بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دشمنی کا بیج بوتا ہے وہ وہی کچھ کاٹتا ہے جو اس نے بویا تھا۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب بھی جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے مجھ سے یہی کہا اور ان کا مجھ سے آخری قول بھی یہی ہوتا تھا کہ لوگوں کو بھڑکانے سے اجتناب کرو کہ یہ عیب و نقص کو ظاہر کرتا ہے اور عزت و آبرو کو ضائع کرتی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ مسمع بن عبدالملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ باہمی بغض و عناد حالقہ (مونڈنے والی چیز) ہے۔ (پھر فرمایا) میں بالوں کے مونڈنے والی چیز نہیں کہہ رہا۔ بلکہ میری مراد دین کے مونڈنے والی چیز ہے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود محمد بن عمر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو ہم و غم زیادہ

ہوگا۔ اس کا بدن بیمار ہو جائے گا۔ اور جس کا خلق بد ہو گا وہ اپنی جان کو عذاب میں ڈالے گا۔ اور جو لوگوں سے لڑے جھگڑے گا اس کی مروت ختم ہو جائے گی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ برابر مجھے لوگوں سے لڑائی اور جھگڑا کرنے سے اس طرح روکتے رہے جس طرح شرابخوری اور بتوں کی پرستش سے روکتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (بعض سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳۷

مکروفریب، حسد، دھوکہ اور خیانت کاری حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن خالد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسلمان ہے وہ مکروفریب اور دھوکہ بازی نہ کرے۔ کیونکہ میں نے جبرئیلؑ سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مکروفریب اور دھوکہ بازی جہنم میں جائیں گے۔ پھر فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو کسی مسلمان سے خیانت کرتا ہے وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔ پھر فرمایا: جبرئیل روح امین رب العالمین کی جانب سے مجھ پر نازل ہوا اور مجھ سے کہا: یا محمدؐ! آپؐ پر خوش خلقی لازم ہے۔ کیونکہ بدخلقی دنیا و آخرت کی خیر و خوبی کو لے جاتی ہے۔ آگاہ رہو۔ کہ تم میں سے وہ شخص مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے جو زیادہ خوش خلق ہے۔ (الآمالی للصدوقؒ)

۲۔ ذاذان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اگر میں نے حضرت رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ فرمارہے تھے کہ مکروفریب، دھوکہ بازی اور خیانت جہنم میں جائینگے (یعنی ایسا کرنے والے کو جہنم میں لے جائیں گے) تو میں پورے عالم عرب سے بڑا مکار ہوتا۔ (عقاب الاعمال)

۳۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ (جس چیز کے ساتھ خدا نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی خواہش نہ کرو) کی تفسیر پوچھی؟ فرمایا: مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کی بیوی اور بیٹی کی تمنا نہ کرے (اے کاش وہ اس کی ہوتی)۔ بلکہ اس جیسی (بیوی اور بیٹی) کی خواہش کرے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد

(آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳۸

جھوٹ بولنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے پہلے کذاب (جھوٹے) کو خدا جھٹلاتا ہے۔ پھر دو فرشتے اسے جھٹلاتے ہیں جو اس کے ہمراہ ہیں۔ پھر وہ خود بھی جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔(الاصول، المحاسن)

۲۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کذاب تو بینات اور دلائل سے ہلاک ہوگا اور اس کے پیروکار شکوک وشبہات سے برباد ہوں گے۔(الاصول)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے برائی کے لیے کچھ تالے بنائے ہیں اور ان تالوں کی کنجی شراب ہے۔ اور جھوٹ بولنا شراب سے بھی بدتر ہے۔(الاصول، عقاب الاعمال)

۴۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ اپنے باپ (عبدالرحمٰن) سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جھوٹ ایمان کی خرابی کا باعث ہے۔(الاصول)

۵۔ حسن بن ظریف اپنے باپ سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریمؑ نے فرمایا کہ جو شخص بکثرت جھوٹ بولتا ہے اس کے چہرہ کی رونق رخصت ہو جاتی ہے۔(ایضاً)

۶۔ محمد بن سالم مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان کو چاہیئے کہ وہ کذاب آدمی سے بھائی چارہ کرنے سے اجتناب کرے کیونکہ وہ اس قدر جھوٹ بولتا ہے (اور ناقابل اعتبار ہو جاتا ہے) کہ اگر کبھی سچ بھی بولے تو کوئی اس کی تصدیق نہیں کرتا۔(ایضاً)

۷۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ منجملہ ان چیزوں کے جن سے خدا جھوٹوں کے خلاف (لوگوں کی) مدد کرتا ہے ایک نسیان بھی ہے۔ (کہ دروغگو را حافظہ نباشد)۔(ایضاً)

۸۔ ابو اسحاق خراسانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ خبردار! جھوٹ سے اجتناب کرنا کیونکہ ہر امیدوار طلبگار رہتا ہے (لہٰذا تم سچائی کے طلبگار بننا) اور ہر خائف وترسان دور بھاگتا ہے (لہٰذا تم جھوٹ سے دور بھاگنا)۔(ایضاً)

۹۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا کذاب وہ ہے جو کسی چیز کے بارے میں جھوٹ بولے؟ فرمایا: نہ۔ ایسا تو ہر شخص سے ہوتا رہتا ہے! لیکن کذاب وہ ہے جس کی طبیعت و سرشت میں کذب ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ کسی چیز کے بارے میں جھوٹ بولنے والے کے کذاب ہونے کی امام علیہ السلام نے جو نفی کی ہے تو اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ اس سے عمداً جھوٹ نہیں بولا۔ یا اس لیے کہ جو تھوڑا سا جھوٹ بولے وہ کاذب (جھوٹا) تو ہے مگر کذاب (بہت جھوٹا) نہیں ہے۔

۱۰۔ جناب برقیؒ باسناد خود معمر بن خلاد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ سے پوچھا گیا کہ آیا مؤمن بزدل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر پوچھا گیا: آیا وہ بخیل بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا گیا: آیا وہ کذاب بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (المحاسن)

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ کے الفاظِ شریفہ سے ہے کہ فرمایا: سب سے بڑا سود جھوٹ ہے۔ (الفقیہ)

۱۲۔ فرمایا: حضرت امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ سچ بولا کرو کیونکہ خدا سچوں کے ساتھ ہے۔ اور جھوٹ سے اجتناب کرو کہ وہ ایمان کے خلاف ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ سچ بولنے والا نجات اور عزت کے کنارہ پر ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جھوٹا ہلاکت اور ذلت کے کنارہ پر ہے۔ آگاہ ہو جاؤ اچھی بات کہا کرو۔ اس سے پہچانے جاؤ گے۔ اور اچھی بات پر عمل بھی کرو۔ اس کے اہل بن جاؤ گے۔ جو تم کو امین بنائے اس کی امانت کو ادا کرو۔ اور جو رشتہ دار تم سے قطع رحمی کرے تم اس سے صلۂ رحمی کرو اور جو تمہیں محروم کرے تم اسے مال و نوال سے نوازو۔ (الفقیہ، علل الشرائع، المحاسن)

۱۳۔ ابن فضال مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ ابلیس لعین کے پاس ایک کحل (سرمہ) ہے، ایک لعوق (چاٹا) ہے اور ایک سعوط (ناک میں چڑھانے کی چیز) ہے۔ پس اس کا سرمہ تو اونگھ ہے اور لعوق جھوٹ بولنا اور سعوط تکبر ہے۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳۹

خدا و رسولؐ اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام پر جھوٹ بولنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالنعمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت امام محمد

باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو النعمان! ہم پر جھوٹ نہ بولنا ورنہ تم سے حنیفیت (شریعت اسلامیہ) چھین لی جائے گی۔ اور کبھی سر بننے کی کوشش نہ کرنا بلکہ دم بن کر رہنا۔ اور ہمیں ذریعۂ معاش نہ بنانا ورنہ فقیر و نادار ہو جائے گا۔ اور یقین رکھ کہ تمہیں (مقام حساب میں) کھڑا کیا جائے گا اور تم سے سوال و جواب کیا جائے گا۔ اگر تو نے سچ بولا تو ہم تمہاری تصدیق کریں گے۔ اور اگر جھوٹ بولا تو ہم تمہاری تکذیب کریں گے۔ (الاصول)

۲۔ احمد بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کے سامنے حائک (جولاہے) کا تذکرہ کیا گیا۔ فرمایا: وہ ملعون ہے۔ پھر (وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا کہ اس سے مراد وہ ہے جو خدا اور اس کے رسولؐ پر جھوٹ بُنتا ہے۔ یعنی اس سے کپڑا بُننے والا جولاہا مراد نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو خدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا اور رسولؐ پر جھوٹ بولنا گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔ (الاصول، المحاسن)

۴۔ عمر بن عطیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک شامی شخص سے فرمایا: اے شامی! ہماری حدیث سن اور ہم پر جھوٹ نہ بول۔ کیونکہ جو شخص کسی معاملہ میں بھی ہم پر جھوٹ بولتا ہے تو گویا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہے اور جو رسولؐ پر جھوٹ بولتا ہے وہ خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور جو خدا پر جھوٹ بولے گا خدا اسے ضرور عذاب کرے گا۔ (کافی)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنی جگہ جہنم میں مہیا سمجھے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۶۔ ابو خدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا، رسولؐ اور اوصیاءؑ پر جھوٹ بولنا گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔ فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے بارے میں وہ بات کہے جو میں نے نہ کہی ہو۔ وہ اپنی جگہ جہنم میں مہیا سمجھے۔ (عقاب الاعمال والمحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳۸ میں اور اس سے بھی پہلے باب ۲ از مما یمسک عنہ الصائم میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۳ از جہاد) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴۰

ہر چھوٹی، بڑی بات میں اور سنجیدگی اور مذاق میں جھوٹ بولنا سوائے مستثنیٰ صورتوں کے حرام ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سیف بن عمیرہ سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے کہ ہر چھوٹے بڑے جھوٹ سے سنجیدگی اور مذاق میں بچو کیونکہ آدمی جب کسی چھوٹی بات میں جھوٹ بولتا ہے تو اس سے اسے بڑی بات میں جھوٹ بولنے کی جرأت ہو جاتی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ ایک بندہ برابر سچ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ خداوند عالم اسے صدیق (بہت سچا) لکھ دیتا ہے۔ اور ایک بندہ برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا اسے کذاب (بہت جھوٹا) لکھ دیتا ہے۔(الاصول)

۲۔ اصبغ بن نباتہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی بندہ اس وقت ایمان کا مزہ چکھ نہیں سکتا ہے جب تک سنجیدگی اور مذاق میں جھوٹ بولنے سے اجتناب نہ کرے۔(الاصول، المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حارث اعور سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نہ سنجیدگی سے جھوٹ بولنا جائز ہے اور نہ مذاق سے۔ اور نہ ایسا کرنا جائز ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بچے سے کوئی وعدہ کرے اور پھر اسے پورا نہ کرے۔ کیونکہ جھوٹ آدمی کو فسق و فجور تک پہنچاتا ہے اور فسق و فجور جہنم تک لے جاتا ہے۔ (فرمایا) تم میں سے کوئی شخص برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا اور فاجر ہو گیا۔ اور تم میں سے کوئی شخص برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ سچائی کے لیے سوئی کے برابر بھی کوئی جگہ باقی نہیں رہ جاتی۔ پس خدا کے نزدیک اس کا نام کذاب رکھا جاتا ہے۔(الآمالی)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذر! جو شخص اس چیز کی حفاظت کرے گا جو اس کی دو رانوں کے درمیان ہے (شرمگاہ) اور اس کی جو اس کی دو جبڑوں کے درمیان ہے (زبان)۔ تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ جناب ابوذرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جو کچھ ہماری زبانیں بولتی ہیں آیا ہمارا اس پر مواخذہ کیا جائے گا؟ فرمایا: لوگ نتھنوں کے بل جہنم میں جو گرائے جائیں گے تو وہ اپنی زبانوں کی بجائی کی کٹائی کی وجہ سے ہی تو جائیں گے! فرمایا: تم جب تک خاموش رہو گے تو سلامت رہو گے اور جب بھی بولو گے تو پھر یا تمہارے حق میں لکھا جائے گا یا تمہارے برخلاف۔ اے ابوذرؓ! جب کوئی شخص خدا کی خوشنودی کا ایک کلمہ بولتا ہے تو اس کے عوض

اس کے لیے بروزِ قیامت خدا کی خوشنودی لکھ دی جاتی ہے۔ اور جب کوئی شخص کسی بزم میں لوگوں کو ہنسانے کے لیے کوئی ایسا (غلط) کلمہ کہتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں اس قدر دور جا گرتا ہے جو آسمان وزمین کے فاصلہ سے بھی زیادہ دور ہے۔ اے ابوذرؓ! افسوس ہے اس شخص کے لیے جو محض اس لیے کوئی جھوٹی بات کرتا ہے کہ اس سے لوگوں کو ہنسائے۔ ویل ہے اس کے لیے ویل ہے اس کے لیے، ویل ہے اس کے لیے۔ اے ابوذرؓ! جو شخص خاموش رہے گا وہ نجات پا جائے گا۔ لہٰذا تم پر خاموشی اختیار کرنا لازم ہے۔ اور تمہاری زبان سے کبھی کوئی ایک جھوٹ بھی نہیں نکلنا چاہیئے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جو شخص عمداً جھوٹ بولے اس کی توبہ کیا ہے؟ فرمایا: استغفار (خدا سے طلب مغفرت) کرنا اور نمازِ پنجگانہ پڑھنا۔ اس گناہ کی کثافت کو دھو ڈالتا ہے۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳۸ و ۱۳۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴۱

اصلاح بین الناس کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے جبکہ فساد انگیز سچ بولنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! خداوند عالم اصلاح میں جھوٹ بولنے کو اچھا سمجھتا ہے۔ جبکہ فساد میں سچ بولنے کو برا جانتا ہے۔........ یا علیؑ! تین چیزوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے: (۱) جنگ میں دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے۔ (۲) بیوی سے (اسے خوش رکھنے کے لیے)۔ (۳) لوگوں کی اصلاح کے لیے۔ (الفقیہ)

۲۔ محاربی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں جھوٹ بولنا اچھا ہے: (۱) جنگ میں.......... (تا آخر حدیث سابق)........ اور تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سچ بولنا برا ہے: (۱) چغلخوری میں۔ (۲) کسی شخص کو اس کی بیوی کے بارے میں وہ (سچی) بات بتانے میں جسے وہ ناپسند کرے۔ (۳) کسی مخبر کی خبر کی (سچی) تکذیب کرنے میں۔......... فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی ہمنشینی دل کو مار دیتی ہے: (۱) رذیل لوگوں کی ہمنشینی۔ (۲) عورتوں سے باتیں کرنا۔ (۳) مالداروں کی صحبت اختیار کرنا۔ (الخصال)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: صلح کرانے والا (شرعاً) کذاب نہیں ہوتا۔ (الاصول)

۴۔ حسن صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم تک حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی یہ روایت پہنچی ہے کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿اَيَّتُهَا الْعِيرُ اِنَّكُمْ لَسٰارِقُوْنَ﴾ (اے قافلہ والو۔ تم چور ہو)۔ جو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے)...... حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نہ انہوں نے چوری کی تھی اور نہ جناب یوسف علیہ السلام نے جھوٹ بولا تھا.......... اسی طرح جناب ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کے بارے میں کہ ﴿بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ﴾ (کہ یہ کام تمہارے اس بڑے بت نے کیا ہے۔ اگر یہ بولتے ہیں تو ان سے پوچھ لو) فرمایا: بخدا نہ اس بت نے یہ کام کیا تھا اور نہ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ بولا تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے صیقل! اس بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ عرض کیا: ہمارے پاس سر تسلیم خم کرنے کے سوا اور کیا ہے؟ فرمایا: خدا دو چیزوں کو اچھا سمجھتا ہے اور (انہی) دو چیزوں کو برا بھی جانتا ہے: (۱) وہ میدان کارزار میں دوصفوں کے درمیان اترا کر چلنے کو دوست رکھتا ہے۔ (۲) اور اصلاح بین الناس میں جھوٹ بولنے کو دوست رکھتا ہے۔ پھر (۱) عام راستوں میں اترا کر چلنے کو بُرا جانتا ہے۔ (۲) اصلاح کے سوا جھوٹ بولنے کو بُرا جانتا ہے اور جناب ابراہیم علیہ السلام اور جناب یوسف علیہ السلام نے بھی اصلاح بین الناس کی خاطر یہ بات کہی تھی۔ (ایضاً)

۵۔ عیسیٰ بن حسان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ ہر جھوٹ کے بارے میں جھوٹ بولنے والے سے ایک دن سوال کیا جائے گا سوائے اس جھوٹ کے جو تین مقامات پر بولا جائے: (۱) میدانِ جنگ میں۔ (۲) اصلاح بین الناس کی خاطر ایک مصلح کسی ایک سے اور طرح ملے اور دوسرے سے اور طرح۔ (۳) آدمی اپنی بیوی سے کوئی وعدہ کرے جبکہ ایفا کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ (ایضاً)

۶۔ ابویحییٰ واسطی بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کلام تین قسم کا ہے: (۱) صدق۔ (۲) کذب۔ (۳) اصلاح بین الناس! عرض کیا گیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ اصلاح بین الناس کیا ہے؟ فرمایا: تم کسی شخص سے کسی کے بارے میں ایسے الفاظ سنتے ہو کہ اگر وہ اس شخص تک پہنچ جائیں تو وہ لڑائی پر آمادہ ہو جائے گا۔ مگر تم اس سے جا کر کہتے ہو کہ میں نے فلاں شخص (گالی دینے والے) سے سنا کہ وہ تمہارے بارے میں اچھی باتیں کر رہا تھا (تا کہ اس طرح ان کے باہمی جھگڑا کو ختم کر کے ان کے درمیان مہر و محبت کی بنیاد رکھی جا سکے)۔ (ایضاً)

۷۔ جناب ابن ادریسؒ عبداللہ بن بکیر بن اعین کی کتاب سے نقل کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص گھر میں موجود ہے۔ اور کوئی اس سے ملنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ مگر وہ کنیز سے کہتا ہے کہ جا کر کہہ کہ وہ یہاں (جہاں وہ کھڑی ہے) موجود نہیں ہے! یہ کیسا ہے؟ فرمایا: (یہ توریہ ہے) اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ جھوٹ نہیں ہے۔ (السرائر)

۸۔ جناب کشی اپنے رجال میں باسناد خود معاویہ بن حکیم سے اور وہ اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: میرے اصحاب کو میرا یہ پیغام پہنچانا اور وہ پیغام پہنچانا۔ اس نے عرض کیا: میں اتنی ساری باتیں (من وعن) یاد نہیں رکھ سکوں گا۔ تو مجھے جو کچھ یاد رہ جائے یا جو بھول جاؤں۔ اسے اچھے انداز میں (اپنے الفاظ میں) کہہ دوں؟ فرمایا: ہاں اصلاح کرنے والا کذاب نہیں ہوتا۔ (رجال کشی)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص اپنے برادر دینی کے بارے میں ایسی سچی بات بیان کرتا ہے جسے سن کر اسے کوفت ہوتی ہے۔ تو یہ عنداللہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ اور ایک شخص اپنے دینی بھائی کے بارے میں ایک غلط بات بیان کرتا ہے جس سے اس کا مقصد اسے فائدہ پہنچانا ہے تو وہ عنداللہ سچا متصور ہوگا۔ (مصادقۃ الاخوان)

۱۰۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایمان کی علامت یہ ہے کہ سچ بولنے کو جھوٹ بولنے پر ترجیح دو اگرچہ سچ بولنے سے تمہیں نقصان و زیاں پہنچتا ہو۔ جبکہ جھوٹ بولنے سے فائدہ ہوتا ہو۔ اور تمہاری بات میں تمہارے صحیح معلومات سے زائد کوئی بات نہیں ہونی چاہیئے۔ اور دوسروں کی بات (نقل کرنے) میں خدا سے ڈر۔ (اس میں اپنی طرف سے کمی بیشی نہ کر جس سے اصل مقصد بدل جائے)۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد استحباب پر محمول ہے۔ ورنہ تم قبل ازیں سمجھ چکے ہو کہ مصلحۃً غلط بیانی جائز ہے۔

باب ۱۴۲

مؤمن کو یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ "تیرا گمان ہے" (کہ اس سے اس کی تحقیر ہوتی ہے) اور ناپسندیدہ لقب اور کنیت کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالاعلیٰ موالی ال سام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی تو میں نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں "آپ کا اب تک تو گمان یہ تھا" امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں! امام علیہ السلام کی یہ بات مجھے شاق گزری چنانچہ میں نے عرض

کیا: ہاں بخدا۔ آپؑ کا گمان یہی تھا! امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں بخدا میرا گمان نہ تھا۔ امام علیہ السلام کی یہ بات مجھ پر اور بھی شاق گزری اور میں نے کہہ دیا: بخدا آپؑ نے یہ بات کہی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں میں نے کہی ہے۔ (پھر فرمایا) کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں بھی لفظ ''زعم'' (گمان) استعمال ہوا ہے تو وہ جھوٹ کے معنوں میں ہوا ہے۔ (اس لیے تیرا اندازِ گفتگو درست نہیں تھا۔) (الاصول)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: لقب اور کنیت پر دلالت کرنے والی حدیثیں اولاد کے احکام میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴۳

انسان کا دومونہہ اور دوزبانہ (منافق) ہونا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسلمانوں سے دومونہوں اور دوزبانوں (منافقت) سے ملے وہ بروزِ قیامت اس حالت میں آئے گا کہ اس کی آتش دوزخ کی دوزبانیں ہوں گی۔ (الاصول، عقاب الاعمال، معانی الاخبار)

۲۔ زھری حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہت برا ہے وہ آدمی جو دومونہہ اور دوزبانہ ہو۔ جب اپنے بھائی سے حضوری میں ملے تو اس کی مدح وثنا کرے اور جب اس سے غائب ہو تو (گلہ کرکے) اس کا گوشت کھائے۔ اگر اس کے اس بھائی کو کوئی نعمت عطا کی جائے تو یہ اس سے حسد کرے، اور اگر وہ مبتلاء بلا ہو تو یہ اسے چھوڑ دے۔ (الاصول، الزہد، الخصال، الآمالی، معانی الاخبار، عقاب الاعمال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے عقاب الاعمال میں بعینہٖ یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے۔ مگر اس میں یہ تتمہ بھی ہے، فرمایا: برا آدمی ہے وہ جو گلہ گو اور عیب جو ہے۔ جب (سامنے) آتا ہے تو ایک منہ کے ساتھ اور جب (پس پشت) جاتا ہے تو دوسرے منہ کے ساتھ۔ (عقاب الاعمال)

۴۔ عبدالرحمٰن بن حماد مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا: اے عیسیٰؑ! ظاہر اور باطن میں تمہاری زبان ایک ہونی چاہیئے۔ اسی طرح تمہارا دل بھی ایک ہونا چاہیئے۔ میں تمہیں تمہارے نفس سے ڈراتا ہوں۔ اور تم خود بہتر جانتے ہو کہ ایک منہ میں دوزبانیں زیب نہیں دیتیں اور نہ ہی ایک میان میں دو تلواریں سما سکتی ہیں۔ اور نہ ہی ایک سینہ میں دو دل ہو سکتے ہیں۔ اور اسی طرح دو ذہن بھی (ایک دماغ میں نہیں سما سکتے)۔

(الاصول، عقاب الاعمال)

۵۔ عمرو بن خالد جناب زید بن علی سے اور وہ اپنے آباء کرام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن دو مونہہ آدمی اس حال میں آئے گا کہ اس کی ایک زبان اس کی پس گردن سے باہر نکلی ہوئی ہوگی اور دوسری اس کے آگے کی جانب ہے جن سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ شعلے اس کے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں دو مونہہ اور دو زبانہ تھا وہ قیامت کے دن اس طرح پہچانا جائے گا۔ (عقاب الاعمال، الخصال)

۶۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص لوگوں سے ایک منہ سے ملے اور ان کے پس پشت دوسرے منہ سے۔ تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کی آتش دوزخ کی دو زبانیں ہوں گی۔ (الآمالی، الخصال)

۷۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مؤمن کے سامنے اس کی مدح کرے اور اس کے پس پشت اس کی غیبت کرے۔ تو اس سے ان کے درمیان قائم رشتۂ اخوت منقطع ہو جاتا ہے۔ (الآمالی)

باب ۱۴۴

کسی خاص سبب کے بغیر مؤمن سے قطع تعلقی کرنا حرام ہے اور تین دن کے بعد تک مکروہ ہے اور تعلقات جوڑنے کی طرف جلدی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: تین دن کے بعد قطع تعلقی نہیں ہے۔ (الاصول)

۲۔ مرازم بن حکیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قطع تعلقی (بائیکاٹ) میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ (ایضا)

۳۔ قاسم بن ربیع بیان کرتے ہیں کہ مفضل (بن عمر) کی وصیت میں ہے (وہ بیان کرتے ہیں کہ) میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے: جب دو شخص تعلقات قطع کر کے جدا جدا ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ایک ضرور برائت اور لعنت کا مستحق بن جاتا ہے۔ اور بسا اوقات دونوں اس کے مستحق بن جاتے ہیں۔ اس پر معتب نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ ایک تو ظالم ہے وہ تو ٹھیک! مگر دوسرے مظلوم کا کیا

قصور؟ (وہ کیوں لعنت کا مستحق بنتا ہے؟) فرمایا: وہ اس طرح کہ وہ اپنے بھائی کو تعلقات کی بحالی کی طرف نہیں بلاتا۔ اور اس سے نرم کلامی نہیں کرتا۔ میں نے اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرماتے تھے کہ جب دو شخصوں کا آپس میں تنازعہ ہو جائے اور ایک زیادہ سخت ہو جائے (اور ترک تکلم کرے) تو مظلوم کو چاہیئے کہ وہ اپنے دوسرے ساتھی کے پاس چلا جائے اور اس سے کہے: اے بھائی! میں ہی ظالم ہوں اور میری ہی زیادتی ہے۔ تاکہ اس طرح ان کی باہمی قطع تعلقی ختم ہو جائے۔ البتہ خدا عادل ہے وہ مظلوم کا حق ظالم سے لے کر دادرسی کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنے اس رشتہ دار سے تعلقات توڑتا ہے جو حق کی معرفت نہیں رکھتا تو؟ فرمایا: اسے اس سے تعلقات نہیں توڑنے چاہئیں۔ (ایضاً)

۵۔ داؤد بن کثیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میرے والد نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے: جو بھی دو مسلمان آپس میں باہم بول چال ختم کر دیں اور تین دن تک اسی حالت پر رہیں اور آپس میں صلح صفائی نہ کریں تو وہ دونوں اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں اور ان کی باہمی ولایت و محبت ختم ہو جاتی ہے۔ اور ان میں سے جو بھی صلح کرنے کی طرف سبقت کرے گا وہی حساب والے دن جنت کی طرف سبقت کرے گا۔ (ایضاً)

۶۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک دو مسلمانوں کا باہمی بائیکاٹ جاری رہتا ہے۔ شیطان برابر خوش و خرم رہتا ہے۔ اور جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو اس کے گھٹنے آپس میں ٹکرانے لگتے ہیں (کمزور ہو جاتا ہے) اور اس کے جوڑ جوڑ الگ ہو جاتے ہیں اور ویل و ثبور (ہلاکت) پکارتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلقی کرے۔ (الفقیہ)

۸۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: اگر کوئی شخص لامحالہ تعلق قطع ہی کرنا چاہے تو تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے بائیکاٹ نہ کرے اور جو اس سے زیادہ کرے گا تو پھر آتش دوزخ ہی اس کے لیے سزاوار ہے۔ (ایضاً)

۹۔ محمد بن حمران اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی کبھی دو مؤمن تین دن سے زیادہ بائیکاٹ کرتے ہیں تو میں تیسرے دن ان دونوں سے بری و بیزار ہو جاتا ہوں۔ عرض کیا

گیا کہ یہ ایک تو ظالم ہے۔ (وہ تو ٹھیک) مگر مظلوم کا کیا قصور ہے؟ فرمایا: وہ کیوں ظالم کے پاس جا کر نہیں کہتا کہ میں ظالم ہوں تا کہ اس بہانے ان کی صلح ہو جائے۔ (الخصال)

۱۰۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنی وصیت میں فرمایا: اے ابوذرؓ! خبردار کبھی اپنے برادر (مسلمان) سے بائیکاٹ نہ کرنا۔ کیونکہ اس طرح کسی کا عمل قبول نہیں ہوتا۔ اے ابوذرؓ! میں تمہیں قطع تعلقی سے منع کرتا ہوں۔ اور اگر لامحالہ کرنا ہی پڑے تو پھر مکمل تین دن تک نہ کرنا۔ ورنہ جو شخص اسی حالت میں مر گیا وہ دوزخ کا سزاوار ہوگا۔ (آمالی شیخ طوسیؒ)

باب ۱۴۵

مؤمن کو اذیت پہنچانا حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند جبار فرماتا ہے کہ جو شخص میرے کسی بندۂ مؤمن کو اذیت پہنچاتا ہے اسے میرے خلاف جنگ کا چیلنج ہے۔ اور جو میرے بندۂ مؤمن کا احترام کرتا ہے وہ میرے قہر وغضب سے مامون ہوتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا۔ میرے دوستوں کو روکنے والے کہاں ہیں؟ اس وقت ایک گروہ کھڑا ہوگا جن کے چہروں پر کوئی گوشت نہیں ہوگا۔ پس کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مؤمنوں سے بغض وعناد رکھتے تھے، ان کو اذیت پہنچاتے تھے اور ان کے دین میں ان سے سختی کرتے تھے۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ ان کو جہنم میں جھونک دیا جائے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو اسی طرح نقل کیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بخدا وہ (اذیت پہنچانے والے) لوگ انہی (مظلوموں) کے ہم مسلک ہوں گے۔ لیکن ان کے حقوق کے غاصب ہوں گے۔ اور ان کے رازوں کو فاش کرنے والے ہوں گے۔ (جس کی پاداش میں دوزخ میں جائیں گے)۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴۶

مؤمن کی توہین کرنا اور اسے تنہا چھوڑنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پر لے جایا گیا تو آپؐ نے بارگاہِ خدا میں عرض کیا: یارب! تیری بارگاہ میں مؤمن کا کیا مقام ہے؟ ارشاد ہوا: اے محمدؐ! جو شخص میرے کسی دوست کی توہین کرتا ہے۔ وہ مجھے جنگ کا چیلنج کرتا ہے۔ اور میں سب کاموں سے جلدی اپنے دوستوں کی نصرت کرتا ہوں۔ (الاصول)

۲۔ حماد بن بشیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے کسی دوست کی اہانت کرتا ہے وہ میرے خلاف لڑنے کے لیے گھات میں بیٹھتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا کہ جو شخص کسی غریب مسلمان کو حقیر سمجھے تو اس نے دراصل خدا کے حق کو حقیر سمجھا ہے اور جو ایسا کرے گا تو بروزِ قیامت خدا اسے حقیر سمجھے گا۔ مگر یہ کہ توبہ کرے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کو ذلیل کرے یا اس کے فقر و فاقہ کی وجہ سے اسے حقیر سمجھے تو خداوند عالم بروزِ قیامت اس کی تشہیر و تذلیل کرے گا۔ (معانی الاخبار)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی فقیر و نادار مؤمن کو حقیر نہ سمجھو۔ کیونکہ جو شخص کسی مؤمن کو حقیر و خفیف سمجھے گا۔ خدا اسے حقیر سمجھے گا۔ اور جب تک وہ اسے حقیر سمجھنے سے باز نہیں آئے گا اور توبہ نہیں کرے گا خدا برابر اس پر ناراض رہے گا۔ اور فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کو اس کی مالی تنگدستی کی بناء پر ذلیل و حقیر سمجھے گا تو خداوند عالم بروزِ قیامت تمام خلائق کے سامنے اس کی تشہیر کرے گا۔ (عقاب الاعمال)

۶۔ ابراہیم بن عمر یمانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندۂ مؤمن باوجود طاقت و قدرت رکھنے کے اپنے برادر مؤمن کی مدد نہ کرے تو خدا دنیا و آخرت میں اس کی مدد نہیں کرے گا۔

(عقاب الاعمال، المحاسن)

۷۔ حضرت رسول خداﷺ نے ایک خطبہ میں فرمایا: جو کسی مسلمان کی اس کے فقر و فاقہ کی وجہ سے توہین کرے اور اسے

حقیر سمجھے تو اس نے خدا کو حقیر سمجھا ہے۔ اور جب تک اسے راضی نہیں کرے گا وہ برابر خدا کی ناراضی میں گرفتار رہے گا۔ اور جو شخص کسی قلاش و بے مایہ مسلمان کا احترام کرے تو وہ بروزِ قیامت اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ خدا اس پر خوش ہوگا۔ پھر فرمایا: جو شخص کسی نادار پر ظلم و تعدی کرے یا اس پر تکبر و بڑائی ظاہر کرے یا اسے حقیر جانے تو خداوند قہار قیامت کے دن اسے آدمی کی شکل میں مگر چیونٹی کے قد کاٹھ میں محشور کرے گا اور پھر اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ (عقاب الاعمال)

۸۔ حضرت رسول خدا ﷺ سے مروی ہے، فرمایا: کئی غبار آلود اور پراگندہ مو لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے پاس صرف دو پرانے کپڑے ہوتے ہیں اور دروازوں پر ذلت سے دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ مگر وہ (اس قدر مقبول بارگاہ ہوتے ہیں) کہ اگر خدا کو کسی چیز کی قسم دے دیں تو یقیناً خدا ان کی قسم کو پورا کرے گا۔

(الآمالی للصدوق ؒ وامالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴۷

مؤمن کو ذلیل و رسوا کرنا اور اسے حقیر جاننا حرام ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقی ؒ باسناد خود معلّٰی بن خنیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا فرماتا ہے کہ جو شخص کسی بندۂ مؤمن کو ذلیل کرتا ہے وہ میری طرف سے اپنے خلاف اعلانِ جنگ سمجھے اور جو شخص میرے کسی بندۂ مؤمن کا احترام کرتا ہے وہ میرے قہر و غضب سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھے۔ (المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ (بن عمار) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جب خدا نے مجھے معراج پر بلایا۔ اور پس پردہ سے مجھے جو وحی کی سو کی۔ اسی کے ضمن میں مجھے خطاب کر کے فرمایا: اے محمدؐ! جو شخص میرے ولی کو ذلیل کرتا ہے وہ میرے خلاف جنگ لڑنے کی خاطر گھات میں بیٹھتا ہے۔ اور جو مجھ سے جنگ کرے گا۔ تو میں بھی اس سے جنگ کروں گا۔ میں نے عرض کیا: پروردگار! یہ تو میں جانتا ہوں کہ جو تجھ سے جنگ لڑے گا تو تو بھی اس کے خلاف جنگ کرے گا۔ مگر یہ بتا کہ تیرا یہ ولی کون ہے؟ ارشاد ہوا: یہ وہ (بندۂ مؤمن) ہے جس سے میں نے تیرے اور تیرے وصی اور

تم دونوں کی ذریت کے لیے ولایت ومحبت کا عہد و پیمان ہے۔ (الاصول)

۳۔ معلیٰ بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے کسی بندۂ مؤمن کو ذلیل کرتا ہے۔ وہ مجھے جنگ کیلئے للکارتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن ابوحمزہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مسکین یا غیر مسکین مؤمن کو حقیر سمجھے تو خداوند جبار برابر اسے حقیر سمجھتا رہے گا اور اس پر ناراض رہے گا۔ جب تک وہ اسے حقیر سمجھنے سے باز نہیں آ جائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن احمد بن محمد قصری سے اور وہ جناب فاطمہ بنت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو خوفزدہ کرے اور اسے ڈرائے دھمکائے۔ (عیون الاخبار)

۶۔ منصور صیقل اور معلیٰ بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداﷺ نے فرمایا: خدائے عزوجل فرماتا ہے: میری اس شخص سے لڑائی ہے جو میرے کسی بندۂ مؤمن کو ذلیل کرتا ہے۔ اور میں سب کاموں سے زیادہ جلدی اپنے دوستوں کی نصرت اور مدد کرتا ہوں۔ (مصادقۃ الاخوان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴۶ اور اس سے پہلے باب ۵۸ از مستحقین زکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴۸

مؤمن کو خفیف اور سبک جاننا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوہارون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے ان چند لوگوں سے فرمایا جو آپ کے پاس موجود تھے۔ جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ ہمیں خفیف وحقیر جانتے ہو؟ اس پر خراسان کا رہنے والے ایک شخص کھڑا ہوگیا اور بولا: خدا کی پناہ کہ ہم آپؑ کو یا آپؑ کی کسی چیز کو خفیف سمجھیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ تو بھی ان لوگوں میں سے ایک ہے جس نے مجھے خفیف سمجھا! اس شخص نے کہا: خدا کی پناہ کہ ہم آپؑ کو خفیف سمجھیں! امام علیہ السلام نے فرمایا:

افسوس ہے تجھ پر۔ کیا تو نے فلاں (مؤمن) کی آواز نہیں سنی تھی جبکہ ہم (سفر حج میں) مقام "جحفہ" کے قریب تھے کہ وہ تجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں پیدل چل چل کر بہت تھک گیا ہوں۔ مجھے صرف ایک میل تک اپنی سواری پر سوار کر لے۔ مگر بخدا تو نے سر اٹھا کر اُدھر دیکھا بھی نہیں تھا۔ اس طرح تو نے اس کا استخفاف کیا۔ اور جو ہمارے کسی مؤمن کا استخفاف کرے تو گویا اس نے خدا کی حرمت وعظمت کا استخفاف کیا ہے اور اسے ضائع کیا ہے۔ (اصول کافی)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۷ و باب ۱۴۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴۹

رشتہ داروں سے قطع رحمی کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب لوگ باہم قطع رحمی کریں گے تو مال برے لوگوں کو دے دیئے جائیں گے۔ (اور وہ محروم ہو جائیں گے)۔ (الاصول)

۲۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ منجملہ ان گناہوں کے جو جلدی فنا وتباہی کا باعث بنتے ہیں ایک قطع رحمی بھی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عنبسہ العابد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے رشتہ داروں کی شکایت کی! امام علیہ السلام نے فرمایا: اپنا غصہ پی جا اور (نیکی) کر۔ اس نے کہا: وہ اِس طرح کرتے ہیں اور اُس طرح کرتے ہیں؟ (قطع رحمی کرتے ہیں؟) امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو بھی یہ چاہتا ہے کہ ان کی مانند ہو جائے۔ (کہ جو برائی وہ کرتے ہیں تو بھی وہی کرے؟) اگر ایسا ہے تو پھر خدا تم سب پر کبھی نظر (رحمت) نہیں کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تمہارا رشتہ دار تم سے قطع رحمی بھی کرے تو تب بھی تم قطع رحمی نہ کرو۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب النکاح (باب ۵۹) میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵۰

کسی مؤمن کی لغزشوں اور عیبوں کو اس لئے شمار کرنا (اور یاد رکھنا) کہ کبھی اس پر ان کے ذریعہ سے طعن و تشنیع کی جا سکے حرام ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بندہ سب سے زیادہ خدا سے اس وقت دور ہوتا ہے جب وہ کسی آدمی سے بھائی چارہ قائم کرتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اس کی لغزشیں اور کمزوریاں یاد کرتا رہتا ہے تاکہ کسی دن اسے ان کے ذریعہ سے طعنہ دے سکے۔ (الاصول)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بندہ سب سے زیادہ کفر کے نزدیک اس وقت ہوتا ہے کہ جب وہ کسی شخص سے دین و ایمان کے نام پر بھائی چارہ قائم کرتا ہے مگر وہ اس کی خطائیں اس لیے یاد رکھتا ہے کہ کسی نہ کسی دن اسے ان کے ذریعہ سے سرزنش کر سکے۔ (الاصول، المحاسن)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے وہ گروہ جو صرف زبان سے تو اسلام لایا ہے مگر ہنوز اس کے دل میں خالص اسلام جاگزین نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی مذمت نہ کرو۔ اور نہ ہی ان کی کمزوریوں کو تلاش کرو کیونکہ جو ان کی کمزوریوں کو تلاش کرے گا تو خدا اس کی کمزوریوں کو تلاش کرے گا۔ اور جس کی کمزوریوں کو خدا تلاش کرے گا تو وہ ضرور اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔ اگرچہ اس کے گھر میں ہی کرے۔ (الاصول، عقاب الاعمال، المحاسن)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سیف بن عمیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کمترین وہ چیز جس سے آدمی دین سے خارج ہو جاتا ہے یہ ہے کہ ایک آدمی دین و ایمان کے نام پر کسی سے بھائی چارہ قائم کرے اور پھر اس کی لغزشوں کو شمار کرتا رہے۔ تاکہ کسی نہ کسی دن اسے ان پر طعن و تشنیع کر سکے۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ از آداب حمام میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵۱

مؤمن پر طعن و تشنیع کرنا اور اس کی سرزنش کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کو کسی گناہ پر طعن و تشنیع کرے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک خود اس گناہ کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ (الاصول)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کی برائی کو پھیلائے وہ اس برائی کے ارتکاب کرنے والے کی مانند سمجھا جائے گا۔ اور جو شخص کسی شخص کو کسی چیز کی وجہ سے طعنہ دے تو وہ اس وقت نہیں مرے گا جب تک اس چیز کا مرتکب نہیں ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حسین بن عثمان ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کی لعنت و ملامت کرے گا تو خدا دنیا و آخرت میں اس کی لعنت و ملامت کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے بھائی سے سرزنش کے ساتھ ملاقات کرے تو خدا دنیا و آخرت میں اس کی سرزنش کرے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۵۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵۲

مؤمن کی غیبت (گلہ گوئی) حرام ہے اگرچہ سچ پر مبنی ہو۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی اٹھارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن وہ ہے جس کو مؤمن اپنی جان و مال کا امین سمجھیں۔ اور مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کے شر) سے مسلمان محفوظ ہوں۔ اور مہاجر (ہجرت کرنے والا) وہ ہے جو گناہوں اور خدا کے حرام کردہ کاموں کو چھوڑ دے۔ مؤمن کیلئے مؤمن پر ظلم کرنا یا اسے تنہا چھوڑنا یا اس کی غیبت کرنا یا اسے ٹھکرانا حرام ہے۔ (الاصول)

۲۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص لوگوں سے معاملہ کرے مگر ان پر ظلم و زیادتی نہ کرے، ان سے بات چیت کرے مگر جھوٹ نہ بولے اور ان سے وعدہ کرے مگر وعدہ خلافی نہ

کرے تو یہ ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کی غیبت حرام ہوتی ہے، جن کی مروت و شرافت کامل ہوتی ہے، عدالت ظاہر ہے اور جن سے بھائی چارہ قائم کرنا لازم ہوتا ہے۔

(الاصول، صحیفۃ الرضا للطبرسی، عیون الاخبار للصدوق)

۳۔ حرث بن مغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے، اس کی آنکھ ہوتا ہے، اس کا آئینہ ہوتا ہے اور اس کا رہبر و راہنما ہوتا ہے۔ نہ اس سے خیانت کرتا ہے، نہ اسے دھوکہ دیتا ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ ہی اس کی غیبت کرتا ہے۔ (الاصول)

۴۔ ربعی ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کا ساتھ چھوڑتا ہے، نہ اس کی غیبت کرتا ہے، نہ اسے دھوکہ دیتا ہے۔ اور نہ اسے محروم کرتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کے بارے میں (لوگوں میں بیٹھ کر) وہ بات کہے جو اس کی آنکھوں نے دیکھی ہو اور اس کے کانوں نے سنی ہو۔ (مگر وہ بات ایسی ہو جس سے اس کی مروت ختم ہوتی ہو) تو یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان کی برائیوں کو پھیلایا جائے۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے)۔

(الاصول، الآمالی للصدوقؒ)

۶۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ غیبت کرنا مسلمان آدمی کے دین کو خراب کرنے میں اس سے بھی زیادہ جلد اثر کرتی ہے جس قدر آدمی کے پیٹ میں کدو کیڑا (اس کا گوشت کھانے میں کرتا ہے)۔ (الاصول)

۷۔ سابقہ سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے، فرمایا: نماز کے انتظار میں مسجد میں صرف بیٹھنا بھی عبادت ہے۔ جب تک کوئی احداث و بدعت پیدا نہ کرے! عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! وہ احداث کیا ہے؟ فرمایا: غیبت کرنا۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذر! خبردار غیبت سے اجتناب کرنا۔ کیونکہ غیبت اور گلہ گوئی زناکاری سے بھی زیادہ سخت جرم ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! یہ کس طرح؟ فرمایا: آدمی زنا

کر کے خدا سے توبہ کرتا ہے تو خدا اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ مگر غیبت اس وقت تک معاف نہیں ہوتی جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہے[1]۔ اے ابوذرؓ! مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ اس سے قتل و قتال کرنا کفر ہے۔ اور (غیبت کر کے) اس کا گوشت کھانا خدا کے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ اور اس کے مال کا احترام اسی طرح لازم ہے جس طرح اس کے خون کا لازم ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! غیبت کیا ہے؟ فرمایا: تمہارا اپنے (مسلمان) بھائی کے بارے میں (اس کے پس پشت) وہ بات کہنا جسے وہ (سنے تو) ناپسند کرے۔ پھر عرض کیا: یا رسول اللہؐ! جس بات کا ذکر کیا جائے اگر وہ اس میں پائی جاتی ہو تو؟ فرمایا: اگر وہ بات اس میں پائی جائے جو تم بیان کر رہے ہو تو یہی تو غیبت ہے۔ اور اگر وہ بات اس میں نہیں پائی جاتی جو تم بیان کر رہے ہو تو یہ بہتان ہے (جو غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے)۔ (امالی شیخ طوسیؒ، کذا فی علل الشرائع، والخصال، ومجمع البیان)

۹۔ جناب حسین بن سعید اپنی کتاب الزہد میں باسناد خود زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخصوں پر جنت حرام ہے: (۱) احسان جتلانے والے پر۔ (۲) غیبت کرنے والے پر۔ (۳) اور ہمیشہ شراب پینے والے پر۔ (کتاب الزہد)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں غیبت کرنے، غیبت سننے، چغلخوری کرنے اور اس کے سننے کی ممانعت فرمائی۔ اور فرمایا کہ چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور آپ نے اس باہمی گفتگو کی ممانعت فرمائی جو غیر اللہ کی دعوت دے۔ اور گلہ گوئی کی مناہی فرمائی۔ اور فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی غیبت کرے اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور وضو ٹوٹ جائے گا۔ (ثواب کم

---

[1] اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ زنا حق اللہ ہے اور غیبت حق الناس ہے۔ عام طور پر یہی بات مشہور ہے لیکن اگر زناکاری کے گھناؤنے جرم کے جملہ پہلوؤں کا نظر غائر سے جائزہ لیا جائے تو حضرت شیخ بہائی علیہ الرحمہ کی وہ تحقیق بڑی انیق لگتی ہے اور تفصیل بڑی جمیل ہے جسے فاضل جزائری نے اپنی کتاب نور الانوار شرح صحیفۂ کاملہ میں نقل کیا ہے۔ اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ زنا بعض صورتوں میں صرف حق اللہ ہوتا ہے۔ جیسے اس عورت سے زنا جو آزاد ہو، مطلق العنان ہو، نہ اس کا کوئی ولی ہو نہ وارث، اور پھر یہ زنا بھی اس کی رضا سے ہوا ہو...... لیکن اگر اسی عورت سے زنا بالجبر کیا جائے۔ یا مزینہ شوہر دار ہو۔ یا ماں باپ کے گھر میں ہو (جس سے ان کی توہین ہوتی ہو) یا وہ کسی کی کنیز ہو۔ تو ان تمام صورتوں میں یہ زنا حق الناس میں داخل ہے۔ کہیں خود عورت کا حق ہے۔ کہیں شوہر کا، کہیں ماں باپ کا اور کہیں مالک کا...... تو یہاں بھی زانی کی توبہ تب قبول ہوگی جب متعلقہ آدمی بھی اسے معاف کرے گا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ جرم ہی ایسا ہے کہ اس کی تصریح کر کے تو معافی مانگی نہیں جا سکتی۔ لہٰذا اجمال سے کام لینا پڑے گا۔ مثلاً یوں کہے کہ اگر مجھ سے آپ کی کوئی حق تلفی ہوئی ہو تو للہ مجھے معاف کر دیں۔ پھر خدا سے بھی استغفار کرے (کیونکہ ہر حق الناس کے ساتھ حق اللہ بھی ضرور ہوتا ہے)۔ تو وہ غفور و رحیم معاف کر دے گا۔ انشاء اللہ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہو جائے گا)۔ اور قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا منہ مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوگا۔ جس سے اہل محشر کو اذیت ہوگی اور اگر بلا توبہ مر گیا تو خدا کے حرام کو حلال سمجھ کر مرنے والا سمجھا جائے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی پر یہ احسان کرے کہ جب کسی محفل میں اس کی غیبت سنے تو اسے رد کرے (اس شخص کا دفاع کرے)۔ تو خدا دنیا و آخرت میں اس سے ہزار شر کو رد کرے گا۔ اور اگر رد کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود نہ کرے (بلکہ لطف لے کر سنے) تو اصل غیبت کرنے والے سے اس پر ستر گنا زیادہ وزر و وبال ہوگا۔ (الفقیہ)

۱۱۔ عبدالرحمٰن بن سیابہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے بارے میں (اس کے پس پشت) وہ بات کہو جس پر خدا نے پردہ ڈالا ہوا ہے (مگر اس میں پائی جاتی ہے) اور اگر اپنے بھائی کے بارے میں وہ بات کہو جو اس میں نہ ہو تو یہ بہتان ہے۔ (الامالی و معانی الاخبار)

۱۲۔ ابراہیم بن ابو زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ولد الزنا کی تین علامتیں ہیں: (۱) بری حاضری و حضوری (سبّ و شتم، گلہ گوئی، چغلخوری اور بہتان تراشی وغیرہ)۔ (۲) زنا کاری کی طرف رغبت (اور زنا کاری)۔ (۳) ہم اہل بیت علیہم السلام سے عداوت اور دشمنی و بیزاری۔ (الآمالی، الخصال)

۱۳۔ نوف بکّالی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپؑ مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے۔ اور عرض کیا: ﴿السلام علیک یا امیر المؤمنین و رحمة اللّٰه و برکاته﴾ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: ﴿و علیک السلام یا نوف و رحمة اللّٰه و برکاته﴾۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنینؑ! مجھے کچھ وعظ و نصیحت فرمائیں! فرمایا: اے نوف (لوگوں سے) بھلائی کر تجھ سے بھی بھلائی کی جائے گی۔.......... (الی ان قال)۔ میں نے عرض کیا: مولا! کچھ اور! فرمایا: غیبت سے اجتناب کر کہ یہ دوزخ کے کتوں کی غذا ہے۔ پھر فرمایا: اے نوف! وہ شخص جھوٹ کہتا ہے جو گمان کرتا ہے کہ وہ حلال زادہ ہے حالانکہ وہ غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھاتا ہے۔ (الآمالی)

۱۴۔ حسین بن خالد حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ تو گوشت والے گھر اور موٹے گوشت کو برا جانتا ہے؟ عرض کیا: (فرزند رسولؐ) ہم سب گوشت کو پسند کرتے ہیں۔ اور ہمارے گھر بھی (بالعموم) گوشت سے خالی نہیں ہوتے۔ فرمایا: میری مراد وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو۔ بلکہ "گوشت والے گھر" سے مراد وہ (پیٹ) ہے جس میں غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھایا جاتا ہو۔ اور موٹے گوشت سے مراد وہ متکبر مزاج آدمی ہے جو اکڑ اکڑ کر چلتا ہو۔ (عیون الاخبار، معانی الاخبار)

۱۵۔ اسباط بن محمد مرفوعاً حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جو زنا سے بھی

زیادہ سنگین ہے؟ عرض کیا گیا: ہاں۔ فرمایا: وہ ہے آدمی کا اپنے بھائی کی عزت میں ہاتھ ڈالنا (اس کی غیبت کرنا)۔ (مصادقة الاخوان)

۱۶۔ علقمہ بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس شخص کو تو نے اپنی آنکھوں سے گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور دو (شرعی) گواہوں نے اس کے جرم کی تمہارے سامنے شہادت نہیں دی۔ وہ صاحب عدالت ہے اور صاحب ستر ہے (جس کے گناہوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ظاہری شریعت میں) اس کی گواہی قبول ہے۔ اگرچہ (درحقیقت) گنہگار ہی ہو۔ اور جو شخص اس کی غیبت کرے اس عیب کی وجہ سے جو اس میں پایا جاتا ہو۔ تو وہ خدا کی ولایت (حکومت) سے خارج ہے اور شیطان کی حکومت میں داخل ہے۔ اور مجھ سے میرے والد نے اور انہوں نے اپنے آباء و اجداد سے حضرت رسول خداﷺ کی حدیث سنائی ہے کہ فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کی اس گناہ کی وجہ سے غیبت کرے جو اس میں پایا جاتا ہو۔ تو خداوند عالم ان کو کبھی جنت میں اکٹھا نہیں کرے گا۔ (یعنی وہ جہنم میں جائے گا) اور جو شخص کسی مؤمن کی اس گناہ کی وجہ سے غیبت کرے جو اس میں پایا ہی نہ جاتا ہو تو ان کا باہمی رشتۂ اخوت قطع ہو جائے گا۔ اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اور یہ بہت ہی بری بازگشت ہے۔ (الآمالی)

۱۷۔ حضرت رسول خداﷺ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ میں فرمایا: جو شخص اپنے برادر مسلمان کی غیبت کرے اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر اس حالت میں (بلا توبہ) مر گیا تو وہ خدا کے حرام کو حلال سمجھنے والا سمجھا جائے گا۔...... (الی ان قال) .... اور جو شخص اپنے بھائی کو امداد کرنے اور اسے فائدہ پہنچانے کی طرف چل کر جائے تو اسے راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں کا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص اپنے بھائی کی عیب جوئی اور ہتک حرمت کی طرف چل کر جائے تو وہ اس سلسلہ میں جو پہلا قدم اٹھائے گا وہ جہنم میں رکھے گا۔ اور خدا (میدانِ حشر میں) تمام خلائق کے روبرو اس کا عیب ظاہر کرے گا۔ اور جو (صلہ رحمی کرتے ہوئے) کسی ایسے رشتہ دار کی طرف چل کر جائے جس کے بارے میں اس سے باز پرس کی جائے گی تو خدا اسے سو شہید کا ثواب عطا کرے گا۔ اور اگر اس نے اس کی مالی مدد بھی کی تو اسے ہر ہر قدم کے عوض چالیس ہزار ہزار نیکیاں ملیں گی۔ اور جو قطع رحمی کرنے اور فتنہ و فساد پھیلانے کی خاطر چل کر جائے تو خدا اس پر غضبناک ہوگا اور دنیا و آخرت میں اس پر لعنت کرے گا۔ اور اس پر قطع رحمی کرنے والے کے برابر وزر و وبال ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

۱۸۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تم اپنے (ایمانی) بھائی کے بارے میں وہ بات کہو جو اس میں موجود تو ہو مگر خدا نے اس پر پردہ ڈالا

ہوا ہو (اور وہ بھی اسے چھپایا کرتا ہو) یعنی متجاہر بالفسق نہ ہو)۔ لیکن اگر تم اس کے بارے میں وہ بات کہو جو سرے سے اس میں موجود ہی نہ ہو تو یہ بہتان ہے جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (کہ اس نے بہتان اور کھلم کھلا گناہ کا بوجھ اٹھایا ہے)۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸۶ و ۱۱۷ و ۱۲۲ و ۱۳۰ و ۱۴۳ اور اس سے پہلے باب ۱۲ از ممایسک عنہ الصائم باب ۲ از آداب صائم و باب ۴۹ از آداب سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵۴ و ۱۵۶ و ۱۶۴ جہاد النفس باب ۴ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵۳

مؤمن اور مؤمنہ پر بہتان باندھنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن مرد یا مؤمنہ عورت پر ایسے امر کا بہتان لگائے جو اس میں نہ ہو۔ تو خداوند جبار اسے طینت خبال میں محشور کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات کے وزر و وبال سے باہر آئے۔ عرض کیا گیا کہ طینت خبال کیا ہے؟ فرمایا: وہ پیپ ہے جو زانیہ عورتوں کی شرمگاہوں سے نکلتی ہے۔

(الاصول، عقاب الاعمال، الآمالی، معانی الاخبار)

۲۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن یا مؤمنہ پر بہتان باندھے یا ان کے بارے میں کوئی ایسی بات کرے جو ان میں نہ پائی جاتی ہو تو خداوند قہار اسے بروزِ قیامت دوزخ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا رکھے گا۔ یہاں تک کہ اپنی کہی ہوئی بات (کے عذاب سے) باہر آئے۔ (عیون الاخبار، صحیفۃ الرضاؑ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱۷ و ۱۵۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵۴

وہ مخصوص مقامات جہاں غیبت کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے غیبت کے بارے میں سوال کیا......؟ فرمایا: وہ یہ ہے کہ تم اپنے دینی و ایمانی بھائی کی طرف وہ کام منسوب کرو جو اس نے نہ کیا ہو۔ یا اس کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کرو جسے خدا نے پوشیدہ رکھا ہو۔ اور اس بارے میں اس پر (شریعت کی) حد جاری نہ ہو چکی[1] ہو۔ (الاصول)

۲۔ عبدالرحمٰن بن سیابہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ غیبت یہ ہے کہ تم اپنے (دینی) بھائی کے بارے میں وہ بات کہو جسے خدا نے چھپا رکھا ہو۔ لیکن جو ظاہر بظاہر ہو جیسے اس کی حدت و تند مزاجی اور جلد بازی تو وہ غیبت نہیں ہے۔ اور بہتان یہ ہے کہ تم اس کے بارے میں وہ بات کہو جو اس میں سرے سے پائی ہی نہ جائے۔ (ایضاً)

۳۔ ابان ایک شخص سے جسے ہم یحییٰ الازرق ہی سمجھتے ہیں، روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی کے پس پشت اس کی کوئی ایسی خامی بیان کرے جسے لوگ پہلے سے جانتے ہوں تو اس نے اس کی غیبت نہیں کی۔ ہاں جو شخص کسی کے پس پشت ایسی بات کہے جسے پہلے لوگ نہ جانتے ہوں تو اس نے اس کی غیبت کی ہے۔ اور جو اس کے بارے میں وہ بات کہے جو سرے سے اس میں موجود نہ ہو تو پھر اس نے اس پر بہتان باندھا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن جہم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص متجاہر بالفسق ہو۔ (علانیہ فسق و فجور کرے) تو اس کا نہ کوئی احترام ہے اور نہ اس کی غیبت حرام ہے۔ (الآمالی)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کا (شرعاً) کوئی احترام نہیں ہے: (۱) بدعتی آدمی۔ (۲) ظالم پیشوا۔ (۳) معلن بالفسق۔ (علانیہ فسق و فجور کرنے والا)۔ (قرب الاسناد)

۶۔ مفسر جناب عیاشیؒ باسناد خود فضل بن ابوقرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ (خدا کسی بری بات کو بلند آواز سے بیان کرنا پسند نہیں کرتا۔ سوائے مظلوم کے (کہ اسے یہ حق حاصل ہے)۔ فرمایا: جو شخص کسی قوم کی (دعوت دے کر) ضیافت کرے اور پھر بُری کرے۔ تو یہ انہی ظالموں میں سے ہے۔ تو وہ جو کچھ اس کے بارے

[1] اس کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ اس کا جو عیب مستور نہ ہو بلکہ مشہور ہو۔ اور اس کے جس گناہ کی بنا پر اس پر شرعی حد جاری ہو چکی ہو اس کے اس گناہ کا تذکرہ کرنا حرام غیبت میں داخل نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

میں کہیں ان کے لیے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۷۔ جناب شیخ حسن طبرسیؒ اسی آیت مبارکہ ﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مہمان کسی شخص کے ہاں مہمان بن کر آئے۔ اور وہ (باوجود قدرت کے) اس کی اچھی ضیافت نہ کرے تو اگر وہ (مہمان) اس کی بدسلوکی کا تذکرہ کرے تو یہ غیبت نہیں ہے۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب الجماعت (نمبر ۱۱ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بلا عذر تارک جماعت کی غیبت کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۱ از شہادات میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵۵

غیبت کرنے کا کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔ اور وہ یوں ہے کہ اس شخص سے حلال کرائے یا اس کے لیے استغفار کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن عمیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خداؐ سے پوچھا گیا کہ غیبت کرنے کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا: جس کی غیبت کی ہے وہ جب بھی یاد آئے تو اس کے لیے طلب مغفرت کرو۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۵۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو حلال کرانے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۵ از جہاد نفس میں) طلب مغفرت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۵۶

مؤمن کی غیبت کا دفاع کرنا واجب ہے اور ردّ کیے بغیر اس کا سننا حرام ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! جس شخص کے پاس اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور یہ اس کی نصرت (دفاع) کرنے پر قادر ہو مگر نہ کرے۔ تو خدا دنیا و آخرت

میں اس کی مدد نہیں کرے گا۔ (الفقیہ)

۲۔ ابوالورد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس اس کے برادر مسلمان کی غیبت کی جائے اور اس کی نصرت کرے (رد کرے) تو خدا دنیا و آخرت میں اس کی نصرت کرے گا اور جو باوجود نصرت کر سکنے کے نہ کرے اور اس کی طرف سے دفاع نہ کرے تو خدا اسے دنیا و آخرت میں سرنگوں کرے گا۔
(ثواب الاعمال وعقاب الاعمال)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی عرض و ناموس کا دفاع کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔
(ثواب الاعمال)

۴۔ ابراہیم بن عمر یمانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو مؤمن کسی مؤمن کی (کسی قسم کی) اعانت کرے تو یہ عمل اس کے لیے ماہِ رمضان کے روزے رکھنے اور مسجد الحرام میں اعتکاف بیٹھنے سے افضل ہوگا۔ اور جو شخص اپنے برادر مؤمن کی (کسی قسم کی) نصرت کرے جبکہ وہ نصرت کرنے پر قادر بھی ہو۔ تو خداوند عالم دنیا و آخرت میں اس کی نصرت کرے گا۔ اور جو شخص کسی مؤمن کی مدد نہ کرے جبکہ کر سکتا تھا تو خدا دنیا و آخرت میں اس کی مدد نہیں کرے گا۔ (ثواب الاعمال وعقاب الاعمال)

۵۔ حضرت رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ میں فرمایا: جو شخص کسی محفل میں کسی مؤمن کی غیبت ہوتی ہوئی سنے اور وہ اس کی رد کرے تو خدا اس سے دنیا و آخرت میں فتنہ و شر کے ہزار دروازے رد (بند) کرے گا۔ اور اگر وہ نہ کرے بلکہ اسے پسند کرے تو اس پر بھی غیبت کرنے والے کی مانند وزر و وبال ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کی عزت کی طرف سے دفاع کرے تو اس کے لیے یقیناً جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اور جس شخص کے ساتھ بھلائی کی جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ بھی اس کے عوض بھلائی کرے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو (کم از کم) زبان سے اس کی تعریف تو کرے اور اگر ایسا بھی نہ کرے تو اس نے کفرانِ نعمت کیا ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۷۔ ابن ابوالدرداء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص نے دوسرے کی غیبت کی۔ اور حاضرین میں سے ایک شخص نے اس کا دفاع کیا۔ اس پر حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو شخص

اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرے تو اس کا یہ عمل اس کے اور جہنم کے درمیان حجاب بن جائے گا۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذرؓ! جو شخص اپنے مؤمن بھائی کی غیبت کا دفاع کرے خدا پر لازم ہے کہ اسے جہنم سے آزاد کرے۔ اے ابوذرؓ! جس شخص کے پاس اس کے برادر مؤمن کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد کرنے پر قادر ہو اور کرے بھی تو دنیا و آخرت میں خدا اس کی مدد کرے گا۔ اور اگر اس کی مدد کرنے پر قدرت رکھتے ہوئے بھی نہ کرے تو خدا دنیا و آخرت میں اس کی مدد نہیں کرے گا۔
(الآمالی للشیخ الطوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۲۲ و ۱۵۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵۷

مؤمن کے راز کو فاش کرنا اور اس کے بارے میں وہ بات نقل کرنا جو اس کے دامن کو داغدار کرے حرام ہے۔ اور حتی الامکان اس کی تصدیق کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا مؤمن کی عورت (ہر وہ امر جس سے شرم کی جائے) مؤمن پر حرام ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: یعنی اس کا نچلا حصہ (شرمگاہ)؟ فرمایا: جو تو سمجھ رہا ہے وہ مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد اس کے راز کا فاش کرنا ہے۔ (الاصول، کذا فی المحاسن)

۲۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کے بارے میں ایسی بات نقل کرے جس سے اس کا مقصد اسے عیب لگانا، اس کی شرافت کو بٹہ لگانا ہو تا کہ لوگوں کی نظروں میں اس کا وقار ختم کرے تو خدا اسے اپنی ولایت و سلطنت سے نکال کر شیطان کی ولایت میں دھکیل دیتا ہے۔ مگر شیطان بھی اسے قبول نہیں کرتا۔ (الاصول، المحاسن، الآمالی للصدوق وعقاب الاعمال)

۳۔ زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جو روایت میں ہے کہ مؤمن کی عورت (شرمگاہ) مؤمن پر حرام ہے۔ تو آیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ (شرمگاہ) کھولے اور تو دیکھے؟ نہیں۔ یہ مراد نہیں۔ بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ تو اس کے خلاف کوئی بات نقل کرے یا اسے

عیب لگائے۔ (الاصول)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اپنے مؤمن بھائیوں میں سے کسی کے بارے میں کوئی ناپسندیدہ بات پہنچتی ہے۔ جب میں اس سے رابطہ قائم کر کے اس سے پوچھتا ہوں تو وہ اس بات کا انکار کر دیتا ہے۔ حالانکہ بڑے قابل وثوق آدمیوں نے وہ بات نقل کی ہے؟ امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! اپنے بھائی کے بارے میں اپنے کان اور اپنی آنکھ کو بھی جھٹلا (کہ کان نے غلط سنا اور آنکھ نے غلط دیکھا ہوگا۔ مگر مؤمن نے غلط کام نہیں کیا ہوگا)...... اور اگر تیرے پاس پچاس آدمی کچھ اور کہیں اور وہ خود کچھ اور کہے تو تو اس کی تصدیق کر اور ان (پچاس) کی تکذیب کو اور ہرگز اس کے بارے میں وہ بات نہ پھیلا جو اسے عیب لگائے۔ اور اس کی مروت و شرافت کو ختم کرے۔ ورنہ تو ان لوگوں میں سے ہو جائے گا۔ جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ﴾ (جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان کی برائیاں پھیلائی جائیں ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے)۔ (عقاب الاعمال، الروضہ من الکافی)

۵۔ حضرت رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص کسی کے بارے میں کوئی برائی کی بات سنے اور اسے پھیلائے وہ اس برائی کرنے والے کے مانند سمجھا جائے گا۔ اور جو شخص کسی کے بارے میں کوئی اچھی بات سنے اور وہ اسے پھیلائے تو وہ اس نیکی کرنے والے کی طرح سمجھا جائے گا۔ (عقاب الاعمال)

۶۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں فیض بن مختار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مائدہ (آسمانی دسترخوان) نازل ہوا۔ تو آپؑ نے حواریین سے فرمایا کہ جب تک میں تمہیں اجازت نہ دوں اس وقت تک اس سے کچھ نہ کھانا۔ مگر بعض نے اس سے کچھ کھا لیا۔ تو بعض حواریین نے کہا: یا روح اللہ! فلاں نے (بلا اجازت) کھایا ہے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا: کیا تو نے کھایا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس پر سب حواریین نے کہا: یا روح اللہ! بخدا اس نے کھایا ہے! جناب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اپنے بھائی (کی بات کی) تصدیق کر اور اپنے آنکھ کی تکذیب کر۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵۱ اور اس سے پہلے باب ۴۹ از آداب سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶۳ و ۱۶۴ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵۸

مؤمن پر سب وشتم کرنا، اس کی ناموس، اس کا مال اور اس کا خون حرام ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ دو شخص ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ان میں سے پہل کرنے والا بڑا ظالم ہے۔ اس کا اپنا وزر و وبال بھی ہے۔ اور جب تک مظلوم سے معذرت نہیں طلب کرے گا اس کا وزر و وبال بھی اسی پر رہے گا۔ (الاصول)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی تمیم کا ایک شخص حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: (یا رسول اللہؐ!) مجھے کچھ وصیت فرمائیں! تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جو وصیت فرمائی اس میں ایک وصیت یہ بھی تھی کہ فرمایا: لوگوں کو گالی نہ دو۔ ورنہ اس سے ان کی دشمنی کماؤ گے۔ (ایضاً)۔

۳۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مؤمن کو گالی دینا فسق[۱] ہے۔ اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔ اور (غیبت کرکے) اس کا گوشت کرنا گناہ ہے۔ اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی مانند ہے۔ (الاصول، المحاسن، الفقیہ و عقاب الاعمال)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: مؤمن کو گالی دینے والا ہلاکت پر جھانکنے والے کی مانند ہے۔ (الاصول)

۵۔ جناب حسین بن سعیدؒ باسناد خود حسین بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

---

[۱] اس قسم کی متعدد حدیثیں کتب فریقین میں موجود ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان میں بیان کردہ اوامر و احکام ابتداءِ اسلام سے لے کر صبح قیامت کے طلوع ہونے تک سب لوگوں کے لیے یکساں ہیں۔ اس میں کسی زمان یا کسی مکان یا کسی شخص کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اور ایسا کرنے والے پر شرعاً تعزیر لگتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص خواہ کسی صحابی کو گالی دے یا کسی تابعی کو یا کسی عام اہل ایمان کو یا کسی اور طریقہ سے اس کی توہین کرے تو وہ تعزیر کا مستوجب قرار پائے گا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ صحابی کو گالی دینے پر حد جاری کی جائے گی یعنی وہ واجب القتل ہے۔ اس پر نہ کوئی قرآنی آیت دلالت کرتی ہے اور نہ کوئی مصطفوی مستند روایت۔ اور نہ ہی خود کسی صحابی کا کوئی قول یا فعل شاہد میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا یہ دعویٰ بلا دلیل ہونے کی بناء پر نہ صرف یہ کہ قابل قبول نہیں ہے بلکہ واجب الرد ہے۔ ہاں البتہ باتفاق فریقین حضرت رسول خدا ﷺ کو سب و شتم کرنا یا ان کی کسی اور طریقہ سے توہین کرنے والا مستحق حد ہے اور واجب القتل ہے۔ اور شیعی معتقدات کے مطابق امام معصوم علیہ السلام کی توہین کا بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ ان کی سب و توہین مستلزم توہین رسولؐ ہے۔ (جیسا کہ یا علی من سبک فقد سبنی کا مفاد ہے)۔ و للتفصیل محل آخر۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو لوگوں کی عزت و ناموس سے روکے۔ خدا قیامت کے دن اس کی لغزشوں سے درگزر فرمائے گا۔ اور جو شخص لوگوں سے اپنا غیظ و غضب روکے گا۔ خدا بروز قیامت اس سے اپنا غیظ و غضب روکے گا۔

(کتاب الزہد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵۹

مؤمن پر طعنہ زنی کرنا اور اس کی عیب جوئی کرنا اور اس کے بارے میں بُرا سوچنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی کوئی شخص کسی شخص پر کفر کی شہادت دیتا ہے۔ (اسے کافر کہتا ہے) تو ان دو میں سے ایک تو یقیناً کفر کے ساتھ واپس لوٹتا ہے۔ یعنی جسے اس نے کافر کہا ہے اگر وہ واقعاً کافر ہے تو فبہا۔ ورنہ اگر وہ مؤمن ہے تو کفر اس کو کافر کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا (اور وہ کافر ہو جائے گا)۔ لہٰذا خبردار! مؤمنوں پر طعنہ زنی نہ کرنا۔

(الاصول، عقاب الاعمال)

۲۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی شخص اپنے مؤمن بھائی سے "اُف" کہہ دے تو وہ اس کی ولایت (و محبت) سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور جب اس سے یہ کہے کہ تو میرا دشمن ہے۔ تو ان میں سے ایک (جو ظالم ہوتا ہے) کافر ہو جاتا ہے اور خداوند عالم اس مؤمن کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جس کے دل میں اپنے مؤمن بھائی کے بارے میں بُرا خیال ہو۔ (الاصول، المحاسن)

۳۔ فضیل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کے روبرو اس پر طعنہ زنی کرے وہ بری موت مرے گا اور وہ اس لائق ہوگا کہ وہ خیر و خوبی کی طرف نہ لوٹے۔ (الاصول، عقاب الاعمال)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اہل ایمان کو اپنے نورِ عظمت اور جلالِ کبریاء سے خلق فرمایا ہے۔ لہٰذا جو شخص ان پر طنز و طعن کرتا ہے اور ان پر رد کرتا ہے تو گویا اس نے عرش الٰہی پر خدا کی ردّ کی ہے۔ اور اس کا خدا سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور وہ شریک شیطان ہے۔ (عقاب الاعمال، المحاسن، امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد

(آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶۰

جو شخص لعنت کا مستحق نہ ہو اس پر لعنت کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب لعنت کرنے والے کے منہ سے لعنت نکلتی ہے تو وہ اس کے اور اس شخص کے درمیان جس پر لعنت کی گئی ہے چکر لگاتی رہتی ہے۔ پس اگر اسے کوئی سراغ مل جائے تو فبہا ورنہ وہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے کیونکہ وہی اس کا زیادہ سزاوار ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی مؤمن پر لعنت کرنے سے ڈرو۔ ورنہ وہ تم پر نازل ہوگی۔ (قرب الاسناد)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جب لعنت کسی شخص (کے منہ) سے کسی پر نکلتی ہے تو وہ دونوں کے درمیان چکر لگاتی ہے۔ پس اگر اسے گھسنے کے لیے کچھ جگہ مل جائے تو ٹھیک ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔ (الاصول، عقاب الاعمال)

باب ۱۶۱

مؤمن پر تہمت لگانا اور اس کے بارے میں بدگمانی کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عمر یمانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مؤمن اپنے مؤمن بھائی پر تہمت لگاتا ہے تو اس کے دل میں ایمان اس طرح پگھل جاتا ہے جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ حسین بن عمر بن یزید اپنے باپ (عمر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جب کوئی شخص اپنے دینی بھائی پر تہمت لگاتا ہے تو اس سے ان کا باہمی احترام ختم ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنے (مؤمن) بھائی سے وہی عام سلوک کرے جو وہ عام لوگوں سے کرتا ہے تو پھر وہ اس نسبت (ایمانی) سے بری ہو جاتا ہے جدھر وہ اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حسین بن مختار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اپنے (مؤمن) بھائی کے معاملہ (قول وفعل) کو کسی اچھے محمل پر محمول کرو۔ جب تک تمہارے پاس کوئی ایسی چیز (قطعی دلیل) نہ آجائے جو اس (حسن ظن) پر غالب آجائے اور جو کچھ تمہارے برادر مؤمن کے منہ سے نکلا ہے جب تک اس کا کوئی اچھا محمل موجود ہے اس کے بارے میں کوئی برا گمان نہ کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۶۲

مؤمن کو ڈرانا حرام ہے اگرچہ (تیز وتند) نگاہ سے ہی ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کی طرف ڈرانے والی نظروں سے دیکھے تو خداوند عالم اسے اس دن ڈرائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (الاصول)

۲۔ ابو اسحاق خفاف بعض اہل کوفہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کو کسی حاکم کے ذریعہ سے ڈرائے دھمکائے تاکہ اس کے ذریعہ اسے کچھ نقصان پہنچائے تو اگرچہ اسے کچھ نقصان نہ بھی پہنچے تاہم وہ (صرف ڈرانے کی وجہ سے) جہنم میں جائے گا۔ اور جو شخص کسی مؤمن کو کسی حاکم کی دھونس دکھائے تاکہ اسے نقصان پہنچائے اور وہ نقصان اسے پہنچ بھی جائے تو وہ جہنم میں فرعون اور آل فرعون کے ساتھ ہوگا۔ (الاصول وعقاب الاعمال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن احمد سے اور وہ جناب فاطمہ دختر حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی مسلمان کے لیے کسی مسلمان کو ڈرانا دھمکانا جائز نہیں ہے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶۳

مؤمن کے قتل میں اعانت کرنا اگرچہ نصف کلمہ سے ہو حرام ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن جب لوگ حساب و کتاب میں مشغول ہوں گے۔ ایک شخص ایک دوسرے شخص کے پاس جائے گا اور اسے اپنے خون سے لتھیڑ دے گا۔ وہ کہے گا: اے بندۂ خدا تیرا مجھ سے کیا واسطہ؟ وہ کہے گا کہ تو نے فلاں فلاں دن میرے خلاف بات کی تھی جس کی وجہ سے میں قتل ہو گیا۔ (عقاب الاعمال)

۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبید بن مدرک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کے برخلاف مدد کرے اگرچہ نیم کلمہ سے ہی ہو وہ اس حالت میں میدانِ حشر میں آئے گا کہ اس کی دو آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا: یہ خدا کی رحمت سے مایوس ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ، المحاسن للبرقیؒ کذا فی الکافی)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص بروزِ قیامت اس طرح محشور ہوگا کہ اس نے کسی کا خون نہیں بہایا تھا۔ پس اسے بقدر سینگی یا اس سے تھوڑا سا بڑا خون سے پُر ایک برتن دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ فلاں شخص کے خون (ناحق) سے یہ تیرا حصہ ہے۔ وہ عرض کرے گا: بارِالٰہا! تو جانتا ہے کہ تو نے مجھے اس حال میں قبض کیا کہ میں نے کسی کا خون نہیں بہایا تھا! ارشادِ قدرت ہوگا: ہاں۔ مگر تو نے جو فلاں آدمی سے فلاں بات سنی تھی۔ اور تو نے اسے آگے بیان کیا تھا اور پھر وہ بات نقل در نقل ہوتے ہوئے فلاں تک پہنچی اور اس نے (طیش میں آکر) اس شخص کو قتل کر دیا۔ تو اس کے خون سے یہ تیرا حصہ ہے (کہ نہ تو وہ بات نقل کرتا اور نہ وہ قتل ہوتا)۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵۲ و ۱۶۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶۴

چغلخوری کرنا اور کسی کی بات کو آگے نقل کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ آیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ بدترین خلائق کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: جو چغلی کھانے کے لیے چلتے ہیں، جو دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں اور جو بے عیبوں میں عیب تلاش کرتے ہیں۔ (الاصول، کتاب الزہد، الفقیہ)

۲۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان چغلخوروں پر جو چغلی کھانے کے لیے چلتے پھرتے ہیں جنت حرام ہے۔ (الاصول)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذرؓ! جنت میں کبھی ''قتات'' داخل نہیں ہوگا۔ ابوذرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! ''قتات'' کون ہے؟ فرمایا: چغلخور۔ اے ابوذرؓ! چغلی کھانے والا آخرت میں کبھی خدا کے عذاب سے چھٹکارا نہیں پا سکے گا! اے ابوذرؓ! جو شخص دنیا میں دومونہہ اور دوزبانہ ہوگا وہ جہنم میں بھی دو مونہہ ہوگا۔ اے ابوذرؓ! مجالس ومحافل امانت کے ساتھ ہوتی ہیں۔ (آدمی وہاں جو بات سنے اس کی حفاظت کا امین ہوتا ہے) اور تمہارا اپنے بھائی کے راز کو فاش کرنا خیانت ہے۔ پس اس سے اجتناب کرو۔ اور لغزش والی محفل سے پرہیز کر۔ (امالی طوسی)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار ایسے جہنمی شخص ہیں جو اپنی اذیت وعذاب کی وجہ سے باقی جہنمیوں کو بھی اذیت پہنچائیں گے جن کو جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور وہ ویل وثبور (ہلاکت) پکاریں گے۔ جہنمی لوگ آپس میں کہیں گے کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے ہماری اذیت میں اضافہ کر دیا ہے: (۱) ایک شخص کے سر پر انگاروں کا تابوت ہوگا۔ (۲) ایک شخص اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہوگا۔ (۳) ایک شخص کے منہ سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوگا۔ (۴) اور ایک شخص اپنا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہا ہوگا۔ پس اس تابوت والے سے کہا جائے گا کہ اے (رحمت ایزدی سے) دور! تیرا یہ حال کس وجہ سے ہوا کہ تو نے تو ہماری اذیت میں بھی اضافہ کر دیا؟ وہ کہے گا کہ جب وہ مرا تو اس کی گردن پر لوگوں کا مال تھا۔ جسے اس نے ادا نہیں کیا تھا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا جو اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہوگا کہ تیری یہ حالت کس لیے ہوئی کہ تو نے ہماری اذیت میں اضافہ کر دیا؟ وہ کہے گا: میں پیشاب کی پروا نہیں کرتا تھا کہ میرے جسم کو لگا ہے یا نہ۔ پھر اس شخص سے یہی سوال کیا جائے گا جس کے منہ سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوگا تو وہ کہے گا کہ وہ لوگوں کی بری باتوں کو آگے نقل کرتا تھا یعنی چغلخوری کرتا تھا۔ پھر اس شخص سے یہی سوال کیا جائے گا جو اپنا گوشت کھا رہا ہوگا۔ تو وہ جواب دے گا کہ وہ غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھاتا تھا اور چغلی کھاتا تھا۔ (عقاب الاعمال، الآمالی)

۵۔ حضرت رسول خداﷺ سے مروی ہے کہ آپؐ نے ایک خطبہ کے ضمن میں فرمایا: جو شخص دو آدمیوں کے درمیان چغلخوری کرے تو خدا اس کی قبر میں اس پر ایسی آگ مسلط کرے گا جو قیامت تک اسے جلاتی رہے گی۔ اور جب قبر

سے نکلے گا تو اس پر سیاہ رنگ کا ایک ناگ مسلط کرے گا۔ جو اس کا گوشت نوچے گا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں جہنم میں داخل ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

۶۔ علی بن غالب بصری ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (تین قسم کے لوگ) جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) بہت خون ریزی کرنے والا۔ (۲) ہمیشہ شرابخوری کرنے والا۔ (۳) چغلخوری کی خاطر بہت چلنے والا۔ (ایضاً)

۷۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنت تین شخصوں پر حرام ہے: (۱) چغلخور پر۔ (۲) ہمیشہ شراب پینے والے پر۔ (۳) اور دیوث پر۔ (ایضاً)

۸۔ ربیع (منصور دوانقی کا دربان) بیان کرتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے منصور (دوانقی عباسی) سے فرمایا: اپنے رشتہ داروں اور گھر والوں کے بارے میں اس شخص کی بات قبول نہ کر جس پر خدا نے جنت حرام قرار دے دی ہے اور جس کی بازگشت جہنم کی طرف ہے! کیونکہ چغلخور جھوٹا گواہ ہے۔ اور لوگوں کے درمیان آتش فتنہ بھڑکانے میں شیطان کا ساتھی ہے۔ اور خدا فرماتا ہے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا۟ أَن تُصِيبُوا۟ قَوْمًۢا بِجَهَـٰلَةٍ فَتُصْبِحُوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَـٰدِمِينَ﴾ (اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو اس کی چھان پھٹک کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ لاعلمی کی وجہ سے کسی قوم کو کچھ نقصان پہنچا بیٹھو اور بعد میں افسوس کرو)...... اور تم پر واجب ہے کہ قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرو، محروم کرنے والے کو عطا کرو۔ اور ظلم کرنے والے کو معاف کرو۔ کیونکہ (صلہ رحمی کے) عوض میں صلہ رحمی کرنے والا دراصل صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہوتا بلکہ وہ تو وہ ہوتا ہے جو قطع رحمی کے عوض صلہ رحمی کرے۔ (الآمالی)

۹۔ ابو سعید ہاشم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) کاہن[1]۔ (۲) منافق۔ (۳) ہمیشہ شرابخور۔ (۴) چغلخور۔ (ایضاً)

۱۰۔ یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس دوران کہ جناب موسیٰ خدا سے مناجات کر رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک شخص خداوند عالم کے عرش کے زیر سایہ بیٹھا ہوا ہے۔ پوچھا: یا اللہ! یہ شخص کون ہے؟ ارشاد ہوا: یہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرتا تھا۔ اور اس نے کبھی چغلخوری نہیں کی تھی۔ (ایضاً)

---

[1] جو غیبی باتیں جاننے اور بتانے کا مدعی ہو۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۱۔ صفوان بن یحییٰ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ آپؑ کے بعض اصحاب خود آپؑ کے خلاف چغلخوری کرتے ہیں ان سے بچو۔ عرض کیا: یا اللہ! میں ان کو نہیں پہچانتا۔ تو مجھے بتا کہ وہ کون ہے تاکہ میں اسے پہچان لوں! ارشاد ہوا: اے موسیٰؑ! میں نے ہی تو اس پر چغلخوری کرنے کا عیب لگایا ہے۔ اور اب تو چاہتا ہے کہ میں خود چغلخوری کروں؟ عرض کیا: یا اللہ! پھر میں کیا کروں؟ (تاکہ چغلخور کا پتہ چل جائے)۔ ارشاد ہوا: اپنے اصحاب کو دس دس کی ٹکریوں میں تقسیم کرتے جاؤ اور ان پر قرعہ ڈالتے جاؤ۔ بالآخر اس ٹکڑی پر قرعہ نکلے گا جس میں وہ چغلخور ہوگا۔ پھر اس ٹکڑی کے ہر ہر آدمی پر قرعہ ڈالو۔ جو اصلی مجرم ہوگا اس کے نام پر قرعہ نکل آئے گا۔ (چنانچہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے ایسا کرنا شروع کیا)۔ پس جب اس شخص نے دیکھا کہ قرعہ اندازی ہو رہی ہے تو وہ خود سامنے آ گیا۔ اور کہا: یا رسول اللہ! میں (چغلخور) ہوں۔ (مجھے معاف کردو)۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حذیفہؓ سے اور وہ حضرت رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چغلخور کبھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ، کذا فی الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ و ۱۴۱ و ۱۵۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب القصاص میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶۵

اولادِ نبیؐ (سادات) کے تمام نیک لوگوں کی طرف نظر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن خالد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہماری اولاد کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ! آیا آپ کی اولاد میں سے صرف ائمہؑ پر نظر کرنا عبادت ہے! یا تمام اولاد نبی پر؟ فرمایا: بلکہ تمام اولادِ نبیؐ پر نظر کرنا عبادت ہے۔ جب تک وہ ان کے راستہ سے جدا نہ ہوں (بدعقیدہ نہ ہوں) اور گناہوں سے ملوث نہ ہوں[1]۔ (بدعمل نہ ہوں)۔

(عیون الاخبار، الآمالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۶۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] الغرض صحیح العقیدہ، صحیح العمل اور صحیح النسب سادات کرام کی طرف نظر کرنا خدا کی عبادت ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۶۶

والدین، قرآن حکیم اور عالم دین کی طرف نظر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مروی ہے کہ کعبہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے، والدین کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔ بلا پڑھے صرف قرآن مجید کی طرف نظر کرنا عبادت ہے، عالم دین کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔ اور آل محمد علیہم السلام کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۹ از قرأت قرآن میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۹ از مقدمات طواف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

❁❁❁❁❁

بفضلہ تعالیٰ مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ کی آٹھویں جلد کا ترجمہ بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔

و الحمد للہ اولاً و آخراً و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ الطاہرین۔

بتاریخ ۹ ماہ رمضان ۱۴۱۳ھ بمطابق ۴ مارچ ۱۹۹۳ء بوقت قریباً پونے دو بجے دن۔

❁❁❁❁❁